

علماء ہند کا فقہی سرمایہ

مرتب
مفتی احمد نادر القاسمی

ایفا پبلی کیشنز - نئی دہلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	علماء ہند کا فقہی سرمایہ
مرتب	:	مفتی احمد نادر القاسمی
کمپوزنگ	:	محمد سیف اللہ
صفحات	:	۵۴۰
قیمت	:	۳۴۰ روپے
سن طباعت	:	فروری ۲۰۱۴ء

ناشر

ایفا پبلیکیشنز

۱۶۱-ایف، بیسمنٹ، جوگابائی، پوسٹ باکس نمبر: ۹۷۰۸

جامعہ نگر، نئی دہلی - ۱۱۰۰۲۵

ای میل: ifapublication@gmail.com

فون: 011 - 26981327

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث

حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ قال : سمعت رسول اللہ ﷺ يقول : ”من یرد اللہ بہ خیراً یفقهہ فی الدین ، إنما أنا قاسم واللہ یعطی ولن تزال ہذہ الأمة قائمة علی أمر اللہ لا یضرہم من خالفہم حتی یأتی أمر اللہ“ (بخاری و مسلم - اللؤلؤ والمرجان / ۲۱۸ محمد فواد عبد الباقی ، حدیث نمبر ۶۱۵ :)

(اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں ، دینے والا تو اللہ ہے ، اور ہمیشہ یہ امت اللہ کے دین پر قائم رہے گی ، اور ان کے مخالفین ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے ، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی)۔

فہرست

۹	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	پیش لفظ
۱۳	مفتی انور علی اعظمی	خطبہ استقبالیہ
۲۵	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	کلیدی خطبہ

مقالات

۴۱	علامہ شیخ صفی الدین ہندی ارموی شافعی اور اصول حضرت مولانا عتیق احمد بستوی	فقہ میں ان کی کتابیں
۶۹	قاری ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی	اردو زبان میں لکھی جانے والی فقہ حنفی کی اہم کتابیں
۹۵	مولانا ابوسفیان مفتاحی	اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا - نئے مسائل کے حل کے لیے اجتماعی کاوشیں
۱۰۰	مفتی حبیب اللہ قاسمی	اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا اور نئے مسائل کا حل
۱۱۷	مولانا خورشید انور اعظمی	اصول وقواعد فقہ پر اردو میں لکھی گئی کتابیں - ایک تعارف
۱۲۷	مولانا اشتیاق احمد اعظمی	علماء دیوبند کے اہم کتب فتاویٰ
۱۴۸	پروفیسر غلام یحییٰ انجم	علمائے بریلی کے اہم کتب فتاویٰ
۱۷۳	ڈاکٹر علاء الدین خان	فتاویٰ عالمگیری - ایک جائزہ
۲۰۱	مفتی ظفر عالم ندوی	اردو زبان میں لکھی جانے والی فقہ حنفی کی اہم کتابیں
۲۲۴	حافظ کلیم اللہ عمری	علماء اہل حدیث کے اہم کتب فتاویٰ

- ہندوستانی کتب خانوں میں فقہی مخطوطات: ایک جائزہ مولانا محمد حسان اختر ندوی ۲۴۵
- جدید فقہی رجحانات، جدید موضوعات اور علماء اسلام ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی ۲۵۵
- {کتبوں کا تعارف}
- اردو زبان میں لکھی جانے والی فقہ سلفی کی بعض اہم ڈاکٹر ارشد نعیم المدنی ۲۷۸
- کتابیں
- اصول وقواعد فقہ پر اردو میں لکھی گئی چند کتابیں ایک مفتی فضل الرحمن اصلاحی قاسمی ۲۹۱
- تعارف
- علمائے بریلی کے اہم کتب فتاویٰ مولانا ممتاز عالم رضوی ۳۰۰
- عصر حاضر میں ہندوستان میں فقہ اسلامی کی عربی زبان مولانا عبداللہ بخاری (مؤلف) ۳۱۹
- میں خدمات
- عربی زبان میں علماء ہند کی فقہی کاوشیں مولانا ابصار احمد ندوی ۳۲۶
- فقہی موضوعات اور علمائے ہند کی کاوشیں مولانا صفدر زبیر ندوی ۳۴۰
- اسلامک فقہ اکیڈمی اور نئے مسائل کا حل مولانا محمد نصر اللہ ندوی ۳۵۴
- موسوعہ فقہیہ - ایک تعارف مولانا محمد نوشاد عالم ندوی قاسمی ۳۶۰
- اردو زبان میں لکھی جانے والی فقہ سلفی کی اہم کتابیں ڈاکٹر مبین سلیم ندوی ازہری ۳۷۹
- جدید فقہی رجحانات کے موضوع پر اردو کتابیں، مولانا منور سلطان ندوی ۴۰۰
- ایک تعارف
- ہندوستان میں انگریزی زبان میں فقہی خدمات، مولانا محمد قمر الدین قاسمی ۴۲۰
- ایک جائزہ
- جدید مسائل کے حل میں علماء ہند کا حصہ مولانا محمد قمر الزمان ندوی ۴۳۲
- علمائے دیوبند کے اہم کتب فتاویٰ - ایک تجزیہ مولانا شمس تبریز مظاہری ۴۴۹

پیش لفظ

اسلامی قانون کا ماخذ بنیادی طور پر چار چیزوں کو مانا گیا ہے، کتاب اللہ، سنت رسول، اجماع اور قیاس، لیکن ان مآخذ تک ہر عام و خاص کی رسائی ممکن نہیں، اس کے لئے وسیع مطالعہ، عمیق نظر، غیر معمولی ذہانت، احوال زمانہ کا شعور اور ورع و تقویٰ کی صفات مطلوب ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں منجانب اللہ ان صفات و خصوصیات کی حامل بہت سی شخصیتیں پیدا ہوئیں، انہوں نے اپنے ممتاز اور لائق شاگردوں کے ساتھ مل کر شریعت کے مصادر سے استفادہ کرتے ہوئے ایک پورا نظام مرتب کر دیا، پھر ہر دور کی ضرورت کے لحاظ سے ایسے اہل علم پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اس ذخیرہ میں اضافہ کیا، یہ جدوجہد جو کم و بیش بارہ تیرہ سو سال پر مشتمل ہے، اور جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے، ”فقہ اسلامی“ کی کہلاتی ہے۔

فقہ اسلامی کا فکری سرمایہ اس قدر وسیع، جامع، ہمہ گیر، تفصیلی، عصری تقاضوں سے ہم آہنگ اور انسانی ضرورتوں کی تکمیل پر مبنی ہے کہ دنیا کے کسی اور نظام قانون میں اس کی مثال نہیں مل سکتی، عربی زبان میں گونفتی تالیفات کا ایک سمندر ہے، جس کی لہریں مسلسل آگے بڑھ رہی ہیں، اور اس کو علم و فکر کا بحرنا پیدا کنار کہنا کوئی مبالغہ نہیں، لیکن خود اردو زبان میں فقہ و فتاویٰ کا اتنا بڑا ذخیرہ فراہم ہو چکا ہے کہ عربی زبان کے علاوہ کوئی اور زبان اس کی ہمسری نہیں کر سکتی، یہ یقیناً اردو دنیا کے لئے بڑی سعادت اور خوش بختی کی بات ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا جہاں نئے فقہی اور فکری مسائل پر لوگوں کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہے، وہیں اس بات کی بھی کوشش کرتی ہے کہ اسلامی علوم بالخصوص فقہ سے متعلق بزرگوں کی

خدمات کو نئی نسل تک پہنچایا جائے، نیز موجودہ دور میں جو عملی کام ہوئے ہیں ان کو متعارف کرایا جائے؛ کیونکہ جو قوم اپنی تاریخ سے کٹ جاتی ہے، وہ حوصلہ و ہمت سے محروم ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ اپنی شناخت بھی کھودیتی ہے، ماضی کے روشن نقوش کو مستقبل تک پہنچانے کے لئے اکیڈمی ایسے پروگرام بھی منعقد کرتی ہے جو اس مقصد میں مفید ہوں، اور ایسے علمی و تحقیقی کام بھی کراتی ہے جن کے ذریعہ اس مقصود کو حاصل کیا جائے۔

چنانچہ علماء ہند کی عربی و اردو زبان میں فقہی خدمات پر اکیڈمی نے ایک اسکالر سے کام بھی کرایا ہے، اور اسی نسبت سے دو کتابیں شائع ہو چکی ہیں، جو مختصر لیکن جامع ہیں، اس موضوع کو زیادہ وضاحت اور وسعت کے ساتھ پیش کرنے کے لئے اکیڈمی نے برصغیر کے مردم خیز شہر ”مسوئی نی“ (جو پہلے ضلع اعظم گڑھ میں شامل تھا) کی قدیم دینی درس گاہ دارالعلوم منو میں ایک دوروزہ سمینار منعقد کیا، جس میں علماء ہند کے فقہی سرمایہ پر بڑے اہم اور تاریخی مقالات پیش کئے گئے، اور فقہی خدمات کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا، اس سمینار کی اہم بات یہ ہے کہ اس میں پوری وسیع النظری اور سیرجشی کے ساتھ اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر اور دبستان فقہ کی فقہی خدمات پیش کی گئیں، ایک دوسرے کے اعتراف سے فاصلے سمیٹتے ہیں، دوریاں کم ہوتی ہیں، اور امت میں اتحاد کی راہ ہموار ہوتی ہے، کاش کہ یہ سمینار اس مقصد میں کامیاب ہو اور اہل علم کو ایک دوسرے سے قریب کرے؛ کیونکہ اہل علم کی باہمی قربت عوام کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔

یہ خط ایک طرح سے دینی مدارس اور علماء کا جزیرہ ہے، اس لئے پروگرام میں اہل علم کی اچھی خاصی تعداد شریک ہوئی، اور اخبارات نے بھی نمایاں طور پر اس پروگرام کی تفصیلات شائع کیں، اکیڈمی کے لئے بے حد مسرت کی بات ہے کہ وہ اس وقت اس سمینار کے مقالات کا مجموعہ اصحاب ذوق تک پہنچا رہی ہے، جو اپنے موضوع پر ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی جمع و ترتیب کا کام محب عزیز مفتی احمد نادر القاسمی سلمہ رفیق شعبہ علمی نے کیا ہے، اور کوشش کی ہے کہ اس کو بہتر سے بہتر شکل میں قارئین تک پہنچائے، فجزاہ اللہ خیر الجزاء، اکیڈمی دارالعلوم منو،

وہاں کے منتظمین و اساتذہ، نیز مسوکی مختلف دینی جامعات سے تعلق رکھنے والے علماء اور عوام کی شکر گزار ہے کہ انہوں نے بڑی توجہ کے ساتھ اس پروگرام کو منعقد کیا، اور مہمانوں کی میزبانی کا حق ادا کیا، اللہ تعالیٰ ان کو بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے اور اس مجموعہ کو نئی نسل کو اپنے بزرگوں کی خدمات سے آگہی کا ذریعہ بنائے، آمین یا رب العالمین۔

خالد سیف اللہ رحمانی

جنرل سکریٹری

۸ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ، مطابق ۱۳ نومبر ۲۰۱۳ء

خطبہ استقبالیہ ہندوستان میں فقہی سرمایہ

مفتی انور علی اعظمی ☆

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين
وعلى آله وأصحابه أجمعين، أما بعد!

میں اپنے رفقاء و اساتذہ و اراکین مدرسہ دارالعلوم منووالیان شہر منوکی جانب سے
تمام علماء کرام و مفتیان عظام اور دانشوران ملت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے سمینار
میں شرکت کے لئے دور دراز علاقوں سے سفر کی زحمت گوارا کی اور اہل منو کو اپنی میزبانی کا
شرف عطا کیا۔ آج ہم اہل منو کے لئے بہت خوشی کا موقع ہے کہ اپنی سرزمین پر علم و فقہ کے اس
کارواں کا استقبال کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان حضرات کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر باقی رکھے۔
میں اسلامک فقہ اکیڈمی کے ذمہ داروں کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے ایک اہم
موضوع پر دوروزہ سمینار کے لئے منوشہر اور خاص طور پر دارالعلوم کا انتخاب کیا اور ہمیں دنیائے
علم کی اہم شخصیات کی میزبانی کا موقع ملا۔

حضرات! آج سے تقریباً ۲۴ سال قبل قاضی مجاہد الاسلام رحمہ اللہ نے فقہ اکیڈمی کی
بنیاد رکھی، قاضی صاحب عہد حاضر میں ہندوستان کی ایک عبقری شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ

کولت کی شیرازہ بندی کے لئے پیدا کیا تھا، ۱۹۸۹ء میں جب پہلا فقہی سمینار منعقد کیا تو مولانا علی میاں ندویؒ نے کہا: ”میں اپنی زندگی میں ایسا مجمع پہلی بار دیکھ رہا ہوں، جہاں مذہبی اور عصری علوم کے ماہرین اتنی بڑی تعداد میں اکٹھا ہو کر نئے مسائل پر غور و فکر کر رہے ہیں نی نی۔“

اللہ رب العزت نے آپ کو شاندار قوت تفہیم عطا فرمائی تھی، مشکل مسائل کی اس طرح تشریح فرماتے کہ بڑے بڑے اہل علم دنگ رہ جاتے۔ آپ یہ جملہ بار بار کہتے تھے کہ نصوص محدود ہیں اور مسائل لامحدود ہیں، ہمیں ان سارے مسائل کا حل انہیں نصوص میں تلاش کرنا ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے انداز پر ایسے مسائل کے حل کے لئے آپ نے اجتماع غور و فکر کا راستہ اپنایا، خیر القرون میں حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا طریقہ کار یہی تھا، اور اس کے بعد امام ابوحنیفہؒ کی مجلس فقہ کا انداز بھی ایسا ہی تھا۔ آپ نے انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں فقہ اکیڈمی کا قیام کیا۔ ڈاکٹر منظور عالم آپ کے رفیق کار تھے، اکیڈمی کے قیام کے ساتھ ساتھ آپ کا ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ ہندوستان میں علماء کی ایک ایسی ٹیم تیار ہو جائے جو عصر حاضر کے نئے مسائل قرآن و حدیث اور شریعت کے بنیادی مآخذ سے نکالنے کی صلاحیت رکھ سکے اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کرے۔ آج قاضی صاحبؒ نہیں ہیں، لیکن ان کے رفقاء کا رخص طور پر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی، حضرت مولانا عتیق احمد بستوی اور اکیڈمی کے صدر باوقار حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم سرکردہ علماء کی ایک جماعت کے ساتھ اس مشن کو بخیر و خوبی آگے بڑھا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اکیڈمی کو نظر بد سے بچائے۔

منو کا تاریخی پس منظر:

حضرات! منو تھ بھجن جو اس وقت مشرقی اتر پردیش کا ایک مشہور صنعتی شہر ہے اور

اپنی دیدہ زیب خوبصورت ساڑیوں کی وجہ سے پورے ہندوستان میں مشہور ہے۔ شاہان شرقیہ کے زمانے میں جونپور میں شامل تھا، پھر غازیپور کا حصہ بنا پھر ایک زمانہ تک اعظم گڑھ ضلع کا جزو تھا۔ ۱۷ نومبر ۱۹۸۸ء میں منو، ضلع کا صدر مقام بنادیا گیا۔

اس کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں بہت زیادہ معلومات مہیا نہیں ہیں، البتہ سرکاری گزٹ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ محمود غزنوی کے بھانجے سید سالار مسعود غازی جنہیں غازی میاں کے نام سے جانا جاتا ہے، اشاعت دین کے لئے ہندوستان آئے اور بہرائچ کو اپنا صدر مقام بنایا، انہوں نے اپنے رفقاء کی ایک جماعت اس علاقے میں بھیجی جن میں دو بھائی بہت مشہور ہیں: ایک ملک طاہر اور دوسرے ملک قاسم۔ ان لوگوں نے اس علاقے میں دین متین کو پھیلانے کے لئے بھرپور جدوجہد کی اور یہیں اپنی پوری زندگی بسر کی، چنانچہ ان حضرات کے نام پر منوشہر میں دو بڑے محلے قاسم پورہ اور ملک طاہر پورے آج بھی موجود ہیں اور ملک طاہر کی قبر بھی اسی شہر میں موجود ہے جسے ملک طاہر بابا کا روضہ کہا جاتا ہے۔ یہ واقعہ تقریباً ایک ہزار سال قبل کا ہے، پھر سترہویں صدی عیسوی میں مغل بادشاہ شاہجہاں نے اپنی بیٹی جہاں آراء بیگم کو جاگیر دے کر منو بھیجا، جہاں آراء بیگم نے اس شہر میں شاہی کٹرہ، ایک جامع مسجد اور ایک عید گاہ تعمیر کرائی، کٹرہ اصل میں کوٹ اور قلعہ تھا جس میں شہزادی کے وکلاء، امراء اور سپاہ سکونت پذیر تھے، اسی نسبت سے اس کا قدیم نام جہاں آباد ہے (مولانا امام الدین پنجابی، مصنفہ اسیر ادوی، ص: ۴۷)۔

اس کے بعد اورنگ زیب عالمگیر^۷ نے بھی اس بستی کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا اور متعدد لوگوں کو جاگیریں عطا کیں، اس کے دستاویز شاہی مہر کے ساتھ آج بھی متعدد مسلم اور غیر مسلم خاندانوں میں محفوظ ہیں۔

منو کا جغرافیائی اور علمی پس منظر:

منو ناتھ بھنجن مسلم آبادی کا ایک بڑا شہر ہے، اس کے قرب و جوار میں کوپانگج، ادی، گھوسی، پورہ معروف، مبارکپور، خیر آباد، اعظم گڑھ، جونپور، بنارس میں بڑی مسلم آبادیاں ہیں اس طرح سے یہ پورا علاقہ ایک مسلم بیلٹ ہے۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کے بڑے بڑے دینی ادارے ہیں، خود منو شہر میں سات ایسے ادارے ہیں جہاں دورہ حدیث تک تعلیم ہوتی ہے۔ دارالعلوم، مفتاح العلوم، مرقاۃ العلوم، تعلیم الدین، فیض عام، جامعہ اشریہ، مدرسہ عالیہ، قریب میں مبارکپور آباد ہے، جہاں بریلوی مسلک کا سب سے بڑا ادارہ جامعہ اشرافیہ ہے۔ اسی کے قریب بلریا گنج میں جماعت اسلامی کا نمائندہ ادارہ جامعۃ الفلاح ہے۔ تھوڑے فاصلہ پر بنارس میں اہل حدیث مسلک کا مرکزی ادارہ جامعہ سلفیہ موجود ہے۔ اعظم گڑھ ضلع زمانہ قدیم سے دیار شبلی کے نام سے مشہور ہے۔ اعظم گڑھ شہر میں ہندوستان کا مشہور کتب خانہ دارالمصنفین اور پروانچیل کا عصری علوم کا مشہور ادارہ شبلی کالج علامہ شبلی نعمانی کی یادگار ہیں۔ اعظم گڑھ ضلع میں متعدد معیاری دینی مدارس موجود ہیں، جیسے جامعہ اسلامیہ مظفر پور، مدرسۃ الاصلاح سرانے میر اور بیت العلوم سرانے میر، اور منبع العلوم خیر آباد، جامعہ احیاء العلوم مبارکپور، مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپورہ اور جونپور ضلع میں جامعہ حسینیہ لال دروازہ اور بنارس میں جامعہ اسلامیہ اور مظہر العلوم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ابوالفضل مولانا امام الدین پنجابی کی آمد اور دینی تعلیم کا ارتقاء:

منو میں ایک ہزار سال قبل ملک طاہر اور ملک قاسم تشریف لائے۔ ان حضرات کے بعد شاہجہاں اور اورنگ زیب نے بھی اپنی خاص توجہ مبذول فرمائی، شاہان شرقیہ کے زمانے میں جونپور ایک بڑا علمی مرکز تھا، اس کی علمی شہرت کی بنا پر شاہجہاں نے اسے شیراز ہند کا لقب دیا، اس لئے منو میں دینی تعلیم کا ماحول پہلے سے موجود تھا، چنانچہ مشہور عالم ملامحمود جونپوری مصنف ”شمس بازغہ فی فی منو ضلع کے ایک گاؤں ولید پور کے باشندہ تھے، البتہ اس میں ترقی اور

تیزی اس وقت آئی جب ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۱ء میں مولانا امام الدین پنجابی تشریف لائے اور الہ داد پورہ کی مسجد میں فروکش ہوئے۔ مولانا امام الدین کا اصل وطن پنجاب کا شہر کالہ نور بٹالہ تھا۔ وہاں سے وہ لاہور آئے پھر دیوبند آئے، پھر دیوبند سے فراغت کے بعد مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی سے بیعت ہوئے اور غالباً انہیں کے اشارے پر منوکار رخ کیا، انہوں نے حدیث مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے پڑھی (مولانا امام الدین پنجابی، مصنفہ اسیر ادروی، ص: ۱۵)۔

مولانا امام الدین پنجابیؒ نے منوکار اپنا وطن بنالیا، بہت سارے لوگوں نے ان سے کسب فیض کیا، ان کے خاص تلامذہ میں مولانا سلطان احمدؒ، مولانا عبد الغفار عراقی، مولانا ابو الحسن عراقی وغیرہم ہیں۔

مولانا اسیر نے کہا ہے کہ وہ ایک قلم نا آشنا عالم تھے، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے تعلیم بہت دیر میں شروع کی، اس لئے لکھنے کی مشق کا موقع نہیں ملا، دیوبند کے تحریری امتحان میں آپ کے ساتھ لکھنے والے طالب علم کو ساتھ بیٹھنے کی اجازت ہوتی تھی، آپ نے کبھی قلم ہاتھ میں نہیں لیا، لکھنے کے معاملہ میں امی تھی، اس کے باوجود آدھے درجن کے قریب رسائل اور کتب آپ کی یادگار ہیں۔ ان میں سے متعدد کتابیں عربی زبان میں ہیں، یہ ساری کتابیں آپ نے دوسروں کو املاء کرائیں، ان کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا پنجابیؒ انتہائی متبحر عالم تھے۔ (۱) البلاغ المبین، (۲) مصابیح الاطلاع علی تحریم التواجد والسماع، (۳) ربیع الانوار متبیین الکلام فی دفع الخصام۔ یہ تمام کتابیں انتہائی مدلل ہیں اور اپنے اپنے موضوع پر کافی اور شافی معلومات فراہم کرتی ہیں، مولانا نے یہ تصانیف اس زمانہ کی بدعات کے رد میں لکھی ہیں، اس علاقہ کو بنانا سنوارنے میں مولانا پنجابیؒ کا بہت اہم رول ہے۔ آپ درس و تدریس کا کام بھی کرتے تھے، عوام کی اصلاح کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے اور ملکی سطح پر جو باطل نظریات و بدعات پھیلی ہوئی تھیں ان کی تردید کے لئے کتابیں اور رسائل تصنیف کرتے تھے۔ مولانا پنجابیؒ ہر محاذ پر کامیاب تھے،

کیونکہ وہ ہمہ جہتی صلاحیتوں سے متصف تھے (حوالہ مذکورہ)۔

مولانا سلطان احمد اور دارالعلوم منوکا قیام:

مولانا سلطان احمد ۱۲۸۵ھ میں منوکا کے قدیم محلہ بلاقی پورہ میں پیدا ہوئے۔ گھریلو تعلیم کے بعد مولانا امام الدین پنجابی سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں پھر غازیپور گئے، وہاں حافظ مولانا عبد اللہ غازیپوری، اور مولانا فاروق چریا کوٹی وغیرہ سے مروجہ نصاب تعلیم کی تکمیل کی۔ مولانا سلطان احمد ایک بلند پایہ جید الاستعداد سلیم الفکر عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شخصیت سازی کا بڑا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ ۱۳۰۹ھ میں تعلیم سے فراغت حاصل کی پھر وطن واپس آئے۔ اسی زمانہ میں محلہ قاسم پورہ کے چند باہمت صاحب فکر لوگوں نے مولانا کو بلایا، اور حاجی محمد اسماعیل عرف بھائی اور مولانا سلطان احمد نے ساتھ مل کر دارالعلوم منوکا آغاز کیا۔ ابتداء میں یہ مدرسہ حاجی محمد اسماعیل بھائی قاسم پورہ کے بیٹھک میں قائم کیا گیا، پھر اٹھ کر اسی محلہ کی ایک مسجد میں آیا جو حاجی اسماعیل کے نام سے موسوم ہے اور برتنے کی مسجد کہی جاتی ہے۔ پھر جب طالب علموں کی تعداد زیادہ بڑھ گئی تو باقاعدہ زمین خرید کر اس جگہ لایا گیا جہاں اب موجود ہے۔ دارالعلوم کی قدیم روداد سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کا آغاز ۱۳۱۲ھ میں ہوا۔ ابتدائی زمانہ میں دارالعلوم کو ترقی دینے میں مولانا شیخ محمد ولد حاجی محمد اسماعیل بھائی کا بہت اہم رول ہے۔ آپ نے بڑی محنت سے ایک تقویم مرتب کی۔

مولانا سلطان شاہ ولی اللہ کی فکر سے بہت متاثر تھے، اس لئے انہوں نے اپنی خود نوشت تحریر میں مسلکی معاملہ میں میانہ روی اور اعتدال کو اپنانے کی تاکید کی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ فراغت کے بعد جب منوآئے اس وقت تقلید اور عدم تقلید کا اختلاف چھڑا ہوا تھا، وہ لکھتے ہیں: میرے خیال میں تو وسط کی رہ روی بہتر ہے۔ عمدۃ المحدثین شاہ ولی اللہ اور مولانا عبدالحی کی تصانیف میرے اس خیال کے منشاء ہیں۔

مولانا سلطان احمد صاحب ابتداء جوانی سے کسی سخت مرض میں مبتلا تھے، اس لئے

انہیں تصنیف و تالیف کا موقع نہیں ملا۔ ۱۳۲۵ھ میں صرف چالیس سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

عام طور پر عوام کا ایک طبقہ علماء پر یہ الزام لگاتا ہے کہ وہ انگریزی کے مخالف تھے یہ بات حقیقت سے بہت دور ہے۔ مولانا سلطان احمد صاحب نے آج سے سوا سو سال پہلے اپنی ایک تحریر میں لکھا ہے کہ علم عربی کے طلاب کو انگریزی دانی سے محروم نہیں رہنا چاہئے، لیکن اس کے لئے قوم کی سخت توجہ درکار ہے۔ اعانت معتد بہ کرنے کی ضرورت ہے۔

دارالعلوم منو کے کچھ نامور فضلاء اور ابناء قدیم:

دارالعلوم منو اپنی ابتداء سے دارالعلوم دیوبند کے تعلیمی منہج سے جڑا ہوا ہے اس لئے یہاں سے طلبہ کے دیوبند جانے کا سلسلہ بہت قدیم ہے۔ اکثر طلبہ درس نظامی کی تکمیل کے لئے اور خاص طور پر حدیث شریف پڑھنے کے لئے دارالعلوم دیوبند کوچ کرتے ہیں۔ جب کہ ایسے طلبہ کی بھی ایک بڑی تعداد موجود ہے، جنہوں نے اسی دارالعلوم میں اپنی تعلیم مکمل کی اور صحاح ستہ پڑھ کر دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ اس ادارہ سے فیضیاب ہونے والے چند مشہور لوگوں کے نام یہ ہیں:

- (۱) ابوالہماثر حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمیؒ، (۲) مجاہد ملت مولانا عبد اللطیف نعمانی صاحبؒ، (۳) مناظر اسلام مولانا منظور احمد نعمانیؒ، (۴) مولانا حکیم محمد فاروقؒ، (۵) مولانا قاری ریاست علیؒ، (۶) مفتی عبدالباریؒ، (۷) مولانا عبد الجبار منوئیؒ، (۸) مولانا محمد حسن بہاریؒ، (۹) حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، (۱۰) قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ، (۱۱) ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمیؒ، (۱۲) مولانا قمر الدین دارالعلوم دیوبند، (۱۳) مولانا قمر الزماں صاحب الہ آباد، (۱۴) مفتی حبیب الرحمن خیر آبادی مفتی دارالعلوم دیوبند، (۱۵) مولانا حبیب الرحمن جگدیش پوری استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند، (۱۶) قاری

ولی اللہ صاحب ممبئی، (۱۷) مولانا انعام الحق قاسمی سابق مہتمم دارالعلوم منو، (۱۸) مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند، (۱۹) ڈاکٹر فیضان اللہ پروفیسر جواہر لال نہرو یونیورسٹی، (۲۰) مولانا نور عالم خلیل امینی مدیر عربی مجلہ الداعی، (۲۱) مولانا شیخ محمد صاحب، (۲۲) مولانا ندیر احمد نعمانی وغیرہ۔

ان حضرات کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ دارالعلوم منو ایک قدیم بافیض ادارہ ہے۔ ایک صدی سے زائد عرصہ سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ یقیناً یہ اس کے بانیان اور معاونین کے خلوص اور للہیت کی دلیل ہے۔

دارالعلوم منو کے فضلاء اور ابناء قدیم کی خدمات کا اجمالی تعارف:

دارالعلوم کے فضلاء میں مولانا حبیب الرحمن اعظمیؒ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ آپ نے فن حدیث اور اسماء الرجال میں پوری دنیا میں اپنا لوہا منوایا، ان کی تصانیف نے بڑے بڑے اہل علم سے خراج تحسین وصول کیا۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم منو میں حاصل کی پھر مولانا عبد الغفار عراقیؒ کی صحبت میں رہ کر مختلف اداروں میں ان سے پڑھتے رہے۔ حدیث کی تعلیم کے لئے دیوبند گئے اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے کچھ دنوں پڑھا، لیکن آپ وہو اس نہیں آئی او رہما ہو کر گھر واپس چلے آئے۔ اور دارالعلوم منو میں مولانا کریم بخش سنبھلیؒ سے صحاح ستہ کا بیشتر حصہ پڑھ کر ۱۹۱۹ء میں فراغت حاصل کی۔ منو اور اطراف میں آپ بڑے مولانا کے نام سے جانے جاتے تھے، پوری زندگی انتہائی سادگی کے ساتھ گزاری، گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر انتہائی محققانہ کتابیں تصنیف کیں، اپنی زندگی میں آپ حدیث وفقہ میں علماء کا مرجع تھے۔ دارالعلوم منو، مفتاح العلوم اور مرقاۃ العلوم تینوں اداروں کو اپنے فیض سے سیراب کیا، نہ صرف اہل منو کی اصلاح کے لئے آپ نے جدوجہد کی، بلکہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں اصلاح و ارشاد کا کام انجام دیا۔ آپ نے اردو زبان میں چالیس رسائل اور کتب، عربی زبان میں سات کتابیں،

ایک سواٹھارہ علمی مقالات اور تقریباً سولہ کتابوں پر تحقیق و تعلیق کا کام کیا (حیات ابوالمآثر، ڈاکٹر مسعود احمد الاعظمی)، آپ کا علمی کارنامہ دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اہل منور دارالعلوم منور اپنے اس نامور فرزند پر جتنا ناز کریں کم ہے؛ لیکن علمی برتری کا اظہار آپ کے طور طریقے سے بالکل نہیں ہوتا تھا، پرانے محدثین کی طرح آپ کے اوپر ورع و تقویٰ اور تواضع کا غلبہ تھا، البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک علمی رعب عطا کیا تھا، آپ کے اوپر مشہور محدث عنبہ ابن سعید کا وہ جملہ خوب بجاتا ہے جو انہوں نے مشہور تابعی ابو قلابہ کے بارے میں عمر بن عبد العزیز کی مجلس میں ایک خاص علمی نکتہ کی تشریح کے موقع پر کہا تھا: ”واللہ لا یزال هذا الجند بخیر ما عاش هذا الشيخ بین أظهرهم“ (بخاری ۱۰۱۹/۲) (خدا کی قسم یہ لوگ (اہل شام) اس وقت تک خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک یہ شیخ ان کے درمیان ہیں۔ آپ کی بیشتر تصانیف حدیث و فقہ کے موضوع پر ہیں، اس طرح آپ کی کتابیں اور آپ کے استاذ مولانا عبد الغفار عراقی کی کتابیں ایک بڑا فقیہی سرمایہ ہیں۔

مولانا محمد منظور نعمانی:

آپ نے اپنی تعلیمی زندگی کا ایک بڑا حصہ اپنے چچا مولانا کریم بخش سنبھلی کے ساتھ دارالعلوم منور میں گزارا۔ اسی زمانہ میں مولانا حبیب الرحمن الاعظمی اور مولانا عبد اللطیف نعمانی اور مولانا حکیم محمد فاروق صاحب سے عربی درسیات کی مختلف کتابیں پڑھیں، مولانا منظور احمد نعمانی دیوبند کے نامور فضلاء میں شمار کئے جاتے ہیں اور ایک زمانہ تک دارالعلوم دیوبند کی شوری کے رکن رہے۔

آپ نے احقاق حق کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کر دی، بڑے بڑے مناظرے کئے۔ مولانا الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کا پر زور تعاون کیا، منورنا تھ بھجن میں آپ اور مولانا ابو الحسن علی ندوی سب سے پہلے دعوت و تبلیغ کے تعلق سے تشریف لائے۔ معارف الحدیث، امام

خمینی اور شیعیت، اسلام کیا ہے، آپ حج کیسے کریں جیسی مفید اور مدلل کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔

مولانا قاری ریاست علی صاحب^۷:

حضرت مولانا قاری ریاست علی صاحب غازیپور کے ایک گاؤں بحری آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ سے فن قراءت کی تکمیل کی، آپ کے مخصوص اساتذہ میں قاری ضیاء الدین صاحب الہ آبادی کا نام نامی لیا جاتا ہے۔ حفظ اور قراءت کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دارالعلوم منو میں بحیثیت استاذ تشریف لائے۔ اس زمانہ میں پورے علاقہ میں تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے کا رواج نہیں تھا، لوگ اس فن سے آشنا نہیں تھے، آپ مشرقی اضلاع میں فن قراءت کے پہلے استاذ ہیں بلکہ موجد ہیں۔ اور اس علاقہ کے اکثر قراء کا علمی شجرہ آپ ہی سے ملتا ہے۔ جب آپ دارالعلوم منو تشریف لائے تو باقاعدہ عالم نہیں تھے، آپ نے مدرسے کے ساتھ یہ شرط رکھی کہ میں پڑھانے کے ساتھ اپنی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھوں گا۔ علم کا بے پایاں شوق تھا، درس نظامیہ کی ساری کتابیں پڑھ کر دارالعلوم منو سے سند فضیلت حاصل کی۔ اس کے بعد تقریباً چالیس سال تک عربی شعبہ میں تدریس کا بہترین کام انجام دیا، اخیر کے دس سال شیخ الحدیث اور صدر مدرس رہے۔ جنوری ۱۹۷۲ء میں انتقال فرمایا، بے شمار لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی پروفیسر ریاض یونیورسٹی اور فقیہ ملت قاضی مجاہد الاسلام صاحب، مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند جیسے لوگ آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

فن قراءت میں آپ کے جن شاگردوں نے خوب نام پیدا کیا ان میں قاضی مصطفیٰ صاحب، قاری ظہیر الدین معروفی، قاری عبدالمنان سابق استاذ مفتاح العلوم وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ نے درمیان میں فن قراءت کی ذمہ داری اپنے لائق شاگرد قاری محمد مصطفیٰ

صاحب کے حوالے کردی تھی۔ ۱۹۶۹ء میں قاری محمد مصطفیٰ صاحب کے انتقال کے بعد دوبارہ قراءت سب سے عشرہ کا درس دینا شروع کیا۔ اخیر دور کے آپ کے شاگردوں میں قاری ظفر الاسلام صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم منواری قاری عبدالرشید صاحب، قاری اشفاق احمد صاحب، قاری لطافت حسین وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت قاری ریاست علی صاحب نے فن قراءت میں ایک بہت ہی عمدہ کتاب ”خلاصۃ التجوید فی نی کے نام سے تصنیف کی، اس پر آپ کے شاگرد رشید قاری محمد مصطفیٰ صاحب نے حاشیہ لکھا، بہت سی جگہوں پر یہ کتاب داخل نصاب ہے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی:

آپ ہمارے علاقے میں مصطفیٰ مصری کے نام سے جانے جاتے ہیں، آپ نے زیادہ تر کتابیں دارالعلوم منواری میں پڑھیں، اخیر سالوں میں دیوبند جا کر حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، علامہ ابراہیم بلیاوی وغیرہ سے حدیث کی کتابیں پڑھیں، اور دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی، اس وقت آپ عالم اسلام میں حدیث کے مشہور محقق ہیں، ریاض یونیورسٹی میں ایک مدت تک حدیث کے پروفیسر رہے۔ مستشرقین کے رد میں آپ کا کام بہت نمایاں اور انتہائی قابل تحسین ہے۔ کیمبرج یونیورسٹی میں جب انہوں نے اپنی پی ایچ ڈی کا مقالہ پیش کیا تو اس کو دیکھ کر ان کے غیر مسلم استاذ نے کہا: تم نے ہمیں سوچنے کے لئے ایک نئی راہ دکھائی۔ آپ نے سنن ابن ماجہ اور صحیح ابن خذیمہ اپنی تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع کیا۔ ابھی آپ کا علمی سفر جاری ہے، آپ کی ایک تازہ کتاب منظر عام پر آئی ہے، ”منہج النقد عند المحدثین - نشأتہ و تاریخہ“۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند:

آپ نے اپنی تعلیم کا ایک بڑا زمانہ دارالعلوم منواری گزارا، مولانا مسلم صاحب، مولانا قاری ریاست علی صاحب، مولانا محمد امین صاحب، مفتی نظام الدین صاحب وغیرہم سے درس

نظامیہ کی اکثر کتابیں پڑھیں، پھر دارالعلوم دیوبند سے دور حدیث کی تکمیل کی۔ آپ کی بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو شروع ہی سے صحیح بخاری پڑھانے کا موقع عنایت فرمایا۔ تقریباً ساٹھ سال سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ سب سے پہلے مطلع العلوم بنارس میں شیخ الحدیث تھے، اس کے بعد دس سال دارالعلوم منو میں رہے اور تقریباً تیس سال سے دارالعلوم دیوبند میں بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں۔ ہند اور بیرون ہند میں آپ کے ہزاروں شاگرد دین کی خدمت میں لگے ہیں۔ راقم الحروف نے اپنی علمی زندگی میں سب سے زیادہ آپ سے فائدہ اٹھایا۔

قاری محمد مصطفیٰ صاحب:

آپ قاری ریاست علی صاحب کے بہت ہی خاص شاگرد ہیں، قاری مصطفیٰ صاحب نے ایک طویل مدت تک شعبہ تجوید کی آبیاری کی، قاری ریاست علی صاحب کو آپ پر ایسا بھرپور اعتماد تھا کہ اس شعبہ کو آپ کے حوالے کر کے عربی تدریس میں لگ گئے۔ دارالعلوم کا یہ شعبہ ملک بھر میں مشہور ہے۔ قاری مصطفیٰ صاحب نے اس شعبہ کو چار چاند لگا دیا، آپ کے مشہور شاگردوں میں قاری ابوالحسن صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند، قاری محمد یسین صاحب استاذ دارالعلوم منو اور قاری ولی اللہ صاحب ممبئی اور دارالعلوم کے موجودہ مہتمم الحاج حافظ احمد ذکی نقشبندی وغیرہ شامل ہیں۔

کلیدی خطبہ علماء ہند کی فقہی خدمات

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ☆

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين
وعلى آله وأصحابه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد۔
حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور قرآن مجید کے واسطے سے اس پورے دین کی
حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، جہاں حفاظ اور قراء و مجودین نے الفاظ قرآنی کی حفاظت کی ہے اور
خطاطین و کاتبین نے قرآن مجید کو اسی رسم الخط میں محفوظ رکھا ہے؛ جو جامع قرآن حضرت عثمان
غنیؓ کے زمانہ سے متواتر چلا آ رہا ہے، وہیں محدثین و فقہاء نے معانی قرآن کی حفاظت کا بیڑہ
اٹھایا، امام شافعیؒ کے حسب تحریر ہر حدیث کسی نہ کسی درجہ میں قرآن مجید کا بیان ہے، محدثین
نے ان تمام باتوں کو جمع کیا، جو آپ ﷺ سے منسوب تھیں، پھر روایت و درایت اور عقل
و نقل کی روشنی میں معتبر اور نامعتبر روایتوں کو ایک دوسرے سے الگ کیا اور راویوں کی تحقیق
کر کے ایک ایک حدیث پر حکم لگایا، نیز اس کے لئے ایک مستقل علم، علم اسماء رجال، کی بنیاد
رکھی، حقیقت یہ ہے کہ جیسے قرآن مجید ایک معجزہ ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے اقوال
و افعال کی حفاظت کا جو اہتمام من جانب اللہ اس امت نے کیا ہے، وہ بھی ایک معجزہ سے کم

نہیں ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ پر ختم نبوت کی اور شریعت محمدی کے بقاء و دوام کی دلیل ہے؛ کیونکہ جس چیز سے انسانیت کا نفع متعلق ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی کو باقی رکھتے ہیں اور جس چیز سے انسانیت کا نفع ختم ہو جاتا ہے، وہ چیز خود بخود فنا ہو جاتی ہے، اگر خدا کے یہاں یہ بات منظور نہ ہوتی کہ آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک باقی رہے تو گذشتہ شریعتوں کی طرح آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت بھی انسانی آویزشوں اور ملاوٹوں کا شکار ہو گئی ہوتی۔

حدیثیں اگرچہ کتاب اللہ کی تشریح و توضیح میں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں؛ اسی لئے تفسیر قرآن مجید کا سب سے بڑا اور اہم ماخذ حدیث ہے؛ لیکن اس کے بعد بھی دو کاموں کی ضرورت باقی تھی: ایک یہ کہ بہت سے احکام خاص کر عبادات کے علاوہ دوسرے مسائل قرآن و حدیث میں صراحتاً ذکر نہیں کئے گئے ہیں؛ بلکہ اصول و مقاصد کو واضح کر دیا گیا ہے؛ تاکہ ہر زمانہ میں پیدا ہونے والے مسائل و واقعات میں ان سے روشنی حاصل کی جائے اور امت کے لئے زندگی کے تمام شعبوں میں شریعت کی رہنمائی حاصل رہے، جیسے قرآن مجید نے کہا ہے: ”وَأَشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِنْكُمْ“ (اطلاق ۲)؛ لیکن عدل سے کیا مراد ہے؟ قرآن و حدیث میں اس کی تعریف نہیں کی گئی، آپ ﷺ نے قبضہ سے پہلے کسی چیز کو فروخت کرنے سے منع فرمایا (ترمذی، حدیث نمبر ۱۲۹۲)؛ لیکن قبضہ کی حقیقت کیا ہے اور کس کیفیت پر قبضہ کا اطلاق ہوگا؟ اس کو واضح نہیں فرمایا گیا، اس طرح کے بہت سے احکام قرآن و حدیث میں ملتے ہیں، جس کو مبہم رکھا گیا ہے، اسی طرح بعض مواقع پر صرف اصول و قواعد کی رہنمائی کی گئی ہے؛ جیسا کہ قرآن نے کہا: ”لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ“ (النساء ۲۹)۔ یعنی معاملات کی بنیاد تراضی عاقدین پر ہے؛ لیکن کس وقت کی تراضی معتبر ہے اور کس طور پر رضا مندی کا اظہار کیا جائے گا؟ اس کو قرآن نے مبہم رکھا ہے، یا جیسے آپ ﷺ نے ایک قاعدہ مقرر فرمادیا: ”لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ“ (ابن ماجہ، کتاب الاحکام، حدیث نمبر ۴۰۲۳) زندگی کے تمام مسائل میں اس قاعدہ کا اطلاق ہوگا؛ لیکن کس درجہ کا

ضرر احکام میں مؤثر ہوگا اور دفع ضرر کا طریقہ کیا ہے؟ اس کی صراحت نہیں کی گئی۔

اس ابہام و اجمال کی حکمت ظاہر ہے؛ کیونکہ قیامت تک بے شمار مسائل جنم لیتے رہیں گے، نئے وسائل پیدا ہوں گے، طریقہ کار میں تبدیلیاں آئیں گی، عرف و رواج بدلے گا، اگر ان تعبیرات اور اصول و قواعد کا بے لچک مفہوم و مصداق متعین کر دیا جاتا، تو ایک عہد کے بعد دوسرے عہد میں اس کا اطلاق دشوار ہو جاتا اور اگر رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ایک ہزار سال آگے کے واقعات اس وقت بتائے گئے ہوتے تو وہ گذشتہ عہد کے لوگوں کے لئے ناقابل فہم ہوتے، اس لئے ان کو مبہم رکھنا اور زمانے کی ضرورتوں کے لحاظ سے اس کی تطبیق میں مختلف صورتوں کی گنجائش کو باقی رکھنا ایک ایسی شریعت کے لئے ضروری تھا، جسے قیامت تک انسانیت کی رہنمائی کرنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے اجتہاد کا راستہ کھولا (سنن ترمذی عن معاذ بن جبلؓ، حدیث نمبر ۱۳۲۷) آپ کے جو رفقاء اس کے اہل تھے، ان کو بعض مسائل میں عملی طور پر اجتہاد و قیاس کا طریقہ بھی سمجھایا اور اس کو کارثواب بتایا (سنن ترمذی عن ابی ہریرہؓ، حدیث نمبر: ۱۳۲۶) یہ کام بعض پہلوؤں سے محدثین کے کام سے زیادہ دشوار ہے؛ کیونکہ اس میں نصوص کے الفاظ ہی کو جمع کرنا نہیں ہے؛ بلکہ اس کے معانی میں غواصی بھی ضروری ہے، قرآن و حدیث کے اوامر و نواہی کو سمجھنا، اسرار و حکم کو جاننا، علت و مناسط کو دریافت کرنا، نئے واقعات پر ان کو منطبق کرنا اور جہاں ادلہ شرعیہ میں بظاہر تعارض ہو، ان میں تطبیق و ترجیح کی راہ نکالنا، پھر نصوص کے لب و لہجہ کو دیکھتے ہوئے احکام کے مدارج کو متعین کرنا، یہ ایسی خدمت ہے، جس کے لئے جمع نصوص اور حفظ معلومات کافی نہیں ہے؛ بلکہ غیر معمولی ذہانت، ذکاوت و طباعی اور خداداد فہم و فراست بھی مطلوب ہے۔

فقہاء نے اسی فریضہ کو انجام دیا ہے اور اسلامی تاریخ کی بہترین ذہانتیں اس میدان میں استعمال ہوئی ہیں، اہم بات یہ ہے کہ یہ فقہاء اپنے عہد کے ذہین ترین لوگ ہی نہ تھے؛ بلکہ

وہ اپنے عہد میں ورع و تقویٰ کے اوج کمال پر بھی تھے، اگر ان کا دماغ علوم و فنون کا گنجینہ تھا تو ان کے قلوب خشیت الہی کا خزانہ تھے، امام ابوحنیفہؒ کا حال یہ تھا کہ ان کے معاصرین ان کو ”اعقل اہل الزمان“ ہی بھی کہتے ہیں اور ”آورع اہل الزمان“ ہی بھی، امام مالکؒ کا حال یہ ہے کہ دو عباسی خلفاء نے صلاح دی کہ ان کی تالیف ”موطائی“ کو پورے عالم اسلام کے لئے قانون واجب الطاعہ بنا دیا جائے؛ لیکن انہوں نے اس کو قبول نہیں کیا، بے پایاں اخلاص اور بے نہایت خشیت و تقویٰ کے بغیر کوئی عالم ایسی پیشکش کو رد نہیں کر سکتا، امام احمد بن حنبلؒ مذہب اہل سنت کے دفاع میں کیسی کیسی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے گزرے، یہ اسلام کی تاریخ دعوت و عزیمت کا روشن باب ہے، امام بخاریؒ نے کیا کیا مصائب برداشت کئے؛ لیکن دین اور علم دین کی آبرو کو سلاطین کی چوکھٹ پر نثار نہیں کیا۔

غرض کہ فقہاء علم و عمل اور خشیت و ورع کے جامع تھے؛ اسی لئے انہوں نے فقہ کو مرتب کرنے میں اپنی دانست کے مطابق کتاب و سنت کی تصریحات اور شریعت کے اصول و مقاصد کو قدم قدم پر ملحوظ رکھا ہے اور ہر اجتہاد کا ماخذ قرآن و حدیث سے واضح فرمایا ہے، انہوں نے قرآن و حدیث کے مقابلہ اپنی رائے اور اپنے فہم کو کوئی اہمیت نہیں دی، فقہاء کے اس کارنامے کی اہمیت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے، جب دنیا کے دوسرے مذاہب کے اصل ماخذ اور ان کے علماء کی تعلیمات کا موازنہ کیا جائے، ہندو بھائیوں کے یہاں اصل مذہبی کتابوں کی حیثیت ”ویدوں“ ہی کو حاصل تھی، جو ان کے عقیدہ کے مطابق الہامی کتابیں ہیں؛ لیکن جب منوجی نے قانون مرتب کیا اور منوسمیتی وجود میں آئی، تو وہ ویدوں کی اصل تعلیمات سے بالکل مختلف تھی اور اس میں برہمنوں کی نسل پرستی اور ذات پات کی بنیاد پر تفریق کو مذہب و عقیدہ کا حصہ بنا دیا گیا، یہ منوجی کی دین ہے کہ تعداد کے اعتبار سے ایک معمولی اقلیت ہونے کے باوجود ہزاروں سال سے برہمن ہندو معاشرہ کے بے تاج بادشاہ رہے ہیں اور بڑی مکاری کے ساتھ انہوں نے موجودہ جمہوری دور میں بھی اپنی اس حیثیت کو باقی رکھا ہے، اسی طرح علماء یہود

نے یہودیوں کے لئے شریعت کے طور پر تالمودنی مرتب کی، جس کی تعلیمات تورات کے صحیفوں سے بہت کچھ مختلف ہے اور جس میں بہت ساری باتیں علماء یہود نے اپنی رائے کے مطابق داخل کر دیں، فقہاء اسلام نے نہ صرف کتاب و سنت کے احکام کو مرتب فرمایا، بلکہ استنباط و اجتہاد کے ایسے اصول بھی متعین کر دیئے کہ کوئی شخص اسلام کا نام لے کر دھوکہ دیتے ہوئے شریعت سے آزاد نہیں ہو سکتا اور وہ اس بات پر مجبور ہوگا کہ ہر حکم کے لئے اس کا ماخذ واضح کرے، حقیقت یہ ہے کہ جیسے اسماء رجال کے فن نے حدیث کو لفظی تحریف سے محفوظ رکھا، اسی طرح اصول فقہ نے شریعت اسلامی کو ہر طرح کی معنوی تحریف سے محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا اور اس طرح اسلامی تعلیمات بے آمیز طریقہ پر امت کے ہاتھوں تک پہنچ پائیں۔

یہ پہلو بھی نہایت اہم ہے کہ فقہاء نے اپنے فتاویٰ اور اجتہادات کو ہمیشہ حکومتوں کے اثر سے آزاد رکھا، اسی لئے بہت سے جلیل القدر فقہاء نے سرکاری عہدوں کو قبول کرنے سے گریز فرمایا اور اکثر فقہاء وہ تھے جن کے تعلقات اپنے عہد کی حکومتوں سے ناخوشگوار رہے، امام ابوحنیفہؒ کو تو اسی راہ میں جام شہادت نوش کرنا پڑا؛ لیکن امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام بخاری، علامہ ابن تیمیہ، سفیان ثوری، حسن بصری رحمہم اللہ اور کتنے ہی اس میدان کے شہسوار ہیں، جن پر حکومتوں کا عتاب ہوا اور جو حضرات کسی دینی مصلحت کے پیش نظر بعض حکومتوں سے قریب ہوئے، جیسے امام مالکؒ اور امام ابو یوسفؒ وغیرہ، تو انہوں نے بھی اس تعلق کو حکومت کی اصلاح اور شریعت کی تنفیذ کے لئے استعمال کیا، یہی وجہ ہے کہ کتب فقہ میں کثرت سے ایسے فتاویٰ موجود ہیں جن میں حکومتوں کے ناشائستہ رویہ پر تنقید کی گئی ہے اور حکمرانوں کے جور و ظلم سے متعلق شرعی احکام پر روشنی ڈالی گئی ہے، ورنہ اسلام سے قریب ترین مذہب عیسائیت میں ہم دیکھتے ہیں کہ حکمرانوں کو قریب کرنے کے لئے حضرت عیسیٰؑ کی بنیادی تعلیمات کو بدل ڈالا گیا اور توحید کی جگہ تثلیث نے کچھ اس طرح لے لی کہ پھر اس کی آج تک اصلاح نہ ہو سکی۔

فقہاء کے اخلاص، خشیت الہی اور تمام رشتہ و پیوند کے مقابلہ اسلام کو ترجیح دینے کا ایک پہلو یہ ہے کہ جیسے محدثین نے رایوں کی جرح و تعدیل میں نسبی یا فکری تعلق کو اہمیت نہیں دی، باپ نے بیٹے اور بیٹے نے اپنے باپ پر جرح کی، اسی طرح فقہاء نے بھی اپنی رائے کے اظہار میں اور جہاں اجتہاد و استنباط کی وجہ سے اختلاف رائے پیدا ہوا، وہاں اختلاف رائے کے اظہار میں کسی تکلف سے کام نہیں لیا؛ بلکہ ایک شاگرد نے اپنے استاذ کی رائے کو اور ایک معتقد نے اپنے مقتدی اور محبوب کی رائے کو درست نہیں سمجھا تو برملا اختلاف رائے کا اظہار کیا اور کسی شخصیت کے محبت و احترام میں ادنیٰ کمی کے بغیر ان پر تنقید کی؛ اس لئے کتب فقہ میں اختلاف رائے ایسی بات نہیں، جس پر فقہاء کو مطعون کیا جائے؛ بلکہ یہ ان کے اخلاص اور تعلق مع اللہ کی دلیل ہے اور ساتھ ہی ساتھ امت کے لئے سہولت اور بوقت ضرورت وسعت و گنجائش کا باعث ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امت کو فقہاء کا شکر گزار اور احسان مند ہونا چاہئے کہ قرآن وحدیث اور آثار صحابہ میں جو تعلیمات ہزاروں صفحات میں بکھری ہوئی تھیں اور جن کو سمجھنے کے لئے عمریں درکار تھیں، نیز عوام کے لئے جن کی تحقیق کرنا دشوار تھا، فقہاء نے ان تعلیمات کو کشید کر کے اس کا عطر لوگوں کے سامنے پیش کر دیا اور شریعت اسلامی کو ایک مکمل نظام حیات کی شکل میں مرتب فرمادیا، جس میں عبادت سے لے کر معاملات، معاشی نظام، اصول سیاست وطریق حکمرانی اور زندگی کے تمام گوشوں کو ایک نظم و ارتباط کے ساتھ مرتب کر دیا گیا اور امت کے لئے شریعت اسلامی پر عمل کرنے کی ایک شاہراہ بنادی گئی، اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ فقہ اسلامی کتاب وسنت کی عملی تشکیل اور صورت گیری سے عبارت ہے۔

یوں تو تمام ہی اسلامی علوم کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے؛ لیکن غور کریں تو فقہ اسلامی ایک درجہ میں ان علوم کو جامع ہے، یہ تفسیر قرآن بھی ہے؛ کیونکہ آیات احکام کی تشریح وتوضیح کے بغیر فقہ کی کوئی کتاب مکمل نہیں ہو سکتی، یہ حدیث رسول بھی ہے؛ کیونکہ احکام فقہیہ کا سب سے

بڑا مرجع کتب حدیث ہیں، یہ علم کلام بھی ہے؛ کیونکہ ردت اور الفاظ کفر کی تمام بحثیں بنیادی طور پر عقیدہ و ایمان سے مربوط ہیں، یہ تجوید و قراءت بھی ہے کہ ”زلۃ القاری“ نی نی اور بعض دوسرے مباحث اس فن سے بے تعلق نہیں ہو سکتے، یہ تصوف و احسان بھی ہے؛ کیونکہ اذکار و اوراد اور تزکیہ اخلاق سے متعلق بہت سے مسائل کتب فقہ کا حصہ ہیں، اصول فقہ تو گویا فقہ کی سواری ہے کہ جس کی مدد سے فقہاء، شریعت کے مقاصد تک پہنچتے ہیں اور اصول تفسیر و حدیث سے بھی کوئی شخص بے نیاز نہیں ہو سکتا؛ کیونکہ اخذ و استنباط اور تطبیق و ترجیح میں قدم قدم پر ان اصولوں سے مدد لینا پڑتی ہے، غرض یوں تو فقہ بظاہر ایک علم ہے؛ لیکن اپنے پھیلاؤ کے اعتبار سے یہ تمام ہی علوم اسلامی کا نچوڑ اور پوری شریعت اسلامی کا خلاصہ ہے۔

حضرات! علماء عجم اور خاص کر علماء ہند کا علوم اسلامی میں فقہ سے خاص اشتغال رہا ہے، ہندوستان میں مسلمانوں کے ابتدائی عہد میں جہاں مجاہدین اسلام کی فوج با تمکین آئی، وہیں مختلف علوم اسلامی کے ماہرین کا کاروانِ سعادت بھی وارد ہوا اور وہ ہمیشہ کے لئے اسی ملک میں خیمہ زن ہو گیا، ان میں متعدد شخصیتوں کا امتیاز فقہ میں تھا، اس سلسلہ میں ابو معشر سندھی^۲ (متوفی ۲۹۹ھ)، شیخ احمد بن سعید مالکی الفقیہ^۳ (متوفی ۳۹۹ھ)، شیخ حسن علی بن حسن فقیہ^۴ (متوفی ۴۴۵ھ) اور شیخ محمد بن احمد سندھی^۵ (متوفی ۵۴۸ھ) کا متعدد حضرات نے ذکر کیا ہے۔

ہندوستان میں جو عجمی نژاد حکومتیں قائم ہوئیں، ان میں مغلوں سے پہلے کے دور کو عام طور پر ”عہد سلطنت نی نی“ کہا جاتا ہے، اس دور کے ہندوستان میں فقہ اسلامی کی نمایاں خدمت ہوئی ہے، اسی دور میں شاہ نظام الدین اولیاء^۶ (متوفی ۷۵۲ھ) کا چشمہ فیض جاری ہوا، وہ صوفی صافی بھی تھے، محدث بھی اور بڑے فقیہ بھی، یہاں تک کہ بعض اہل علم ان کو ابو حنیفہ ثانی نی نی کہتے تھے، محمد تغلق^۷ (۱۳۲۵-۱۳۵۱م) کو خاص طور پر فقہ سے بڑی دلچسپی تھی، اسی کی دعوت پر برہان الدین سمرقندی اور قاضی مجد الدین شیرازی جیسے بلند پایہ علماء فقہ ہندوستان

آئے، فخر الدین زراوی، محی الدین کاشانی، شیخ حسام الدین، تحفۃ الناصح کے مصنف شیخ یوسف گدائی، ترفۃ الفقہاء فی فی کے مصنف شیخ فضل اللہ ماجو کا تعلق اسی عہد سے ہے۔

اسی عہد کے حکمرانوں میں فیروز شاہ تغلق ہیں، جن کا دور حکومت ۱۳۵۱ تا ۱۳۸۸ء ہے، اس سلطان کی علم پروری اور دین کا پاس و لحاظ معروف ہے، فتاویٰ فیروز شاہی بزبان فارسی اسی زمانہ کی یادگار ہے، جس کو بادشاہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اسی دور کا عظیم کارنامہ ”فتاویٰ تاتارخانیہ فی فی“ ہے، جو فقہی جزئیات کی کثرت اور حسن ترتیب کے اعتبار سے انگلیوں پر گنی جانے والی چند کتابوں میں سے ایک ہے اور بحمد اللہ گذشتہ دنوں محب گرامی مفتی شبیر احمد صاحب کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ۲۳ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے، اس کتاب کے مصنف عالم ابن علاء فیروز شاہ تغلق کے مقرب علماء میں تھے، اسی دور میں شیخ سراج الدین غزنوی^۲ (متوفی ۷۷۳ھ) کی فتاویٰ قاری الہدایہ فی مرتب ہوئی، حکمرانوں کی سرپرستی میں مرتب ہونے والی کتابوں میں ایک اہم کتاب قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی فتاویٰ غیاثیہ فی ہے جو سلطان غیاث الدین بلبن کی طرف منسوب ہے اور جس کے مرتب شیخ داؤد بن یوسف خطیب ہیں، عہد سلطنت میں لکھی جانے والی کتابوں میں قاضی جگن گجراتی^۳ (متوفی ۹۲۰ھ) کی ”خزانۃ الروایات فی فی“ بڑی اہم تالیف ہے، جو فقہی جزئیات کے استیعاب کے اعتبار سے فتاویٰ تاتارخانیہ اور فتاویٰ عالمگیری کے ہم پلہ قرار دی جاسکتی ہے، یہ ابھی تک مخطوطہ کی شکل میں ہے؛ لیکن اس وقت دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد میں اس پر تحقیق و تالیف کا کام چل رہا ہے، قریب قریب اسی طرح کا ایک فقہی ذخیرہ ابو الفتح رکن الدین حسام الدین ناگوری^۴ (متوفی ۹۲ھ) کی ”فتاویٰ حمادیہ فی فی“ ہے۔

عہد سلطنت کی فقہی تالیفات میں ابو محمد بن خطیب اشقور قانی کی ”صنوان القضاء وعنوان الافتاء فی فی“ قضاء کے موضوع پر بڑی اہم تالیف ہے، جو چار جلدوں میں حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ وزارت اوقاف کویت سے شائع ہو چکی ہے، اسی دور کی

تالیفات میں ابو حفص سراج الدین غزنوی کی فتاویٰ سراجیہ فی ہے، جو فقہی جزئیات کے انتخاب کے اعتبار سے ایک بے نظیر مجموعہ ہے، شیخ سراج الدین ہی کی ایک اور تالیف زبدۃ الاحکام فی اختلاف الائمۃ الاعلام فی ہے، جواب تک تشنہ طبع ہے، اسی دور کی تالیفات میں قاضی ضیاء الدین حنفی کی ”نصاب الاحساب فی ہے، فتاویٰ عالمگیری اور بعد کی کتابوں میں جس میں بکثرت استفادہ کیا گیا ہے۔

عہد سلطنت کے بعد مغلیہ کا نمبر آتا ہے، اس دور میں بھی بڑے بڑے اہل علم گذرے ہیں، جنہوں نے حدیث و فقہ میں روشن نقوش چھوڑے ہیں، ان شخصیتوں میں علامہ محمد طاہر پٹی (متوفی ۹۶۶ھ)، مولانا عبد الاول جوہپوری (متوفی ۹۶۸ھ)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۱۰۳ھ)، شیخ وجیہ الدین گجراتی اور حافظ امان اللہ بنارس (متوفی ۱۱۳۳ھ) کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ہدایہ اور تلوح پر شیخ وجیہ الدین گجراتی کے حواشی، اصول فقہ میں ملا محب اللہ بہاری (متوفی ۱۱۹ھ) کی مقبول عام تالیف ”مسلم الثبوت فی اور ملا احمد جیون کی ”نور الانوار فی نیز آیات احکام پر ملا جیون ہی کی تالیف ”تفسیرات احمدیہ فی فی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

مغل سلاطین ایران کی طرف سے آئے تھے؛ اس لئے بابر اور ہمایوں کے دور میں فارسی زبان میں بھی سرکاری سرپرستی میں متعدد کتابوں کا ذکر ملتا ہے، جن میں نور الدین قطب الدین خوانی کی ”فتاویٰ بابر فی فی ہمایوں کے دور میں امین بن عبد اللہ مومن آبادی کی ”فتاویٰ امینیہ فی فی کے علاوہ نصیر الدین لاہوری کی ”فتاویٰ براہمنہ فی فی کے نام ذکر کئے جاتے ہیں؛ لیکن عہد مغلیہ کا سب سے بڑا کارنامہ ”فتاویٰ ہندیہ فی فی ہے، جس کو اورنگ زیب عالمگیر کے زیر نگرانی علماء و فقہاء کی ایک جماعت نے مرتب کیا ہے، شیخ نظام الدین برہانپوری (متوفی ۱۶۷۹ھ) اس مجلس ترتیب کے نگران اعلیٰ تھے، جیسا کہ آپ حضرات کے علم میں ہے، یہ محض ایک کتاب نہیں ہے؛ بلکہ فقہ حنفی کی ایک عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا ہے، جو ہندوستان کے

مفاخر میں سے ہے۔

مسلم دور حکومت میں اور برطانیہ کے ہندوستان میں داخل ہونے کے بعد اگرچہ اسلامی علوم کی خدمات کی رفتار سست پڑ گئی؛ لیکن اسی دور میں میدان فقہ کی بعض ایسی نایغہ روزگار ہستیاں پیدا ہوئیں اور انہوں نے عربی زبان میں فقہ اسلامی کا ایسا بلند پایہ ذخیرہ چھوڑا کہ اس کو بجا طور پر ہندوستان کی علمی تاریخ کا روشن باب کہہ سکتے ہیں، ان میں مسند الہند شاہ ولی اللہ دہلویؒ، بحر العلوم ملا عبد العلیٰ فرنگی محلیؒ (متوفی ۱۲۳۵ھ)، شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (متوفی ۱۲۳۹ھ)، ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ (متوفی ۱۳۰۴ھ)، نواب صدیق حسن خاںؒ (متوفی ۱۳۰۷ھ)، سرخیل علماء اہل حدیث شاہ محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ (متوفی ۱۳۲۰ھ)، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (متوفی ۱۳۳۲ھ)، مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ (متوفی ۱۳۴۰ھ)، نیز حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (متوفی ۱۳۶۲ھ) کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

ہندوستان کی فضا پر شروع سے فقہ حنفی سکھ رائج الوقت نی کی طرح چھائی رہی ہے؛ لیکن ساحلی علاقوں میں فقہ شافعی نے بھی پذیرائی حاصل کی ہے؛ چنانچہ فقہ شافعی میں بھی متعدد اہم تالیفات یہاں وجود میں آئی ہیں، جن میں علامہ محمد ہاشم سندھیؒ (متوفی ۱۱۴۸ھ) کی ”البيان الجامع فی اقوال الفقہاء فی محمد غوث مدراسیؒ (متوفی ۱۲۸ھ) کی ”کفایۃ المبتدی فی الفقہ الشافعی فی نی اور عبد اللہ بن صبغہ مدراسیؒ کی ”الفوائد الصغیہ فی فقہ الشافعی فی نی خصوصیت سے قابل ذکر ہے، فقہ شافعی کی کتابوں میں دو اہم کتابیں ”قرۃ العین بمہمات الدین فی نی اور اس کی شرح ”فتح المعین فی نی شیخ زین الدین بن عبد العزیز ملا باریؒ (متوفی ۹۸۷ھ) کے قلم سے ہے، جو ہندوستان کے علاوہ یمن وغیرہ میں بھی داخل نصاب ہے۔

غرض کہ ہندوستان میں فقہ اسلامی کی خدمت کی ایک روشن اور تابناک تاریخ رہی ہے، جو اپنی گہرائی اور گیرائی کے اعتبار سے معاصر اسلامی دنیا کی خدمات پر اگر فوقیت نہ رکھتی ہو

تو اس کے ہم پلہ ضرور ہے، جو ہمارے لئے سرمایہ افتخار بھی ہے اور دعوت جہد و عمل، مولانا عبدالحی حسنی کی ”الثقافة الإسلامية في الهند“ فی الہند نی نی اور ”نہمۃ الخواطر“ فی نی، مولانا قاضی اطہر مبارکپوری کی ”رجال السند والہند“ فی نی، مولانا ریاست علی ندوی کی ”عہد اسلامی کا ہندوستان“ فی نی، محمد اسحاق بھٹی کی ”فقہاء ہند“ فی نی، مولانا غلام علی آزاد بلگرامی کی ”ماثر الکرام“ فی نی اور ”سبۃ المرجان“ فی نی، شیخ محمد اکرام کی ”آب کوثر“ فی نی اور رود کوثر فی نی نیز پروفیسر خلیق احمد نظامی کی ”سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات“ فی نی وغیرہ میں اس موضوع پر اتنا کچھ مواد جمع ہے کہ اگر ان کو سامنے رکھ کر قلم اٹھایا جائے تو ایک ضخیم تاریخ مرتب ہو سکتی ہے۔

برطانوی قبضہ کے کچھ ہی عرصہ بعد ہندوستان میں اردو زبان میں تصنیف و تالیف کے سلسلہ کا آغاز ہو گیا تھا اور اس نے اتنی تیز گامی کے ساتھ اپنا قدم بڑھایا کہ عربی زبان کے علاوہ دوسری تمام زبانوں کو پیچھے چھوڑ دیا، اس وقت بحمد اللہ اردو زبان میں فقہ اسلامی پر ایک بڑا کتب خانہ تیار ہو چکا ہے اور بعض ایسی خدمت بھی انجام پائی ہے جو علمی وقعت کے اعتبار سے عربی لٹریچر کے ہم پلہ ہے، اس حقیر نے ”المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد“ فی نی میں سندی مقالہ کے لئے ایک فاضل کو ”۱۹۴۸ء سے ۲۰۰۰ء تک اردو زبان کے فقہی سرمایہ“ فی نی کا عنوان دیا تھا؛ چنانچہ انہوں نے تقریباً چار سو کتابوں کا تعارف جمع کیا، ماضی قریب میں اکیڈمی نے ایک فلاحی فاضل کی کتاب اسی موضوع پر شائع کی ہے، جس میں بحیثیت مجموعی اردو کی ۶۶۴ کتابوں کا ذکر آیا ہے، اس سے اردو کے فقہی لٹریچر کی وسعت اور کثرت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، غرض کہ علماء ہند کی فقہی خدمات کا باب بہت وسیع ہے اور اگر کوئی حوصلہ مند شخص اس کا احاطہ کرے تو امید ہے کہ یہ مضمون کئی جلدوں پر محیط ہوگا۔

حضرات! بڑی مسرت کی بات ہے کہ اکیڈمی کا یہ پروگرام ایک ایسے علاقہ میں ہو رہا ہے، جو ایک طویل عہد سے علوم و فنون کا مرکز رہا ہے، پورب کے اس علاقہ کو شاہجہاں نے ”شیراز ہند“ فی نی کہا تھا؛ چنانچہ ایک زمانہ تک جونپور کی ریاست پورے ہندوستان کے لئے

علمی دار الخلافہ کا درجہ رکھتی تھی، اعظم گڈھ، منو، سرائے میر، غازی پور، بنارس، چریا کوٹ، محمد آباد، مبارکپور وغیرہ، یہ سب وہ علمی کواکب ہیں، جو پورے برصغیر میں اپنی روشنی بکھیرتے رہے ہیں اور بکھیر رہے ہیں، یہ علاقہ دینی درسگاہوں کی کثرت اور طالبان علوم نبوت کی مرجعیت کے اعتبار سے معروف ہے ہی، دارالمصنفین کے قیام نے علم و تحقیق اور تصنیف و تالیف کی دنیا میں بھی اس کی شہرت کو چار چاند لگا دیا ہے، اگر اس خطہ سے سیرت و تاریخ اور ادب و تنقید کے گوہر آب دار علامہ شبلی نعمانی اور فن حدیث کے درتبادر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی کے سوا کوئی اور عالم پیدا نہ ہوتا، تو یہی اس کے اعزاز و افتخار کے لئے کافی ہوتا اور علمی دنیا اس کی عزت و سربلندی پر رشک کرتی؛ لیکن ان کے علاوہ علم حدیث، تاریخ و تنقید، شعر و سخن اور فقہ (احناف، اہل حدیث) کی ایسی ایسی ہستیاں یہاں سے پیدا ہوئی ہیں کہ:

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جائیں جا است

اس موقع پر اعتراف حقیقت کے طور پر عرض کرنے کو دل چاہتا ہے کہ ”اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیائی نی کا پورب کے اس تعلیم آباد و خندہ بنیاد شہر ”منو نی سے دیرینہ تعلق رہا ہے، اکیڈمی کے بانی حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ اس دارالعلوم کے متعلم رہ چکے ہیں، جس کے زیر اہتمام اس وقت یہ پروگرام منعقد ہو رہا ہے، وہ اپنے جن چند اساتذہ کا بڑی محبت اور عقیدت کے ساتھ ذکر فرماتے تھے، ان میں ایک قاری ریاست علی صاحبؒ ہیں، جو دارالعلوم کے ایک نامور استاذ تھے، قاضی صاحبؒ کو ان سے بڑی محبت تھی اور ہمیشہ خیر کے ساتھ اس کا ذکر فرماتے تھے، قاضی صاحبؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا مفتی ظفر الدین صاحب مفتاحیؒ اکیڈمی کے صدر ہوئے، انہوں نے اعلیٰ تعلیم جامعہ مفتاح العلوم منو میں پائی، اسی نسبت سے ان کی شناخت تھی، انہیں اپنے اساتذہ میں محدث اعظمی سے غیر معمولی محبت اور بے حد عقیدت تھی اور ان کی مجلس شاہد ہی کبھی ان کے اور مولانا عبداللطیف نعمانی کے ذکر سے خالی رہتی ہو، ان کی

وفات کے بعد اس وقت اکیڈمی کا یہ کارواں حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی دامت برکاتہم کی قیادت میں اپنا سفر طے کر رہا ہے، جن کا تعلق اسی خطہ سے ہے، اکیڈمی کے سمیناروں میں ابتداء سے آج تک پابندی کے ساتھ جن اہل علم کی شرکت ہوتی رہی ہے اور جن کی بیش قیمت تحریریں اکیڈمی کے لئے بہترین سرمایہ ہیں، ان میں متعدد شخصیتیں اسی خطہ کی نمائندگی کرتی ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دارالعلوم منو، جامعہ مفتاح العلوم، جامعہ تعلیم الدین اور اطراف و اکناف کی مختلف دینی جامعات ہیں، جن کے اساتذہ اور ارباب افتاء کی شرکت اکیڈمی کے سمیناروں کی وقعت میں اضافہ کا باعث ہے، نیز اکیڈمی کے دو سالانہ بین الاقوامی فقہی سمینار ضلع اعظم گڑھ ہی میں منعقد ہوئے ہیں۔

حضرات! اکیڈمی جہاں عصر حاضر میں پیدا ہونے والے شرعی مسائل کو حل کرنے کے لئے سمینار منعقد کرتی ہے اور دینی مدارس کے نوجوان اساتذہ اور منتہی طلبہ کے لئے پروگراموں کا اہتمام کرتی ہے، وہیں اہم علمی اور فکری موضوعات پر بھی مجالس مذاکرہ رکھا کرتی ہے، یہ سمینار اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس کا مقصد تاریخ کے ان نقوش کو پڑھنا ہے، جو ہمارے بزرگوں نے ثبت کئے ہیں، ماضی کی تاریخ مستقبل کے لئے مشعل راہ بنتی ہے اور جس قوم کا رشتہ اپنی تاریخ سے کٹ جاتا ہے، وہ کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہوتی ہے، جس کو اپنی منزل کا پتہ نہیں ہوتا، اس سمینار کا مقصد یہی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کے علمی کارناموں کی یاد کو تازہ کریں، ان سے حوصلے حاصل کریں اور آگے کا سفر طے کریں۔

آخر میں اس اہم پروگرام کی میزبانی کے لئے دارالعلوم منو، اس کے عالی مقام مہتمم، اس کے موقر اساتذہ بالخصوص مولانا ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، جناب مفتی انور علی صاحب اور ان کے رفقاء کا، نیز منو کی دیگر دینی جامعات جامعہ مفتاح العلوم، جامعہ تعلیم الدین، جناب مولانا ابوسفیان مفتاحی اور مولانا خورشید انور اعظمی، یہاں کے بلند ہمت عمائدین شہر اور علم دوست دوستوں کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس سمینار کے انعقاد میں تعاون فرمایا، دعا ہے کہ

اللہ تعالیٰ اس خطہ کی علمی روایات کو سلامت رکھے، اسے امن و آشتی کا گہوارہ بنائے اور علم و صنعت کی یہ بستی نظر بد سے محفوظ رہے۔ آمین
وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

خالد سیف اللہ رحمانی
(جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)

۲۲/ ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ
۸ نومبر ۲۰۱۲ء

مقالات

علامہ شیخ صفی الدین ہندی اُرموی شافعی اور اصول فقہ میں ان کی کتابیں

مولانا غنیق احمد بستوی قاسمی ☆

غیر منقسم ہندوستان ابتدائی صدیوں سے علوم اسلامیہ کا مرکز رہا ہے اور ہر صدی میں خاک ہند سے نابغہ روزگار اہل علم و فضل ظاہر ہوتے رہے ہیں جن کی تابانیاں عالم کو منور کرتی رہی ہیں اور جن کے دم سے علم و تحقیق کے گلستانوں میں نئے نئے پھول کھلتے رہے ہیں۔ حضرت مولانا سید عبدالحی حسنیؒ کی کتاب ”نزهة الخواطر فی اہل ہند کی علمی ترکتازیوں کا بہترین مرقع ہے، اس کتاب نے عرب دنیا میں ہندوستان کے اہل علم و فضل، اعیان و مشاہیر کا بھرپور تعارف کرایا ہے اور علمی دنیا پر غیر معمولی احسان کیا ہے۔

ہندوستان اور فقہ شافعی:

ہندوستان دور قدیم سے حنفی فقہ، اصول فقہ اور فتاویٰ کا مرکز رہا ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ برصغیر کے جنوبی اور مغربی ساحلی علاقے شافعی المسلك مسلمانوں سے بھی آباد رہے ہیں، ان علاقوں میں بڑے بڑے شافعی علماء اور فقہاء پیدا ہوئے اور انہوں نے بڑے بڑے علمی اور تحقیقی کام کیے، آج بھی جنوب ہند کے ساحلی علاقے شافعی المسلك مسلمانوں کے وجود سے پر رونق ہیں، کیرالا اور بھٹکل وغیرہ میں بڑے بڑے دینی مدارس اور جامعات قائم

ہیں، کوکن کے پورے علاقے میں دینی اور ایمانی رنگ شافعی المسلک علماء، فقہاء اور مصلحین کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔

ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں جب بلاد عربیہ و اسلامیہ تاتاریوں کی غارت گری سے زار و نزار تھے اور مسلمانوں کا خون ارزاں ہو گیا تھا اور عالم اسلام انتہائی خوف و ہراس اور دہشت میں مبتلا تھا اس وقت ہندوستان عالم اسلام کے علماء اور فضلاء، نیز مشائخ کی زبردست پناہ گاہ تھا، ہندوستان تاتاریوں کے سیلاب بلاخیز سے محفوظ رہا، تاتاریوں کے مظالم سے بچنے کے لیے عالم اسلام کے ان حصوں سے جہاں تاتاریوں کی تباہ کاریاں جاری تھیں، بہت بڑی تعداد میں علماء، مشائخ اور اصحاب فضل و کمال نے ہندوستان کی طرف ہجرت کی، ان کی اچھی خاصی تعداد دہلی اور اس کے مضافات میں آباد ہوئی، دہلی کے مسلم سلاطین نے ان آنے والوں کا استقبال اور اکرام کیا، ان میں سے بہت سوں کو اہم علمی مناصب پر فائز کیا، قاضی، مفتی، محتسب وغیرہ مقرر کیا، ان آنے والوں میں متعدد شافعی المسلک فقہاء، محدثین وغیرہ بھی تھے۔

میں اپنے اس مقالہ میں ایک ایسے ہندوستانی شافعی فقیہ و اصولی کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جن کے شاگردوں میں امام ذہبی، حافظ ابن قیم اور شیخ کمال الدین بن الزملکانی، نیز کمال الدین شیرازی جیسے ائمہ اور اعلام شامل ہیں اور جنہوں نے حافظ ابن تیمیہؒ جیسے عبقری شخص سے بعض کلامی مسائل پر مناظرہ کیا، میری مراد شیخ صفی الدین ہندی ہیں، ان کا مختصر تذکرہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

نام، نسب، کنیت، لقب، نسبت، ولادت:

شیخ صفی الدین ہندی کا نام محمد، والد کا نام عبدالرحیم اور دادا کا نام محمد تھا صفدی اور سیوطی نے ان کے والد کا نام عبدالرحمن لکھا ہے، لیکن اکثر مؤرخین اور تذکرہ نگاروں نے عبدالرحیم لکھا ہے، ان کی کنیت ابو عبداللہ، لقب صفی الدین، اور نسبت ارموی اور ہندی ہے،

شیخ صفی الدین عقیدہ میں اشعری، فقہی مذہب میں شافعی تھے، زبردست محقق اور فقیہ تھے، تمام علوم میں مہارت تھی، لیکن اصول فقہ اور علم کلام میں انہیں خصوصی دستگاہ حاصل تھی، ان دونوں علوم میں ان کے فضل و کمال کا ڈککا بچتا تھا، منطق اور فلسفہ میں بھی امتیاز و اختصاص تھا۔

ارموی نسبت کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اجداد کا تعلق آذر بایجان کے ایک شہر ”ارمیہ نی نی“ سے تھا، تاتاری فتنہ کے زمانہ میں یہ لوگ ہجرت کر کے ہندوستان آگئے تھے اور دہلی میں آباد ہو گئے تھے، اس لیے ”ارمیہ نی نی“ کی طرف نسبت کر کے انہیں ارموی کہا جاتا ہے اور ہندوستان کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہندی کہا جاتا ہے۔

تمام تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ شیخ صفی الدین کی پیدائش ہندوستان میں ہوئی، لیکن متعین طور پر کسی شہر یا آبادی کا ذکر نہیں آتا، اکثر تذکرہ نگاروں کے مطابق ربیع الاول ۶۴۴ھ میں پیدائش ہوئی، تذکرہ نگار اس پر متفق ہیں کہ ان کی ولادت، نشوونما ہندوستان میں ہوئی، رجب ۶۶۷ھ میں وہ سفر حج کے لیے دہلی سے روانہ ہوئے اور یمن کا رخ کیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ عمر کے ابتدائی تیس (۲۳) سال انہوں نے ہندوستان میں گزارے اور دہلی سے روانہ ہونے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان کی اور ان کے گھر والوں کی رہائش دہلی یا اس کے اطراف میں تھی۔

تعلیم و تربیت اور تعلیمی اسفار:

کتب تاریخ و تراجم میں اس کی تفصیل نہیں ملتی کہ شیخ صفی الدین ہندی نے ۲۳ سالہ قیام ہندوستان میں کن کن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، کن مشائخ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، صرف اتنا ملتا ہے کہ ان کے نانا بڑے فاضل شخص تھے ان سے علوم و فنون پڑھے، ان کی وفات ۶۶۰ھ میں ہوئی، اسی طرح ان کے دادا محمد الہندی بھی فاضل شخص تھے ان سے بھی علوم و فنون پڑھے، افسوس ہے کہ ہندوستانی مآخذ ان کے حالات خصوصاً قیام ہندوستان تک کے حالات کے بارے میں خاموش ہیں، قرین قیاس یہی ہے کہ انہوں نے اپنے نانا اور دادا کے علاوہ

دوسرے علماء و مشائخ سے بھی استفادہ کیا ہوگا، اس دور میں دہلی اہل علم و فضل سے معمور تھا، تاتاری فتنہ کی وجہ سے بے شمار علمی خانوادے خراسان اور دوسرے بلاد اسلامیہ سے ہجرت کر کے ہندوستان (خصوصاً دہلی) میں آئے تھے، عموماً ۲۲، ۲۳ سال کی عمر میں مروجہ علوم کی تکمیل ہو جاتی تھی، اس لیے ہر طرح قرین قیاس یہی ہے کہ انہوں نے دہلی کے دوسرے علماء و مشائخ سے بھی استفادہ کیا ہو۔

تذکرہ نگاروں کے مطابق انہوں نے ۶۶۷ھ میں حج کیا، حج کے بعد تین ماہ مکہ مکرمہ میں قیام کیا، ظاہر ہے کہ یہ قیام ۶۶۸ھ میں ہوا ہوگا، اس کے بعد انہوں نے مصر کا سفر کیا اور یہ سفر سمندری راستے سے کیا، لیکن ان کا مصر پہنچنا ابن حجر کے مطابق ۶۷۱ھ میں ہوا اور جمال الدین اسنوی شوکانی، نیز ابن قاضی شہبہ کے مطابق ۶۷۰ھ میں ہوا، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر انہوں نے ۶۶۸ھ کے وسط میں مکہ مکرمہ سے سمندری راستے سے مصر کا سفر شروع کیا ہو تو انہیں مصر پہنچنے میں دو تین سال کیسے لگ سکتے ہیں۔ لامحالہ یہ بات ماننی پڑے گی کہ انہوں نے ۶۶۷ھ میں حج کرنے کے بعد اور ۶۶۸ھ میں مکہ مکرمہ میں تین ماہ قیام کرنے کے بعد براہ راست مصر کا سفر نہیں کیا، انہوں نے کم و بیش دو تین سال کا عرصہ حجاز، یمن، اور مصر کے سمندری راستہ پر واقع ہونے والے مقامات میں گزار کر ۶۷۰ھ یا ۷۱۱ھ میں مصر کا سفر مکمل کیا، حج کے بعد اور مصر پہنچنے سے پہلے دو تین سال کا عرصہ انہوں نے کہاں گزارا، کن مقامات پر گئے اور کن لوگوں سے استفادہ کیا اس کے بارے میں ان کے سیرت نگار خاموش نظر آتے ہیں۔

مصر میں ان کا قیام چار سال رہا انہوں نے مصر کے علماء و مشائخ سے علوم و فنون کی تحصیل کی، افسوس ہے کہ ان کے حالات میں ان علماء و مشائخ کے نام اور ان کی تفصیلات نہیں ملتی جن سے انہوں نے قیام مصر کے زمانہ میں استفادہ کیا، چار سال مصر میں گزارنے کے بعد وہ انطاکیہ کے راستے ۶۷۵ھ میں روم کے علاقہ میں پہنچے۔ دیار روم میں انہوں نے گیارہ سال گزارے پانچ سال قونیہ میں، پانچ سال سیواس میں اور ایک سال قیساریہ میں، تذکرہ نگاروں

کے بیانات سے ایسا لگتا ہے کہ ان کا گیارہ سال کا یہ طویل عرصہ بھی علوم و فنون کی تحصیل میں گذرا، اس گیارہ سال کی مدت میں انہوں نے کن کن علماء سے استفادہ کیا ان کا ذکر بھی مؤرخین نے نہیں کیا۔ صرف ان کے ایک شیخ قاضی سراج الدین ارموی کا تذکرہ سوانح نگاروں نے کیا ہے، جنہیں علوم اسلامیہ خصوصاً اصول فقہ میں بڑی مہارت حاصل تھی اور ان کی کتاب ”التحصیل فی فی اصول فقہ کی اہم کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔

شیخ سراج الدین ارموی کا قیام قونیہ میں تھا وہیں ان سے شیخ صفی الدین ہندی نے علمی استفادہ کیا اور کئی سال ان کی صحبت میں گزارے، شیخ سراج الدین کو علوم عقلیہ میں بھی بڑی مہارت تھی، شیخ صفی الدین نے ان سے خاص طور پر علوم عقلیہ میں بھی استفادہ کیا۔ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ شیخ صفی الدین ہندی اور شیخ سراج الدین ارموی دونوں کا قدیم وطن تعلق خراسان کے مشہور شہر ارمیہ سے تھا۔ ممکن ہے کہ دونوں کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہو یا ان کے درمیان قرابت داری رہی ہو۔

۶۸۵ھ میں شیخ صفی الدین ہندی بلاد روم سے رخصت ہو کر بلاد شام منتقل ہوئے اور دمشق کو اپنی آخری اقامت گاہ بنایا، دمشق میں بھی انہوں نے وہاں کے ممتاز علماء اور مشائخ سے استفادہ کیا اور علوم و فنون کی طلب و جستجو میں سست نہیں پڑے، لیکن تذکرہ نگاروں کے مطابق قیام دمشق سے ان کی فیض رسانی اور افادہ کا دور شروع ہوتا ہے، جیسا کہ اس کی تفصیلات بعد میں آئیں گی۔

اگر ہم اس بات کو مان لیں کہ دمشق آنے سے پہلے ان کی ساری عمر محض طلب علم اور تحصیل فنون میں گذری تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اکتالیس سال کی عمر تک اپنا پورا وقت پورے انہماک اور یکسوئی کے ساتھ علوم ادبیہ، علوم شرعیہ اور علوم عقلیہ کو سیکھے اور ان میں کمال پیدا کرنے میں صرف کیا۔ حالانکہ ان کے یمن جانے اور شاہ یمن کی طرف سے ان کے اکرام و نوازش کا جو واقعہ پیش آیا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۲۳ سال کی عمر میں جب وہ

ہندوستان سے نکلے اس وقت بھی وہ اپنی امتیازی شان رکھتے تھے اور اس قابل سمجھے گئے کہ بادشاہ نے ان کا غیر معمولی اکرام کیا اور گراں قدر عطیہ سے نوازا۔ اس لیے یہ بات قرین قیاس ہے کہ انہوں نے حجاز، یمن، دیار مصر اور بلاد روم میں اٹھارہ سال محض طالب علمانہ گزارے ہوں، بلکہ استفادہ کے ساتھ افادہ بھی کیا ہو، پڑھنے کے ساتھ پڑھایا بھی ہو۔

اسفار:

تذکرہ نگاروں کے مطابق شیخ صفی الدین ہندی نے ہندوستان کے باہر پہلا سفر ۶۶۷ھ میں کیا جب ان کی عمر ۲۳ سال تھی، انہوں نے دہلی سے یمن کا رخ کیا، وہاں انہوں نے یمن کے بادشاہ ملک مظفر (یوسف بن المنصور) سے بھی ملاقات کی، بادشاہ نے ان کا اکرام فرمایا اور چار سو دینار ہدیہ پیش کیا، کتب تذکرہ و تراجم سے یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ ان کے سفر یمن کا مقصد کیا تھا، وہ سفر حج میں ضمناً یمن میں رک گئے اور وہاں کے بادشاہ اور علماء سے ملاقات کی، یا انہوں نے یمن کو مقصد سفر بنایا، وہاں کے علماء سے ملے، ان سے علمی استفادہ کیا اور بادشاہ سے بھی ملے، جس نے ان کا اکرام کیا اور خطیر ہدیہ سے نوازا۔

صاحب ”فوات الوفيات“ نے شیخ صفی الدین کا یہ بیان درج کیا ہے کہ میں نے ۶۶۶ھ میں حج کیا اور ابن سبعین کے ساتھ فلسفہ کے بارے میں بحث کی، اگر یہ درست مان لی جائے تو اس سے ثابت ہوگا کہ انہوں نے پہلے ۶۶۶ھ میں حج کیا، تین ماہ مکہ مکرمہ میں قیام کیا، پھر ۶۶۷ھ میں یمن کا سفر کیا، اس صورت میں ان کا دہلی سے نکلنا ۶۶۶ھ میں ماننا پڑے گا جو عام تذکرہ نگاروں کے بیان کے خلاف ہے۔

یمن میں ان کی بادشاہ کے دربار میں باریابی، بادشاہ کی طرف سے ان کا اکرام کیا جانا اور چار سو دینار کا گراں قدر ہدیہ پیش کیا جانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہندوستان ہی میں وہ علوم و فنون میں کمال پیدا کر چکے تھے، اس نوجوان کے فضل و کمال سے یمن کے اہل علم و فضل متاثر ہوئے، بادشاہ کے دربار تک ان کا چرچا پہنچا، اسی لیے بادشاہ نے ان کا اکرام کیا اور گراں

قدر تحفہ سے نوازا، اکثر تذکرہ نگاروں نے چار سو دینار (اشرافی) تحفہ دینے کا ذکر کیا ہے، لیکن حافظ ابن حجر نے الدرر الکامنه میں نو سو (۹۰۰) دینار دینے کا ذکر فرمایا ہے۔

شیخ صفی الدین ہندی کے اساتذہ:

شیخ صفی الدین ہندی کی عمر کا نصف سے زیادہ حصہ علوم و فنون کی طلب و تحصیل میں گذرا، بتیس ۲۳ سال وہ ہندوستان میں رہے اور اغلب یہی ہے کہ ان کا قیام دہلی میں رہا، اس وقت شہر دہلی مختلف علوم و فنون کے ماہرین سے آباد تھا اور دہلی کی علمی رونق قابل دید تھی، تذکرہ نگاروں کے مطابق ان کے دادا اور نانا دونوں بڑے فاضل تھے، اس لیے یہ بات ہر طرح قرین قیاس ہے کہ ان دونوں نے اس حوصلہ مند اور ذہین نوجوان کو اپنے ذخیرہ علم سے مستفید کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے ممتاز علماء اور مشائخ سے استفادہ کی ضرورت تلقین کی ہوگی، اور شیخ صفی الدین نے دہلی کے دوسرے علماء اور مشائخ سے بھرپور استفادہ کیا ہوگا، لیکن شیخ صفی الدین کے تذکروں میں یہ تفصیل بالکل درج نہیں ہے کہ انہوں نے قیام ہندوستان کے زمانہ میں کن علماء اور اعیان سے کسب فیض کیا اور کن یگانہ روزگار اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، تمام حضرات نے یہی لکھا ہے کہ انہوں نے نانا اور دادا سے تعلیم حاصل کی، اور ان دونوں سے پڑھا، نانا کا نام بھی مذکور نہیں ہے ہاں دادا کا نام محمد لکھا گیا ہے، ذہبی کے مطابق صفی الدین ہندی کے نانا کا انتقال ۶۶۰ھ میں ہوا، اس وقت شیخ صفی الدین کی عمر ۱۶ سال رہی ہوگی۔

(۱) ابن سبعین: ہندوستان سے نکلنے کے بعد وہ یمن ہوتے ہوئے حج کے مقصد سے مکہ مکرمہ پہنچے یا براہ راست مکہ مکرمہ گئے اور وہاں چند ماہ قیام کرنے کے بعد یمن کا رخ کیا، دونوں طرح کی روایتیں موجود ہیں، ان کے تذکرہ نگاروں نے یہ بات لکھی ہے کہ حج کے بعد تین مہینہ ان کا مکہ مکرمہ میں قیام رہا اور قیام مکہ کے زمانہ میں انہوں نے شیخ قطب الدین عبدالحق بن ابراہیم بن محمد مرثی صوفی سے علوم عقلیہ میں استفادہ کیا جو ابن سبعین کے لقب سے مشہور تھے۔

ابن سبعین کی پیدائش ۶۱۴ھ میں ہوئی، یہ تارک دنیا فلاسفہ میں سے تھے اور وحدۃ الوجود کے زبردست قائل اور داعی تھے، ابن کثیر نے ان کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہ علم اوائل اور علم فلسفہ میں مشغول ہو گئے جس کے نتیجہ میں ان کے یہاں ایک قسم کا الحاد پیدا ہو گیا، اس موضوع پر انہوں نے کتاب بھی لکھی، یہ علم سیمیا بھی جانتے تھے اور اس کے ذریعہ امراء اور اغنیاء پر تبلییس کرتے تھے۔

ابن کثیر اور ذہبی نے ابن سبعین کے فاسد افکار و نظریات کا تذکرہ کیا ہے، ابن سبعین کی چند تصنیفات یہ ہیں: (۱) کتاب الحروف الوضعیۃ فی الصور الفلکیۃ (۲) کتاب البدو (۳) اسرار الحکمۃ المشرقیۃ (۴) مالا بد للعارف منہ وغیرہ، ابن سبعین کی وفات ۶۲۹ھ میں ہوئی، ایک روایت ۶۲۸ھ کی بھی ہے۔

ذہبی، ابن حجر، صفدی، ابن عماد، شوکانی وغیرہ نے لکھا ہے کہ شیخ صفی الدین ہندی نے سفر حج میں ابن سبعین سے فلسفہ میں استفادہ کیا۔

(۲) شیخ سراج الدین ارموی: حجاز و یمن کے بعد صفی الدین ہندی نے بلاد مصر کا رخ کیا، ۶۷۰ھ یا ۶۷۱ھ میں مصر پہنچے، چار سال وہاں قیام کیا، بظاہر ان کا مصر میں قیام بھی طلب علم کے لیے تھا، لیکن ان کے حالات میں ان کے مصری اساتذہ و شیوخ کا تذکرہ نہیں ملتا، مصر کے بعد وہ بلاد روم کی طرف منتقل ہوئے، روم کے مختلف شہروں میں گیارہ سال گزارے، اس گیارہ سال کی مدت میں انہوں نے کن اساتذہ سے علوم کی تحصیل کی اس کی تفصیل سے کتب تاریخ و تراجم خالی ہیں، ان کے بلاد روم میں قیام کے زمانہ کے صرف ایک استاذ کا تذکرہ مؤرخین نے کیا ہے اور وہ ہیں شیخ سراج الدین محمود بن ابوبکر ارموی آذر بایجان دمشقی شافعی۔

شیخ سراج الدین ارموی شیخ صفی الدین کے خاص الخاص اساتذہ میں سے تھے، ان کی پیدائش آذر بایجان کے شہر ارمیہ میں ۵۹۴ھ میں ہوئی اور وفات قونیہ میں ۶۸۲ھ میں ہوئی، انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے شہر ارمیہ میں ہی حاصل کی، پھر موصل میں جا کر شیخ

کمال الدین موسیٰ بن یونس سے استفادہ کیا جو موسوعۃ المعارف (علوم کا انسائیکلو پیڈیا) کے لقب سے جانے جاتے تھے، شیخ سراج الدین ارموی نے ایک مدت ان کی خدمت میں گذاری اور ان کے درس سے وابستہ ہو گئے انہوں نے موصل کے دوسرے علماء اور مشائخ سے بھی استفادہ کیا، بہت سے علوم میں انہیں امتیاز حاصل ہوا، وہ منطقی، حکیم، مناظر، اصولی، فقیہ، متکلم، شاعر اور مفسر تھے، ان کی متعدد تصنیفات ہیں، جن میں سے امام رازی کی کتاب ”المحصول فی اصول الفقہ فی نی کا خلاصہ“ التحصیل فی نی کے نام سے زیادہ معروف ہے۔

(۳) شیخ ابوالحسن علی بن احمد السعدی ابن البخاری: شیخ صفی الدین کے اساتذہ میں ایک اہم شخصیت شیخ ابوالحسن علی بن احمد بن عبد الواحد السعدی المقدسی الصالحی بھی ہیں جو اپنے زمانے کے ممتاز فقیہ و محدث تھے اور ابن البخاری کے نام سے مشہور ہیں، ان کی پیدائش ۵۹۵ھ میں ہوئی دمشق، بیت المقدس، مصر، اسکندریہ، حمص اور بغداد کا سفر کیا اور ان مقامات کے علماء اور مشائخ سے استفادہ کیا، امام ذہبی اور حافظ ابن تیمیہ وغیرہ نے بڑے بلند الفاظ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں ابن الحاجب، ابن دقیق العید، تقی الدین بن تیمیہ، شیخ صفی الدین ہندی وغیرہ علماء اور اعیان ہیں، ان کی وفات ۶۹۰ھ میں ہوئی۔

بعض دوسرے اساتذہ: المدارس فی تاریخ المدارس کے مصنف ابوالفخر عبد القادر بن عمر نعیمی نے شیخ صفی الدین ہندی کے شیوخ میں ابن الفخر الرازی کا بھی تذکرہ کیا ہے، لیکن ان کے حالات دستیاب نہیں ہیں، اسی طرح نعیمی نے شیخ صفی الدین کے شیوخ میں ابن الوکیل اور الفخر المصری کا بھی تذکرہ کیا ہے، جبکہ یہ دونوں حضرات شیخ صفی الدین ہندی کے تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

شیخ صفی الدین ہندی کے تلامذہ:

شیخ صفی الدین ہندی کا آخری پڑاؤ دمشق تھا، ۶۸۵ھ میں وہ دمشق تشریف لائے اور ۷۱۵ھ میں اکہتر ۷۱ سال کی عمر میں دمشق میں ان کی وفات ہوئی، ان کا دمشق میں قیام کا

زمانہ تقریباً تیس سال پر محیط ہے، دمشق پہنچنے سے پہلے وہ علوم وفنون میں انتہائی بلند مقام حاصل کر چکے تھے خاص طور سے علم کلام اور اصول فقہ میں ان کی مہارت مسلم تھی، علوم عقلیہ میں بھی پوری مہارت حاصل کر چکے تھے، اس لیے دمشق میں ان کا قیام درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور علمی افادہ سے معمور تھا، جامعہ اموی میں ان کا حلقہ درس قائم ہوا، دمشق کے بڑے نامور مدارس مدرسہ ظاہریہ، مدرسہ اتابکیہ، مدرسہ رواجیہ، مدرسہ دولعیہ وغیرہ میں انہوں نے بہت شہرت و عزت کے ساتھ درس کے حلقے قائم کئے اور طالبان علوم کو شاد کام کیا۔

ان کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہم چند ممتاز شاگردوں کا نام لینے پر اکتفا کرتے ہیں:

۱- امام ذہبی: امام ذہبی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، اسلامی علوم کا طالب علم ان کے نام اور کارناموں سے واقف ہے، ان کی کتابیں: تذکرۃ الحفاظ، تاریخ ال اسلام، سیر اعلام النبلاء، وغیرہ انہیں زندہ جاوید بنانے کے لیے کافی ہیں، متعدد تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ امام ذہبی نے شیخ صفی الدین ہندی سے روایت کی ہے، اس طرح وہ صفی الدین ہندی کے زمرہ تلامذہ میں شامل ہیں، تاج الدین سبکی نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ذہبی نے ان سے روایت لی ہے۔

۲- حافظ ابن قیم الجوزیہ: صلاح الدین صفدی نے ”الوانی بالوفیات فی نی میں اور ابن حجر نے ”الدرر الکامنیہ فی نی میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ حافظ ابن قیم شیخ صفی الدین ہندی کے شاگردوں میں ہیں، انہوں نے علم کلام اور اصول فقہ کی کئی کتابیں شیخ صفی الدین سے پڑھی ہیں، ابن حجر نے ابن قیم کے حالات میں لکھا ہے: ”قرأ فی الأصول علی الصفی الہندی“ اور صلاح الدین صفدی نے ابن قیم کے حالات میں لکھا ہے: ”وأما الأصول فأخذها عن جماعة، منهم الشيخ صفی الدین الہندی“ دوسرے کے بعد لکھتے ہیں: ”وقرأ فی أصول الدین علی الشیخ صفی الدین الہندی أكثر الأربعمین والمحصل“ (الوانی

بالوفیات جزء ۲، ص: ۲۷۱)۔

۳۔ کمال الدین ابن الزمکانی: ابن الزمکانی اپنے دور کے ممتاز ترین علماء میں تھے دمشق کے گاؤں زمکان میں ان کی پیدائش ۶۶۶ھ یا ۶۶۷ھ میں ہوئی، بڑے باکمال اساتذہ سے علم حاصل کیا، اصول فقہ اور علم کلام میں شیخ صفی الدین ہندی کے شاگرد ہیں، ابن تیمیہ سے مناظرہ کرنے والوں میں ان کا نام بھی نمایاں طور پر آتا ہے، تین طلاق اور رسول اللہ ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کے مسئلہ میں انہوں نے حافظ ابن تیمیہ کے موقف کی تردید میں ایک کتاب لکھی، حافظ ابن کثیرؒ نے بڑے بلند الفاظ میں ”البدایہ والنہایہ“ فی میں ان کا تذکرہ کیا ہے، رمضان ۷۲۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۴۔ ابن الوکیل: علامہ ابو عبد اللہ محمد ابن الشیخ زین الدین عمر بن المکی الآموی المصری الشافعی جو ابن المرحل اور ابن الوکیل کے نام سے مشہور ہیں، اپنے دور میں شافعیہ کے شیخ تھے، دمیاط میں ۶۶۵ھ میں پیدائش ہوئی، اپنے والد صاحب کے ساتھ دمشق منتقل ہو گئے، وہیں نشوونما ہوئی، حلب میں بھی ایک مدت تک قیام کیا، طبقہ فقہاء میں ممتاز شاعر تھے، حافظہ عجیب و غریب تھا، المفصل سودن میں یاد کی، مقامات حریری پچاس دن میں اور دیوان متنبی ایک جمعہ میں، انہوں نے بھی اصول فقہ اور اصول دین (علم کلام) کی تعلیم شیخ صفی الدین ہندی سے حاصل کی۔

حافظ ابن تیمیہ کے مخالف تھے اور بہت سی مجالس میں ان سے مناظرے کرتے تھے، لیکن دونوں ایک دوسرے کے فضل و کمال کے بھی قائل تھے، ۷۱۶ھ میں قاہرہ میں ان کی وفات ہوئی۔

۵۔ افخر المصری: علامہ ابو الفضیل محمد بن علی بن علی بن ابراہیم دمشقی شافعی جو افخر المصری کے نام سے معروف ہیں ان کی پیدائش ۶۹۱ھ یا ۶۹۲ھ میں ہوئی، اپنے والد صاحب کے ساتھ بچپن ہی میں دمشق منتقل ہوئے، ابن الزمکانی کے بڑے گرویدہ تھے، ان

کی صحبت میں وہ رہ پڑے، انہوں نے بھی اصول فقہ اور اصول دین شیخ صفی الدین ہندی سے پڑھا قوت حفظ اور ذکاوت میں اللہ کی نشانی تھے، بہت تھوڑے وقت میں بڑی بڑی کتابیں حفظ کر لیتے تھے، ان کا شمار اپنے زمانہ کے اذکیاء میں تھا، وفات ۷۵۱ھ میں ہوئی، ان کا حلقہ درس بہت آباد تھا، تیس سال کی عمر میں انہیں فتویٰ دینے کی اجازت مل گئی تھی۔

۶۔ قاضی کمال الدین: قاضی کمال الدین ابوالقاسم احمد بن محمد شیرازی شافعی دمشق کی پیدائش ۶۷۰ھ میں ہوئی، حدیث میں کمال پیدا کیا، اپنے زمانہ کے مشائخ سے علم فقہ سیکھا، شیخ صفی الدین ہندی سے علم کلام اور اصول فقہ پڑھا، دمشق کے مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں، ذہبی اور ابن کثیر نے ان کی تعریف کی ہے، وفات ۷۳۶ھ میں ہوئی۔

شیخ صفی الدین کی تصنیفات:

شیخ صفی الدین ہندی ایک بافیض استاد ہی نہیں تھے، بلکہ ایک باکمال مصنف بھی تھے، ان کے تذکرہ نگاروں نے ان کی تصنیفات اور سلیقہ تصنیف کا تذکرہ کیا ہے، علامہ تاج الدین سبکی اور تقی الدین بن قاضی شہبہ نے لکھا ہے: ان کی تمام تصنیفات اچھی اور جامع ہیں خاص طور سے ”النهاية في“۔

شیخ صفی الدین کو امتیازی مہارت علم کلام اور علم اصول فقہ میں تھی، ان کی تصنیفات انہی دو علوم سے متعلق ہیں، علم کلام میں ان کی دو تصنیفات کا ذکر آتا ہے، (۱) ”الزبدة في علم الکلام“، (۲) ”الرسالة التسعينية في الأصول الدينية“ پہلی کتاب، یعنی ”الزبدة في أصول الدين“ فی کو ابن السبکی، ابن قاضی شہبہ، صاحب مفتاح دار السعادة، ابن العما د حنبلی، حاجی خلیفہ، اسماعیل بغدادی اور حضرت مولانا عبدالحی حسنی نے شیخ صفی الدین کی طرف منسوب کیا ہے، یہ کتاب نہ تو طبع ہوئی ہے اور نہ ہی مخطوطات میں کہیں اس کا ذکر ملتا ہے، اس لیے اس کتاب کے مشتملات اور مباحث پر روشنی ڈالنا ممکن نہیں ہے۔

علم کلام میں شیخ صفی الدین ہندی کی دوسری تصنیف ”الرسالة التسعينية في أصول الدين“ ہے، عام طور سے شیخ کے تبصرہ نگاروں نے اس کتاب کا ذکر نہیں کیا ہے، لیکن اس کتاب کے دو قلمی نسخے دستیاب ہیں، ایک دارالکتب المصریہ کا نسخہ جس کا نمبر عقائد تیمور میں ۱۴۳ ہے، یہ نسخہ محرم ۷۱۳ھ میں لکھا گیا اس کے کاتب عمر بن ابراہیم عمر بن المہذیب واسطی شافعی ہیں، اس نسخہ کا مقابلہ ایک دوسرے نسخہ سے ۸۳۲ھ میں کیا گیا، اس کے اوراق ۱۱۵ ہیں، اس نسخہ پر ملکیت کی متعدد تحریریں ہیں، یہ نسخہ ۱۰۰۵ھ میں محمد بن محمد داؤد مقدسی شافعی کی ملکیت میں رہا ہے، اس نسخہ کے کاتب عمر بن ابراہیم بن عمرو واسطی شافعی نے کتاب کے ٹائٹل میں اس کتاب کو شیخ صفی الدین کی طرف منسوب کیا ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں: ”الرسالة التسعينية في الأصول الدينية لشيخنا الإمام العلامة صفى الدين، مفتى المسلمين، قدوة المحدثين، بقية المجتهدين محمد بن عبد الرحيم بن محمد الأرموى“۔

دوسرا نسخہ ”دارالکتب التونسیہ“ کا ہے، جس کا نمبر المکتبۃ العبدلیۃ میں ۹۵۳۳ ہے، اس کی کتابت ۹۸۲ھ میں مکمل ہوئی، اوراق کی تعداد ۱۲۷ ہے، کاتب کا نام ابوالجبر بن الحورانی ہے۔

شیخ صفی الدین ہندی نے یہ کتاب حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور مناظرہ کے بعد لکھی، جیسا کہ مصنف نے اس کتاب کے مقدمہ میں صراحت کی ہے، حمد و صلوة کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ ایک ایسا رسالہ ہے جو اصول دین کے نوے (۹۰) مسائل پر مشتمل ہے، یہ رسالہ میں نے اس وقت لکھا جب میں نے دیکھا کہ اہل سنت والجماعت اور بعض حنابلہ کے درمیان مشہور فتنہ پیش آنے کے بعد ملک شام کے طلبہ اس علم کی تحصیل پر متوجہ ہیں اور میں نے اس کا نام ”الرسالة التسعينية في الأصول الدينية“ رکھا۔

شیخ صفی الدین ہندی کی یہ گرانقدر تصنیف اس کی مستحق ہے کہ تحقیق و تعلیق کے بعد اسے زیور طبع سے آراستہ کیا جائے، اس کتاب کی اشاعت علم کلام میں ایک گراں قدر اضافہ ہوگا۔

اصول فقہ بھی شیخ صفی الدین کی درس و تدریس، تحقیق و تصنیف کا موضوع رہا ہے اور اس فن میں ان کا مقام امام رازی اور امام غزالی وغیرہ سے کم نہیں ہے، اصول فقہ میں ان کی تین کتابوں کا ذکر آتا ہے (۱) نہایۃ الوصول فی درایۃ الأصول (۲) الرسالة السیفیۃ فی أصول الفقہ (۳) الفائق فی أصول الفقہ۔

نہایۃ الوصول فی درایۃ الاصول:

اصول فقہ میں ان کی سب سے مفصل اور محقق کتاب ”نہایۃ الوصول فی درایۃ الاصول فی نی“ ہے جو الحمد للہ تحقیق و تعلیق کے ساتھ آٹھ جلدوں میں زیر طبع سے آراستہ ہو چکی ہے، یہ کتاب اصول فقہ میں ایک انسائیکلو پیڈیا سے کم نہیں، تمام تذکرہ نگاروں نے اس کتاب کو شیخ کی تصنیفات میں نہایت اہمیت اور اہمیت کے ساتھ ذکر کیا ہے، تذکرہ نگار عموماً لکھتے ہیں کہ شیخ صفی الدین کی تمام تصنیفات اچھی اور جامع ہیں، خصوصاً ”نہایۃ فی نی“، شیخ کے تمام تذکرہ نگاروں نے ”نہایۃ الوصول فی نی“ کا تذکرہ کیا ہے اور خود شیخ کی دوسری کتاب ”الفائق فی نی“ نیز ”الرسالة السیفیۃ فی نی“ میں اس کتاب کا تذکرہ اور حوالہ ہے، اس کتاب کی تصنیف میں شیخ صفی الدین اصول فقہ کی تین بڑی شخصیات سے زیادہ متاثر نظر آتے ہیں، انہوں نے امام رازی کے منہج اور شیخ سیف الدین آمدی، نیز اپنے استاذ شیخ سراج الدین ارموی کے منہج کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے، شیخ صفی الدین پر امام رازی کی چھاپ زیادہ گہری نظر آتی ہے، لیکن شیخ صفی الدین مختلف مقامات پر امام رازی اور علامہ آمدی سے اختلاف بھی کرتے ہیں اور ان حضرات کے موقف کی قوت کے ساتھ تردید بھی کرتے ہیں، بہر حال انہوں نے اپنی اس کتاب میں رازی اور آمدی کے منہج تصنیف کو جمع کرنے کے ساتھ اپنا ایک نیا منہج قائم کرنے کی بھی کامیاب کوشش کی ہے، کتاب کا اسلوب انتہائی واضح اور روشن ہے، مصنف نے اصول فقہ کے دقیق مباحث کو انتہائی سادہ اور عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اس کتاب

کے امتیازات اور خصوصیات کو بیان کرنے کے لیے مفصل مقالہ کی ضرورت ہے، یہ مختصر مضمون جس میں شیخ صفی الدین ہندی کی حیات و خدمات کے چند گوشوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس تفصیل کا متحمل نہیں ہے، جامعۃ الہام محمد بن سعود کے دو طلبہ نے ڈاکٹریٹ کے لیے ”نہایۃ الوصول فی درایۃ الأصول فی نی کو منتخب کیا اور اس کتاب کی تحقیق پر ان دونوں حضرات کو یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی، وہ دونوں حضرات ہیں ڈاکٹر صالح بن سلیمان الیوسف اور ڈاکٹر سعد بن سالم الشریم، یہ کتاب ان دونوں حضرات کی تحقیق سے المکتبۃ التجاریۃ مکہ مکرمہ سے شائع ہو چکی ہے، اس کتاب پر ان دونوں حضرات کا مقدمہ تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل ہے۔

الرسالۃ السیفیۃ فی اصول الفقہ :

اصول فقہ پر شیخ صفی الدین ہندی کی دوسری کتاب ”الرسالۃ السیفیۃ فی اصول الفقہ فی نی ہے جو نہ تو بہت مفصل ہے اور نہ بہت مختصر، ابن السبکی، ابن قاضی شہب، ابن عماد حنبلی، مولانا عبدالحی حسنی وغیرہ نے اس کتاب کو شیخ صفی الدین ہندی کی طرف منسوب کیا ہے، ”نہایۃ الوصول فی نی کے محققین نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مکتبۃ سلیمانۃ استنبول کے ذیلی مکتبہ، مکتبہ جلال اللہ آفندی میں موجود کتاب نمبر ۵۶۶ جس کے سرورق پر ”نہایۃ الوصول فی نی علم الاصول للشیخ صفی الدین الہندی فی نی لکھا ہوا ہے، وہ ”نہایۃ الوصول فی نی نہیں بلکہ ”الرسالۃ السیفیۃ فی اصول الفقہ فی نی ہے، اسی طرح ایشیا ٹک سوسائٹی کلکتہ کے مکتبہ میں موجود کتاب نمبر ۵۸۱ جو دو جلدوں اور تین اجزاء میں ہے وہ بھی ”نہایۃ الوصول فی نی نہیں، بلکہ ”الرسالۃ السیفیۃ فی نی ہے، ”نہایۃ الوصول فی نی کے محققین کا یہ خیال زیادہ تر اس بنیاد پر ہے کہ ان دونوں نسخوں میں جگہ جگہ ”نہایۃ الوصول فی نی کا حوالہ دیا گیا ہے، اس لیے ان دونوں نسخوں کو ”نہایۃ الوصول فی نی قرار دینا مشکل ہے۔

الفائق فی اصول الفقہ :

اصول فقہ میں شیخ صفی الدین ہندی کی تیسری کتاب ”الفائق فی اصول الفقہ“ فی فی مصنف نے کتاب کے مقدمہ میں خود یہ بات تحریر فرمائی ہے کہ چونکہ اصول فقہ میں میری کتاب ”نہایۃ الوصول فی درایۃ الاصول“ فی فی کافی طویل اور مفصل ہے، طلبہ کے لیے اس کا پڑھنا دشوار ہے، اس لیے میں نے اس کا اختصار کیا اور اس کا نام ”الفائق فی فی رکھا، چونکہ یہ کتاب اس فن کے مختصرات سے فائق ہے، اس کتاب کا نام ”الفائق فی فی ہونے پر تو تمام تذکرہ نگار متفق ہیں، لیکن یہ کتاب اصول فقہ میں ہے یا اصول دین میں، اس میں دو نقطہ نظر پائے جاتے ہیں، تاج الدین سبکی، ابن عماد حنبلی، طاش کبری زادہ، نواب صدیق حسن خان نے ”الفائق فی فی کو شیخ صفی الدین کی اصول فقہ کی تصنیفات میں سے شمار کیا ہے، جب کہ ابن قاضی شہبہ، صفدی، ابن حجر، حاجی خلیفہ، اسماعیل بغدادی اور شوکانی نے ”الفائق فی فی کو اصول دین کی کتابوں میں شمار کیا ہے، لیکن خود اس کتاب کا مقدمہ اس اختلاف کا فیصلہ کر دیتا ہے اور یہ بات طے کر دیتا ہے کہ ”الفائق فی فی اصول فقہ کی کتاب ہے، اصول دین کی نہیں، ”الفائق فی فی کے دو نسخے موجود ہیں، ایک نسخہ دارالکتب المصریہ میں، جس کا نمبر اصول فقہ میں ۸۷ ہے اور اس کے اوراق کی تعداد ۲۳۷ ہے، دوسرا نسخہ دارالکتب التوسیتیہ کا ہے، یہ نسخہ تیونس کے المکتبۃ العدلیہ میں موجود ہے جو دارالکتب الوطنیہ کے تابع ہے اس کا نمبر ۶۹۳۶ ہے، اوراق کی تعداد ۱۸۳ ہے، ڈاکٹر علی العمیر بنی نے اس کتاب کی تحقیق کی ہے اور یہ کتاب بھی زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔

شیخ صفی الدین ہندی کی تمام تصانیف اپنے موضوع پر بہت تحقیقی اور جامع ہیں، زبان و بیان اور تعبیرات کے اعتبار سے بھی معیاری ہیں، اس بات کی ضرورت ہے کہ مخطوطات کی دنیا میں شیخ صفی الدین کی کتابوں کی جستجو جاری رکھی جائے، ان کی تصنیفات کو تحقیق و تعلیق

کے ساتھ شائع کرایا جائے، نیز ان کی تصنیفات کا مختلف پہلوؤں سے مطالعہ کر کے ان کے علمی نظریات اور نادر تحقیقات سے دنیا کو روشناس کرایا جائے۔

شیخ صفی الدین ہندی کا مقام و مرتبہ:

شیخ صفی الدین ہندی کا علمی مقام بہت بلند تھا، تمام علوم اسلامیہ اور علوم عقلیہ میں ان کو مہارت تھی، لیکن علم کلام اور علم اصول فقہ میں ان کا امتیاز و کمال معاصرین میں مسلم تھا، شیخ صفی الدین نے ان دونوں علوم کو اپنی تدریس اور تصنیف کا خصوصی موضوع بنایا، علامہ تاج الدین سبکی طبقات الشافعیہ فی فی میں لکھتے ہیں:

اعلم الناس بمذهب أبي الحسن وادراهم بأسرار، متضلعا بالأصول
امام ابو الحسن اشعری کے مذہب کے (اس زمانہ میں) سب سے بڑے عالم تھے
اور دونوں اصول، یعنی اصول فقہ اور اصول دین (علم کلام) سے سیراب تھے۔
تقی الدین ابن قاضی شہبہ نے بھی اسی طرح کی بات لکھی ہے (طبقات الشافعیہ
ج ۲: ص ۲۱۰)۔

صلاح الدین الصفدی نے ”الوافی بالوفیات فی فی میں ان الفاظ سے یاد کیا ہے :
”العلامة الأؤحد الشيخ صفی الدین الہندی الشافعی الأصولی نزیل
دمشق ومدرس الظاہریۃ وشیخ الشیوخ“ (الوافی بالوفیات جلد ۳، ص: ۲۳۹)۔
صفدی اعیان العصر واعوان النصر (۵۰۲/۴) میں ان کے بارے میں کس قدر
اونچے کلمات لکھتے ہیں:

”کان قیما لفن الکلام، عارفا بغوامضہ الثی خفیت عن السیف والإمام لو
راہ ابن فورک لا نفرک أو الباقلائی لقلا معرفتہ ووقع معہ فی الدَرَک أو إمام
الحرمین لتأخر من مقامه أو الغزالی لما نسج المستصفی إلا علی منواله ولا رصفه إلا
علی نظامه أو ابن الحاجب لحمل العصا إمامه وجعله دون الناس إمامه“

مولانا عبدالحی حسنی نے انہیں ان القاب سے یاد کیا ہے: ”الشیخ الإمام العالم الكبير العلامة محمد بن عبد الرحيم بن محمد الشيخ صفی الدين الشافعی الهندی الأرموی أحد مشاهير العلماء،“ (نزهة الخواطر ۲/۱۳۲) شیخ عبد الرحيم اسنوی نے یہ الفاظ لکھے ہیں: ”كان فقيها أصوليا متكلماً“ علامہ یافعی نے ”مرآة الجنان فی فی میں ۷۲۵ کے وفيات میں لکھا ہے: ”وفيه توفي الشيخ صفی الدين محمد بن عبد الرحيم الفقيه الإمام العلامة الأصولي الشافعی نزیل دمشق... و كان فيه دين وتعب و درس فی الجامع وتخرج عليه أئمة و فضلاء (مرآة الجنان، ۲/۷۲۲)۔

شیخ الازہر علامہ مراغی ”الفتح المبین فی فی میں لکھتے ہیں: ”وقد اشتهر أمره وعلا صيته وصار يستفتى فيكتب الفتاوى وأقبلت عليه الدنيا فكان براء بالفقراء والمساكين وخاصة تلاميذه مع الخير والتقوى والصلاح وحسن العقيدة، وقد كان رجلاً ظريفاً طيب القلب، سليم النية“ (الفتح المبین ۲/۱۱۵)۔

شیخ صفی الدین الہندی کے ایک شاگرد عمر بن ابراہیم بن عمر الواسطی الشافعی جنہوں نے شیخ صفی الدین کا رسالہ ”الرسالة التسعينية فی أصول الدين فی فی اپنے قلم سے نقل کیا ہے، انہوں نے اس رسالہ کے سرورق پر اپنے استاد کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے: ”شیخنا الإمام العلامة صفی الدين مفتی المسلمین قدوة المحدثین، بقية المجتهدین محمد بن عبد الرحيم بن محمد الأرموی“ (نهایة الوصول، ۱/۱۲۴ مقدمہ محقق)۔

مولانا مناظر احسن گیلانی اور شیخ صفی الدین ہندی:

شیخ صفی الدین ہندی کے تمام معاصر اور متاخر تذکرہ نگاروں نے بڑے بلند الفاظ میں شیخ کا تذکرہ کیا ہے، اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو یہ تحریر خاصی طویل ہو جائیگی، اس تحریر کو ہم حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی کے ایک طویل اقتباس پر ختم کرتے ہیں جو ان کی مشہور کتاب ”ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت فی فی سے لیا گیا ہے، مولانا کے اس

اقتباس سے شیخ صفی الدین ہندی کا مقام و مرتبہ بہت واضح ہو جاتا ہے۔

”آئیے، اب چلیے اسلامی علوم و فنون کا دوسرا گہوارہ ان ہی صدیوں میں دمشق ہے، تاتاریوں کے فتنہ سے ماوراء النہر، توران، ایران، عراق کے علمی مراکز برباد ہو چکے ہیں، جن ممالک تک تاتاریوں کا اثر نہ پہنچا ہے، ان میں شام اور مصر بھی ہیں، اس زمانہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ تقی الدین سبکی، شمس الدین الذہبی، ابن قیم جیسے کبار جہابذہ سے دمشق کا دارالعلوم معمور ہے، ہر طرف علم ہی کا چرچا ہے، اسی دمشق میں دینیات کی وہی تین کتابوں کے نصاب کا پڑھنے والا ایک غریب الوطن ہندی داخل ہوتا ہے، ان کا نام شیخ صفی الدین ہے، ۶۳۴ھ میں پیدا ہوئے، بالاتفاق علماء کا بیان ہے کہ ہندوستان ہی میں اخذ عن جدہ لامہ اپنے نانا صاحب سے انہوں نے تعلیم پائی۔

۲۳ سال کی عمر تھی جب ہندوستان سے باہر نکلے، اور یمن پہنچے، اس وقت یمن میں الملک المظفر کی حکومت تھی، لیکن اس تیس سالہ ہندی نوجوان عالم کے دل و دماغ علم و استعداد سے اتنا متاثر ہوا کہ

”اکرمہ واعطاه تسع مائۃ دینار“ (دررکامنج، ص ۱۱۲)۔

(اس نے ان کا بڑا اکرام کیا، اور نو سو اشرفیاں پیش کیں)۔

طبیعت میں سیر و سیاحت کا شوق تھا، یمن سے مکہ پہنچے، مکہ میں کچھ دن قیام کر کے قاہرہ، قاہرہ سے اناطولیہ کے شہروں مثلاً قونیہ، سیواس، قیصریہ وغیرہ میں گھومتے رہے، بالآخر اس طویل سیاحت اور ہر ملک کے علماء سے ملنے جلنے کے بعد، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے۔

”وقدم دمشق فاستوطنها“ (دمشق آئے اور اسی کو وطن بنالیا)۔

دمشق میں درس کا حلقہ:

دمشق جن علماء سے اس وقت بھرا ہوا تھا، اس کا ذکر آپ سن چکے، ان ہی علماء کے

سامنے اسی مختصر دینیاتی نصاب کا عالم بیٹھتا ہے، اور:

”عقد حلقة الاشتغال بالجامع ودرس بالرواحیة والأتابکیة والظاهرية الجوانیة وغیرها“ (درر وغیرہ)۔

(بنی امیہ کی جامع میں درس کا حلقہ قائم کیا، اس کے سوارواحیہ، اتابکیہ ظاہریہ جوانیہ وغیرہ مدارس میں بھی درس دیتے رہے)۔

یعنی دمشق کی مشہور جامع اموی میں درس کا حلقہ قائم کر دیا، جو اس زمانہ کے لحاظ سے معمولی بات نہیں ہے، اور ایک جامع اموی ہی نہیں، اور بھی دمشق کے متعدد مدارس میں پڑھاتے رہے، تاج الدین سبکی نے طبقات میں ان کے متعلق یہ لکھا:

”اعلم الناس بمذهب ابی الحسن وادراهم باسرارہ متضلعاً بالأصلین“۔

(امام ابوالحسن اشعری کے مذہب کے (اس زمانہ میں) سب سے بڑے عالم تھے، اور دونوں اصول یعنی اصول فقہ وکلام سے سیراب تھے)۔

یہ سبکی کی اپنی چشم دید گواہی ہے، بہر حال اس کے بعد لکھا ہے کہ دمشق میں اس شخص نے ”شغل الناس بالعلم“ لوگوں کو علم میں مشغول کر دیا۔

ہندی عالم کی دمشق میں تصنیفات:

تدریس کے ساتھ تصنیف کا سلسلہ بھی جاری تھا، سبکی ہی کا بیان ہے کہ

”ومن تصانیفه فی علم الکلام الزبدة وفي أصول الفقه النهاية والفائق والرسالة السبعية وكل مصنفاته حسنة جامعة لاسيما النهاية“

ان کے تالیفات میں سے ایک کتاب زبدہ نامی علم کلام میں ہے، اور النہایہ وفائق اصول فقہ میں رسالہ سبعیہ بھی ان کی ایک کتاب ہے، بہر حال ان کی ساری کتابیں بہت اچھی اور جامع ہیں، خصوصاً ”النہایہ فی فی دمشق کے علماء اس ہندی کے علم کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے،

اولاً تو اس کے لیے یہی بات کافی ہو سکتی ہے جیسا کہ سبکی ہی نے لکھا ہے:

”روی عنہ شیخنا الذہبی“ (ہمارے استاد الذہبی ان سے روایت کرتے ہیں)۔

یعنی ذہبی جیسے امام علامہ ان کے شاگرد ہیں، مگر میں نے جس مقصد کے لیے خصوصیت کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے، یعنی ہندی نظام تعلیم کے نتائج کو دکھانا چاہتا ہوں، کہ گھر کی مرغی خواہ جس نظر سے دیکھی جاتی ہو، دال اور دال سے بھی بدتر، لیکن اسی دمشق میں اسلامی تاریخ کا ایک اہم علمی واقعہ پیش آیا، اس وقت پتہ چلا کہ ہندوستان کے نصاب میں کیا کرامت پوشیدہ ہے، اس واقعہ کا ذکر تقریباً عام تاریخوں میں ہے۔

ہندی عالم کا حافظ ابن تیمیہ سے مناظرہ:

قصہ یہ ہے کہ ان ہی دنوں میں جب یہ ہندی عالم دمشق میں مقیم تھا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اپنے بحر اور علم کے غیر معمولی بحران میں ایک خاص قسم کا طوفان اٹھائے ہوئے تھے، گویا سمجھنا چاہتے تھے کہ ان کے علمی ہنگاموں سے سارا عالم اسلام متزلزل تھا، بلکہ ایک حد تک تو اب تک ہے، ان کی چوکھی بے پناہ تلوار اس طرح چل رہی تھی کہ معاصر علماء چیخ اٹھے، بیسیوں نئے نئے مسائل (مثلاً طلاق ثلاثہ یعنی تین طلاق تین ہے، ائمہ اربعہ کے اس مسلک کے خلاف تین ایک ہے، کا نظریہ قائم کیا، حرم اس نیت سے جانا کہ رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کریں گے، حرام ہے اسی طرح صفات میں بھی قریب قریب مجسمہ کی سی باتیں کرتے تھے، یوں بھی ان کے متفادات کی ایک طویل فہرست ہے) (۱۲) پیدا کر کے اہل علم کی محفلوں میں وہ ہلچل ڈالتے رہتے تھے، ان ہی مسائل میں ایک مسئلہ ہے جو مسئلہ جمویہ کے نام سے مشہور ہے، تنگ آ کر دمشق کے علماء نے آخر حکومت کو دست اندازی پر مجبور کیا، لیکن کسی معمولی شخصیت کا سوال نہ تھا، ابن تیمیہ بہر حال ابن تیمیہ ہی تھے، مسلمانوں کے شیخ الاسلام تھے، اسلامی علوم و فنون خصوصاً حدیث و رجال و قرآن میں یہ واقعہ ہے کہ اسی زمانہ میں ان کے بعد بھی مشکل ہی سے کسی کو ان کا حریف قرار دیا جاسکتا ہے، دمشق کا امیر اس زمانہ میں امیر تنکر تھا، خاص دارالحکومت میں جس کا نام دارالسعدت تھا، اس نے اپنے سامنے

شیخ الاسلام سے مناظرہ کرنے کے لیے علماء کی ایک مجلس طلب کی، ابن تیمیہ بھی بلائے گئے،
السبکی نے لکھا ہے :

”جمعت العلماء وشاورا بأن الشيخ الهندي يحضر فحضر“

(علماء نے جمع ہو کر بالاتفاق فیصلہ کیا کہ شیخ ہندی کو بلایا جائے)۔

جس کا یہی مطلب ہوا کہ ابن تیمیہ کے مقابلہ میں دمشق کے جو علماء بلائے گئے تھے،
کسی نے اپنے اندر ان سے گفتگو کرنے کی صلاحیت نہیں محسوس کی فیصلہ کیا گیا کہ ”شیخ
ہندی نی نی کو بلایا جائے امیر نے اسی بنیاد پر ان کو طلب کیا، سبکی نے یہ بھی لکھا ہے:

”وكان الامير تنكر يعظم الهندي ويعتقده“۔

(امیر تنکر ہندی کی بڑی عزت کرتا تھا اور ان کا بڑا معتقد تھا)۔

ہندی عالم کا وقار علم:

بہر حال ”شیخ ہندی نی نی بھی مجلس میں آ کر شریک ہوئے، لکھا ہے کہ مناظرہ کی اس
تاریخی مجلس میں

”كان الهندي شيخ الحاضرين كلهم“ (طبقات کبریٰ)۔

(ہندی ہی ان تمام علماء شام کا شیخ اور سردار تھا، جو اس مجلس میں موجود تھے)۔

جس سے کلام کی جرأت کسی کو نہیں ہو رہی تھی، شیخ ہندی نے بے محابا ان ہی شیخ
الاسلام ابن تیمیہ کو مخاطب کیا، غالباً السبکی بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ بہر حال ان کا بیان
ہے۔ اس وقت شیخ ہندی کی جو حالت تھی گویا اس کی تصویر ہے۔

”كان الهندي طويل النفس في التقرير إذا شرع في وجه يقرره لا يدع شبهة
ولا اعتراضاً إلا أشار إليه في التقرير بحيث لا يتم التقرير إلا وقد بعد على المعترض
مقاومته“۔

(تقریر میں ہندی بہت دراز نفس واقع ہوئے تھے، کسی پہلو پر جب تقریر شروع

کرتے تو کچھ اس طرح اس کو بیان کرتے کہ جتنے شبہات یا اعتراضات کا امکان ہو سکتا تھا اپنی تقریر ہی میں اس کی طرف اشارہ کر جاتے تھے، حتیٰ کہ جب تقریر ختم ہوتی تھی تو اعتراض کرنے والے کے لیے اس کا جواب سخت دشوار ہو جاتا تھا)۔

ہندی عالم کے سامنے ابن تیمیہ:

یہ شیخ ہندی کا حال تھا، اس کے مقابلہ میں شیخ الاسلام پر شیخ ہندی کے اس طرزِ تقریر کا کیا اثر مرتب ہوا، السبکی ہی سے وہ بھی سن لیجئے:

”أخذ ابن تیمیة یعجل علیہ علی عاداتہ وقیدی خرج من شیئ إلى شیئ“۔

(ابن تیمیہ نے حسب دستور جلد بازی سے کام لینا شروع کیا، اور ایک بات کو چھوڑ کر دوسری کی طرف نکلنے لگے) (یہ کیفیت ان پر طاری ہو گئی)

گو یا اپنے معلومات کی وسعت، اور ذہنی انتقال کی قوت سے ہندی کو وہ مرعوب کرنا چاہتے تھے، اور کوئی شبہ نہیں ہے کہ ابن تیمیہ کے معلومات جو درحقیقت بحرِ ذخار ہیں، جن کو آج بھی ان کی کتابوں میں پڑھ کر آدمی کچھ مبہوت سا ہو جاتا ہے، بات میں بات ان کو یاد آتی چلی جاتی ہے، دماغ معلومات کا خزانہ ہے، ایک کے بعد ایک چیز گویا بلبلی چلی جاتی ہے، مگر ہندی شیخ بھی ہندی تھا، ہندوستان کے اس درس کا اس کو تجربہ تھا، جس میں سارا زور اسی پر خرچ کیا جاتا ہے کہ اصل حقیقت لفظوں کے گورکھ دھندوں میں نگاہ سے ہٹنے نہ پائے، ابن تیمیہ کے اس انداز کو دیکھ کر شیخ صفی الدین سے نہ ہا گیا، اور باوجود ان کی جلالتِ شان کے شیخ کو کہنا پڑا:

”ما أراک یا ابن تیمیة إلا کالعصفور ترط من هنا إلى هنا“۔

(ابن تیمیہ میں تمہیں نہیں پارہا ہوں لیکن اس چڑیا کی طرح جو ادھر سے پھدک کر ادھر جاتی ہے اور ادھر سے ادھر)۔

ابن حجر نے درر میں شوکانی نے بدر میں شیخ ہندی کی طرف ان ہی الفاظ کو منسوب کیا

ہے۔ لیکن السبکی جن کا بیان سب سے زیادہ قابل وثوق ہے، انہوں نے لکھا کہ شیخ نے کہا: ”ما أراک یا ابن تیمیة إلا کالعصفور حیث أردت أن أقبضه من مکان خر إلی مکان آخر“۔

(ابن تیمیہ میں تمہیں چڑیا کے مانند پاتا ہوں، جہاں چاہتا ہوں کہ پکڑوں، تو وہاں سے بھاگ کر دوسری جگہ چلے جاتے ہو)۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام پر پھدکنے والی چڑیا کی کیفیت جو طاری ہو گئی تھی، وہ شیخ ہندی کی ان گرفتوں کا نتیجہ تھا، جن سے تڑپ کر وہ دوسری شاخ پر بیٹھنے کی کوشش کرتے تھے، شیخ وہاں بھی ان کو چپن نہیں لینے دیتے، یوں ہی ”کودنی نی“ پھاندنی نی، ”اچھلنی نی“ اور ”پھدکنی نی“ کا ایک سلسلہ تھا، جو جاری تھا۔

شیخ ہندی سے مناظرہ اور اس کا نتیجہ:

واللہ اعلم حاصل کیا نکلا، شیخ الاسلام شیخ ہندی کے پنجوں میں گرفتار بھی ہوئے یا یوں ہی پُھدکتے ہی رہے، تاہم امیر تنکر نے جو یہ فیصلہ کیا، جیسا کہ السبکی نے لکھا ہے:

”نودی علیہ فی البلاد و علی أصحابہ و عز لواعن و وظائفہم“

(حافظ ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں کے متعلق سارے ملک میں اعلان کر دیا گیا اور حکومت کے عہدوں سے سب معزول کر دیے گئے)، یہ بھی لکھا ہے کہ ”و حبس ابن تیمیة بسبب تلک المسئلة“ (اس مسئلہ کی وجہ سے ابن تیمیہ کو جیل بھیج دیا گیا)۔

اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ہندی نے آخر مضبوط پنچہ ڈالا جس سے کم از کم امیر تنکر اور مجلس والوں کا یہی فیصلہ ہوا کہ اس سے وہ نکل سکے۔ واللہ اعلم

درس نظامی کی برکات:

مجھے اس سے بحث نہیں کہ واقعی اس مسئلہ میں جس میں مناظرہ ہوا تھا، حق پر کون تھا،

اور نہ اس غلط فہمی میں کسی کو مبتلا ہونا چاہئے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی علمی عظمت و جلالت سے مجھے انکار ہے، بلکہ اس وقت تو صرف یہ دکھانا تھا کہ ہمارے ملک کے اس چھوٹے موٹے نصاب نے اپنے نتائج کی قیمت کہاں جا کر حاصل کی۔ اتنا تو کم از کم سب ہی کو ماننا پڑے گا کہ اس مسئلہ یا بحث کی حد تک دمشق کے سارے علماء نے اس ہندوستانی عالم کے سامنے اپنی اپنی سپر ڈال دی۔

حالانکہ لطف یہ ہے کہ سراج ہندی میں جو طلاق لسانی تھی، بیچارے شیخ صفی الدین اس صفت سے محروم تھے، ابن حجر وغیرہ سمجھوں نے لکھا ہے کہ:

”كانت في لسانه عجمة الهنود باقية إلى أن مات“ (ص: ۱۵ ج ۴)۔

(صفی ہندی کی زبان میں ہندوستانی زبان کی خصوصیت آخر وقت تک باقی تھی حتیٰ کہ وہ مر گئے)۔

یعنی بیچارے کچھ بولنے میں سراج الہندی کے مانند طرار و فرار بھی نہ تھے، لیکن وہی بات جیسا کہ انشاء اللہ آئندہ معلوم ہوگی، ہندی طریقہ درس کی جو خصوصیت ہے، گرفت کا ملکہ ان میں غیر معمولی تھا، دماغ اتنا مانجھا اور تیز کیا ہوا تھا کہ نازک سی نازک بات بھی ان سے بچ کر نکل نہیں سکتی تھی، جیسا کہ سبکی کی زبانی آپ سن چکے ہیں (ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، جلد ۱، ص ۳۳۹-۳۴۵)۔

مولانا گیلانی کا ایک تسامح: حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی بڑے علمی مقام کے حامل تھے، تاریخ، تراجم اور تذکروں پر بھی ان کی وسیع اور گہری نظر تھی، لیکن شیخ صفی الدین ہندی کے حالات میں ان کے قلم سے ایک ایسی بات نکل گئی ہے جسے ان کا علمی تسامح ہی کہا جاسکتا ہے اور علم و تحقیق کے میدان میں کام کرنے والوں سے کچھ تسامحات کا ہو جانا بالکل حیرت انگیز نہیں، نہ ہی اس سے ان کا علمی مقام کم ہوتا ہے مولانا لکھتے ہیں:

مشہور فلسفی مؤرخ ابن خلدون جب ٹیونس سے پہلی دفعہ مصر پہنچا ہے تو قاہرہ کی شان

وشوکت، علماء وفضلاء کو دیکھ کر مبہوت ہو گیا، اسی سلسلہ میں اس نے قاہرہ کے چند خاص مرکزی مشاہیر کا بھی نام لیا ہے، جن میں ایک ہم ”الصفی الہندی فی نی کو بھی پاتے ہیں، دیکھو، ج ۷، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صفی الہندی دمشق کے سوا کچھ دن مصر میں بھی رہے ہیں۔

مولانا مرحوم کی مذکورہ بالا تحریر پڑھنے کے بعد میں نے تاریخ ابن خلدون کی ساتویں جلد کی طرف مراجعت کی، وہ مقام دیکھا جہاں ابن خلدون کے قاہرہ آنے اور قیام کرنے کا ذکر ہے، لیکن کئی صفحات پڑھ جانے کے باوجود مجھے شیخ صفی الہندی کا ذکر نہیں ملا، پھر جب میں نے شیخ صفی الہندی اور علامہ ابن خلدون کی تاریخ پیدائش و وفات کا موازنہ کیا تو یہ بات یقینی ہو گئی کہ کسی وجہ سے مولانا گیلانی مرحوم سے زبردست تسامح ہوا ہے، کیونکہ شیخ صفی الہندی اور علامہ ابن خلدون میں سرے سے معاصرت نہیں ہے، شیخ صفی الدین الہندی کی پیدائش ۶۴۴ھ میں اور وفات ۷۱۵ھ میں ہوئی، یہی اکثر تذکرہ نگاروں کی رائے ہے، یافعی نے ان کا سن وفات ۷۲۵ھ اور سیوطی نے ۷۵۰ھ لکھا ہے، لیکن یہ دونوں قول معتبر نہیں ہیں، درست اور رائج یہی ہے کہ ان کی وفات ۷۱۵ھ میں ہوئی، خود علامہ ابن خلدون نے اپنی پیدائش رمضان ۷۳۲ھ میں ذکر کی ہے اور مؤرخین نے ان کی وفات رمضان ۸۰۸ھ میں لکھی ہے اس کے مطابق ابن خلدون شیخ صفی الدین الہندی کی وفات کے ۱۷ سال بعد پیدا ہوئے، لہذا اس کا کوئی امکان نہیں رہ جاتا کہ ابن خلدون کے قاہرہ آنے کے زمانہ میں شیخ صفی الدین الہندی (جن کے حالات اوپر لکھے گئے) قاہرہ میں موجود رہے ہوں، ابن خلدون کا قاہرہ پہنچنا ۷۸۴ھ میں ہوا، جب کہ شیخ صفی الدین الہندی کی وفات پر ۶۹ سال گزر چکے تھے، اس لیے اگر تاریخ ابن خلدون کے کسی نسخہ میں شیخ صفی الہندی کا ذکر ہے تو یہ کوئی دوسری شخصیت ہوگی، مشہور شیخ صفی الدین الہندی ارموی جن کا حافظ ابن تیمیہ سے مناظرہ ہوا نہیں ہوں گے۔

بعد میں عقدہ اس طرح کھلا کہ ابن خلدون نے اپنے ایک استاذ محمد بن ابراہیم ابلی (جن کی پیدائش ۶۸۱ھ اور وفات ۷۵۷ھ میں ہوئی) کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب وہ بلاد مصر

پہنچے تو اس وقت وہاں تقی الدین ابن دقیق العید، ابن الرفعہ، صفی الدین ہندی، تبریزی وغیرہم معقولات اور منقولات کے شہ سوار موجود تھے (ابن خلدون جلد ۷ ص: ۳۹۱) حضرت مولانا گیلانی کو التباس ہو گیا اور اس کو انہوں نے ابن خلدون کے تذکرہ سے جوڑ دیا، لیکن ابن خلدون کے اس حوالہ سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ مصر میں بھی ان کی زندگی اس طرح گزری ہے کہ وہاں کے نمایاں ترین اہل فضل و کمال میں ان کو گنا جاتا تھا، اور تقی الدین بن دقیق العید، ابن الرفعہ وغیرہ کی صف میں ان کا شمار تھا۔

ایک لطیفہ: شیخ صفی الدین ہندی انتہائی سادہ متواضع اور ظریف انسان تھے، ان کا خط اچھا نہیں تھا، انہوں نے یہ لطیفہ خود بیان کیا ہے کہ قاہرہ کے بازار میں میں نے ایک کتاب دیکھی جو انتہائی خراب خط میں لکھی ہوئی تھی، اس کو میں نے زیادہ قیمت دے کر خریدتا کہ ان لوگوں پر حجت قائم کروں جو کہتے ہیں کہ میرا خط سب سے زیادہ خراب ہے، جب اس کتاب کو گھیرا کر میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب بھی میری لکھی ہوئی ہے اور میرے پرانے خط میں ہے۔

چند اوصاف و کمالات:

شیخ صفی الدین ہندی بے پناہ علمی کمالات کے ساتھ دینداری، عبادت گزاری، اوراد و وظائف کی پابندی، صلہ رحمی اور نیک کاموں میں خرچ کرنے میں بھی ممتاز تھے، ذہبی لکھتے ہیں ”کان فیہ دین و تعبد ولہ أورداد، و کان حسن الاعتقاد علی مذهب السلف“ ابن کثیر لکھتے ہیں: ”و کان فیہ برا و صلوۃ“ ابن عماد حنبلی لکھتے ہیں: ”کان ذا دین و تعبد و إیثار و خیر و حسن اعتقاد“ ابن حجر کے مطابق وہ رات میں اوراد و وظائف کے پابند تھے، رات میں جب بیدار ہوتے وضو فرماتے، اور اپنا بہتر سے بہتر لباس پہنتے حتیٰ کہ موزہ اور دستاں بھی پہنتے اور اسی حالت میں نماز پڑھتے (الدرر الکامنہ ۱۵/۴)۔

ایک ناقابل قبول بات:

بعض تذکرہ نگاروں نے ان کے حالات میں بعض ایسی باتیں لکھی ہیں جو کسی طرح قابل قبول نہیں، مثلاً ابن حجر لکھتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ انہیں صرف چوتھائی قرآن یاد تھا، حتیٰ کہ نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے اَلْمَصْحُوفِ کو میم کے فتح اور صاد کی تشدید کے ساتھ پڑھا (حوالہ بالا) صرف چوتھائی قرآن یاد ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے، لیکن اَلْمَصْحُوفِ کو اَلْمَصْحُوفِ پڑھنا پرلے درجہ کی جہالت ہے جس کا تصور ایک عام ناظرہ خواں سے بھی نہیں کیا جاسکتا، چہ جائیکہ ایسے جلیل القدر محقق اور عالم کے بارے میں یہ بات کہی جائے جو امام ذہبی، حافظ ابن قیم وغیرہ کا استاذ رہا ہو اور جسے اس کے تمام معاصر محقق علماء نے حافظ بن تیمیہ سے مناظرہ کے لیے طے کیا ہو، اسی طرح کی بات حافظ ابن تیمیہ نے ایک ثقہ کے حوالے سے شیخ شمس الدین اصفہانی کے بارے میں لکھی ہے (ملاحظہ ہو فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۹۶/۴)۔

ازدواجی زندگی:

شیخ صفی الدین ہندی کے حالات میں ان کی ازدواجی زندگی کا کہیں ذکر نہیں آتا کہ ان کی شادی ہوئی یا نہیں، اگر شادی ہوئی تو کہاں اور کس سے ہوئی اور ان کے کوئی اولاد تھی یا نہیں؟ ان کی زندگی کے اس اہم گوشہ کے بارہ میں تذکرہ نگار بالکل خاموش ہیں، لیکن ”نہایت الوصول فی درایۃ الاصول فی نی کے محققین نے اپنے مقدمہ تحقیق میں ”الرسالۃ السیفیہ فی اصول الفقہ فی نی کے مقدمہ کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ شیخ صفی الدین کے ایک صاحبزادہ تھے جن کا نام محمد تھا، ان کی فرمائش پر شیخ صفی الدین نے اصول فقہ کی ایک کتاب تصنیف کی، بہر حال شیخ کی زندگی کا یہ گوشہ تشہد تحقیق ہے جو محققین کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اس نادرہ روزگار مصنف و محقق کی زندگی کے گم گشتہ حصوں کی بازیافت اور ترتیب کی کوشش کریں۔

اردو زبان میں لکھی جانے والی فقہ حنفی کی اہم کتابیں

ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی ☆

اردو زبان کی پیدائش کے تعلق سے سب سے پہلے سید سلیمان ندوی کی تحریر ملاحظہ ہو: ”خیال کیا جاسکتا ہے کہ ایسا ملک جس میں کم از تیرہ مستقل زبانیں بولی جاتی ہوں، اس کو ایک مملکت، ایک حکومت اور ایک ملک کیوں کر قرار دیا جاسکتا ہے اور ایسی مختلف بولیوں اور زبانوں والے ملک کے انتظام اور کاروبار کے لیے ایک متحدہ و مشترکہ زبان کی کتنی سخت ضرورت تھی، یہی بات تھی جس نے اس ملک میں نئی بھاشا کو پیدا کیا اور اس کو ترقی دی نی نی (نقوش سلیمانی ص ۲۵۱)۔“

آگے سید صاحب رقمطراز ہیں: ”اب صورت یہ ہوئی کہ ہر صوبہ کی مقامی بولیوں میں مسلمانوں کی زبان کے الفاظ کا میل ہو کر ایک نئی بولی پیدا ہونے لگی۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کا یہ میل جول جیسا کہ پہلے کہا گیا سب سے پہلے ملتان سے لے کر ٹھٹھہ تک سندھ میں اور پھر یہاں سے گجرات اور کاٹھیاواڑ تک ہوا ہوگا۔ اس میں بولی سے جو زبان بنی اس کا پہلا نمونہ ہم کو ۶۲ھ میر فیروز شاہ تغلق کے عہد میں سندھ پر ملتا ہے۔ سن مذکور میں سلطان ٹھٹھہ پر ناکام حملہ کر کے جب گجرات جاتا ہے تو ٹھٹھہ والوں نے اس کو اپنے شیخ کی کرامت سمجھ کر کہا ”برکت شیخ تھیا اک موواک تہانی نی یعنی شیخ کی برکت تھی کہ ایک حملہ آور (سلطان محمد شاہ تغلق جس نے ۷۵۲ھ میں حملہ کیا تھا) مر گیا اور دوسرا (سلطان فیروز شاہ تغلق) ناکام رہا نی نی (نقوش سلیمانی ص ۲۵۲)۔“

اردو مختلف میدانوں پر کس طرح ذخیل ہوگئی اور اس کے اسباب کیا تھے، اس کے لیے موصوف ہی کی ایک دوسری تحریر پیش ہے: ”اردو زبان کی اشاعت میں مذہبی تحریکات کو بہت بڑا دخل ہے، رد بدعت کی جو تحریک شاہ ولی اللہؒ کے خاندانوں سے اٹھی تھی، اس نے رفتہ رفتہ پورے ملک کو چھالیا۔ اسی کی خاطر قرآن و حدیث کے ترجمے ہوئے، عقائد پر کتابیں لکھی گئیں، رد بدعات پر رسالے تالیف ہوئے اور توحید خالص کی اشاعت پر مسلسل تحریریں چھپتی رہیں۔ اس سلسلہ کی پہلی کڑی شاہ عبدالقادر صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ قرآن اور شاہ اسماعیل صاحبؒ کی ”تقویۃ الایمان“ فی نی ہے اور ان کے بعد ان کے ساتھیوں اور ہم خیالوں نے عوام کی درستی اور عوام تک پہنچنے کے لیے اس زبان کو اپنی تحریکات کا ترجمان بنالیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہماری زبان میں ہر علم و فن سے زیادہ مذہبی علوم و مسائل کی کتابیں ہیں فی (نقوش سلیمانی ص ۱۱۵)۔

بدون تعریف فقہ، موضوع و غرض و غایت سے تعرض کیے۔ مختصراً کتب فقہ کا ذکر کر رہا ہوں۔

۱- رسالہ راہ نجات:

۳۲ صفحات پر محیط ہے۔ خاتمۃ الطبع سرشی کے بعد لکھا ہے: الحمد للہ کہ نسخہ متبرکہ دلیل الحسنات، راہ نجات تصنیف مولانا رفیع دہلویؒ، یہ رسالہ نماز، روزہ اور حج وغیرہ کے مسائل پر مشتمل ہے۔

۲- مفتاح الجنۃ:

حضرت مولانا کرامت علی صاحب جونپوری (پیدائش ۱۲۱۵ و فوت ۱۲۹۰: بحوالہ نزہۃ الخواطر ۷/ ۴۳۳-۴۳۴) نے انیس سال کی عمر میں، یعنی ۱۹۳۳ھ میں فقہ کی مشہور کتاب تصنیف فرمائی۔ ”اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ بقول ایک

بزرگ اس کتاب کا ترجمہ اٹھارہ زبانوں میں ہو چکا ہے۔“ (سیرت مولانا کرامت علی جونپوری ص ۱۱)، حضرت مولانا عبدالباطن صاحب کی مذکورہ تحریر کے بعد خود حضرت کی تحریر ملاحظہ ہو: ”اس فقیر گنہگار نے اس کتاب کو تصنیف کرنے کے کئی برس بعد حج کے سفر سے پھرتے ہوئے ۱۲۴۳ھ میں اور بعد اس کے دوبار اور بھی مقام کلکتہ پر چھپوایا تھا (مفتاح الجنۃ)۔ یہ کتاب ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ کہتے ہیں: ”باب پہلا ایمان کے بیان اور نماز کی فضیلت میں اوپر دو فصل کے۔ فصل پہلی ایمان کے بیان پر نی نی مصنف علیہ الرحمہ نے ۷ فصلیں قائم فرمائی ہیں اور ساتویں فصل میں عقیقے کے مباحث ہیں اور اسی پر کتاب کا اختتام ہے۔

شیخ محمد غوث مدرسی کی بابت صاحب ”نزہۃ ۵۰۱/۷“ پر لکھتے ہیں: ”وَأَمَّا مصنفاته بالهندية فرسالة في فقه الأحناف“ اس عاجز نے آرکٹ و شارم غیر آباد اور ساؤتھ کے دوسرے کتب خانوں اور علماء سے رابطہ کر کے معلوم کرنا چاہا کہ آخر وہ رسالہ کس نام سے ہے اور کن کن مباحث پر مشتمل ہے لیکن ناکامی رہی۔

مولوی برہان الدین ساکن دیوہ نے ایک ”رسالہ تحقیق الاوزان فی لکھا جس سے صدقہ فطرو زکوٰۃ و مہر وغیرہ کی تعیین میں بڑی مدد ملتی ہے۔ (بحوالہ ترجمہ تذکرہ علمائے ہند از مولانا زین العابدین صاحب معرونی ص ۶۰-۶۱، رسالہ منع اشارۃ تشہد، رسالہ نذر و بیجہ، رسالہ تحقیق سود و منافع۔ رسالہ کفارۃ میت بھی آپ ہی کی تصنیف کردہ ہے۔) اسی طرح ”الاوزان المحمودہ فی نی جے حضرت مولانا ابوالکلام شفیق قاسمی نے ۵۸ معتبر و مستند حوالوں کی مدد سے یہ مختصر رسالہ مع مصادر و مراجع و حواشی ۱۵۰ صفحات پر محیط تالیف فرمائی ہے۔ یہ رسالہ انتہائی مفید پر مغز و معلومات افزا ہے۔ بڑی جانفشانی و عرق ریزی سے یہ لکھا گیا ہے اکابر علماء نے اسے سراہا ہے۔ حضرت مولانا الحاج محمد ابراہیم صاحب پانڈورا فریقی خلیفہ و مجاز حضرت شیخ زکریا۔ وفقیہ امت حضرت محمود حسنی گنگوہی تحریر کرتے ہیں: ”اس موضوع پر اتنی مفصل کتاب میرے علم کے مطابق اردو میں نہیں لکھی گئی ہے نی نی۔ حضرت مفتی محمد ظفر الدین صاحب لکھتے ہیں:

”یہ کتاب ہر عالم کے پاس رہنی چاہیے اور ان کو چاہیے کہ خوب غور سے ایک مرتبہ اخیر تک پڑھ لیں۔

۳۔ ”تمییز الکلام فی بیان الاحلال والحرام فی نی :

از مولانا محمد صالح ابوالحسن: اس کتاب کے متعلق مصنف علیہ الرحمہ لکھتے ہیں : ”اما بعد حمد و نعت کے خاکپائے علمائے زمن محمد صالح ابوالحسن انتبه اللہ نباتا حسنا و صائے عن الهم والحزن خدمت میں علمائے نامدار اور طالب علمان ذوی الاقتدار کے التماس رکھتا ہے کہ یہ رسالہ مشتمل ہے اوپر حلت و حرمت جانوروں کے عموماً و خصوصاً موافق چاروں مذہب اہل سنت والجماعت اور پانچویں مذہب اثنا عشری کے مع تعیین نام اردو و ترکی و فارسی و عربی بعض جانوروں مشہور کے اور مسائل ضروریہ ذبح و شکار ہر مذہب کے ہر چند کتاب کامل ”النصاب غایۃ البیان فی احکام الحيوان فی نی تصنیف اسوۃ الکاملین نخبة العارفين قدوة المحققين زبدة المدققين خاتم الفقهاء والمحدثين مولانا استاذنا مولوی محمد معین اسکند اللہ تعالیٰ فی علی علیین کی اس فن میں کافی و دانی ہے کہ آج تک اس کے مثل کسی نے متقدمین و متاخرین سے تصنیف نہیں کی۔ قطع نظر احکام حیوانات کے مسائل عقیدہ اور اضحیہ وغیرہ کے اس بسط و تفصیل سے اس میں مذکور ہیں کہ اس کے سامنے احتیاج متون و شروح و فتاویٰ کی باقی نہیں رہتی۔ لیکن باعث لکھنے اس رسالہ کا یہ ہے کہ درنیوالا بعض صاحبزادوں نے ”رسالہ غایۃ الکلام فی بیان الاحلال والحرام فی نی اس فن میں جمع کر کے اپنی تشہیر کے لیے بعض صاحبزادوں کی تقلید سے چھپوا کر تقسیم کیا۔ دیکھنے والوں نے جو بہت مسئلہ حلت و حرمت کے اس میں خلاف اقوال علمائے واعظین فرنگی محل کے پائے ہر کسی سے پوچھنے گئے رفتہ رفتہ اس کے عجائب المخلوقات کا شہر لکھنؤ میں شہرہ صوفی الواقع دیکھا تو کمال بے باکی سے بہت مقام پر کچھ کا کچھ لکھا ہے اور سوائے اس کے اس قدر اغلاط و خطا سے مملو ہے کہ اگر اسے فہرست اغلاط کہیں تو ہو سکتا ہے اور مزیل الاغلاط اس کا بھی اسی قدر لکھا جاوے تو بجائے، لیکن راقم الحروف نے خطا پکڑنی ہر چیز میں نفسانیت جان کر تحقیق حلت و حرمت پر اکتفا کیا اور ثواب

کے لیے اور گناہ سے بچانے کے لیے واسطے عامۃ مومنین کو حقیقت حال پر مطلع کیانی نی۔
اس کے بعد مولانا نے صفحات کا حوالہ دیتے ہوئے ان کے اغلاط پر گرفت فرمائی
ہے: ”پس اس عبارت میں حلقوم جسے ہندی میں زرخرہ کہتے ہیں مجری خون کا لکھا ہوا ہے اور
حال یہ ہے کہ وہ مجری نفس کا لکھا ہے۔ ایک مقام پر لفظی غلطی پر متنبہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
تیسرے یہ کہ جریش کو جو حائے حطی سے گینڈے کے معنی میں ہے۔ ۲۱ صفحے میں جریش بفتح جیم
لکھا ہے۔ چوتھے کہ گھوس کو ترجمہ یربوع کا جان کر امام شافعیؒ کے نزدیک حلال لکھا ہے،
حالانکہ گھوس امام شافعیؒ کے نزدیک بھی حرام ہے۔ اسے فارسی میں خرמוש اور عربی میں بلکۃ
کہتے ہیں۔ آری یربوع ان کے یہاں حلال ہے، مگر وہ اور چیز ہے۔ مولانا ابوالحسنؒ تمیز الکلام
کے ص ۵ پر لکھتے ہیں۔ فصل مذہب حنفیہ میں قواعد کلیہ کے جامع ہوں احکام جمیع حیوانات کو
نہیں ہیں، لہذا جو کتب فقہیہ سے مفہوم ہوئے مذکور ہوتے ہیں۔ اس فصل میں ۱۱ قاعدے
بیان فرما کر ہر قاعدہ کے تحت حیوانات کی حلت و حرمت ذکر فرمایا ہے۔ چاروں مذاہب میں
کون کون سے حیوانات حلال ہیں اور کون کون سے حرام بیان فرما کر چار جدول میں سمیٹنے کی
کوشش کی ہے۔ جدول پہلی بیان نام اور حکم پر چار پایوں اور مچھلی کے کہ مذہب امام ابی
حنیفہ میں بلا خلاف حلال ہیں، اسے نو خانوں میں درج ذیل طریق پر پیش کیا ہے۔

اردو، ترکی، فارسی، عربی، بمذہب حنفی، بمذہب شافعی، بمذہب مالکی، بمذہب
حنبل، بمذہب اثنا عشری

اونٹ، دیو، شتر، بعیر، حلال، حلال، حلال، حلال، حلال

بعیر پر ایک نمبر لگا کر موصوف لکھتے ہیں: جس نے لکھا ہے کہ شتر کو ابل و بعیر و جمل
کہتے ہیں۔ اس کو ان لفظوں میں فرق نہیں معلوم جمل خاص نر کو کہتے ہیں اور بعیر بمعنی مطلق شتر
کے ہیں۔

اس کے بعد دوسرا جدول بیان نام اور حکم ان جانوروں میں، جو اڑنے والے ہیں اور

مذہب امام ابوحنیفہ میں بلا خلاف حلال ہیں مثلاً اردو، ترکی، فارسی، عربی، بمذہب حنفی، بمذہب شافعی، بمذہب مالکی، بمذہب حنبلی، بمذہب اثنا عشری۔

ابابیل، قرلا، نقوج، پرستوک، یازستوک، خطاف، غوار، حلال، حرام (مفتی بہ) حلال، مختلف فیہ، مکروہ

جدول تیسری بیان نام اور حکم ان جانوروں میں جواڑنے والے نہیں ہیں اور مذہب امام ابوحنیفہ میں حرام ہیں۔

اردو، ترکی، فارسی، عربی، بمذہب حنفی، بمذہب شافعی، بمذہب مالکی، بمذہب حنبلی، بمذہب اثنا عشری۔

بھیریا، خودووک، گرگ، ذنب، حرام، حرام، مکروہ، حرام، حرام
جدول چوتھی بیان نام اور حکم ان جانوروں میں جواڑنے والے ہیں اور مذہب امام ابوحنیفہ میں حرام ہیں:

اردو، ترکی، فارسی، عربی، بمذہب حنفی، بمذہب شافعی، بمذہب مالکی، بمذہب حنبلی، بمذہب اثنا عشری۔

باز، قرن قش، باز، بازی، حرام، حرام، مکروہ، حرام، حرام
موصوف نے بازی پر (۱) حاشیہ چڑھا کر لکھا ہے کہ ”پس جو غایۃ الکلام فی فی میں عربی باز فارسی بازی لکھا ہے غلط ہے۔ اس حقیر کے زیر نظر تمیز الکلام کا جو نسخہ ہے وہ کہ ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۹۳۹ء میں مطبع مجیدی کانپور سے طبع ہے۔ قارئین کو اس سرسری مطالعہ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ کتاب بقامت کثیر بقیہ بہتر ہے، بڑی جامع ہے۔ مصنف نے درجنوں کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے اسے لکھا ہوگا۔

۴۔ تاریخ قرانی:

از مفتی محمد شفیع صاحب^۲، یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ۳۲ صفحات پر محیط ہے۔ ۳۰ مفید عناوین پر مشتمل ہے، نیز ۱۴ صفحات پر مشتمل سود و بیمہ کے مسائل میں جو حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب^۳ کا تالیف کردہ ہے اور ۱۸ صفحات پر محیط، قمار، جوئے، سٹو و پٹنگ بازی، چوسر و کبوتر بازی و گھوڑ دوڑ وغیرہ کے مسائل پر مشتمل حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی انتہائی مفید تحریریں ہیں۔

۵- منیۃ الساجد فی آداب المساجد:

یہ کتاب بھی آپ ہی کی تصنیف ہے، اس میں حضرت تھانوی کے دو اضافی رسالے موسوم ”آداب الساجد فی آداب المساجد، سد الغلط والمفاسد فی حکم اللغظ عند المساجد فی نی ہیں۔ پہلا رسالہ منیۃ الساجد ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۲ عناوین قائم کیے گئے ہیں۔ مسجد کے فضائل، مسجد بنانے کے ثواب، مسجد پر نقش و نگار، بے ضرورت چیزیں بنانا، مساجد کے درجات وغیرہ عناوین، قائم کر کے احادیث و فقہ کی کتب منتخب الکفر، خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ سے اثبات مدعی فرمایا ہے۔ شرح اشباہ کے حوالہ سے ص ۹ پر لکھتے ہیں: ”لیکن محلہ والوں کے لیے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہ نسبت جامع مسجد کے افضل واولیٰ ہے۔ دوکانداروں کے لیے رات کے وقت محلہ کی مسجد وہی ہے جو ان کے مکان کے قریب ہے اور دن کو جو مسجد ان کی دوکان کے قریب ہے وہی محلہ کی مسجد سمجھی جائے گی۔ کذا فی الاشباہ (ص ۱۹۵) صفحہ مذکور ہی پر رقم طراز ہیں۔

فائدہ: بظاہر ملازمت پیشہ لوگوں کا بھی یہی حکم ہوگا، یعنی دن میں جو مسجد ملازمت کی جگہ سے قریب ہو وہ محلہ کی مسجد کے حکم میں ہے اور رات کو گھر کے قریب کی۔ مسئلہ شرح اشباہ و نظائر میں ہے کہ طالب علم کے لیے اپنے استاذ کی مسجد محلہ کی مسجد سے افضل ہے، تاکہ علم میں امداد ملے الاشباہ ص ۱۹۵۔ ”آداب الساجد فی آداب المساجد میں الاشباہ کے جزیئہ ”کسی مصیبت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے۔“ پر تفصیلی احکام رقم فرماتے ہوئے مساجد کے چند مخصوص

احکام، مسجد ضرار کی تعریف اور اس کا حکم، عید گاہ کا حکم، نیز مسجد کے تعلق سے دو ضروری فتوے رقم فرماتے ہیں نیز ڈھائی صفحات پر ایک استفسار کا جواب بھی دیا ہے جس کا نام ”سد الغلط والمفاسد فی حکم اللغظ عند المساجد فی نی ہے۔ حضرت مفتی بی صاحب علیہ الرحمہ کے دور سالے ”التصویر للاحکام التصویر، کشف التزوید عن احکام التقدیر فی نی ہیں۔ پہلے رسالہ میں تصویری بنانے، فوٹو لینے، اسے گھر پر رکھنے، استعمال کرنے اور خرید و فروخت کے مفصل احکام حدیث وفقہ کی مستند کتابوں سے تحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور ابتداء عام پر نظر کر کے جس قدر شرعی سہولتیں تصویری کے متعلق ممکن تھیں، ان کو جمع کر دیا گیا ہے۔ چار مستقل رسائل اس میں درج ہیں۔ اسلام میں تنگی نہیں، تشبہ بالکفار، فوٹو گرافی، سینما کی تصاویر کے احکام۔ یہ رسالہ ۷۸ صفحات پر محیط ہے، جسے آپ نے ۱۳۵۲ھ میں لکھا ہے اور حصہ دوم میں مسئلہ تصویری پر شبہات اور ان کے جوابات مفصل مذکور ہیں۔ اس رسالہ میں سید سلیمان ندوی کے خیالات و آراء کا رد کیا ہے۔ یہ رسالہ دریا بکوزہ اندر کے مرادف ہے، محققانہ دلائل سے اپنی بات ثابت کی ہے۔ (ص ۹۳) پر قطر از ہیں: ”یہ جدید تخیل کہ پوجا و پرستش کی صورتوں کے علاوہ تمام تصاویر جائز ہوں، ان تمام روایات میں، بلکہ کل ذخیرہ احادیث میں کسی دلیل سے قطعاً ثابت نہیں۔ اس قسم کے واقعات و روایات اگر ہزار بھی ہوں تو ان سے مشرکانہ و غیر مشرکانہ کی تقسیم دوبارہ حرمت و خصصت کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتی، بلکہ اس دعویٰ کے ثبوت میں ان روایات و آثار کو پیش کرنا بلاشبہ ”چہ خوش گفت است سعدی در زلیخانی“ کے مضحکہ خیز استدلال سے کسی طرح کم نہیں۔ بہر حال مفتی صاحب نے علامہ کے اس دعویٰ غیر مشرکانہ تمام تصاویر کے جواز کا بخیر ادھیڑ کر رکھ دیا ہے۔ مفتی صاحب نے ہر طرح کی تصاویر کا احاطہ کر کے اس کے احکام بیان فرمائے ہیں اور اپنے دعویٰ کو احادیث و شروح و احادیث عمدۃ القاری زرقانی وغیرہ (فقہاء کے اقوال و کتب فتاویٰ) بحر الرائق، بدائع طحاوی شرح الوری وغیرہ) سے مبرہن فرمایا ہے۔ کتب لغت قاموس و لسان العرب وغیرہ کے بھی حوالے موجود ہیں۔ ۵۵ صفحات کا یہ رسالہ بڑا ہی جامع ہے جو ۱۳۵۲ھ میں لکھا گیا ہے۔

۶- سبیل الرشاد فی جواز الخضاب بالسواد: مؤلفہ جناب مولوی فضل الرحمن صاحب

اس رسالہ کے مسائل اس کے نام سے ہی واضح ہیں۔ مؤلف علیہ الرحمہ نے سیاہ خضاب کی مشروعیت پر اے لکھا جسے مادر سین کلکتہ نے طبع کیا۔ اس کے صفحات کل ۱۹ ہیں۔ موصوف کی آخر کی عبارت پیش ہے: ”اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب اکثر فقہاء سیاہ خضاب کی کراہت کی طرف گئے ہیں تو فتویٰ کس کے قول پر ہونا چاہیے تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں امام صاحب یا ان کے شاگردوں سے کوئی قول نہ پایا جائے اور متاخرین مشائخ کسی قول پر متفق ہوں تو یہی لائق عمل ہے اور اگر فقہاء آپس میں مختلف ہوں تو قول بڑی جماعت کا لائق عمل ہوا کرتا ہے۔ اور اگر امام سے قول منقول ہو اور شاگردان امام صاحب سے کوئی قول منقول نہ ہو تو ہر حالت میں امام صاحب ہی کے قول پر فتویٰ ہوگا۔ ثم الفتویٰ علی الاطلاق علی قول ابی حنیفہ الخ جب یہ معلوم ہو گیا تو مسئلہ خاص سیاہ خضاب کے استعمال میں امام صاحب اور صاحبین، یعنی ابو یوسف و محمد تو متفق ہیں۔ تو بدرجہ اولیٰ امام صاحب کے قول پر فتویٰ ہوگا۔ یہ رسالہ جمادی الثانیہ ۱۳۴۳ھ کا لکھا ہوا ہے۔

۷- اسلام کا نظام مساجد: از مولانا محمد ظفر الدین صاحب پورہ نوڈ بہاؤی سن تالیف

۱۹۵۰ء

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی، مولانا حبیب الرحمن اعظمی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا عبد الرحمن، امیر شریعت رابع مولانا سید مننت اللہ رحمانی اور مولانا مناظر احسن گیلانی کے مفید مشوروں اور ان حضرات کی تائید و تصویب سے مزین ہو کر شائع ہوا۔ مولانا مناظر احسن گیلانی کا مختصر مگر انتہائی جامع مقدمہ بھی کتاب کے شروع میں ہے۔ ۲۴۴ صفحات کی یہ کتاب تمہید کے بعد جو ۳۶ صفحات پر محیط ہے بہت سارے عنایین

کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ قدرتی نظام اجتماع، دعوت اجتماع، قدرتی نظام وحدت، باطنی اصلاح، دربار الہی اسلام کی نظر میں، موضع مسجد، دربار الہی کے آداب، دربار الہی میں دنیا کے کام، دربار الہی کی صفائی، وقف و تولیت، نیز فقہی جزئیات جیسی جلی سرخیاں قائم کر کے ہر ایک کے تحت مختلف عنوانات قائم کیے ہیں، عدم تعدد جمعہ کے ذیل میں لکھتے ہیں: ”اکثر علمائے احناف اور دوسرے ائمہ کا قول بھی اسی کی تائید میں ہے کہ تعدد جمعہ نہ ہونا چاہیے۔ بعض تو بالکل ناجائز کہتے ہیں اور بعض اولیٰ و احوط کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ امام اعظم سے ایک روایت جواز کی اور دوسری عدم جواز کی ہے۔ عدم جواز والی ہی روایت کو علمائے احناف میں امام طحاوی تمر تاشی اور صاحب مختار نے رائج قرار دیا ہے (ص ۷۷-۷۸)۔

تزئین مسجد کے سلسلہ میں فقہاء کی تفصیلات رقم فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: ”امام اعظم جنہوں نے اجازت دی ہے، ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ تزئین خلاف اولیٰ ہے الخ (ص ۱۷۳)۔

۸- الخیر الکثیر فی النکاح الصغیرۃ والصغیر:

مؤلفہ مولانا محمد علی ابوالکارم منوی: صفحات ۱۶ مطبوعہ از شمس المطابع لکھنؤ ۱۹۲۵ء۔
اسے حضرت نے ایک شخص کی تردید میں لکھا ہے، فرماتے ہیں: ”اما بعد، واضح ہو کہ یہ ایک تحریر کے جواب میں جس کو ایک بڑے شخص نے نکاح نابالغی کے عدم جواز میں تحریر فرمایا تھا نی۔ کتاب کا آغاز اس طرح ہے: دلیل اول کے جواب کی وجہ اول پر بحث اس میں موصوف نے اس دعویٰ کو رد کیا ہے کہ لفظ ”نساء“ نی زنا بالغات کے ساتھ مخصوص ہے۔

۹- حقیقۃ الصلوۃ:

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ ہے جو آپ کے ملفوظات کی کتابی شکل

ہے۔ سید صاحب کی ولادت ۱۲۰۱ھ اور وفات ۱۲۴۶ھ میں ہوئی۔

۱۰۔ تعلیم الزکاۃ:

۳۴ صفحات کا انتہائی بوسیدہ و ناقابل استفادہ رسالہ دستیاب ہوا، بڑی محنت کے بعد سمجھ میں آیا کہ یہ حضرت مولانا کرامت علیؒ جو نیپوری کے کسی متوسل کا لکھا ہوا ہے۔ مفید اور معلومات افزا ہے ملاٹولہ جو نیپور سے ۱۲۷۲ھ کا طبع شدہ ہے۔

۱۱۔ رسالہ تجہیز و تکفین:

مؤلفہ مولانا محمد عمران صاحب مصطفیٰ آباد عرف رام پور۔ آپ نے اپنے عربی شیخ سید مولوی محمد حیدر علی کے حکم سے اس موضوع پر فقہ کی معتبر کتابوں: ہدایہ، شرح وقایہ، فتاویٰ عالمگیری، قاضی خاں، بحر الرائق، فتح القدیر غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، خزائن الروایات و خزائن المفتیین، جامع الرموز وغیرہ سے مسائل مرتب کر دیے۔ وجہ کتابت یوں درج ہے کہ ان کے عربی ۱۲۳۰ھ میں کلکتہ رام پور سے تشریف لے گئے تو ایک شخص بنگالے کا برابر سوال کرتا رہا، تا آنکہ اس نے حضرت عربی سے کہا کہ تجہیز و تکفین سے متعلق ایک رسالہ لکھ دیں۔ اس کے اس مطالبہ پر حضرت مولانا سید حیدر علی نے اپنی غیر معمولی مشغولیت کے باعث مولانا محمد عمران کو اس رسالہ کے لکھنے کا حکم دیا، چنانچہ یہ بارہ فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل جان کنڈن کے بیان میں، دوسری میت کے غسل، تیسری کفنانے، چوتھی جنازے، پانچویں غسل اور نماز کس کی درست ہے، چھٹی جنازے کی امامت میں، ساتویں جنازے کے اٹھانے اور اس کے ساتھ چلنے میں، آٹھویں دفن اور قبر کے بیان میں، نویں شہید کے احکام میں، دسویں مسائل متفرقہ میں، گیارہویں تعزیت میں، بارہویں اہل مصیبت کے لیے کھانا بھیجنے اور میت کے لیے صدقہ دینے میں۔ ۳۱ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ ہے۔ ص ۴ پر لکھتے ہیں: ”پھر موافق سوال اس طالب مذکور کے اس رسالہ کا نام تجہیز و تکفین مسلمان کی رکھا گیا اور حسن اتفاق سے تاریخ

ہجری بھی اس کی یوں ہوئی۔“

راقم کہتا ہے کہ یہ رسالہ ۱۲۴۲ھ پر لکھا گیا ہے، کیونکہ ”تجهیز و تکفین مسلمانوں کی نی نی سے تاریخ یہ نہیں نکلتی ہے۔“

خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں ۱۲۴۶ھ کا قلمی نسخہ اس کتاب کا موجود ہے۔ اسی کے ساتھ ”تنبیہ الانسان فيما حرم وتحل من الحيوان نی نی ۳۴ ورق پر، احکام الاسلام، مؤلفہ محمد تقی فردوسی بلخی قلمی نسخہ، ”انتخاب اسرار الصلوة نی نی مؤلفہ مولانا عبدالسبحان ناروی الہ آبادی، مخطوطہ، ”انتخاب رائق الافطار نی نی، ترجمہ درمختار مؤلفہ مولانا حسن ۲۴۰ ورق میں قلمی ”تحفۃ المصنفین نی نی، مؤلفہ محمد احسن صدیقی بڑے سائز میں ۹ ورق قلمی وہیں موجود ہیں۔

۱۲۔ ”تحفۃ العجم نی نی:

ترجمہ کنز الدقائق: یہ ترجمہ ۱۲۵۲ھ میں مولانا سلطان احمد نے مکمل کیا۔ تحفۃ العجم کو کنز الدقائق کے معانی کا بہترین حل اور عمدہ و معتبر ترجموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ مولانا محمد احسن نانوتوی نے جبکہ خود ہی کنز کا بہترین ترجمہ کیا ہے اور موصوف کا شمار علمی و عبقری شخصیتوں میں ہوتا ہے، اس کے باوجود مولانا سلطان احمد صاحب کے کنز کے اس ترجمہ اور حل کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا ہے۔ مولانا محمد احسن نانوتوی لکھتے ہیں: ”من حیث المجموع کتاب عمدہ اور ترجمہ صاف و سلیس اور مطابق روزمرہ اہل محاورہ کے ہے (احوال و آثار سہ ماہی مجلہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۸ء جنوری تا مارچ ۲۰۰۹ء)۔“

۱۳۔ بہشتی زیور:

مؤلفہ مولوی سید احمد علی فتح پوری، حضرت تھانوی کے افادات و اضافات کے ساتھ درجہ تکمیل تک ان کے مسترشد مولانا سید احمد علی نے پہنچایا، یہ عورتوں کے حالات، ان کے عقائد کی کمزوری اور معاشرے کی تباہی کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔ گیارہ حصوں میں ہے۔ مولانا

ظفر عالم صاحب، مفتی دارالعلوم ندوۃ العلماء تحریر کرتے ہیں: ”راقم الحروف کا خیال ہے کہ اگر ہندوستان کی اصلاحی و تجدیدی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو جہاں حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات، شاہ ولی اللہؒ کی تصنیفات، شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ قرآن پاک، شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تقویۃ الایمان کا ذکر ہوگا، وہیں حضرت تھانویؒ کے ان افادات کو بھی جگہ ملے گی (فقہ اسلامی، اصولی خدمات اور تقاضے ص ۳۹۶)۔

۱۴— خلاصۃ تہذیب الصلاة:

مؤلفہ انشاء اللہ خاں صاحب، صفحات ۴۸۔ نقشہ بنا کر سمت قبلہ سے انحراف کے حدود کو اچھی طرح سمجھایا ہے، ص ۳۳ سے ص ۳۵ تک خواتین کے خصوصی احکام کو اچھی طرح سمجھایا ہے۔

۱۵— اتمام الحجۃ فی الطلاق والعدة:

از مولانا ابوالحسن محمد صابر انصاری اعظمی ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ میں لکھی گئی۔ فتاویٰ کی کتاب معتبرہ تفاسیر حدیث و شروح احادیث، اصول فقہ وفقہ مقارن کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔ بڑی مفید کتاب ہے، صفحات ۶۴ ہندوستانی پریس محلہ ملک ٹولہ منونا بھجن سے طبع ہوئی ہے۔

۱۶— حیرۃ الفقہ:

جو اصلاً فارسی میں تھی، سید محمد ابراہیم حسینی نے ۱۲۸۷ھ میں اس کا ترجمہ کیا۔ کہیں کہیں مسلک امام اعظمؒ کا بھی تذکرہ ہے۔

۱۷— نافعہ خریداراں:

مؤلفہ محمد احسن نانوتوی بیج، بیج صدف، شفعہ، بیج فاسد وغیرہ کے مسائل پر مشتمل ہے۔

بڑی سائز میں ۳۲ صفحات ہیں۔ اسی طرح ایک رسالہ طہور المسلمین صفحات ۳۱ تیمم سے متعلق معلوماتی رسالہ ہے۔ مولانا سید اصغر حسین صاحب محدث دارالعلوم اس کے مؤلف ہیں۔ اس کے ساتھ ایک ضمیمہ مفید الماسحین و مفید العاصمین ہے۔

ایک رسالہ ”راہ نجات فی نی نامی از مولوی محمد علی صاحب پانی پتی ہے جس کے صفحات ۴۳ ہیں۔ نماز روزہ گناہوں کی تفصیلات پر ہے۔

۱۸۔ ”کشف الحاجة فی نی:

ترجمہ مالابدمنہ از نورالدین چاٹگامی صفحات ۱۱۰ ہیں۔

۱۹۔ ”التطہیر فی نجاسة البیر فی نی:

مؤلف مفتی مہدی حسن شاہجہاں پوری، صفحات ۱۱ میں یہ کتاب رائدیر کے زمانہ قیام پر لکھی گئی ہے۔ فتاویٰ نذیریہ میں مولوی ابو محمد عبدالحق اعظمی نے امام صاحب کے مسلک ”بیر غیر معین فی نی میں نجاست گرنے سے پانی نجس ہوتا ہے، اس پر رد و نقد فرمایا تھا۔ اس کا شافی و دافی جواب مذکورہ رسالہ میں دیا گیا ہے۔

۲۰۔ ”خلاصة النکاح فی نی:

نکاح کے موضوع پر ۴۸ صفحات میں سید تبارک علی کا رسالہ ہے۔ ”المرقومات للمخطوطات فی نی از حضرت تھانوی، یہ ضمیمہ ہے ”حیلة الناجزہ فی نی کا۔ علمائے تھانہ بھون، مظاہر العلوم سہارنپور اور دارالعلوم دیوبند کی تائیدات سے طبع ہوا ہے۔ ۴۸ صفحات ہیں۔ تقویض طلاق، فسخ نکاح مفقود عینین زوجہ متعنت کا حکم، حرمت مصاہرت، خیاری بلوغ، خیاری کفایت وغیرہ کے مسائل و احکام پر مشتمل ہے۔

۲۱۔ ”اسلام میں امامت و امارت کا تصور نی نی :

از مولانا حبیب الرحمن استاذ دارالعلوم دیوبند، فتح القدیر در مختار، عمدۃ القاری، البحر الرائق و مجموعہ فتاویٰ عبدالحی فرنگی محلی و کتب حدیث و معاصر علماء کے اقوال و ارشادات سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس کے صفحات ۱۱۹ ہیں۔ دفتر امارت شرعیہ ہند دہلی سے طبع ہوئی ہے۔

۲۲۔ ایک کتاب ”کنز الخیرات فی مسائل الزکاة فی نی نی تصنیف کردہ مولانا عبدالقادر بہاری ہے۔ اس کے صفحات کل ۳۷ ہیں۔

۲۳۔ ”المہندی للمقتدی نی نی :

از مولانا محمد ادریس نگر امی سن تالیف ۱۳۱۲ھ، ارکان اسلام از مولانا احتشام الحسن کاندھلوی صفحات ۱۷۶، نماز و روزہ، زکوٰۃ و حج تک کے مسائل زیر بحث ہیں۔

ٹیلی ویژن، وی سی آر، بینک و تجارتی سود مؤلفہ مولانا خورشید حسن رفیق دارالافتاء دارالعلوم دیوبند صفحات ۴۸، فقہ و فتاویٰ میں کتب حنفی سے مدد لی گئی ہے۔ اسی طرح ”رسالہ زکوٰۃ فی نی نی از مولوی حاجی سید محمد حسنین خاں بہادر، اس کے متعلق سرورق پر لکھا ہوا ہے ”حصہ سوم کتاب تقویم السعاده و تعلیم العبادہ مشتملہ بر فضائل و ترغیب مسائل ضروریہ پر زکوٰۃ ہے، ”تکملہ متضمنہ اسباب نفع زکوٰۃ و تدبیر سہل تا دیہ موسومہ بہ رسالہ زکوٰۃ فی نی نی صفحات اس کے کل ۵۱ ہیں۔

کتب فتاویٰ حنفیہ محیط سرخسی، قنیہ، نہایہ، تمیین، جامع الرموز، فتح قہستانی و جواہر خزائن الروایات، مضمرات و کافی وغایۃ البیان و خلاصہ وغیرہ و کتب احادیث سے استدلال کرتے ہوئے بڑا مفید رسالہ لکھا ہے۔ احقر کے زیر نظر جو رسالہ ہے، وہ مطبع نظامی پشکار پور کانپور سے ۱۲۹۹ کا مطبوعہ ہے۔

۲۴۔ ”حیۃ الفقہ نی نی :

از مولانا سید محی الدین بزودوی شیخ الحدیث دارالعلوم انگلشور بھروچ گجرات۔ یہ کتاب امارت زکوٰۃ، عشر خراج، حج، خرید و فروخت، ایکسپورٹ امپورٹ، شیعہ، مشینی ذبیحہ، رویت ہلال کے موضوع پر ہے۔ اصالتہ فقہ حنفی کو سامنے رکھا گیا ہے۔ دوسرے مذاہب کے اقوال و آراء بھی بیان کیے گئے ہیں۔ ۴۰۵ صفحات پر مشتمل محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔

مشہور فقیہ اور عالم دین حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم کا ایک مبسوط مقالہ ۳۴ صفحات پر مشتمل فکر اسلامی کی خاص اشاعت پر نظر نواز ہوا جس میں موصوف نے علمائے دیوبند کی فقہی خدمات کو درج ذیل شعبوں میں تقسیم کیا ہے۔

- (۱) تاریخ فقہ، (۲) اصول و قواعد فقہ، (۳) فقہ القرآن، (۴) فقہ الحدیث، (۵) فقہی مخطوطات کی تحقیق، (۶) فقہی مطبوعات پر تعلیق، (۷) عربی کتابوں کے تراجم، (۸) خواتین کی فقہ، (۹) بچوں کی فقہ، (۱۰) فقہ کے خاص موضوع سے متعلق کتابیں، (۱۱) احکام فقہ کی ضابطہ بندی، (۱۲) احکام جدیدہ سے متعلق کتب، (۱۳) ابجدی ترتیب پر احکام فقہ کی ترتیب، (۱۴) فتاویٰ، (۱۵) جدید مسائل کے حل کی اجتماعی کوششیں۔

عربی کتابوں کے تراجم کے ذیل میں مولانا لکھتے ہیں: ”فقہ کی مستند کتابوں کے اردو ترجمہ کا کام بھی دیوبند کے حلقہ سے اچھا خاصا ہوا ہے۔ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی نے ”نور الایضاح فی نی کا سلیس اردو ترجمہ مع مختصر وضاحت“ نور الاصلاح فی نی کے نام سے کیا۔ مولانا بدر الحسن بارہ بنگوی مرحوم نے قدوری کا ترجمہ کیا۔ ان کے علاوہ قدوری، ہدایہ اور دوسری درسی کتب کی متعدد شروح ہیں۔ ترجمہ درسی نقطہ نظر سے مرتب ہوئی ہے اور عام طور پر دیوبند کے مکتبوں میں دستیاب ہیں۔“ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد پروفیسر محسن عثمانی کی وہ تحریر جو قاموس الفقہ (۱/۱۷۳) پر ہے پیش کر دی جائے۔ عثمانی صاحب لکھتے ہیں: ”غالباً سب سے پہلے فتاویٰ عالمگیری اور ہدایہ کا اردو ترجمہ سامنے آیا جو امیر علی کا کیا ہوا تھا۔ شرح وقایہ کا اردو ترجمہ مولوی وحید الزماں لکھنوی نے کیا۔ درمختار کا اردو ترجمہ مولوی خرم علی نے غایہ

الاولیٰ کے نام سے کیا۔ عقد الحجید کا اردو ترجمہ مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی نے ”سلک مرادیندنی“ کے نام سے شائع کیا۔ قدوری کا اردو ترجمہ ضروری کے عنوان سے مولوی عبدالعزیز نے کیا۔ فقیہ المصلیٰ کا اردو ترجمہ عبدالرحمن حسام الدین نے ”صلوۃ الرحمن“ کے نام سے کیا۔ آخر میں مشہور کتاب ”الفقہ علی المذاہب الاربعہ“ کے اردو ترجمہ عاصم حداد کے قلم سے منظر عام پر آیا۔“

رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے بچوں کی فقہ سے متعلق حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کی تعلیم الاسلام اور حضرت تھانوی کی بہشتی ثمر کا ذکر فرمایا ہے۔ روایت بلال کے ذیل میں حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب، مولانا محمد میاں صاحب و مولانا برہان الدین صاحب کے رسائل مع ہر ایک کی خصوصیات کے ذکر فرمایا ہے۔ مصارف زکوٰۃ کے تعلق سے حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی کے مقالات کا مجموعہ ہے، جس میں مصارف زکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے۔ اس میں مصارف زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ بنو ہاشم و سادات کو زکوٰۃ دینے اور نہ دینے پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ عشر وزکوٰۃ کے موضوع پر مفتی محمد شفیع صاحب کی کتاب ”اسلام کا نظام آراضی“ میں مع فتوح کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی ایک کتاب کا بھی جو اسی موضوع پر ”اسلام کا نظام عشر وزکوٰۃ“ میں حوالہ دیا ہے۔ میراث کے احکام پر مولانا سید اصغر حسین صاحب کی کتاب ”مفید الوارثین“ اور ”میراث المسلمین“ میں اہم کتابیں ہیں۔ نوجوان فضلاء میں مفتی نسیم قاسمی کی ”اسلام کا نظام طلاق“ اور ”اسلام کا نظام میراث“ میں بھی قابل ذکر اور بڑی نافع تحریریں ہیں جن پر احکام کا احاطہ بھی ہے اور حوالہ جات کا اہتمام بھی۔ اس موضوع پر راقم الحروف کی بھی ایک تحریر ”طلاق و تفریق“ کے نام سے ہے جو ہندوستان اور پاکستان میں متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ اس کتاب پر طلاق و خلع کے احکام اور اسباب فسخ و تفریق پر گفتگو کی گئی ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ آسان اور عام فہم زبان میں ان مسائل کی توضیح ہو جائے۔ سود سے متعلق اردو زبان میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ مفتی محمد شفیع صاحب کی کتاب ”مسئلہ سود“ میں

بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کتاب کے ساتھ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب ایک نہایت دقیق اور عالمانہ مقالہ ”تجارتی سودنی نی کی بابت بھی شامل اشاعت ہے جو سود کے بارے میں اباحت پسند حلقہ کے شبہات کا مدلل جواب ہے۔ حضرت رحمانی نے مفتی عبید اللہ اسعدی کی کتاب ”الربانی نی کا بھی حوالہ دیا ہے۔ مسائل جج پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی کتاب ”احکام الحجج نی نہایت قیمتی اور مفید ہے۔

۲۵۔ ”ایضاح المناسک نی نی:

یہ کتاب مفتی شبیر احمد قاسمی مراد آبادی کی ہے، یہ مسائل جج پر مختصر اور مفید کتاب ہے۔ حضرت رحمانی آگے لکھتے ہیں: ”اس موضوع پر اس حقیر کا بھی ایک رسالہ ”رفیق جج و عمرہ نی نی کے نام سے چند سال پہلے طبع ہو چکا ہے۔

۲۶۔ مولانا مناظر احسن گیلانی کی اسلامی معاشیات۔

۲۷۔ مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی کی اسلام کا اقتصادی نظام۔

۲۸۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا ”اسلام کا نظام تقویم دولت نی نی مفید کتابیں ہیں

(سہ ماہی فکر اسلامی بستی ۳۱۷ تا ۳۲۸)۔

۲۹۔ راقم عرض کرتا ہے کہ احکام جج میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی ”زبدۃ المناسک نی نی جج کے مسائل پر استناد کا درجہ رکھتی ہے بقول حافظ فضل الرحیم صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور ”آج تک اتنی جامع اور مانع کتاب اردو زبان میں منظر عام پر نہیں آئی۔“ یہ کتاب مکتب اشرفیہ محمد علی روڈ بمبئی سے دو حصوں میں چھپ چکی ہے جس کے مجموعی صفحات ۵۲۵ ہیں۔

۳۰۔ مولانا محمد منظور نعمانی کی کتاب ”آپ جج کیسے کریں نی نی مفید کتاب ہے۔

۳۱۔ معلوم الحجاج مصنفہ مفتی سعید احمد صاحب، مفتی اعظم مظاہر العلوم سہارنپور ۳۵۲

صفحات پر محیط ۳۳۱ عناوین پر مشتمل بڑی اہمیت کی حامل ہے، اکثر مسائل کا احاطہ ہے۔

۳۲۔ ”علم الفقہ فی فی الشیخ العالم الفقیہ عبدالشکور بن ناظر علی بن فضل علی الحنفی الکا کوری (پیدائش ذی الحجہ ۱۲۹۳ وفات ۱۷ ذی قعدہ ۱۳۸۱)۔ یہ کتاب سات جلدوں میں ہے۔ صاحب نزہۃ الخواطر (۲۷۳/۸) پر لکھتے ہیں۔ ”ومن احسن مصنفاۃ علم الفقہ (فی سبعۃ مجلدات وقد انتہی الی کتاب النکاح وهو کتاب عظیم یمتاز بالدقۃ والتقیح فی فی۔ حضرت کی کچھ خاص اصطلاحات ہیں، ان کے بغیر کتاب کا سمجھنا مشکل ہے۔ اس عاجز کے زیر نظر جو نسخے ہیں، ان پر سنین اس طرح درج ہیں: (جلد چہارم محرم ۱۳۲۰ھ جلد ششم، ۱۳۲۱ھ، جلد ششم نمبر ۷ پر ۱۳۲۲ھ)۔ مفتی ظفر عالم صاحب مفتی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ”فقہ اسلامی اصولی خدمات اور تقاضے ۳۹۴ پر لکھتے ہیں: ”یہ امام اہلسنت مولانا عبدالشکور فاروقی کی تصنیف ہے۔ یہ غالباً اردو زبان میں پہلی فقہی کتاب ہے۔“

مفتی صاحب زید مجدہ کی اس تحریر پر عارض کو کلام ہے، کیونکہ اس کو اردو کی پہلی فقہی کتاب قرار دینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ میں نے اس مقالہ پر اس کے قبل لکھی جانے والی کئی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، جیسے حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی^(۱) (متوفی ۱۲۳۳ھ) کی راہ نجات حضرت مولانا کرامت علی^(۲) جونپوری (۱۲۱۵-۱۲۹۰) کی ”مفتاح الحجۃ فی فی اور مولانا محمد عمران رامپوری کا رسالہ ”تہمیز و تکفین فی فی، مولانا سلطان احمد صاحب کا ترجمہ ”کنز الدقائق موسوم بہ تحفۃ العجم“۔

۳۳۔ ”فیوض برکت اللہ فی فی ترجمہ چہار باب اہل اللہ کہ حضرت شاہ اہل اللہ دہلوی خلف شاہ عبدالرحیم و برادر شاہ ولی اللہ قدس اسرار ہم از مولانا برکت اللہ سورتی راندیری۔ یہ حضرت شاہ اہل اللہ کے رسالہ کا ترجمہ ۵۶ صفحات میں ہے۔ مترجم سورتی اخیر کتاب میں لکھتے ہیں: ”سیکھنا علم کا ہر مسلمان پر فرض ہے اور ہمت لوگوں کی اس کی تحصیل میں پست۔ بایں وجہ مناسب معلوم ہوا کہ اردو زبان میں ضروریات، عقائد و مسائل فقہ و فضائل اعمال و نصائح و حکم بطور اختصار کے لکھے جائیں، چونکہ اس رسالہ بابرکت، یعنی چہار باب اہل اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو

جامع امور مذکورہ کا پایا، لہذا اباحاورہ و صاف اردو میں اس کا ترجمہ کر دیا۔“
۳۴۔ مولانا بدر الحسن دامت برکاتہم قاسمی مقیم کویت کی کتاب ”عصر حاضر کے فقہی مسائل نی نی جس میں مصنوعی طریقہ تولید، اعضاء کی پیوند کاری وغیرہ جدید مسائل پر گفتگو کی گئی ہے۔

۳۵۔ مولانا مفتی شبیر احمد مدرسہ قاسمیہ شاہی مراد آبادی کی ”ایضاح النوادر نی نی بھی اسی کے ذیل میں آتی ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی کتاب ”جواہر الفقہ نی نی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ پہلی جلد میں ۵۱۸ صفحات ہیں جس پر تکفیر کے اصول قرآن کریم کا رسم الخط اور اسکے احکام سمیت قبلہ مساجد کی نئی شکلیں اور ان کے مقاصد وغیرہ ۲۴ کلیدی عنوان قائم فرمائے ہیں اور ہر ایک کے تحت کئی کئی سرخیاں قائم کر کے بحث کی ہے۔ تکفیر کے اصول کے ذیل میں جہاں کتب فقہیہ سے اثبات مدعی فرمایا ہے، وہیں اصولی فقہ کی امہات کتب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ دوسری جلد ۵۲۴ صفحات پر محیط ہے۔ اعضاء انسانی کی پیوند کاری، اسلام کا نظام تقسیم دولت، نابالغہ کے نکاح پر سوائے اختیار، مختلف مذاہب زوجین کے احکام، مرتد کی سزا اسلام میں، انشورنس، احکام القمار، اسلامی ذبیحہ، یتیم پوتے کی میراث، ڈاڑھی کے خضاب اور کترنے وغیرہ کے احکام عائلی قوانین جیسے اہم موضوعات پر مفصلاً بحث فرمائی ہے۔

۳۶۔ ”اسلامی عدالت نی نی از حضرت قاضی مجاہد الاسلام صاحب علیہ الرحمہ یوں تو حضرت قاضی صاحب کی فقہ کے تعلق سے اتنی وسیع خدمات ہیں کہ ایک مستقل سمینار بھی اس کے لیے ناکافی ہے۔ راقم حضرت کی صرف ایک کتاب اسلامی عدالت کی بابت تھوڑا عرض کر رہا ہے۔

حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ کا اس کتاب پر ۱۳۴ صفحات پر محیط پیش بہا معلومات پر مشتمل ایک مقدمہ ہے۔ ۱۳۵ سے ۴۳۳ تک اصل کتاب کے صفحات ہیں حواشی کا استثناء کر کے ۷۳۹ عنوانات قائم فرمائے ہیں۔ کہیں بھی کوئی مسئلہ تشنہ نہیں ہے۔ بڑی علمی

و معلوماتی بحث کی گئی ہے۔ نظام قضاء اور اس کے متعلقات پر اسے اردو میں دستاویزی حیثیت حاصل ہے۔ فقہ حنفی کے علاوہ دیگر مذاہب سے کافی حد تک تعرض کیا گیا ہے۔

۳۷۔ ”اسلامی قانون نی نی مؤلفہ مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی۔ یہ کتاب نکاح، طلاق، وراثت کے مسائل پر دفعہ وار ترتیب دی گئی ہے۔ قرآن و حدیث و فقہ کے مستند حوالوں و ضروری تشریحات و مراجع کے ساتھ ۳۲۰ صفحات پر محیط جامعہ دار السلام مالیر کوٹلہ پنجاب سے چھپ چکی ہے۔ عوام و خواص سبھی کے لیے مفید اور نافع ہے۔

۳۸۔ ”مجموعہ قوانین اسلامی نی نی جس میں قانون نکاح، قانون طلاق، قانون ظہار، قانون لعان، قانون ایلاء، قانون خلع، قانون فسخ و تفریق، قانون عدت، قانون ثبوت نسب و ہبہ، وصیت و وراثت و وقف اور ان کے جملہ متعلقات پر بڑی تفصیلی دفعہ وار بحث کی گئی ہے۔ حضرت مولانا مفتی ظفر الدین صاحب دامت برکاتہم، مفتی احمد علی سعید صاحب و مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی و حضرت قاضی مجاہد الاسلام صاحب علیہ الرحمہ مفتی نعمت اللہ صاحب قاسمی و حضرت مولانا ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے جس کے کل صفحات ۳۸۹ ہیں۔ یہ دستاویزی مجموعہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ سے چھپ چکا ہے جو قضاة و مفتیان کرام کے لیے بہت مفید ہے۔ ساتھ ہی حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی علیہ الرحمہ کی کتاب ”ہندوستان اور مسئلہ امارت نی نی بھی لائق مطالعہ۔ اس کے صفحات ۱۴۰ ہیں۔ قرآن و حدیث و شروح احادیث کے علاوہ بحر الرائق، مبسوط، سراج المسیر، شرح جامع صغیر، فتاویٰ بزازیہ، ادب القاضی، درمختار و کتب تفاسیر، روح المعانی، تفسیر کبیر، معالم التنزیل، بیضاوی، تفسیر ابوسعود، کشاف تفسیر جواہر، علامہ طنطاوی، تفسیر خازن، شامی و فتح القدیر وغیرہ کے حوالوں اور عقلی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ امام کبریٰ کے لیے مادی طاقت کا ہونا شرط نہیں ہے۔

۳۹۔ ”المصالح العقلیہ للا حکام النقلیہ نی نی مؤلفہ حضرت تھانوی، پہلی جلد

زکوٰۃ پر ختم اور دوسری کتاب الصوم سے شروع تیسری کتاب الیبوع سے۔ کتاب کے نام سے موضوع ظاہر ہے۔

۴۰۔ ”حق السماع فی نی سماع کی مشروعیت وعدم مشروعیت پر ائمہ اربعہ و بزرگان دین کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ صفحات ۲۴ ہیں، مگر مؤلف کا پتہ نہ چل سکا۔ اتنا ضرور ہے کہ یہ کتاب تھانہ بھون میں ۱۲۸۳ھ میں لکھی گئی دس فصلوں پر مشتمل ہے ۲۰ پر بعض شبہات کا ذکر کر کے اس کے جوابات رقم فرمائے ہیں۔

اسی طرح ایک رسالہ ”مفیدۃ النساء فی نی نامی دستیاب ہوا، عورتوں کے خاص حالات اور ان کے احکامات پر ۱۹ صفحات پر۔ مگر مؤلف کا علم نہ ہو سکا۔ اسی طرح ایک رسالہ ”رسالہ عقیتہ فی نی دستیاب ہوا مگر مؤلف کا پتہ نہ چل سکا۔ عقیتہ وختہ سے متعلق اچھی بحث کی ہے۔

۴۱۔ ”تحفۃ الاحباء فی احکام تحریم النساء فی نی از مولانا مولوی قطب الدین خاں صاحب دہلوی، صفحات ۳۲، کن عورتوں سے نکاح حرام ہے اور کس طرح عورت حرام ہوتی ہے، ان کی تفصیلات موجود ہیں۔

مسلمان عورت کے حقوق مراجع سمیت ۲۰۰ صفحات مؤلفہ مشہور مصنف و عالم دین سید جلال الدین انصر عمری۔ کہیں کہیں ”احکام القرآن للجصاص، ہدایہ، درمختار و رد المحتار فی نی کے حوالے ملتے ہیں۔ کل تو نہیں جزوی طور پر فقہ حنفی کے دائرہ میں لایا جاسکتا ہے۔ ترجمہ رسائل الارکان جو حضرت مولانا بحر العلوم لکھنوی کی مشہور فقہ میں کتاب ہے، اس کا ترجمہ مولانا شاہ ہلال احمد قادری پھلواری نے کیا ہے۔

۴۲۔ علامہ محمد عبدالحی کفلی بیوی: آپ کا ایک رسالہ ”اجابۃ السائل عن القنوت فی النوازل فی نی ہے۔ گجرات کی اہم شخصیت ہے (فقہائے گجرات اور ان کی فقہی خدمات ص ۵۴)۔ قاضی سید رحمت اللہ لاچپوری مفتی راندیر نے ایک رسالہ بنام ”اسلامی ضرورت اور اوقاف کی فاضل آمدنی فی نی لکھا (بحوالہ فقہائے گجرات اور ان کی فقہی خدمات ص ۵۳)۔ اسی

طرح وہاں کی ایک اور شخصیت مولانا محمد یوسف دیوان صاحب لاچپوری ہے۔ آپ نے نور الایضاح کا ترجمہ شروع فرمایا تھا، مگر مکمل نہ ہو سکا۔ کتاب الصلاۃ تک ترجمہ کیا تھا جس کی تکمیل مولانا مرغوب احمد لاچپوری نے فرمائی جو ۲۰۰۶ء میں سرور النجاح ترجمہ نور الایضاح کے نام سے شائع ہوا۔

۴۳۔ مفتی جمیل احمد ندیری کی کتاب ”رسول اکرمؐ کا طریقہ نماز فی فی“ ہے۔ اس میں امور صلوٰۃ کو احادیث کی روشنی میں مثبت انداز سے جمع کر دیا گیا ہے۔ بہار شریعت مؤلفہ ابو العلاء، مولانا محمد امجد علی گھوسوی اعظمی، سترہ ضخیم جلدوں پر دستیاب ہے، عقائد سے لے کر معاملات تک کے مسائل کا احاطہ کیا ہے، مصنف کا ارادہ بیس جلدوں میں اسے مکمل کرنے کا تھا، مگر پیہم حادثات ۱۳۵۸ھ میں ایک جوان لڑکی ۱۳۵۹ کو منجھلا لڑکا مولوی محمد یحییٰ رمضان ۱۳۵۹ء کو بڑے لڑکے مولوی شمس الہدیٰ ۲۰ رمضان ۱۳۶۲ھ، چوتھا لڑکا عطاء المصطفیٰ اور اسی دوران مولوی شمس الہدیٰ مرحوم کی تین جوان لڑکیوں کا اور ان کی اہلیہ کا اور مولوی محمد یحییٰ کے ایک بڑے لڑکے اور مولوی عطاء المصطفیٰ کی اہلیہ اور بچی کا انتقال ہوا۔ ان یکے بعد دیگرے حادثات نے بالکل دل برداشتہ کر دیا اور بقیہ حصے تحریر نہ کر سکے۔

۴۴۔ ”اسلامی فقہ فی فی“ از مولانا مجیب اللہ ندوی دو جلدوں میں قدیم و جدید مسائل پر محیط ہے، زبان آسان ہے، صفحات ۵۲۴، گاہے گاہے فقہ حنفی کے علاوہ دیگر مسالک سے بھی تعرض کیا گیا ہے۔ اردو میں خطبہ جمعہ نہ ہونا چاہیے۔ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں: ”اردو میں خطبہ دینے میں ایک طرف اس سنت نبویؐ کی مخالفت ہوتی ہے کہ خطبہ بڑا ہو جاتا ہے، دوسرے تقریر میں بعض ایسی غیر ذمہ دارانہ بات زبان سے نکل جاتی ہے جو منبر پر کسی طرح زیب نہیں دیتی (الحاشیہ ۲۹۴ ص ۴۱۳) پر لکھتے ہیں: ”صدقہ فطر کا بیان فقہ کی کتابوں میں عموماً زکوٰۃ کے بیان کے ساتھ ہوتا ہے، مگر راقم نے اسے روزہ کے بیان میں اس لیے ذکر کیا کہ اس کا تمام تعلق روزے ہی سے ہے۔ عالمگیر ۱/ ۸۸ پر ایک جزئیہ اس طرح ہے: ”وَأَمَّا

إذا كان يبقى أثرها في المعمول كما لو اشترى الصباغ زعفراناً ليصبغ ثياب الناس باجر وحال عليه الحول كان عليه الزكاة إذا بلغ نصاباً، وكذا كل من ابتاع عينا ليعمل به يبقى أثره في المعمول كالحفص والدهن لدبغ الجلد، فحال عليه الحول كان عليه الزكاة، وإن لم يبق لذلك العين أثر في المعمول كالصابون والحرص لا زكاة فيه۔ (وہ اشیاء جن کے اثرات مصنوعات میں باقی رہتے ہیں، مثلاً رنگریز اجرت لے کر کپڑے رنگنے کے لیے زعفران یا کوئی اور گوند وغیرہ خریدے اور ان چیزوں پر پورا سال گزر جائے اور اس کی مالیت نصاب تک پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی اسی طرح ایسی چیز کسی کام کے لیے خریدے جس کا اثر مصنوعات میں باقی رہے، ان سامانوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی، مثلاً تیل یا جاڑیا (کوئی اور مسالہ) دباغت کے لیے خریدے اور وہ نصاب کو پہنچ جائے اور سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر اس کا اثر باقی نہ رہے، جیسے صابون اور حرص صاف کرنے والی گھاس خریدے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں)۔ اس جزیئہ کو مولانا ندوی نقل کرنے کے بعد محتاط انداز میں لکھتے ہیں: راقم الحروف موجودہ دور میں اس جزیئہ کو قابل غور سمجھتا ہے۔

حضرت ندوی کی ایک اور کتاب فقہ اسلامی اور دور جدید کے مسائل پر ۲۰۰ صفحات پر ایک اہم کتاب ہے جس میں عرف و عادت و عموم بلوی وغیرہ پر تفصیلی بحث موجود ہے۔
۴۵۔ ”آسان فقہ فی نی مؤلفہ مولانا محمد یوسف اصلاحي: بچوں اور عوام کو سامنے رکھ کر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

۴۶۔ ”النيرة الوضیة فی نی از مولانا احمد رضا خاں صاحب: یہ ”الجوهرة المضیة فی نی کی شرح ہے۔ صفحات ۵۵، موصوف نے حج و عمرہ کے مسائل کے ساتھ شدر حال والی حدیث کا جواب اور (ص ۵۰) پر زیارت رسول اللہ ﷺ کے ترک اور انکار پر ایک استفتاء کا جواب دیا ہے۔ ان کے فقہ میں اور بھی چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں مثلاً عبقری حسان فی اجابة الاذان، حسن البراءة فی تنفیذ حکم الجماعة، ازکی الہلال فی ابطال ما احدث الناس فی امر الہلال۔

۴۷- ”رسالہ فقہ ہندی فی فی فقہی مسئلوں کے بیان میں ایک نظم ہے۔ تصنیف کا سال ۱۰۷۵ھ ہے بعہد اورنگ زیب عالمگیر۔ خاتمہ میں ہے: فقہ ہندی کوں مومنوں کرو زبان پر یاد۔ مسائل آویں دین کے کھوئے ہوئے فساد۔“ سنہ ہزار چھتر بیچ ماہ رمضان تمام فی اورنگ شاہ کے دور میں نسخہ ہوا تمام (نقوش سلیمانی ص ۲۸۰)۔

۴۸- ایک دوسری کتاب ”فقہ مسبین فی فی ہے۔ اس کے مسائل بھی نظم میں ہیں۔ تین اشعار شروع کے ہیں۔ اس کے بعد اپنے تمام ۴۰ ماخذوں کا ذکر کیا ہے۔ پہلے ایمان کے مسائل، پھر طہارت، وضو و غسل وغیرہ۔ اس کے اخیر میں بدعت کا رد اور جوئے کی برائی ہے۔ اخیر میں ہے: یقین فقہ المسبین کوں کرتے مختوم۔ بحق دین پناہ آل معصوم ہو ہشتاد و دو والف ہجرۃ۔ بتاریخ ہمایوں گشت تہمت

اگھیارہ سو میں اسی او پر دو

سنہ ہجری نبیوں کے بتایو

رسالہ کے آخر میں خاتمہ کی عبارت ہے ”نسخہ قوت دین فقہ المسبین تصنیف حضرت شاہ یقین رحمۃ اللہ علیہ فی فی اس سے مصنف کا نام شاہ یقین کتاب کا نام قوت دین فقہ المسبین تصنیف کا سال ۱۱۸۲ معلوم ہوتا ہے (بحوالہ نقوش سلیمانی ص ۲۸۲)۔

”رسالہ فقہ ہندی فی فی اور ”فقہ مسبین فی فی میں کس مسلک کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ اس کی تحقیق نہ ہو سکی، لیکن آل معصوم کے لفظ سے شبہ ہو رہا ہے کہ اہل تشیع سے متعلق ہوں گے۔ اگر تحقیق ہو جائے کہ اس میں مسائل حنفی پیش کیے گئے ہیں تو یہ کتاب سب سے مقدم ہوگی۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے شاگردوں میں ایک قد آور شخصیت حضرت مولانا عبدالغفار صاحب عراقیؒ کی ہے جو ابوالہماثر حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمیؒ کے استاذ ہیں۔ آپ کی کئی کتابیں ہیں۔ درج ذیل ہیں:

(۱) ”الحام المستفتین فی تقلید الائمۃ المتبوعین فی: حضرت امام ابوحنیفہؒ پر ایک غیر مقلد عالم نے جرح کی تھی۔ اس کے رد میں یہ کتاب ہے۔ المآثر میں ۱۶ قسطوں میں شائع ہو چکی ہے۔ ابھی کتابی شکل میں نہیں آئی ہے۔

(۲) ”الاتاحی فی مسائل الاضاحی فی نی، ص ۹۲۔

(۳) خلاصۃ الفرائض، (۴) تحقیق قول الطرفين فی الکلام بین الخطبتین، (۵) قول العینین لمن لم یشتغل تحقیق قول الطرفين، (۶) قصوی الذریٰ لمن تمسک باوثق العری، (۷) مسلک البررة فی بیان الحج والعمرة، صفحات ۱۱۵ ہیں، (۸) ہدایۃ المستلاحی فی حکم اباب الاضاحی، (۹) تنشیط الاذہان ای لیس فی صلوة الواحدة القراتان، (۱۰) راحة المحر. ون فی شرح الطاعون، (۱۱) ترغیب المستلزمین فی المصافحة بالیدین۔

اب اپنے اس مقالہ کا اختتام ایک ایسی ذات گرامی پر کر رہا ہوں جن کی صرف فقہ کے موضوع مطبوعہ وغیر مطبوعہ تحریریں دس ہزار صفحات سے زائد ہیں۔ دیگر موضوعات پر بھی موصوف کی تحریریں ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔ غیر مطبوعہ فتاویٰ، غیر مطبوعہ فقہی ودعوتی مقالات، دارالقضاء میں آپ کے قلم سے ہونے والے سیکڑوں فیصلے، رسائل و جرائد کی ترتیب اس میں شامل نہیں ہیں۔ میری مراد اس سے بین الاقوامی شہرت یافتہ عالم دین اور فقیہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی زید مجدہ سے ہے۔ آپ کے جدید فقہی مسائل فقہ حنفی کا ایک عظیم سرمایہ ہیں۔ ہم لوگ برسوں سے اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ آپ کی ایک اہم تصنیفی خدمت قاموس الفقہ پانچ جلدوں میں مکتبہ نعیمیہ دیوبند سے چھپ چکی ہے جس کے مجموعی صفحات مع مراجع و اشاریہ ۲۸۴۵ ہیں۔ قاموس قدیم و جدید فقہی مسائل کے تحقیقی حل، قوانین اسلامی پر تفصیلی بحث کے ساتھ حدیث وفقہ و تفسیر کی اصطلاحات کا جامع ہے۔ بلاشبہ اسے قانون اسلامی کا موسوعہ کہا جاسکتا ہے۔ اس میں فقہ حنفی کے علاوہ دوسرے مذاہب کی آراء بھی مذکور ہیں۔ حضرت نے جلد چہارم میں تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام کے بعد ذکر و دعا تک کے ائمہ اربعہ کے اختلافات

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نئے مسائل کے حل کے لیے اجتماعی کاوشیں

مولانا ابوسفیان مفتاحی ☆

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى
آله وأصحابه الكرام وعلى من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد۔

یہ حقیقت ہے کہ اسلام اور اس کی تعلیمات قیامت تک کے لیے ہیں، بنی نوع انسان کے تمام مسائل میں کوئی مسئلہ لایحل نہیں ہے، بلکہ ان کا صحیح حل اگر ہے تو فقط دین اسلام ہی میں ہے، چاہے وہ مسائل از قبیل عقائد ہوں، جیسے توحید و رسالت کا عقیدہ اس کی حقانیت پر اللہ رب العزت گواہ ہے اور اس کی گواہی کے بعد کسی کی گواہی کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی اور امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی گواہ ہیں اور آپ ﷺ کی گواہی کے بعد کسی کی گواہی کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی اور اس کے علاوہ جتنے بھی عقائد ہیں، وہ محض باطل ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آسمانی کتابوں کے منزل من اللہ ہونے کا عقیدہ اور سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کا عقیدہ اور قیامت کے برحق ہونے کا عقیدہ، اور قضاء و قدر کا عقیدہ وغیرہ اور بعث بعد الموت کا عقیدہ وغیرہ۔ ان کی حقانیت پر کتاب و سنت کا بیان کافی ہے اور کتاب و سنت کے بیان کے بعد کسی بیان کی حاجت نہیں ہے۔ چاہے وہ مسائل از قبیل احکام ہوں، جیسے عبادات، نماز وغیرہ اور متعلقات عبادات طہارت وغیرہ، چاہے وہ مسائل از

قبیل معاملات ہوں، جیسے نکاح و بیع و شراء اور اجارات وغیرہ اور ان کے متعلقات، چاہے وہ مسائل از قبیل آداب ہوں، جیسے سلام و مصافحہ اور مساجد کے داخلہ کے آداب وغیرہ، چاہے وہ مسائل از قبیل اخلاقیات ہوں وغیرہ وغیرہ۔

الغرض کوئی مسئلہ ہو یا تو اس کا حل کتاب اللہ میں ہے یا رسول اللہ ﷺ کی سنن میں ہے یا اجماع امت میں ہے یا قیاس صحیح میں ہے۔ انہیں کو دلائل اربعہ کہا جاتا ہے جن کو علماء امت حفظ ہم اللہ جانتے ہیں اور بہت سے مسائل ہیں جن کو حضرات مجتہدینؒ نے حل کر دیا ہے۔ خصوص کتاب وسنت سے اجتہاد کی روشنی میں اور ان نصوص سے سرمو بھی انحراف نہیں کیا ہے اور بہت سے مسائل ہیں جن کو فقہاء امت اور علماء کتاب وسنت نے دلائل اربعہ کی روشنی میں حل کیا ہے۔

ادوار جدیدہ :

رہے ادوار جدیدہ کے مسائل جدیدہ اور ایجادات جدیدہ کے احکام تو اکیڈمی کے قیام سے پہلے برصغیر ہندوستان کے طول و عرض میں نئے مسائل کے حل کے لیے اجتماعی کاوشیں، علماء کرام اور ارباب افتاء کے ذریعہ ہوتی رہیں اور مسائل حل ہوتے رہے اور یہ سنہری سلسلہ چلتا رہا اور ہندوستان کے علاوہ بقیہ ممالک اسلامیہ میں بھی یہ اجتماعی کاوشیں علماء کرام کے ذریعہ ہوتی رہیں اور دنیا بھر کے مسلمان اسلام کے احکام و مسائل سے روشناس ہوتے رہے اور اپنے عائلی و ازدواجی اور تجارتی اور معاشی اور طبی و سرجری اور زمین کی پیداوار اور درختوں کے پھلوں کے عشر و زکوٰۃ اور زمینوں کے خراج اور صید و شکار، اور ذبح و مشینی ذبح اور دوکان کی پگڑی اور بیمہ و زندگی کا بیمہ وغیرہ۔

بانی ”مجمع الفقہ الاسلامی الہندی“ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے: ”کوئی بھی فقہ یا قانون اپنی حرکیت سے ہی زندہ رہتا ہے۔ زندگی کی حرارت اور حرکت کسی بھی زندہ قانون میں نمایاں ہوتی ہے۔ بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ قانون کی تطبیق بہت نازک اور ذمہ داری کا کام ہے۔ قانون میں حرکت اور بدلتے ہوئے حالات کے

ساتھ ہم آہنگی اصول اور قواعد کلیہ اور تعبیر قانون کے مسلمہ ضوابط کی بنیاد پر برقرار رہ سکتی ہے۔ فقہ اکیڈمی کی پائیداری اور حالات اور زمانہ کی تبدیلیوں کے باوجود انسانی زندگی میں انضباط پیدا کرنے اور صحیح رہنمائی دینے کی بھرپور صلاحیت دراصل ان اصولی احکام کی رہین منت ہے، جنہیں فقہاء نے کتاب و سنت سے مستنبط کیا ہے اور ہر عہد میں اس عہد کے حالات کو سامنے رکھ کر احکام فقہیہ کی تطبیق کا نازک فریضہ انجام دیا ہے۔

ایک زمانہ تھا جب ایسی جامع شخصیتیں موجود تھیں جو کتاب و سنت، فقہاء کے اجتماعی اقوال، قیاس کے اصولوں اور استنباط کے طریقوں پر حاوی تھیں۔ شرع کے عمومی مصالح اور تشریع کے اغراض و مقاصد پر ان کی نگاہ تھی اور وہ زمانہ شناس بھی تھے، لہذا انہوں نے اپنے عہد میں اپنی صلاحیتوں کا استعمال اور ورع و تقویٰ کے ساتھ مقاصد شرع اور قوانین دین پر مضبوط گرفت رکھتے ہوئے اپنے وقت کی مشکلات کا حل نکالا۔ ان اصحاب افتاء بزرگوں کا فتویٰ رائج سکے کی طرح مسلم معاشرہ میں قبول عام اختیار کرتا رہا۔

موجودہ حالات یہ ہیں کہ معاشرہ میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں، سائنس و ٹکنالوجی کی ترقی نے نئے افق پیدا کیے، دنیا ایک چھوٹی سی بستی بن گئی، معاشی اور اقتصادی امور میں نئی ترقیات نے نئے مسائل کھڑے کیے جو لوگ اسلام پر چلنا چاہتے ہیں اور شریعت کو معاشرت، تجارت اور زندگی کے دوسرے میدانوں میں معیار ہدایت قرار دے کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں ان کے سامنے سیکڑوں ایسے سوالات پیدا ہو رہے ہیں جن کے بارے میں وہ علماء و اصحاب افتاء کی طرف رجوع کرتے ہیں اور رہنمائی کے طالب ہیں۔ دوسری طرف ایسی جامع شخصیتوں کا فقدان ہو گیا ہے جو علم و تحقیق کی بنیاد پر ان مسائل کو حل کر سکیں اور جن کا تنہا فتویٰ بھی مسلم معاشرہ میں قابل قبول ہو، اس لیے ضرورت تھی کہ اجتماعی فکر کی بنیاد ڈالی جائے اور علماء و اصحاب دانش باہمی تبادلہ خیال کے ذریعہ ان مسائل کا حل نکالیں جو اصول شرع سے ہم آہنگ ہو اور فکری شد و ذ سے پاک ہوئی نی۔

یہی وہ مقصد تھا جس کے لیے ”مجمع الفقہ الاسلامی ہندنی نی کی تشکیل عمل میں آئی جس میں علماء اور فقہاء کے علاوہ ارباب علم و دانش اور میڈیکل سائنس، معاشیات، سماجیات اور نفسیات کے ماہرین کو بھی شریک کیا گیا اور خوشی کی بات یہ ہے کہ اس علمی اور تحقیقی عمل کی آواز بازگشت ہندوستان سے باہر بھی سنی جانے لگی ہے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہر عہد میں جو جدید مسائل وجود میں آئے، ان کا صحیح صحیح حل علماء امت کی ذمہ داری اور ان کا فریضہ منصبی ہے۔ حضرات سلفؒ نے ان مسائل جدیدہ کو حل کرنے کے لیے انفرادی کوششیں بھی کی ہیں اور اجتماعی طریقہ کار بھی اختیار کیا ہے۔ یاد رکھئے کہ یہ اجتماعی طریقہ استنباط زیادہ محفوظ و مامون صورت ہے، کیونکہ اجتماعی صلاحیتوں اور کوششوں کے ذریعہ انفرادی کوتاہیوں کی تلافی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ عہد صحابہ کرامؓ میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ اور صحابہ کرامؓ کے بعد سراج المؤمنین حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ہی طریقہ اختیار فرمایا۔

موجودہ دور تیز رفتار تبدیلیوں کا دور ہے، اسی لیے دنیا کے مختلف ملکوں میں ان علماء امت نے جن کو اللہ تعالیٰ نے دل دردمند اور فکر ارجمند سے نوازا ہے۔ مجامع فقہیہ قائم کیے ہیں اور یہ اکیڈمیاں اجتماعی کاوشوں کے ذریعہ ان مسائل کو حل کرنے میں بہت ہی اہم اور زبردست کردار ادا کر رہی ہیں۔ برصغیر ہندوستان کے اکابر علماء کرام بھی اس سلسلہ میں محدود سطح پر اجتماعی غور و فکر کے ذریعہ ایسے مسائل جدیدہ پر توجہ مرکوز کرتے رہے اور عام مسلمانوں کو جانکاری دیتے رہے اور مسلمان ان کی رہنمائی میں اصلاح لیتے رہے اور اپنی مشغولیات کو درست کرتے رہے اور شریعت سے ہم آہنگ کرتے رہے۔

اکیڈمی کے قیام سے پہلے برصغیر ہندوستان میں نئے مسائل کے حل کے لیے اجتماعی کاوشیں ہوتی رہیں اور مسائل حل ہوتے رہے، اسی تناظر میں فقہ اسلام حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ نے اس مقصد کے لیے مستقل طور پر اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کی بنیاد

رکھی (فجزاه الله تعالى عنا وعن سائر المسلمين) اور وسیع سطح پر نئے پیدا ہونے والے فقہی مسائل پر غور و فکر کے لیے ایک عظیم الشان پلیٹ فارم مہیا کیا جس نے نہ صرف برصغیر ہندوستان میں بلکہ بیرون ملک کے اہم فقہاء اور ارباب افتاء کو ہندوستان کے مختلف شہروں میں یکجا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے اور بنام فقہی سمینار کی مجالس منعقد کیں جن میں کامیابی و کامرانی کے مراحل طے کرتے رہے۔

چنانچہ اس اکیڈمی کے تحت اب تک ۱۹ فقہی سمینار منعقد ہو چکے ہیں اور ہنوز فقہی سمینار کا یہ سلسلہ قائم ہے اور آئندہ انشاء اللہ قائم رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کے مسئولین کی غیبی نصرت فرمائے۔

امسال ۲۰۱۱ء وال فقہی سمینار اسلامک فقہ اکیڈمی انشاء اللہ یوپی کے مشہور شہر رامپور میں بتاریخ ۵ تا ۷ مارچ ۲۰۱۱ء منعقد ہوگا۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کی یہ علمی و فقہی کاوش بلاشبہ نتیجہ خیز ہے اور قابل مبارکباد ہے، ایجادات جدیدہ کے اس دور میں اور انقلابی دور میں ان آلات جدیدہ اور ان سے وجود دی جانے والی چیزوں کو اور حالات و معاشرہ کو شریعت حقہ سے ہم آہنگ کرنا علماء کرام اور عقلاء قوم کی بہت بڑی ذمہ داری ہے، چنانچہ اس بڑی ذمہ داری کو نبھانے کے لیے ہر سال علماء کرام اور عقلاء قوم کی بہت بڑی ایک جگہ یکجا ہوتے ہیں اور اس پر غور و فکر کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ کر عام مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ ہماری شریعت اسلام زندہ ہے جو تا قیام قیامت زندہ رہے گی اور تا قیام قیامت نئے نئے مسائل شریعت کی روشنی میں حل ہوتے رہیں گے۔ علماء کرام اور عقلاء قوم کبھی بھی عاجز و درماندہ نہیں ہوں گے اور حالات زمانہ سے مقابلہ کریں گے اور امت مرحومہ کی رہنمائی کریں گے۔

اللہ تعالیٰ علماء امت اور ارباب افتاء کی عمروں میں برکت دے اور ان کے علوم کو عام کرے اور ہم عام مسلمانوں کو ان کے علوم سے مستفید فرمائے اور ان کا احترام و اکرام عوام کے

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا اور نئے مسائل کا حل

مفتی حبیب اللہ قاسمی ☆

انفرادی و اجتماعی عقائد و اعمال کے ایک خاص نظام حیات کا نام اسلام ہے جس کے اصول و قوانین اور حدود کی تعیین کتاب اللہ نے کی اور ان کی تشریح و توضیح رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال و اعمال سے فرمادی۔ قرآن پاک سارے جہاں کے لیے ہدایت ہے، اس کی افادی حیثیت قیامت تک کے لیے یکساں ہے۔ تہذیب و تمدن خواہ سادہ ہو یا رنگین ضرورتیں مختصر ہوں یا زیادہ، یہ کتاب بہر حال ہدیٰ للعالمین ہے۔

عہد نبوی میں اسلام کا دائرہ عرب تک محدود تھا۔ عرب کی معاشرت سادہ تھی۔ ضرورتیں محدود تھیں۔ مسائل و وسائل مختصر تھے۔ اس لیے اس کے نظام حیات کے جزئیات کو اس طرح جمع کر دینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، تاکہ ہر زمانہ کے وقتی ضروریات کے لیے معمولی فہم و ادراک رکھنے والا شخص بھی اس قانون سے استفادہ کر سکے۔

عہد صحابہ و تابعین میں جب اسلام کی حدود بہت وسیع ہو گئیں۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں اسلام کے زیر نگین ہو گئیں۔ یورپ میں اندلس تک، افریقہ میں مصر اور شمالی افریقہ تک اور ایشیاء میں ایشیائی ترکستان اور سندھ تک اسلام پھیل گیا تو اسلام کو نئے تمدن، نئی تہذیب اور نئی معاشرتوں سے سابقہ پڑا۔ وسائل و مسائل کی نئی نئی قسمیں پیدا ہو گئی تو تابعین کے آخر عہد میں علماء حق کی ایک جماعت نے کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر اس کے مقرر کردہ قوانین اور حدود کے

مطابق ایک ایسا ضابطہ حیات مرتب کرنا چاہا جو ہر حال میں مفید، ہر طرح مکمل اور ہر جگہ قابل عمل ہو۔ اس طرح تابعین کے عہد آخر میں ایک نئے علم کی تدوین شروع ہو گئی جو مکمل ہونے کے بعد علم الفقہ کے ساتھ موسوم ہوا۔

اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ تفسیر و حدیث کا علم سب سے اشرف ہے، لیکن قرآن و حدیث کے علم کا مقصد صرف یہی ہے کہ اس پر عمل پیرا ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی و خوشنودی حاصل کی جائے، چنانچہ اس کام کے لیے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ کونسا کام فرض ہے اور کونسا سنت یا مستحب اور کونسا حرام ہے اور کونسا مکروہ و مباح، چنانچہ کتاب و سنت، یعنی قرآن و حدیث سے انہیں احکام کو استنباط کر کے جس فن کو مرتب کیا گیا وہی علم فقہ ہے۔

کتاب و سنت کا اصلی مقصد فقہ ہے جس کے بغیر اعمال ایک طرح غیر ممکن ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح ثابت ہوتا ہے کہ شرافت کے لحاظ سے قرآن و حدیث کے بعد فقہ کا درجہ ہے لیکن عمل کے لحاظ سے فقہ کا درجہ سب سے پہلے ہے۔ اگرچہ قرآن و حدیث ہی سے فقہ ماخوذ ہے، لہذا فقہ کی افضلیت میں کسی کو کلام نہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون“ (سورہ توبہ ۱۲۲:) (مومنوں کے ہر ہر فرقے سے ایک ایک گروہ دین سیکھنے کی غرض سے اپنے اپنے گھروں سے کیوں نہیں نکلتے، تا کہ جب وہ دین سیکھ کر اپنی قوم کی طرف لوٹیں تو انہیں عذاب الہی سے ڈرائیں، شاید وہ ڈرجائیں)۔

دوسری ایک آیت میں ہے: ”ومن یؤت الحکمة فقد أوتی خیرا کثیرا“ (سورہ بقرہ ۲۶۹:) (جسے حکمت عطا کی گئی اسے خیر کثیر عطا کی گئی)۔

اس مقام پر بعض مفسرین نے حکمت سے علم فقہ مراد لیا ہے۔ داری قطنی اور بیہقی نے یہ حدیث روایت کی ہے: ”لکل شیء عماد و عماد هذا الدین الفقہ“ (ہر چیز کا ایک ستون

ہوتا ہے اور دین اسلام کا ستون فقہ ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: ”ولفقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد“ (شیطان لعین پر ایک فقیہ ہزار عابد سے بھاری ہے)۔ طبرانی کی روایت میں: ”مجلس فقہ خیر من عبادۃ ستین سنہ“ (فقہ کی ایک مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ صحیحین کی روایت میں ہے: ”من یرد اللہ بہ خیرا یفقیہہ فی الدین“ (اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ ان آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کی رو سے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ روزمرہ کے ضروری مسائل سیکھنا فرض عین ہے اور اس سے زائد سیکھنا فرض کفایہ ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں اجتہاد کر کے مسائل کو حل کرنا کوئی نئی چیز نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی اجازت دی ہے۔ ۱۰ ہجری میں آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمین کا قاضی بنا کر بھیجا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس طرح فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ گے تو کیا کرو گے؟ عرض کیا کہ رسول اللہ کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ اگر سنت رسول میں بھی نہ پاؤ گے تو کیا کرو گے؟ عرض کیا کہ اس وقت میں اپنی رائے سے اجتہاد کر کے فیصلہ کروں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ حضرت معاذؓ کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے صاحب اجتہاد بندوں کو پیدا کیا۔

اسی طرح فاروق اعظم حضرت عمرؓ نے اپنے عامل حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایک طویل فرمان میں لکھا تھا: ”خبردار! اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کرو بالخصوص اس مسئلے میں جو تمہارے دل میں موجب تردد ہو رہا ہو اور قرآن وسنت سے وہ بات تم کو معلوم نہ ہوئی ہو، ایسے موقع پر ایک دوسرے سے ملتے جلتے مشابہ مسائل کو پیچا نو پھر اس وقت مسائل میں قیاس سے کام لو اور جو جواب تم کو اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور اقرب الی الحق نظر آئے، اسی کو اختیار کرو۔

قرآن و سنت سے حکم شرعی کے استنباط میں پوری کوشش کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) ایک یہ کہ قرآن و حدیث کی منصوص عبارت سے مسائل کا استخراج ہو، (۲) دوسرے یہ کہ قرآن و حدیث کے منصوص مسائل پر قیاس کے ذریعہ مسائل کا استخراج ہو۔

عہد صحابہ میں تخریج و استنباط صرف انہی مسائل تک محدود تھا جو خارج میں پیدا ہوتے تھے۔ ہونے والے امکانی مسائل پر گفتگو نہیں کرتے تھے۔ جب کوئی نیا مسئلہ پیدا ہو جاتا تو اس پر غور کرتے تھے، چنانچہ سب سے پہلے کتاب اللہ میں اس کی تلاش ہوتی تھی۔ اگر وہاں نہ ملتا تو احادیث میں اس کی تفتیش کی جاتی۔ اگر یہاں بھی پیدا شدہ اس نئی صورت کا تذکرہ نہ ملتا تو صحابہ کرامؓ اس مسئلے کی نوعیت پر غور کرتے اور کتاب و سنت کی روشنی میں اگر کسی امر پر سب کا اتفاق ہو جاتا تو وہ اجماع بھی حجت شرعی اور معمول بہ بن جاتا اور اجماع نہ ہونے کی صورت میں کسی ایک مفتی کی تخریج پر عمل کرنا کافی سمجھا جاتا تھا۔ عموماً لوگ اپنے اپنے شہر کے صاحب افتاء صحابہ اور ان کے اکابر تلامذہ کی پیروی کرتے تھے۔ اس طرح عہد صحابہ میں مسائل فقہیہ کے استخراج کے یہ چار اصول متعین ہو گئے۔ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس۔

بلاشبہ فقہ ایک عالم کے لیے سرمایہ اعمال حسنہ اور اللہ کے عاجز بندوں کے لیے وسیلہ عظمیٰ ہے۔ فقہی مسائل میں غور و فکر کا سلسلہ قرون اولیٰ سے چلا آتا ہے۔ جن مسائل میں قرآن و سنت کے اندر نص صریح نہیں ہے، ان میں قرآن و سنت ہی کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق احکام شرعیہ معلوم کرنے کے لیے خود رسول اللہؐ نے ایک زریں ہدایت نامہ دیا ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس کا حکم قرآن و سنت میں مذکور نہیں تو اس میں ہمارے لیے کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”شاو روا الفقهاء و العابدین ولا تمضو فیہ رایا خاصة“ (رواہ الطبرانی

فی الاوسط ورجالہ موثقون من اہل الصحیح کذا فی مجمع الزوائد للہیثمی) (اس میں فقہاء اور عابدین سے مشورہ کر کے کوئی رائے قائم کروا نفرادی رائے کو نافذ نہ کرو)۔

اسی حدیث کے مقتضیات پر عمل کرتے ہوئے مختلف زمانوں میں علماء امت کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ نئے پیش آنے والے احکام دینیہ خصوصاً اجتماعی نوعیت کے مسائل میں باہمی غور و فکر، بحث و تمحیص کے بعد ہی کوئی فیصلہ دیتے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا عمل بھی اسی پر تھا۔ فقہی مسائل کی تحقیق کے لیے انہوں نے ماہر فقہاء عابدین کی جو مجلس بنائی تھی، اس کا مقصد بھی یہی تھا۔

متاخرین فقہاء کا طریقہ کار بھی یہی تھا کہ نئے پیش آمدہ مسائل میں بالخصوص ان مسائل میں جو عالمگیر اور اجتماعی حیثیت کے حامل ہوں، محض اپنی انفرادی رائے پر اعتماد کرنے کے بجائے وقت کے ماہر فقہاء عابدین سے مشورہ فرماتے تھے اور موافق و مخالف تمام پہلو سامنے آنے کے بعد کوئی فیصلہ دیتے تھے۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک زریں کڑی ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا ہے۔

انسانی زندگی میں جن مسائل کی ضرورت پڑتی ہے، وہ دو طرح کے ہیں: قدیم اور جدید۔ قدیم مسائل کے حل میں چاروں مکاتب فکر کے فقہاء بالخصوص حنفی مکتب فکر کے مجتہدین نے وہ عظیم کارنامے انجام دیے ہیں جو تاریخ کے صفحات پر روز روشن کی طرح عیاں اور مسائل کی دنیا میں ماء جاری کی طرح رواں ہیں۔

قدیم مسائل کی گتھیوں کو سلجھانے میں امام محمدؒ کی کتابیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اعلام الاخیار میں امام محمدؒ پر بحث کرتے ہوئے کفویؒ نے فرمایا کہ ہمارے مسائل حنفیہ کے تین طبقات ہے: (۱) پہلا طبقہ اصولی مسائل کا ہے۔ یہ ظاہر الروایات کے مسائل ہیں، امام محمدؒ کی مبسوط کے یہی مسائل ہیں۔ اس کتاب کے کئی نسخے ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور اور واضح ابوسلیمان جوزیؒ کا نسخہ ہے اور اس کو اصل کہا جاتا ہے۔ مبسوط کا ایک نسخہ شیخ الاسلام ابوبکر

المعروف بخواہر زادہ کا ہے۔ اس کو مبسوط شیخ الاسلام اور المبسوط الکبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ ایک نسخہ شمس الائمہ سرخسی اور ایک شمس الائمہ حلوانی کا بھی ہے۔ مبسوط کے علاوہ جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر اور زیادات کے مسائل بھی اصل ہیں۔ امام محمدؒ کی کتابوں کے بعد حاکم شہید کی کتاب ”المستقنیٰ فی فی مذہب حنفیہ کے لیے اصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ حاکم کی کتاب ”الکافی فی فی بھی اصول مذہب میں سے ہے۔

(۲) دوسرا طبقہ مسائل کا ہے جو کہ ظاہر الروایات کے علاوہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ مسائل مذکورہ کتب میں نہیں، مگر ائمہ حنفیہ سے منقول ہیں، یا امام محمدؒ کی دوسری تالیفات مثلاً الکیسانیات، الجرجانیات اور الہارونیات وغیرہ سے جن کا امام محمدؒ سے منقول ہونا مشہور نہیں ہے، یہ کتابیں پہلی کتابوں کی طرح امام محمدؒ سے مروی نہیں ہیں۔ رہی وہ کتابیں جو امام محمدؒ کے علاوہ دوسروں کی تالیفات ہیں مثلاً امام حسن بن زیاد کی ”المجرد فی فی یا کتب آملی تو انہیں نوادر میں شمار کیا جاتا ہے، جیسے نوادر ابن ساعد، نوادر ہشام اور نوادر ابن رستم وغیرہ۔

(۳) تیسرا طبقہ فتاویٰ کا ہے۔ ان کو واقعات کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کا استنباط متاخرین اصحاب محمدؒ اور ان کے اصحاب کے اصحاب نے واقعات کے بارے میں کیا۔ جن کے متعلق ائمہ ثلاثہ سے کوئی روایت نہیں ملتی۔ سب سے پہلی کتاب جس میں ایسے مسائل جمع کیے گئے ہیں ”النوازل فی فی ہے جو کہ فقیہ ابو اللیث، نصر ابن محمد بن ابراہیم سمرقندی نے تالیف کی۔ اس میں انہوں نے اپنے مشائخ اور ان کے شیوخ مثلاً محمد بن مقاتل رازی، محمد بن سلمہ اور نصیر ابن یحییٰ کے فتاویٰ جمع کیے۔ اس میں ان کے مختارات بھی ہیں۔ اس کے بعد کئی مشائخ نے اس کے متعلق کتابیں لکھیں جسے ناطفی کی ”جموع النوازل والوامعات فی فی اسی طرح صدر الشہید وغیرہ نے بھی مجموعہ لکھا۔ ان کے بعد طبقات ثلاثہ کے مشائخ نے مختلط کر کے بھی فتاویٰ جمع کیے، جیسے جامع قاضی خاں، الخلاصہ وغیرہما۔

بلاشبہ یہ وہ زمانہ تھا جب ایسی جامع شخصیتیں موجود تھیں جو کتاب وسنت، فقہاء کے

اجتماعی اقوال، قیاس کے اصول و مبادی اور استنباط کے طریقوں پر حاوی تھیں۔ شریعت کے عمومی مصالح اور قانون شریعت کے اغراض و مقاصد پر ان کی دور بین نگاہ تھی اور وہ زمانہ شناس بھی تھے، لہذا انہوں نے اپنے عہد میں اپنی صلاحیتوں کا استعمال کیا اور ورع و تقویٰ، پوری امانت و دیانت کے ساتھ مقاصد شرع اور قوانین دین پر مضبوط گرفت رکھتے ہوئے اپنے وقت کی مشکلات کا حل نکالا جو کتابوں کی شکل میں ہمارے استفادے کے لیے موجود ہیں۔

جہاں تک بات ہے جدید مسائل اور حوادث الفتاویٰ کی تو اس کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ آج جبکہ معاشرے میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ سائنس و ٹکنالوجی کی ترقی نے نئے افق پیدا کیے ہیں۔ دنیا ایک چھوٹی سی بستی بن گئی ہے۔ معاشی اور اقتصادی امور میں نئی ترقیات نے نئے مسائل کھڑے کیے ہیں جو لوگ اسلام پر چلنا چاہتے ہیں اور شریعت کو زندگی کے ہر شعبے میں معیار ہدایت قرار دیتے ہیں۔ ان کے ذہن و دماغ میں ایسے سیکڑوں سوالات پیدا ہو رہے ہیں جن کے بارے میں وہ علماء اور اصحاب افتاء کی طرف رجوع کرتے ہیں اور رہنمائی کے طالب ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ایسی جامع شخصیتوں کا فقدان ہو گیا جو علم و تحقیق کی بنیاد پر ان مسائل کو حل کر سکیں اور جن کا تنہا فتویٰ بھی مسلم معاشرہ میں قابل قبول ہو۔

اس لیے ضرورت تھی کہ اجتماعی فکر کی بنیاد ڈالی جائے۔ علماء اور اصحاب دانش باہمی تبادلہ خیال کے ذریعہ ان مسائل کا ایسا حل نکالیں جو اصول شرع سے ہم آہنگ اور فکری شذوذ سے پاک ہو۔

اگر ہندوستان میں فقہی مسائل اجتماعی غور و فکر کا جائزہ لیا جائے تو شاید اس کی ابتداء فتاویٰ عالمگیری کی تدوین سے قرار پائے، جسے حضرت اورنگ زیب نے پورے ملک سے منتخب علماء کی ایک کمیٹی بنا کر مرتب کر دیا تھا۔ اس طرح فقہ حنفی کا ایک ایسا ذخیرہ وجود میں آیا کہ احکام فقہ کی جامعیت اور وسعت کے اعتبار سے اس کی نظیریں کم ہی مل پائیں گی۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے اقتدار کا سورج غروب ہونے کے بعد اس سلسلہ کی ایک اور مجدد الملت حکیم

الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مفکر الاسلام حضرت مولانا ابوالحسن محمد سجادؒ اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے زیر سایہ سرانجام پائی۔ اسی کوشش کے نتیجے میں ”الحیلۃ الناجزۃ فی فی اور انفساخ نکاح مسلم ایکٹ فی کی ترتیب عمل میں آئی جس سے ایک دنیا سیراب ہوئی اور ہو رہی ہے۔

حضرت مولانا تھانویؒ نے حالات کی جدت، ندرت اور کثرت کی وجہ سے علم فقہ کی تبلیغ و تحفظ میں جہاں اپنی لیاقت صرف کی وہیں ذی علم، فعال اور متحرک علماء کی ایک ایسی فقہی مجلس کے قیام کی بھی ضرورت محسوس کی جو موجودہ وقت کے تمام نئے مسائل کا شرعی حل پیش کر سکے۔ اسی وجہ سے اپنے قریبی علماء مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور مولانا عبدالکریم کے علاوہ متعدد علماء کے سامنے مسائل پیش کرتے، ان میں اجتہاد و استنباط اور تفقہ کی شان پیدا کرتے، اسی فکر کو بعد میں پاکستان میں مفتی محمد شفیعؒ نے زندہ کیا۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے بعد جمعیت علماء ہند کے ذمہ داروں میں ایک اہم علمی شخصیت حضرت مولانا محمد میاں دیوبندی نے جمعیت کے تحت ”ادارۃ المباحث الفقہیہ فی فی قائم فرمایا جس نے ابتدائی دور میں رویت ہلال کے موضوع پر ایک اہم کانفرنس بھی منعقد کی اور عام طور پر مولانا مرحومؒ اہم مسائل پر ملک کے مختلف دارالافتاء اور ملک کی اہم شخصیتوں کو استفتاء ارسال کرتے تھے اور اس کے جوابات طلب کیے جاتے تھے۔ اس طرح علماء میں ان مسائل پر غور کرنے کی تحریک پیدا ہوتی تھی لیکن اجتماعی نشست اور مناقشہ کا کوئی مستقل سلسلہ نہیں تھا البتہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے قیام کے بعد اس ادارہ نے بھی دو تین فقہی اجتماعات منعقد کیے ہیں۔

دوسری کوشش حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی تحریک پر ندوۃ العلماء کے زیر اہتمام ”مجلس تحقیقات شرعیہ فی فی کا قیام ۱۹۶۳ء میں زیر عمل آیا۔ مجلس نے ہندوستان کے حالات کے تناظر میں انشورنس، رویت ہلال اور نس بندی فی فی کے مسائل پر نشستیں منعقد

کیں اور بعض اہم فیصلے بھی کیے۔ مختلف نئے مسائل پر مجلس کے ذمہ داران نے قلم اٹھایا لیکن بعد کو اجتماعی تبادلہ خیال کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

یہ دونوں ادارے نئے مسائل کے حل میں فعال کردار اس لیے ادا نہیں کر پائے کہ دوسرے بڑے ادارہ یا تنظیم کے ساتھ ان کی حیثیت ضمنی ادارہ کی تھی اور اس کاوش کا دائرہ ادارہ کے متعلقین و متفقیں تک محدود تھا، اس لیے پیش آنے والے مسائل کی تیز گامی اور کثرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے محسوس کیا گیا کہ خاص اس مقصد کے لیے ایک مستقل ادارہ ہوتا کہ اس کام میں تسلسل باقی رہے اور مختلف الفکر اہل علم کو اکٹھا کر کے زیادہ وسعت کے ساتھ غور و فکر کیا جاسکے۔ مگر ہندوستان کے اندر یہ قابل فخر کارنامہ کسی اور کے حصہ میں مقدر ہو چکا تھا۔ ہندوستان کی طویل فقہی تاریخ کا ایک بڑا اور روشن باب جو رقم کرنے والا تھا، خدا نے اس کا انتخاب پہلے ہی کر لیا تھا۔ وہ تھے ممتاز عالم دین، بالغ نظر فقیہ، خداداد ذہانت و فطانت کے مالک، ٹھوس اور مضبوط فقاہت کے حامل، اصول شرع اور تشریحات دین کے بے نظیر محقق، زمانہ کے منفرد و یکتا روزگار مجاہد حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی^۲۔

حضرت قاضی صاحب نے فطری طور پر غیر معمولی ذہن و دماغ پایا تھا۔ قدرت نے تفقہ فی الدین جیسی عظیم نعمت سے ان پر خوب خوب فیاضی کی تھی۔ ذکاوت اور غیر معمولی دقت نظر پائی تھی۔ دارالعلوم جیسے عظیم ادارہ میں تعلیم حاصل کر کے اپنی صلاحیت کو جلا بخشا۔ فراغت کے بعد ممتاز عالم دین اور بے مثال قائد ملت حضرت مولانا سید مننت اللہ رحمائی کی سرپرستی میں فقہی ذوق کو خوب خوب نکھارا اور پختہ کیا۔ طبیعت میں فقہ رچی بسی تھی۔ جلد ہی مسائل کے درک و حل کی وجہ سے پورے ملک میں شہرت پائی اور امارت شرعیہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ فقہ میں ان کی بے نظیر و محققانہ تصنیفات کی وجہ سے دنیا کو ان کی اہلیت و قابلیت کا لوہا ماننا پڑا۔ ہندوستان کے ساتھ پوری دنیا میں دو درجن سے زیادہ تنظیموں اور اکیڈمیوں کے سربراہ رہے۔ دنیا کی ان اکیڈمیوں اور تنظیموں کو آپ کی سرپرستی پر آج بھی فخر ہے۔ حضرت قاضی صاحب امت کو نئے

مسائل سے دو چار دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ انہی نئے مسائل اور علماء کی گوشہ نشینی نے حضرت کے دل میں ایک عزم مصمم پیدا کر دیا جو تاریخی اسلامی فقہ اکیڈمی کی شکل میں نمودار ہوا۔

اسلامک فقہ اکیڈمی کا باضابطہ آغاز ۱۹۸۹ء میں نئی دہلی میں عمل میں آیا۔ یہ اکیڈمی وقت کی کتنی بڑی ضرورت کی تکمیل تھی، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا خطبہ افتتاحیہ قائد ملت مولانا سید منٹ اللہ رحمانی نے پیش کیا اور خطبہ صدارت عظیم اسلامی اسکالر و مؤرخ اور ہندوستان کے مایہ ناز عالم دین حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے پیش فرما کر اس کو منفرد اور مضبوط حیثیت بخشی اور اس کا افتتاح فرمایا۔ اس افتتاحی اجلاس میں ملک کے مشاہیر علماء کے علاوہ واشنگٹن امریکہ کے ڈاکٹر طہ جابر فیاض العلوانی صدر المعهد العالمی للفکر الاسلامی نے شرکت فرمائی اور مزید حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادی، حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند کی قلبی و روحانی شرکت نے اس اجلاس کو یادگار اور تاریخی بنا دیا۔ اکیڈمی کا یہ پہلا سمینار تھا جب مختلف مکاتب فکر، مدارس، تحقیقی اداروں اور دارالافتاء کے ذمہ داران باب افتاء اور اصحاب دانش اپنے عہد کے چند فقہی مسائل پر غور و بحث کے لیے ایک جگہ جمع تھے اور ان کے دوش بدوش مختلف جدید علوم کے ماہرین اور عصری درسگاہوں کے فضلاء بھی تھے جو مختلف عصری معاملات کی بابت صحیح صورت حال پیش کر رہے تھے۔

اس سمینار میں ملک کے طول و عرض سے ۱۲۰ فقہاء اور جدید علوم کے ماہرین شریک تھے۔ سمینار میں تین مسائل اعضاء کی پیوند کاری، پگڑی اور ضبط ولادت زیر بحث تھے۔ ان موضوعات پر تفصیلی مقالات پیش ہوئے۔ ضبط ولادت کے مسائل طے پا گئے۔ ضبط ولادت کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد اکیڈمی نے فیصلے دیے۔

بقیہ دو مسئلے، اعضاء کی پیوند کاری اور پگڑی کے مسائل زیر بحث لا کر مختلف گوشوں پر بحث ہوئی اور محسوس کیا گیا کہ ان مسائل پر مزید غور و فکر کی ضرورت ہے، چنانچہ عجلت سے کام

لے کر کوئی فیصلہ دینے کے بجائے دوبارہ سوال نامے ارسال کیے گئے اور جواب طلب کیے گئے اور دوسرے فقہی سمینار میں دونوں مسئلے پر اکیڈمی نے فیصلے دیے۔

اکیڈمی کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ مسائل کے انتخاب میں دو طریقہ کار کو اہمیت دے۔ ایک تو یہ کہ وہ مسائل جو خاص عصری نوعیت کے ہوں، ان کی تنقیح و توضیح اس موضوع کے خاص ماہرین سے علماء کے سامنے اجاگر کرانے کا اہتمام اور دوسرے یہ کہ ان مسائل میں انہی لوگوں سے رائے لینے کی کوشش جن کی نظر میں مسلم اقلیت کو درپیش چیلنجز کی وجہ سے واقعی دشواریاں لاحق ہیں اور ان کی شرعی پوزیشن واضح نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کا کثیر طبقہ پریشانیوں سے دوچار ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کی روز افزوں پسماندگی اور بڑھتی ہوئی معاشی بدحالی کو سامنے رکھتے ہوئے اکیڈمی نے دوسرا فقہی سمینار دسمبر ۱۹۸۹ء کو بینک انٹرسٹ کے موضوع پر منعقد کیا تا کہ وہ لوگ جو تجارت و صنعت میں دلچسپی رکھتے ہیں مگر سرمایہ کی عدم فراہمی کی وجہ سے تجارت کی جرات نہیں کرتے، ان کو آسانی سے فراہمی سرمایہ کی صورت بنائی جاسکے۔

چنانچہ اسلامک فقہ اکیڈمی نے اس موضوع کو دوبار اپنے سمینار میں غور و فکر کا عنوان بنایا اور اس کے تمام پہلوؤں کا علماء و ماہرین معاشیات و بیکاری نے اپنی نشستوں میں جائزہ لیا پھر ایک اہم قرارداد اور شرعی فیصلہ کیا جو ریورٹ میں آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔

نئے مسائل کے حل کے لیے فقہاء نے نقشہ کار کی صراحت کی ہے جو چار چیزوں پر مشتمل ہے:

(۱) جن مسائل کے بارے میں صاحب مذہب کی صراحت منقول نہ ہو اور فقہاء کے یہاں اس کی کوئی نظیر بھی نہ ہو، ان میں نصوص اور مقاصد شریعت کو سامنے رکھ کر حکم لگانا لیکن ایسے مسائل بہت ہی کم مل سکتے ہیں جن کے بارے میں ائمہ مجتہدین اور اصحاب تخریج کے یہاں صراحت بھی نہ ہو اور ان کے اجتہادات میں اس کی نظیر بھی موجود نہ ہو۔

(۲) جن مسائل میں اصحاب مذاہب کا اجتہاد منقول نہ ہو لیکن اس کی نظیر موجود ہو، خواہ مجتہد مطلق کے یہاں خواہ مجتہد منتسب اور اصحاب تخریج کے یہاں تو ان میں پہلے کے نظائر اور اجتہاد و استنباط کے اصول و قواعد کو سامنے رکھ کر حکم لگانا۔

(۳) جن مسائل میں ائمہ مجتہدین یا مذاہب کے دائرہ میں رہتے ہوئے اجتہاد کرنے والے فقہاء کی آراء موجود ہوں لیکن عرف اور طریقہ کار میں تبدیلی، سیاسی و معاشی نظام میں تغیر، اخلاقی انحطاط اور نئے وسائل کی ایجاد کی وجہ سے ان آراء پر عمل کرنے میں ابا حیت کا دروازہ کھلتا ہو یا قابل لحاظ حرج اور تنگی پیدا ہوتی ہو تو ایسی رائے کو ترجیح دینا جس میں موجودہ احوال کی رعایت ہو۔

اس کی دو صورتیں ہیں:

(الف) مذاہب کے قول ضعیف کو اختیار کرنا

(ب) دوسرے مکاتب فقہ سے استفادہ کرنا

(۴) بعض ایسے مسائل بھی ہیں جن میں واضح طور پر وہ علت پائی جاتی ہے، جس علت کی وجہ سے نص میں اس کے حلال یا حرام ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ اس نئی پیش آمدہ صورت پر اس علت کو منطبق کرتے ہوئے حکم لگانا جس کو علماء اصول نے تحقیق منطاط سے تعبیر کیا ہے۔

مذکورہ نقشہ کار کی روشنی میں عملی مسائل میں اکیڈمی نے جو حل پیش کیے ہیں، ان کو تخریج تحقیق منطاط اور تبدیلی عرف کی بنا پر تبدیلی حکم کے خانہ میں رکھا جاسکتا ہے اور اسی مقصد کے لیے کہیں کہیں ضرورت فقہ حنفی کے قول ضعیف کو اختیار کیا گیا ہے یا دوسرے دبستان سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ویڈیو اور انٹرنیٹ پر نکاح اور دوسرے معاملات کو انجام دینا، شیراز کی خرید و فروخت، کرنسی نوٹ کی حیثیت، اعضاء کی پیوند کاری، ضبط ولادت کی مروجہ صورتیں، کلوننگ،

مشینی ذبیحہ، ریشم میں عشر، فی زمانہ حقوق کو مال کا درجہ دینا، ایڈز سے متعلق مسائل اور بھی کتنے مسائل ہیں جن کو تخریج یا اجتہاد فی المسائل کا عنوان دیا جاسکتا ہے کیونکہ صاحب مذہب اور مشائخ کے یہاں اس کے بارے میں واضح حکم یا اس کی بے غبار نظیر نہیں ملتی۔

بینک انٹرسٹ اور تجارتی سود پر بھی سود کا اطلاق، انشورنس پر قمار کا اطلاق اور مخصوص حالات میں غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے لیے اس کی اجازت، مختلف ممالک کی کرنسیوں کی تبدیلی اور دستاویزات قرض کی کم یا زیادہ قیمت میں فروخت کرنے کی ممانعت اور اس طرح کے متعدد مسائل ہیں جن کو تحقیق مناط کے دائرے میں رکھا جاسکتا ہے یعنی ان امور میں نصوص سے ثابت یا مستنبط علت واضح طور پر پائی جاتی ہے۔ علماء نے صرف اس کی تطبیق کی ہے۔

بعض احکام وہ ہیں جن میں عرف اور احوال کی تبدیلی کی وجہ سے احکام میں تبدیلی کو قبول کیا گیا ہے جیسے زکوٰۃ کے مسئلہ میں حاجات اصلہ کا اطلاق کن اشیاء پر ہوگا؟ اگر کسی نے اپنا سرمایہ ہیرے جواہرات کی شکل میں محفوظ کر لیا ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ حالت نشہ کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ کرنسی کے اتار چڑھاؤ کو دیکھتے ہوئے سونے چاندی میں مہر مقرر کرنے کی تلقین اور اس طرح کے بہت سے مسائل ہیں جن میں موجود عرف اور بدلے ہوئے حالات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

سماجی اور سیاسی تبدیلیوں کی وجہ سے بہت سے احکام میں حرج پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے مسائل میں اجتماعی رائے سے یا تو فقہ حنفی کے قول ضعیف پر فتویٰ دیا گیا ہے جیسے دکان و مکانات کی مروجہ پگڑی کا مسئلہ، ۱۰ اذی لہجہ کے افعال حج میں ترتیب اور وقف کے استبدال کا مسئلہ یا دوسرے دبستان فقہ کی طرف عدول بھی کیا گیا ہے جیسے بار بار مکہ مکرمہ آنے والوں کے لیے احرام کا عدم وجوب، طویل المیعاد قرضوں کی زکوٰۃ سے عدم منہائی، نکاح کے وقت جائز شرطوں کا اعتبار، مال رہن کو فروخت کر کے اس سے قرض کی وصولی اور حقوق کی خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل۔ اس کے علاوہ اکیڈمی نے غیر سودی بینک کاری کی عملی صورت گری کے لیے

بھی بڑی کاوش کی ہے اور غیر سودی امدادی سوسائٹیوں کے لیے بھی لائحہ عمل پیش کیا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے طبی اخلاقیات اور ڈاکٹروں کے فرائض اور انسانی حقوق جیسے موضوعات پر رہنمایانہ خطوط واضح کیے ہیں نیز امت مسلمہ کو متحد اور اختلاف و انتشار سے محفوظ رکھنے کے لیے بھی بعض قراردادیں منظور کی گئیں اور یہ سب کچھ اجتماعی غور و فکر اور تبادلہ خیال کے ذریعہ انجام پایا ہے۔ بلاشبہ یہ سب اکیڈمی کی رہین منت اور بائی کی خلوص وللہیت کی روشن دلیل ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے جہاں ایک طرف اقتصادی، سماجی، اصلاحی، عائلی، طبی اور سائنسی سمیت دیگر موضوعات پر متنوع جدید اور پیچیدہ مسائل کا حل اجتماعی اجتہاد کے ذریعہ امت کے سامنے پیش کرنے کا فریضہ انجام دیا ہے۔ وہیں دوسری طرف اصولی مسائل کو بھی زیر بحث لا کر علماء اور فقہاء کی رہنمائی کا وہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے جس کو اکیڈمی کی تاریخ کا روشن باب کہا جاسکتا ہے۔

چنانچہ اکیڈمی کے سمیناروں میں چار موضوعات اصولی مسائل سے متعلق آئے ہیں :

(۱) پہلا موضوع فقہی اختلاف کی شرعی حیثیت کا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ ائمہ مجتہدین کے درمیان جو اختلاف رائے ہے، وہ اختلاف حق و باطل کا نہیں ہے۔ ان میں ایک رائے صواب ہے، اس میں خطا کا احتمال ہے اور دوسری رائے میں خطا ہے لیکن اس میں صواب کا بھی احتمال ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بنیادی بات یہ کہی گئی ہے :

(الف) اگر وقت اور حالات کی تبدیلی سے معاشرہ کسی مشکل صورت کا شکار ہو اور ائمہ مجتہدین کی فقہی آراء میں سے ایک پر عمل حرج اور دشواری کا باعث ہو اور دوسری فقہی رائے پر عمل سے یہ حرج دور ہو جائے تو ایسی صورت میں علماء و فقہاء جو اصحاب ورع و تقویٰ اور ارباب علم و فہم ہوں ان کے لیے دوسری رائے پر فتویٰ دینا جائز ہے، جو باعث دفع حرج ہو، البتہ اس طرح کے مسائل میں انفرادی طور پر فتویٰ دینے کے بجائے اجتماعی طریقہ اختیار کیا جائے۔

(ب) ایسے مسائل جن میں مستند علماء و فقہاء کی ایک جماعت عدول کی ضرورت سمجھے

اور مسئلہ مجتہد فیہ میں ایک خاص فقہی رائے کو دفع حرج کے لیے اختیار کرے اور اس پر فتویٰ دے اور دوسری جماعت اس سے اختلاف کرے اور اس فقہی رائے کو اختیار کرنے کی ضرورت محسوس نہ کرے۔ ایسی صورت میں عام لوگوں کے لیے اس رائے پر عمل کرنا جائز ہے جس میں عدول کر کے سہولت کی راہ اختیار کی گئی ہے اور اصحاب افتاء کے لیے اس رائے پر بھی فتویٰ دینا جائز ہے۔

(۲) دوسرا موضوع ضعیف احادیث کے احکام سے متعلق ہے۔ اس موضوع کی قراردادوں میں سے یہ ہے کہ تلقی بالقبول نیز احادیث صحیحہ اور صحابہ کے فتاویٰ سے مطابقت کی بنا پر احادیث ضعیفہ بھی درجہ اعتبار حاصل کر لیتی ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ایسی ضعیف روایات جن کے رواۃ کذب و فسق سے متہم نہ ہوں، بلکہ صرف خفیف الضبط شمار کیے گئے ہوں، ترغیب و ترہیب، یعنی کراہت و استحباب میں قابل قبول ہیں۔

(۳) تیسرا موضوع ”شریعت میں ضرورت و حاجت کی رعایت اور اس کے حدود نی کا تھا جس میں ضرورت و حاجت کی حدود متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ حرام لعینہ اور حرام لغیرہ پر ضرورت کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں اور حاجت کن مواقع پر معتبر ہوتی ہے؟ اور یہ کہ اجتماعی حاجت ضرورت کے درجہ میں ہوتی ہے۔

(۴) چوتھا موضوع شریعت میں عرف و عادت کا اعتبار اور اس کے اصول و قواعد سے متعلق ہے جس میں احکام شرعیہ میں عرف کی اہمیت، عرف کے معتبر ہونے کی شرائط، ادلہ شرعیہ اور عرف میں تعارض کی صورت میں طریقہ کار، عرف میں تبدیلی سے حکم میں تبدیلی جیسے موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

غور کیا جائے تو یہ نہایت اہم اصولی موضوعات ہیں اور احکام کے استخراج و استنباط سے ان کا گہرا اور دور رس تعلق ہے۔

اکیڈمی کا نئے مسائل پر غور کرنے کا ایک امتیازی نمونہ ہے اور تحقیق کے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد فیصلے کیے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلا مرحلہ سمینار کے لیے زیر بحث آنے والے موضوعات کے انتخاب کا ہوتا ہے۔ اس کے لیے سمینار کے شرکاء سے آئندہ سمینار کے موضوعات کے لیے تحریری رائے لی جاتی ہے۔ اکیڈمی کی مجلس علمی بھی عنوانات کے سلسلہ میں اپنا مشورہ پیش کرتی ہے پھر مجلس انتظامیہ ان تمام آراء کو سامنے رکھ کر عالمی اور ملکی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آئندہ سمینار کے لیے موضوعات کا انتخاب کرتی ہے۔ پھر موضوع سے متعلق قابل بحث نکات پر مشتمل سوال نامہ اکیڈمی کے سکرٹریز میں سے کوئی ایک مرتب کرتا ہے پھر جنرل سکرٹری اس کو مزید مستحضر اور واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب یہ سوال نامہ فقہاء و ارباب افتاء کے پاس بھیجا جاتا ہے اور اگر سوال کا تعلق کسی سائنسی ایجاد یا سماجی و معاشی مسئلہ سے ہو تو ان شعبوں کے ماہرین سے مقالات لکھوائے جاتے ہیں۔ یہ بھی علماء و ارباب افتاء کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ اہل علم کی طرف سے جو مقالات آتے ہیں، ان کی اس طرح تلخیص کی جاتی ہے کہ ہر مسئلہ میں تمام مقالہ نگاروں کی رائے آجائے، اس تلخیص کو شرکاء کے درمیان سمینار کے موقع پر تقسیم کر دیا جاتا ہے تاکہ انہیں بحث کرنے میں سہولت ہو۔ پھر موضوع کے مختلف پہلوؤں کے لیے مقالات کی معنوی کیفیت کو سامنے رکھتے ہوئے مقالہ نگاروں ہی میں سے ”عارضی فیصلہ“ مقرر کیا جاتا ہے۔ اس پہلو سے متعلق تمام مقالات کی فوٹو کاپی انہیں فراہم کی جاتی ہے۔ وہ ان مقالات میں پیش کردہ نقاط نظر کو مرتب کرتے ہیں اور جو دلائل آئے ہیں، ان کی روشنی میں کسی ایک نقطہ نظر کو ترجیح دیتے ہیں۔ اب شرکاء سمینار خود اپنی تحقیق و مطالعہ مقالات کی تلخیص اور عارض کی بحیثیت کو سامنے رکھتے ہوئے اظہار خیال کرتے ہیں۔ بحث مکمل ہونے کے بعد اس مسئلہ پر تجویز مرتب کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنادی جاتی ہے۔ اب یہ کمیٹی مقالات اور بحث کے دوران آنے والے نکات کو سامنے رکھتے ہوئے مزید تبادلہ خیال کے بعد تجویز کو سمینار کے مندوبین کی عمومی مجلس میں پیش کرتی

ہے اور جس طرح تجاویز سمینار میں پیش کی جاتی ہے بعینہ اسی طرح اسے زیر طبع سے آراستہ کر کے منظر عام پر لایا جاتا ہے۔ یہ ہے اکیڈمی کا وہ محتاط، منصفانہ اور شورائی طریقہ غور و فکر جو احکام شرعیہ اور نئے مسائل کے حل میں اختیار کیا جاتا ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا اہم مقصد قرآن و سنت، صحابہ کرام اور علماء سلف کے طریقے اور مقاصد شریعت کے اصول و ضوابط کے مطابق شرعی نقطہ نظر سے موجودہ عہد کی اقتصادی، معاشرتی، سیاسی اور صنعتی مشکلات کا حل تلاش کرنا ہے جس کی تکمیل فقہی سمینار کے انعقاد سے ہوتی ہے، چنانچہ اکیڈمی نے اب تک ۱۹ فقہی سمینار منعقد کیے ہیں جن میں مجموعی اعتبار سے تقریباً ۸۶ موضوعات زیر بحث آئے ہیں جو زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اکیڈمی نے ان مسائل کو انتہائی محتاط اور منصفانہ انداز میں حل کر کے امت کی مشکلات کو دور کیا اور عمل کی راہیں ہموار کی۔

اپنے بیس سالہ علمی سفر میں اکیڈمی نے علمی و فکری سطح پر نمایاں خدمات انجام دی ہیں، جن میں معاصر فقہی لٹریچر کا اردو ترجمہ، جدید مسائل پر فقہی مناقشہ و مذاکرہ کی مجلس کا انعقاد، نئی سوچ اور غور و فکر کا نیا منہج پیش کرنے کی کوشش، مقاصد شریعت پر ورکشاپ کا سلسلہ، جدید فضلاء مدارس کے لیے تربیتی کورس، اہم فقہی کتابوں کی طباعت، فقہی مخطوطات کی تحقیق و اشاعت وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

فقہ اکیڈمی نام سے نئے ماحول و تقاضوں اور نئے پیدا شدہ مسائل کو اسلامی قوانین و معیار پر جانچ کر کے ان کا صحیح حل نکالنے کا، بالفاظ دیگر فقہی تحقیقات کا شورائی طریقہ ہے جس کا خوش آئند اقدام حضرت قاضی صاحب^۲ نے کیا۔ اس شورائی نظام کے قیام سے امت کو کتنا نفع پہنچا، اہل علم و فقہ کا طبقہ ان کو بخوبی محسوس کر رہا ہے، سب سے اہم فائدہ تو یہ ہوا کہ دور جدید میں صلاحیت کے گرتے معیار کی وجہ سے احساس کمتری کے شکار ہو کر فقہ و تفقہ سے دور رہنے والے علماء میں مضبوطی اور خود اعتمادی پیدا ہوئی، قوانین و مصادر شرع کی خوبی و اہمیت کا خوابیدہ

اصول وقواعد فقہ پر اردو میں لکھی گئی کتابیں — ایک تعارف

مولانا خورشید انور اعظمی ☆

علم اصول فقہ، شریعت اسلامی کا ایک عظیم الشان، جلیل القدر اور کثیر النفع علم ہے، اس میں کتاب وسنت اور اجماع و قیاس سے بحث کی جاتی ہے، جنہیں اصول شریعت کہا جاتا ہے۔

اس فن کے وضع کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ علم فقہ میں ہر مکلف کے افعال زیر بحث آتے ہیں اور ہر شخص کے افعال کا شرعی حکم متعین کرنا نہایت مشکل امر ہے، اس لیے ایسے قواعد وضع کئے گئے جن سے احکام شریعت کا استنباط آسان ہو سکے۔

صحابہ کرامؓ کے عہد زریں میں اس فن کی ضرورت نہیں تھی، اس وجہ سے کہ وہ حضرات سرچشمہ ہدایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست کسب فیض کر رہے تھے، انہیں زبان و بیان کی نزاکتوں سے بھرپور واقفیت، الفاظ سے معانی کے استفادے پر کامل دسترس اور قواعد استنباط و استخراج سے براہ راست آگاہی تھی، لیکن جب وہ سنہرا دور گزر گیا تو علماء نے بتقاضائے وقت اس فن کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اصول فقہ کی تدوین کی، علامہ ابن خلدون اپنے شہرہ آفاق مقدمے میں رقم طراز ہیں:

”فلما انقرض السلف وذهب الصدر الأول وانقلبت العلوم كلها صناعة
كما قررناه من قبل احتاج الفقهاء والمجتهدون إلى تحصيل هذه القوانين والقواعد

لاستفادة الأحكام من الأدلة فكتبوها فافنا قائما براسه سموه أصول الفقه“ (۳۸۱)۔
جب اسلاف گزر گئے اور دور اول ختم ہو گیا، اور تمام علوم نے فن کی صورت اختیار کر لی، جیسا کہ ہم نے گذشتہ صفحات میں بتایا تو فقہاء و مجتہدین کو ادلہ شرعیہ سے احکام کے حصول کے لیے ان قوانین و قواعد کے حاصل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، اور انھوں نے ان قواعد کو مستقل فن کی حیثیت سے مرتب کیا، جسے اصول فقہ کہتے ہیں۔

فقہائے کرام اس فن کی تدوین سے پہلے بھی احکام و مسائل کے اثبات کے لیے ادلہ شرعیہ سے گفتگو کیا کرتے تھے، لیکن اس تعلق سے کوئی قانون کلی مرتب شکل میں موجود نہیں تھا، جس سے احکام کا استنباط کیا جاسکے، اس سلسلے میں ابتدائی طور پر لکھی جانے والی کتابوں میں امام ابوحنیفہ کی کتاب ”الراہی فی فی اور امام ابو یوسف کی کتاب ”المحصول فی فی کا نام ضرور سامنے آتا ہے، مگر یہ کتابیں فی الحال ناپید ہیں، موجودہ صورت حال میں امام شافعی کی کتاب ”الرسالہ فی فی کو اصول فقہ کی سب سے پہلی تصنیف ہونے کا شرف حاصل ہے، جسے امام شافعی نے راجح قول کے مطابق اپنے شاگرد کو املا کرایا تھا، اس کتاب میں آپ نے امر، نہی، بیان، خبر، فسخ اور قیاس کی منصوص علت کے حکم وغیرہ سے بحث کی ہے۔ علامہ ابن خلدون تحریر فرماتے ہیں:

”وكان أول من كتب فيه الشافعي رضي الله تعالى عنه أملي فيه رسالته المشهورة تكلم فيها في الأوامر والنواهي والبيان والخبر والنسخ وحكم العلة المنصوصة من القياس“ (مقدمہ ابن خلدون ۳۸۱)۔

اس فن میں سب سے پہلے امام شافعی نے قلم اٹھایا، آپ نے اپنے مشہور رسالے کا املا کرایا، اور اس میں اوامر، نواہی، بیان، خبر، نسخ اور قیاس کی منصوص علت کے حکم پر گفتگو کی۔
امام فخر الدین رازی نے مناقب الشافعی (۵۷) میں اس بات کو مزید تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے:

”كانوا قبل الامام الشافعي يتكلمون في مسائل الفقه ويستدلون

ويعترضون، ولكن ما كان لهم قانون كلي مرجوع إليه في معرفة دلائل الشريعة، وفي كيفية معارضاتها وترجيحاتها، فاستنبط الشافعي علم أصول الفقه، ووضع للخلق قانونا كليا يرجع إليه في معرفة مراتب أدلة الشرع فثبت أن نسبة الشافعي إلى علم الشرع كنسبة أرسطاطاليس إلى علم العقل“ (مقدمه الرساله: ۱۳ تحقیق احمد محمد شاكر، المكتبة العلمیة بیروت لبنان)۔

امام شافعی سے پہلے لوگ مسائل فقہ میں گفتگو کرتے اور استدلال و اعتراض کیا کرتے تھے، لیکن ان کے پاس دلائل شریعت کی معرفت اور ان کو ترجیح دینے اور موازنہ کرنے کی کیفیت کے سلسلے میں کوئی قانون کلی نہیں تھا جس سے رجوع کیا جاسکے، تو امام شافعی نے علم اصول فقہ کی ایجاد کی اور دنیا کے لیے ایک ایسا قانون کلی وضع کیا جس سے ادلہ شرعیہ کے مراتب کی معرفت میں رجوع کیا جاسکے، لہذا ثابت ہو گیا کہ علم شریعت کی طرف امام شافعی کی نسبت ویسی ہی ہے جیسا کہ علم منطق کی طرف ارسطو کی۔

پھر امام شافعی کے متعینہ خطوط پر علماء نے بیش بہا کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں چار کتابیں نہایت اہم ہیں، بلکہ بقول علامہ ابن خلدون یہی کتابیں اس فن کے بنیادی ارکان ہیں۔ (۱) امام الحرمین کی کتاب البرہان، (۲) علامہ غزالی کی المستصفی (۳) عبد الجبار معتزلی کی کتاب العہد (۴) ابوالحسین بصری معتزلی کی کتاب العہد کی شرح المعتمد۔

متاخرین میں امام فخر الدین رازی نے مذکورہ چاروں کتابوں کی تلخیص کتاب ”المحصل فی نی میں اور سیف الدین آمدی نے ”کتاب الاحکام فی اصول الاحکام فی نی میں کردی، اس فرق کے ساتھ کہ امام رازی کے یہاں استدلال و احتجاج کا میلان نمایاں ہے تو آمدی کے یہاں تحقیق مذاہب و تفریع مسائل کا۔

امام رازی کے شاگرد سراج الدین آرموی نے ”المحصل فی نی کا اختیار کتاب التحصیل من المحصول فی نی میں اور تاج الدین آرموی نے ”کتاب الحاصل من المحصول فی نی میں

کیا۔ پھر شہاب الدین قرانی نے ان دونوں کتابوں سے چند مقدمات و قواعد اخذ کر کے التفتیحات تصنیف کی، علامہ بیضاوی نے بھی ”المنہاج فی الاصول فی نی میں یہی طریقہ اپنایا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن حاجب نے ”کتاب الاحکام للآمدی فی نی کا اختصار، مختصر کبیر اور مختصر صغیر میں کیا۔

علمائے احناف نے اصول فقہ میں بہت سی گراں قدر تصانیف سپرد قلم کی ہیں، اور اس فن کے قواعد و قوانین پر سیر حاصل گفتگو کی ہے، علامہ ابوزید بوسی کا اس سلسلے میں سب سے اہم اور نمایاں کارنامہ ہے، انھوں نے قیاس وغیرہ پر نہایت جامع اور مفصل بحثیں تحریر فرمائیں اور اس فن کو مہذب کر کے درجہ کمال تک پہنچا دیا۔

متاخرین احناف میں فخر الاسلام بزدوی کی اصول کو بھی سند استناد و اعتبار حاصل ہے، پھر علامہ ابن ساعاتی نے احکام آمدی اور اصول بزدوی کو جمع کر کے کتاب بدائع تصنیف کی، جو بہت عمدہ تصنیف میں ہے۔ تحریر ابن ہمام اور توضح بھی اصول فقہ کی مشہور و معروف کتابیں ہیں۔ توضح تو درحقیقت کشف بزدوی کی تنقیح ہے۔ نیز اس میں محصول اور مختصر ابن حاجب کے چند مباحث بھی ضم کر دیئے گئے ہیں۔

علمائے ہند نے بھی اصول فقہ کو اپنا موضوع بنایا ہے اور اس سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ جو اصحاب علم و تحقیق پر مخفی نہیں ہے، وقت اور موقع کی نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے صرف چند کتابوں کے ذکر پر اکتفا کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، طاش کبریٰ زادہ نے مفتاح السعادة (۵۸/۲) میں ذکر کیا ہے کہ علامہ سراج الدین السندی نے خبازی کی ”المغنی فی اصول الفقہ فی نی کی شرح لکھی ہے، نیز انھوں نے سعد الدین محمود دہلوی کی ”افاضۃ الانوار فی اضافۃ اصول المنار فی نی کا ذکر بھی کیا ہے۔ جبکہ بعد کے علماء میں ملا محب اللہ بہاری کی مسلم الثبوت کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی اور ملا جیون کی نور الانوار کو درس نظامی میں آج بھی

اہمیت حاصل ہے۔

اسی طرح علمائے ہند نے دیگر علوم کی طرح حسب ضرورت فارسی زبان میں بھی اصول فقہ کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ چنانچہ شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب اصول ابراہیم شاہی اور عبد العلی بحر العلوم کی ”تنویر المنار فی فی نہایت اہمیت کی حامل کتاب ہے، اسی کے ساتھ اخیر کے علماء میں مولانا محمد شریف صاحب اعظمی مصطفیٰ آبادی نے فارسی زبان میں ”مسلم الثبوت فی فی کی مختصر اور جامع شرح لکھی، اور نور الانوار کے مسائل کو سوال و جواب کے ذریعہ بہت عمدہ حل کیا ہے، جو اصول فقہ کے طلبہ کے لیے ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔

پھر جب اردو زبان کا چلن عام ہوا اور علم و تحقیق کی زبان بھی اردو ہو گئی تو علماء نے اس زبان میں بہت ساری کتابیں تصنیف کیں، تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم دینیہ کو اپنی تصنیف و تالیف کا موضوع بنایا اور گراں قدر خدمات انجام دیں، علماء نے اصول فقہ کو بھی اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور اردو میں اس موضوع پر قلم اٹھایا اور کتابیں تصنیف کیں، یہ اور بات ہے کہ بہت سی کتابیں منظر عام پر آئیں اور بہت سی زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں، صرف کتب سیر و سوانح میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ جیسا کہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے شاگرد حضرت مولانا عبد العظیم صاحب رسولپوری مبارکپوری کی ایک غیر مطبوعہ کتاب ”اصول فقہ فی فی کا تذکرہ ملتا ہے، جس کے بارے میں مؤرخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری تحریر فرماتے ہیں:

”یہ اصول فقہ میں اردو زبان میں غالباً پہلی کتاب ہے جو نہایت جامع اور مفید ہے، اس پر سن تصنیف ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ درج ہے۔ اسی سال آپ کا وصال ہوا، یہ آپ کی آخری تصنیف ہے، اچھی خاصی ضخیم اور نہایت عمدہ کتاب ہے، اے کاش! یہ کتاب چھپ جاتی اور ہمارے مدارس اسلامیہ کے کام آتی فی فی (تذکرہ علماء مبارکپوری ۱۶۵)۔

حضرت قاضی صاحب نے اس کتاب کو اردو زبان کی پہلی کتاب ہونے کی بات حتیٰ

طور پر نہیں کہی ہے اور یہ آسان بھی نہیں ہے تاوقتیکہ پورے طور پر تتبع اور استقرار نہ کر لیا جائے۔ بہت ممکن ہے کہ ایک کتاب ماضی بعید میں طبع ہوئی ہو اور کسی کتب خانے میں کتابوں کے انبار میں پڑی ہونے کے سبب نظروں سے اوجھل ہو، راقم الحروف کا کچھ دنوں پہلے دیوبند جانا ہوا، فرصت کے لمحات میں اپنے موضوع کی کتابوں کی تلاش کی غرض سے دارالعلوم کے کتب خانے میں داخل ہوا، اور فہرست کتب کے توسط سے اپنی مطلوبہ کتابوں کی ورق گردانی کی تو مولانا نجم الغنی صاحب رامپوری کی ایک کتاب ”مختصر الاصول فی نی ہاتھ لگی جو مولانا عبد العظیم صاحب کی اصول فقہ سے بھی قدیم ہے، اس پر طباعت کا سن فروری ۱۹۱۵ء مرقوم ہے، اس اعتبار سے یہ کتاب مولانا رسو لپوری کی اصول فقہ سے ۵ سال قبل زیور طبع سے آراستہ ہو چکی تھی، نیز اس کے مقدمے سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا رامپوری نے اس سے پہلے ایک مبسوط و مطول کتاب ”اصول فقہ فی نی لکھی تھی جو طبع نہ ہو سکی، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اعتبار سے اردو میں اس طرح کی پہلی کوشش تھی، مولانا نجم الغنی صاحب مختصر الاصول کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

”مجھے ابتدائے شعور سے اس بات کا خیال تھا کہ علم فقہ میں تو بہت سی کتابیں اردو میں تیار ہو چکی ہیں، مگر اصول فقہ کو اردو کا لباس پہنانے کی کسی نے کوشش نہیں کی، حالانکہ فقہ اس سے ماخوذ ہے اور اس کا ماحصل و نتیجہ ہے۔ اور فقہ کے دلائل سمجھنے میں اکثر اس کی حاجت ہوتی ہے، چنانچہ اول اول میں نے ایک کتاب مبسوط و مطول زبان اردو میں لکھ کر اردو کی کمی کو پورا کیا تھا اور نام اس کا اصول فقہ رکھا تھا بعض وجوہ سے اب تک وہ چھپ کر شائع نہ ہو سکی، جن خاص خاص آدمیوں کو اس کا حال معلوم تھا انھوں نے یہ استدعا کی کہ اس کے دلائل اذق و مباحث مشککہ کو حذف کر کے ضروری مضامین کا ایک مختصر سار سالہ انتخاب کر دیا جائے تو کم مایہ پڑھنے والوں کے لیے زیادہ فائدہ اور آسانی ہو جائے، اس لیے میں نے اس جامع معقول و منقول کتاب سے یہ کارآمد مطالب اخذ کر کے مختصر الاصول نام رکھانی فی (ص ۲)۔

مولانا نجم الغنی خاں صاحب رامپوری کی ایک اہم کتاب ”معلم الاصول شرح اردو اصول الشاشی فی فی بھی ہے جو معراج بکڈ پود یو بند سے طبع ہو چکی ہے، یہ شرح بہت عمدہ اور مفید ہے، جابہ جاسوال وجواب کے انداز میں مسائل کی بہت اچھی تشریح کی گئی ہے، زبان و بیان سادہ اور آسان ہے، عبارت کا کلڑا نقل کر کے اس کا ترجمہ و مطلب بیان کیا گیا ہے، مسئلے کی بھرپور وضاحت کی گئی ہے۔

ازہر ہند ”دارالعلوم دیوبند فی فی کے مایہ ناز استاذ حدیث و صدر شعبہ تخصص فی الحدیث حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی (جواہل علم کے درمیان نبوغ فی العلم کے لیے معروف و مشہور ہیں) نے بھی ”جامعہ مظہر العلوم بنارس فی فی کے زمانہ تدریس کے دوران ایک کتاب ”اصول فقہ فی فی تصنیف کی تھی، جو ”الدائرۃ السلفیہ مسونی فی فی سے طبع ہوئی ہے، یہ کتاب فنی اعتبار سے بہت ہی جامع اور مسائل کے اہم گوشوں کو محیط ہے، بظاہر چھوٹے سائز میں ۹۹ صفحات پر مشتمل ایک مختصر سی کتاب ہے، لیکن اس کے مطالعے سے محسوس ہوتا ہے کہ فن کی گہرائی میں ڈوب کر اسے سپرد قلم کیا گیا ہے، تعریف، تمثیل اور مسائل کی توضیح میں منفرد اسلوب اپنایا گیا ہے، فن سے مناسبت پیدا کرنے اور اس کی نزاکتوں سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے انمول کتاب ہے۔

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب اسعدی شیخ الحدیث ”جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ فی فی نے حضرت قاری صدیق صاحب باندویؒ کے ایما پر ایک عمدہ اور گرانقدر کتاب ”اصول الفقہ فی فی کے نام سے تصنیف کی۔ اس تصنیف کا مقصد فن کو آسان کر کے پیش کرنا تھا، اس وجہ سے زبان و بیان آسان، ترتیب عمدہ اور ہر مسئلے کی اچھی توضیح کی گئی ہے، تعریفات و امثلہ اور احکام و اقسام کو اچھے پیرائے میں پیش کیا گیا ہے، حاشیے میں جگہ جگہ مسئلے کی توضیح کے ساتھ حوالہ جات درج کیے گئے ہیں، آخر میں اہل حق مذاہب فقہیہ کے اہم مراجع کا ذکر کر دیا گیا ہے، نیز ضمیمہ میں نقشہ کے ذریعہ اس فن کی تمام باتوں کو واضح کر دیا گیا ہے جو نہایت مفید اور اہم چیز

ہے، کتاب کے اساسی پہلوؤں کے بارے میں صاحب کتاب نے اپنے مقدمے میں تحریر کیا ہے:

”اس مجموعہ میں ابتدائی مراحل سے لیکر انتہائی مراحل تک تدریس و تصنیف سب لائنوں میں عموماً جو اصول سامنے آتے رہتے ہیں ان سب کو جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے، تاکہ کتاب بہتر سے بہتر تعارف کا ذریعہ بن سکے، اور اس کے مباحث صرف اصول کے بیان یعنی ان کی تعریفات، احکام، امثلہ، اور اقسام و بعض ضروری توضیحات و تفصیلات پر مشتمل ہیں۔ نہ اختلافات کا ذکر ہے اور نہ دلائل کا، احناف کے مختلف فیہ اقوال میں سے بھی حسب رجحان یا حسب اختیار فقہاء کسی ایک کو لے لیا گیا ہے نی (ص: ۱۴)۔

اس کتاب کی عمدگی کے لیے یہی کافی ہے کہ عالم اسلامی کی معروف و مشہور شخصیت حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث و صدر مدرس حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاذ حدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب زید مجدہم نے اس کتاب کی تحسین فرمائی ہے۔

اصول فقہ میں مولانا مہربان علی بڑتوی صاحب کی ایک کتاب ”امداد الاصول فی نی“ ہے، جسے موصوف نے بطور خاص ”اصول الشاشی فی نی“ سے پہلے پڑھانے کے لیے مرتب کی۔ تاکہ طلبہ کو اس فن سے مناسبت پیدا ہو جائے، چنانچہ اس کتاب میں مبتدی طلبہ کی نفسیات کا بھرپور لحاظ کیا گیا ہے۔ کتاب مختصر مگر جامع ہے، تعریفات کو بہت سہل انداز سے قلم بند کیا گیا ہے، مبتدی طلبہ کے لیے بیکار مفید ہے، تعریفات یاد کر لینے کے بعد فن سے یک گونہ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور طلبہ کا ”اصول الشاشی فی نی“ اور ”نور الانوار فی نی“ کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

اسی طرح حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی نے ”آسان اصول فقہ فی نی“ اور مولانا افتخار احمد صاحب قاسمی استاذ اشاعت العلوم اکل کو ان ”اصطلاحات اصول فقہ فی نی“ سپرد قلم کی ہے، ان دونوں کتابوں کے دیکھنے کا راقم سطور کو موقع نہیں مل سکا، تاہم نام سے ظاہر ہوتا

ہے کہ ابتدائی درجات کے طلبہ کے لیے یہ کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، تاکہ فن کے مبادی سے واقفیت ہو سکے۔

حضرت قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ کی عظیم تصنیف ”اسلامی عدالت فی نی گو کہ بظاہر اصول فقہ کی کتاب معلوم نہیں ہوتی، تاہم اس کے مندرجات کو دیکھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسے بھی کتب اصول فقہ کے زمرے میں بجا طور پر شامل کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے اس کتاب میں مصادر شریعت کتاب وسنت اور اجماع و قیاس کے علاوہ دیگر ادلہ شرعیہ استحسان واستصلاح پر سیر حاصل گفتگو کی ہے، اصحاب علم و تحقیق کے لیے یہ کتاب نہایت اہم، بصیرت افروز اور چشم کشا ہے۔

پھر علمائے کرام نے اصول فقہ کی بہت سی عربی کتابوں کی اردو میں شرحیں اور تراجم لکھے، تاکہ ان کتابوں کا نفع عام ہو سکے اور سہولت پسند طبیعتیں بھی ان سے استفادہ کر سکیں۔ جیسے ”السبیل الاقوام فی توضیح المسلم فی نی، مولانا محمد عبدالحی صاحب خطیب جامع رنگون نے مطبع نادری واقع بریلی میں مولوی حافظ نبی احمد صاحب بریلوی کے حسب فرمائش ترجمہ کیا۔

اسی طرح مولانا محمد اللہ ابن مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مظاہر علوم کی ”مصباح الحسامی فی نی اردو شرح حسامی، مولانا جمیل احمد صاحب سکروڑوی کی ”قوت الاختیار شرح نور الانوار فی نی، مولانا مشتاق احمد صاحب انبٹھوی کی ازالۃ الغوassi شرح اصول الشاشی اور اس طرح کی بہت ساری شرحیں طبع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں، اور مکتبات کی فہرستوں کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے، لہذا ان تمام شرحوں کا تفصیلی تو درکنار اختصار کے ساتھ بھی جائزہ لینا ایک مشکل امر ہے۔

تکاثرت الطباء علی خراش

فما یدری خراش ما یصید

اصول افتاء کا اصول فقہ سے بہت گہرا اور مضبوط رشتہ ہے، اس لیے اگر حضرت مولانا

مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری کی کتاب ”آپ فتویٰ کیسے دیں نی نی اور مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری کی کتاب ”فتویٰ نویسی کے رہنما اصول نی نی کو بھی اردو میں لکھی جانے والی اصول فقہ کی کتابوں کے زمرے میں شامل کیا جائے تو غلط نہ ہوگا، یہ دونوں کتابیں علامہ ابن عابدین شامی کے رسالہ ”شرح عقود رسم المفتی نی نی کی شرح ہیں۔ اول الذکر میں مسلسل ترجمہ کے ساتھ ضروری وضاحت، مفید عنوانات اور اکابر فقہاء اور کتب فقہیہ کا مفصل تعارف بہت دلکش پیرائے میں کرایا گیا ہے، جبکہ ثانی الذکر میں ”رسم المفتی نی نی میں ذکر کئے گئے اصول وقواعد کو منقح کیا گیا ہے، اور طلبہ کے لیے تمرینات بھی مرتب کر دی گئی ہیں جو بچہ مفید اور نفع بخش ہیں، اصول افتاء کے موضوع پر اردو میں مستقلاً کوئی تصنیف اب تک نظر نہیں آئی۔

شریعت اسلامیہ کے علوم میں قواعد فقہ کو بہت اہمیت حاصل ہے، فقہی قواعد کے ذریعہ فقہ کا علم آسان ہو جاتا ہے۔ ہر دور میں علماء نے علم قواعد فقہ پر خصوصی توجہ فرمائی ہے، علامہ قرانی نے اس علم کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

”من ضبط الفقه بقواعدہ استغنی عن حفظ اکثر الجزئیات لاندر اجہافی الکلیات“۔

جس نے فقہ کو اس کے قواعد کے ذریعہ حاصل کیا وہ بہت ساری جزئیات کو محفوظ کرنے سے بے نیاز ہو گیا، کیونکہ وہ جزئیات، کلیات میں داخل رہتی ہیں۔

چوتھی صدی ہجری میں اس فن کی باضابطہ تدوین ہوئی، اس کے مدون اول ابو طاہر دباس نے امام ابو حنیفہ کے مذہب کو سامنے رکھ کر سترہ قواعد مرتب کئے جن پر فقہ حنفی کی تمام جزئیات منطبق ہو جاتی ہیں، اس کے بعد بہت سارے اکابر علماء نے اس موضوع پر گرانقدر کتابیں تصنیف کیں، اور آج بھی عربی زبان میں بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے، لیکن ہمارے علم میں اردو میں کوئی تصنیف نہیں ہے۔

علماء دیوبند کے اہم کتب فتاویٰ

مولانا اشتیاق احمد الاعظمی القاسمی ☆

تمہیدی اُمور:

علماء دیوبند:

یعنی دیوبند کے علماء۔ دیوبند اگرچہ یوپی کے ایک خطۂ ارضی کا نام ہے، جو سہارنپور ضلع کا ایک قصبہ ہے۔ جہاں ”دارالعلوم فی فی نام کا ایک دینی ادارہ ۱۵/محرم الحرام ۱۲۸۳ھ/۳۰ مئی ۱۸۶۶ء میں قائم ہوا تھا؛ جس کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی تھے۔ وہاں کے فارغین کو ”قاسمی فی فی“ کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں ”علماء دیوبند فی فی“ سے مراد صرف وہ ”فضلاء دیوبند فی فی“ نہیں ہیں، جنہوں نے اس عالمی شہرت یافتہ ادارہ سے سند فراغ حاصل کی ہو؛ بلکہ دیوبند ایک مکتب فکر کا نام ہے، جو عالم بھی اس مکتب فکر سے ہم آہنگ ہوگا، وہ ”علماء دیوبند“ کا مصداق ہوگا، خواہ اس کی فراغت دارالعلوم دیوبند سے ہو یا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو خیر امت ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے، قرآن کریم ناطق ہے: ”کنتم خیر أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون بالله“ (سورہ آل عمران ۱۱۰)۔

نیز رب کائنات نے امت محمدیہ کو امت وسط کے خطاب سے نوازا ہے، جیسا کہ ارشادِ بانی ہے: ”و کذلک جعلناکم أمة وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس ویكون

الرسول علیکم شہیداً“ (سورہ بقرہ ۱۴۳:)۔

رب کائنات نے ان آیات میں امت محمدیہ کی جو خصوصیت و فضیلت بیان فرمائی ہے، اس کا مصداق پہلے نمبر پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، پھر تابعین و تبع تابعین اور ائمہ عظام اس صفات سے متصف ہو کر امت کو خیر کی رہنمائی اور منکرات سے روکنے کی ذمہ داری نبھاتے رہے، پھر امت محمدیہ میں سے ہر دور میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والی جماعتیں موجود رہیں، جنہوں نے کفر، شرک، بدعات، رسوم قبیحہ، فسق و فجور اور ہر قسم کی بد اخلاقیوں اور نامعقول امور سے لوگوں کو روکا، کبھی زبان سے، کبھی ہاتھ سے، کبھی قلم سے، اور کبھی تلوار سے؛ یہ صفت جس قدر عموم و اہتمام سے امت محمدیہ میں پائی گئی، کچھلی امتوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

اس دور اخیر میں رب کائنات نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی کا جو کام علماء دیوبند سے لیا، اس کی نظیر نایاب نہیں تو کیا ضرور ہے۔ دین و شریعت کا کون سا گوشہ ہے، جس کو اس گروہ کے نفوس قدسیہ نے منور نہ کیا ہو، اس جماعت کے جیالوں نے علم و دانش کی کون سی شاخ ہے جس پر کمندیں نہ ڈالیں ہوں، تعلیم و تدریس کا میدان ہو یا افتاء و قضا کا، تبلیغ و موعظت کا مجال ہو یا تصنیف و تالیف کا، خطابت و صحافت کا دائرہ ہو یا فصاحت و بلاغت کا۔ الغرض ہر میدان میں اس گروہ کے علماء و مشائخ کے قائم کردہ انمٹ نقوش آپ کو ملیں گے۔

امت محمدیہ کی دینی و ملی اور سماجی رہنمائی میں یہ جماعت اپنے وجود سے لے کر اب تک ہر دور میں پیش پیش رہی ہے۔ اسی دینی رہنمائی کا ایک سنہرے باب اور سلسلہ، فتویٰ نویسی کا ہے۔ یہاں اس مختصر مقالے میں جماعت دیوبند کے اہم کتب فتاویٰ کا سرسری تعارف مقصود ہے، نہ اس مجالہ میں سب کا استقصاء مقصود ہے اور نہ ہی تفصیلی جائزہ و تبصرہ۔

علماء دیوبند کے اہم کتب فتاویٰ کا سرسری جائزہ:

عصر حاضر میں علماء دیوبند کے اہم کتب فتاویٰ جو بنیادی حیثیت کے حامل ہیں؛ ان کا قدرے تفصیلی بیان سطور ذیل میں پیش ہے :

(۱) فتاویٰ رشیدیہ :

قطب الارشاد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (م ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) کے فتاویٰ کا یہ مجموعہ ہے۔ حضرت امام ربانیؒ سے دیوبندی مکتب فکر کا کون فرد ناواقف ہوگا۔ آپ کی علمی و روحانی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، حضرت گنگوہیؒ کی شخصیت اپنے زمانہ میں فقہ و تصوف کی جامع اور اس میدان میں کیتا و نمونہ تھی۔ آپ بجا طور پر ”فقیہ النفس فی نی بھی تھے اور اپنے وقت کے قطب الارشاد بھی۔ حضرت نانوتویؒ آپ کو ”ابو حنیفہ عصر فی نی کہا کرتے تھے؛ جبکہ علامہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ : ”اب سے ایک صدی پہلے تک اس شان کا ”فقیہ النفس فی نی علماء کی جماعت میں نظر نہیں آتا فی نی۔ علامہ کشمیریؒ، علامہ ابن عابدین شامیؒ کے تفوق علمی کے اعتراف کے باوجود ان کو ”فقیہ النفس فی نی نہیں فرماتے تھے۔

الغرض حضرت گنگوہیؒ کو جملہ علوم اسلامیہ میں عموماً اور فقہ و حدیث میں خصوصاً منصب امامت حاصل تھی۔ فقہ کے مشکل ترین سوالات جن کے حل پیش کرنے میں معاصر علماء حیران و پریشان اور سرگرداں رہا کرتے تھے، آپ انہیں چٹکیوں میں حل فرما کر ایسے بچے تلے الفاظ میں بیان فرما دیتے کہ کسی کو کچھ کہنے کا موقع باقی نہ رہ جاتا تھا۔

آپ کے فتاویٰ نے دین متین کے ہر گوشہ کا احاطہ کر رکھا ہے، بالخصوص جاہلیت کے خلاف ٹھوس فتوے صادر فرما کر عظیم الشان علوم و معارف کا علم بلند فرمایا اور جہالت و بدعات و خرافات کے سیل رواں کے خلاف زیر نظر فتاویٰ کا زبردست پشتہ کھڑا فرما دیا۔

صاحب فتویٰ کا مسلکی نقطہ نظر :

آپ مذاہب اربعہ میں کسی پر طعن نہیں فرماتے تھے، ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

”سارے مذاہب اربعہ حق ہیں، مذہب شافعی پر عند الضرورت عمل کرنا کچھ اندیشہ نہیں؛ مگر نفسیات اور لذتِ نفسانی سے نہ ہو، عذر یا حجت شرعیہ سے ہووے، کوئی حرج نہیں، سب مذاہب کو حق جانے، کسی پر طعن نہ کرے، سب کو اپنا امام جانے“ [ص ۵۰: /تالیفات رشیدیہ مع فتاویٰ رشیدیہ]۔

زیر نظر ”فتاویٰ رشیدیہ“ نی نی مکمل، تین حصوں — رسائل، فتاویٰ اور تصانیف — پر مشتمل ہے۔ حضرت کے بعض فتاویٰ چھوٹے چھوٹے رسائل کی شکل میں بکھرے ہوئے تھے؛ جن میں سے بعض کمیاں تھے تو چند بالکل نایاب۔ ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور نے بڑی جدوجہد کر کے ان تمام رسائل کو اکٹھا کر کے جمع کر دیا؛ تاکہ حضرت کے علوم و معارف کا یہ گنج گراں مایہ محفوظ ہو جائے اور لوگوں کے لیے استفادہ آسان ہو جائے، ایسے رسالوں کی تعداد درج ذیل ہے:

- ☆ سبیل الرشاد (آمین بالجہ و رفع یدین کا مسئلہ)
- ☆ ہدایۃ الشیعہ (مسئلہ خلافت، تقیہ، فدک، وراثتِ انبیاء اور مقام صحابہ وغیرہ کی تحقیق)
- ☆ زبدۃ المناسک (حج و عمرہ کے مسائل)
- ☆ فیصلۃ لا ِعلام فی دار الحرب و دار الاسلام (دار الحرب اور دار الاسلام کی تحقیق)
- ☆ لطائف رشیدیہ (بعض آیات قرآنیہ و احادیث اور فقہی مسائل کا حل)
- ☆ ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی (قراءت خلف الامام کے مسئلہ پر دس اعتراضات کے مدلل جوابات اور احناف کے دلائل)
- ☆ القطوف الدانیۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیۃ (فارسی) ایک ہی مسجد میں جماعت

ثانیہ سے متعلق تحقیق

- ☆ الحق الصریح فی اثبات التراویح (فارسی)
- ☆ علاوہ ازیں کچھ دیگر رسائل، فتاویٰ رشیدیہ کا جزو بن کر شائع ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں:
- ☆ فتویٰ مولود شریف
- ☆ رد الطغیان فی أوقاف القرآن
- ☆ تعداد رکعات تراویح
- ☆ أوثق العری فی تحقیق الجمعة فی القری
- ☆ فتویٰ احتیاط الظہر

ان مختلف الانواع مسائل پر مشتمل رسائل وتصنیفات کے علاوہ، سائلین کے سوالوں کے جوابات، مختلف امور سے متعلق جو آپ نے رقم فرمائے ہیں، ان کے اگر صرف عنوانات گنوائے جائیں تو اس میں بھی طوالت ہوگی۔ الغرض شریعت کے تمام موضوعات پر آپ کے فتاویٰ میں جوابات ملتے ہیں۔

اس طرح فتوے کی یہ اہم ترین کتاب، انسانی زندگی کے گونا گوں مسائل کے حل پیش کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کتاب بڑی تقطیع کی سائز کے ۷۵۶ صفحات پر مشتمل ہے، زیر نظر ایڈیشن، ادارہ اسلامیات، لاہور کا دوسرا مطبوعہ ایڈیشن ہے جو ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء میں شائع ہوا ہے۔

(۲) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:

یہ مجموعہ فتاویٰ، دارالعلوم دیوبند جیسی اُس معروف و مشہور درس گاہ کی طرف منسوب ہے، جس سے عالم اسلام کا بچہ بچہ واقف ہے۔ اس عظیم درس گاہ کی داغ بیل، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنے چند مخلص رفقا اور عقیدت مندوں کی معیت میں ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں ڈالی تھی؛ جب ہندوستانی مسلمانوں پر انگریزوں کے ذریعہ ۱۸۵۷ء کے بعد، مصائب کے

پہاڑ توڑے جا رہے تھے اور اسلامی شخص کی بقاء، وقت کی سب سے اہم ضرورت بن چکی تھی۔
یہ مادرِ درسگاہ اپنے بانیوں کے اخلاص اور ان کی شبانہ روز کی جدوجہد کے نتیجے میں
اپنے قیام کے چند ہی سالوں بعد ایک عظیم درسگاہ بن گئی؛ جہاں دینی علوم و فنون کی تعلیم و تدریس
کے ساتھ دارالافتا کا قیام بھی عمل میں آیا۔

ابتداءً افتا کی ذمہ داری خود بانی دارالعلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے سنبھالی
پھر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (م ۱۳۲۳ھ) یہ کام انجام دیتے رہے، نیز کچھ دنوں حضرت
مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ (م ۱۳۰۲ھ) سے بھی یہ کام لیا گیا۔ الغرض دارالعلوم کے سنہ قیام
۱۲۸۳ھ سے ۱۳۰۹ھ تک فتویٰ نویسی کا کام مختلف اساتذہ کرام انجام دیتے رہے؛ تا آنکہ
۲۷ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ کو قدوة السالکین حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ (م ۱۳۴۷ھ/
۱۹۲۸ء) کو میرٹھ کے ایک مدرسہ سے بلا کر اولاً نائب مہتمم بنایا گیا، پھر حضرت گنگوہی سے
استصواب کے بعد نیابتِ اہتمام سے ہٹا کر افتا اور طلبہ کے اسباق کی ذمہ داری سپرد کی گئی۔

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ کی خدمتِ افتا:

آپ ۱۳۱۰ھ سے مسلسل رجب ۱۳۴۶ھ تک افتاء کی خدمت انجام دیتے رہے؛
لیکن ۱۳۳۲ھ یعنی ۲۲ برس تک نقل فتاویٰ کے لیے کوئی محرر نہیں فراہم کیا گیا؛ تاہم آپ
نے خود ہی اپنے طور پر نقل فتاویٰ کا کام ۱۳۲۹ھ سے شروع کر دیا تھا۔ مدرسہ کی طرف سے
پہلی بار ۱۳۳۳ھ میں نقل فتاویٰ کی غرض سے مولانا قاضی مسعود صاحب کو لایا گیا، اس موصوف
۱۳۳۳ھ سے ۱۳۴۶ھ تک نقول فتاویٰ کی خدمت انجام دیتے رہے؛ لیکن ۱۳۱۰ھ سے
۱۳۲۹ھ تک کے فتاویٰ کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں، جو ایک بڑا زبردست علمی خسارہ اس وجہ
سے ہے کہ جن فتاویٰ کی نقول موجود ہیں، ان کی مدت ۱۸ برس ہے؛ جب کہ ۱۹ برس کے
فتاویٰ کا کچھ اتنا پتا نہیں۔

”فتاویٰ دارالعلوم“ کے نام سے اب تک اس کی پندرہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں، شروع کی ۱۲ جلدیں حضرت مولانا مفتی محمد ظفر الدین مفتاحی کی ترتیب و تحشیہ اور مفید فقہی حوالہ جات سے مزین ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں؛ جبکہ اخیر کی تین جلدیں حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری (شیخ الحدیث و صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) اور ان کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا مفتی محمد امین پالن پوری (استاذ دارالعلوم دیوبند) کی ترتیب و تحشیہ اور گراں قدر حوالہ جات سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر آ چکی ہیں۔

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمنؒ کے فتویٰ نویسی کے چند امتیازات:

- ☆ آپ کو علوم دینیہ فقہیہ میں کامل رسوخ اور مملکت تامہ حاصل تھا۔
- ☆ انداز فکر سلجھا ہوا، صاف ستھرا اور پختہ تھا۔
- ☆ کسی بھی مسئلے میں تذبذب کی راہ نہیں اختیار کرتے تھے؛ بلکہ مسائل کی تہ تک پہنچ کر اس طرح جواب تحریر فرماتے کہ وہ ہر طرح سے ٹھوس اور مکمل ہوتے۔
- ☆ جوابات طول ممل اور اختصار مغل سے پاک ہوا کرتے تھے۔
- ☆ انداز تحریر سلیس اور جامع ہوا کرتا تھا کہ ہر معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی جواب آسانی سے سمجھ لے۔
- ☆ عرف زمانہ پر گہری نظر رہا کرتی تھی۔
- ☆ مسئلہ میں دو مختلف مفتی بہ پہلوؤں میں اسہل پہلو اختیار فرماتے۔
- ☆ سائلین کے فرق کا خیال رکھتے ہوئے جواب میں فرق ہوا کرتا تھا، ایک ہی طرح کے سوال کا جواب کہیں تفصیل اور کہیں اختصار کے ساتھ ہوتا۔
- ☆ فتویٰ ہمیشہ مفتی بہ قول پر دیا کرتے تھے؛ خواہ بڑے سے بڑا عالم اس کے خلاف اپنا رجحان ظاہر کرتا؛ پھر بھی آپ اس کی پرواہ نہ کرتے تھے۔
- ☆ عوام الناس کو صرف حکم بتایا کرتے تھے اور علماء کے جواب میں حدیث اور فقہی

عبارتوں کے حوالہ جات سے جواب مزین ہوا کرتا تھا۔

فتاویٰ دارالعلوم کی علمی شان اور حضرت مفتی صاحب کا فقہ و فتاویٰ کے باب میں علو

مرتب :

بقول حضرت مفتی ظفر الدین مفتاحیؒ (مرتب فتاویٰ ہذا):

”اگر یہ کہا جائے کہ دارالعلوم کے فتاویٰ کی شکل میں ایک نئی جدید فتاویٰ عالم گیری نئی وجود میں آچکا ہے تو بیجا نہ ہوگا نئی۔

صاحب فتاویٰ کی فقہی حیثیت اور علمی علو شان کی بابت حضرة الاستاذ مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ۔ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ کی یہ جامع تحریر پیش کر دینا کافی ہے:

”مفتی عزیز الرحمنؒ نے چالیس سال دارالعلوم کے دارالافتاء میں خدمات انجام دیں اور اس دور میں سیکڑوں ہی ایسے اہم اور مشکل فتاویٰ بھی سپرد قلم فرمائے، جو نہ صرف فتویٰ، بلکہ معرکہ الآراء مہمات میں محاکمہ کی حیثیت رکھتے تھے اور صرف چند لفظوں میں کوئی مسئلہ جب عقدہ لا ینحل ہو جاتا تھا اور علماء وقت آپ کی طرف رجوع فرماتے تو آپ کا جواب، آپ کی خدا داد علمی بصیرت اور تفقہ فی الدین کے سبب قاطع شکوک و شبہات ہوتا تھا؛ بلکہ عموماً ایسے مسائل میں آپ کا اسم گرامی سامنے آ جانا ہی علماء عصر کے لیے تسلی و طمانینت کا باعث ہو جاتا تھا نئی۔

فتاویٰ دارالعلوم کی ترتیب و تحشیہ کا عمل :

فتاویٰ کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے۔ اس اہم کام کے لیے ارباب حل و عقد نے حضرت مولانا مفتی محمد ظفر الدین مفتاحیؒ کا انتخاب فرمایا، جنہیں فقہ و فتاویٰ سے خصوصی مناسبت بھی تھی اور دارالافتاء میں فتویٰ نویسی کی خدمت بھی انجام دے رہے تھے۔ آں موصوف نے انتہائی عرق ریزی، جاں فشانی، تندہی اور دیدہ وری کے ساتھ، مفید حواشی اور کتب فقہ و احادیث سے حوالہ جات کی تخریج کا اہم کام انجام دیا۔ فتاویٰ دارالعلوم کی ۱۲ جلدیں حضرت

موصوف کے حواشی و تخریجات اور حوالہ جات کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کے شعبہ نشر و اشاعت سے شائع ہو چکی ہیں، اس کے بعد مزید تین جلدیں — ۱۳، ۱۴، ۱۵ — حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری — دامت برکاتہم — کی علمی سرپرستی اور ملاحظات و تصویبات کے بعد اشاعت پذیر ہوئی ہیں، ترتیب و تحشیہ اور حوالہ جات کا اصل کام آپ کے چھوٹے بھائی مفتی محمد امین پالن پوری — مدظلہ العالی — نے انجام دیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کا تعاون مفتی مصطفیٰ امین پالن پوری اور مفتی محمد مسین حیدر آبادی نے تیرہویں جلد کی تیاری میں کیا ہے، جبکہ چودہویں اور پندرہویں میں آخر الذکر کے بجائے مولانا مفتی محمد یونس دہلوی نے یہ خدمت انجام دی ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم کی پہلی جلد میں: طہارت؛ دوسری میں اذان و اقامت اور کیفیت نماز وغیرہ، تیسری میں: امامت و جماعت؛ چوتھی میں: مفسدات و مکروہات نماز اور وتر و نوافل؛ پانچویں میں: جمعہ و عیدین، جنازہ، زیارت قبور؛ چھٹی میں: زکوٰۃ و صدقات، صوم و حج، رویت ہلال اور اختلاف مطالع؛ ساتویں میں: نکاح و ارکان نکاح، متعلقات نکاح، جن عورتوں سے نکاح درست نہیں اور نکاح کے متفرق مسائل؛ آٹھویں میں: ولایت نکاح، فسخ نکاح، نکاح فضولی، نکاح بالوکالہ، نکاح کے متفرق احکام، مسائل کفایت، مہر، جہیز، نکاح کافر، عدل بین الزوجات، حقوق الزوجین اور رضاعت کے مسائل وغیرہ؛ نویں میں: طلاق کے مختلف مسائل۔ دسویں میں: طلاق کے بقیہ مسائل، خلع، ایلاء، لعان، ظہار، تفریق و فسخ نکاح کے احکام، مفقود الخیر اور عدت وغیرہ کے مسائل؛ گیارہویں میں: نسب، بچوں کی پرورش کے احکام اور نان و نفقہ کے مسائل؛ بارہویں جلد میں: ایمان، کفارۃ ایمان، ندور، قصاص و حدود، زنا، حد سرقہ، حد شرب، حد قذف، تعزیر و حدود، دار الحرب و الاسلام، عشر و خراج، جزیہ اور لقطہ کے مسائل کا بیان ہے۔

بعد کی تین جلدوں — ۱۳، ۱۴، ۱۵ — میں یہ مسائل زیر بحث آئے ہیں؛ تیرہویں میں: شرکت، قسمت، مضاربہ اور وقف کے مسائل کا بیان ہے، اس جلد میں ۹۰۲ فتاویٰ کا

ذکر ہے، صفحات کی تعداد ۵۴۲ ہے، مکتبہ دارالعلوم دیوبند سے ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء میں اشاعت پذیر ہوئی ہے؛ چودہویں جلد میں: بقیہ کتاب الوقف، آداب المساجد والقرآن والمقابر، بیوع، ربا، قمار اور تائین کا بیان ہے، اس جلد میں ۹۵۰ فتاویٰ مذکور ہیں؛ جبکہ صفحات ۵۱۲ ہیں، ناشر اور سنہ اشاعت حسب سابق ہے۔ پندرہویں جلد میں قرض، قضا، تحکیم، شہادت، وکالہ، دعویٰ، اقرار، صلح، ودیعت، عاریت، ہبہ، اجارہ، غصب، شفعہ، مزارعت، ذبائح وصيد، اُضحیہ اور عقیقہ کے مسائل زیر بحث آئے ہیں، اس جلد میں فتاویٰ کی کل تعداد ۱۲۲۳ ہے، صفحات ۶۲۸ ہیں، ناشر حسب سابق ہے، جبکہ سنہ اشاعت ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء ہے۔

علاوہ ازیں پہلی جلد میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب^۲ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) کے سیال قلم سے فتاویٰ دارالعلوم وصاحب فتاویٰ پر ایک اہم اور مفید پیش لفظ مکتوب ہے، نیز اسی جلد میں مرتب فتاویٰ حضرت مولانا مفتی محمد ظفر الدین مقتا^۳ کے اشہب قلم سے فقہ وفتاویٰ کی اہمیت اور اس کے کچھ اصول وضوابط، نیز اس کی تدوین پر نہایت معلوماتی اور مبسوط و مفید مقدمہ موجود ہے۔

(۳) امداد الفتاویٰ:

اللہ کے نبی - ﷺ - نے ارشاد فرمایا ہے: **إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا** [أبو داؤد: ۴۲۹۳] (اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایسے شخص کو بھیجتے ہیں؛ جو امت کے لیے دین کی تجدید کیا کرتا ہے)۔ صاحب امداد الفتاویٰ نے فی حضرت العلامة مولانا قاری اشرف علی تھانوی^۴ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کی ذات گرامی اس حدیث پاک کی بالکل صحیح مصداق تھی، رب کائنات نے آپ کو رسول اللہ - ﷺ - کی سنت کے احیاء اور دین محمدی کی تجدید کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ حیات سے متعلق مسائل ہوں یا بعد المات سے متعلق، دین کا کون سا گوشہ ہے، جس میں آپ نے امت کی رہنمائی نہ کی ہو۔ بدعات و خرافات اور سماج میں پھیلی ہوئی عوام و خواص کے اندر ہر بیماری کی

نشانہ ہی اور اس کے علاج کی مکمل رہنمائی فرمائی۔ اس سلسلے میں تصنیفات و تالیفات، پند و نصائح اور ملفوظات و مواعظ کا ایک طویل سلسلہ آپ کے یہاں موجود ہے، اس طرح کی متعدد الجہات اور عظیم خدمات، آخری دور میں اپنی نظیر نہیں رکھتیں۔ تدریس و افتاء کے علاوہ اصلاح نفس اور باطنی تربیت کی لائن سے بھی یادگار خدمات آپ نے چھوڑی ہیں۔ قرآن کریم کی تفسیر میں ”بیان القرآن“ نی نی اور فقہ و فتاویٰ کے باب میں نی نی امداد الفتاویٰ نی نی آپ کی شاہکار تالیفات ہیں۔ آپ کے شاگرد رشید اور نامور فقیہ و مفتی، حضرت مولانا محمد شفیع صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت حکیم الامت سے اللہ تعالیٰ کو فتویٰ نویسی کی خدمت بھی لینا تھا، آپ کے لیے حق سبحانہ نے ایسے اسباب و شرائط جمع فرما دیے کہ کم کسی کو نصیب ہو سکتے ہیں، خداداد ذہانت و حذاقت، ہر فن کی مکمل قابلیت، ماہرین اساتذہ پھر خاص فتویٰ سیکھنے کے لیے اولاً مولانا محمد یعقوب نانائویؒ کی پنج سالہ صحبت و معیت، پھر ابو حنیفہ عصر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں مراجعت و استفادہ، یہاں تک کہ ۱۲۹۶ھ سے ۱۳۰۱ھ تک آپ کے کل فتاویٰ، حضرت گنگوہیؒ کی تصدیق سے مزین ہیں اور ۱۳۰۱ھ تک اکثر مہمات فتاویٰ میں حضرت گنگوہیؒ کے مشورے اور اصلاحات شامل ہیں اور ان سب کے علاوہ، کمال تقویٰ و تواضع، جس کے آثار آپ کے تمام فتاویٰ و تحقیقات عالیہ میں مشاہد ہیں“ [مقدمہ ثانی امداد الفتاویٰ/ مفتی محمد شفیع، جغیر سیر]۔

امداد الفتاویٰ کی خصوصیات:

- ☆ آسان سے آسان فتویٰ بھی لکھنے سے پہلے بار بار بغور ملاحظہ فرماتے، حتی الامکان صریح جزئیہ تلاش فرما کر جواب لکھتے۔
- ☆ صراحتاً جزئیہ نہ ملنے پر اصول و قواعد سے مسئلہ کا جواب تحریر فرماتے اور اس کی صراحت بھی فرما دیتے؛ تاکہ دوسرے علماء کو صریح جزئیہ مل جائے تو حضرت کو مطلع

کر دیں۔

☆ اساتذہ و مشائخ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد، خداداد صلاحیت و مہارت اور حذاقت کے باوجود ازراہ تقویٰ و احتیاط، اہم مسائل میں نہ صرف ہم عصر، بلکہ شاگردوں سے بھی مشورے اور مذاکرے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں فرماتے اور دوسرے علماء کو اس کی وصیت بھی فرماتے۔

☆ عمر بھر پیش آمدہ معاملات میں اپنے فتویٰ پر خود کبھی عمل نہیں کیا؛ بلکہ دوسرے اربابِ فتویٰ سے فتویٰ لے کر عمل فرماتے۔

☆ فتویٰ میں انتہائی کاوش اور تحقیق کے باوجود اپنے سب حاضرین مجلس اور عام علماء کو یہ تاکید رہتی کہ میرے فتوے سے کسی کو اختلاف ہو تو مجھے ضرور مطلع اور متنبہ کیا جائے، کسی اعتراض کے بعد اگر رائے میں تبدیلی آتی تو اس کا اعلان فرمادیتے اور رسالہ ”النور فی شائع کراتے، یہ سلسلہ مستقل ”ترجیح الراجح فی فی کے عنوان سے امداد الفتاویٰ فی فی کی ہر جلد کے ساتھ شائع کیا جاتا۔

☆ نئے مسائل جو آلاتِ جدیدہ کی ایجاد یا معاملاتِ جدیدہ کے رواج سے پیدا شدہ ہیں، ایسے امور میں ہر پہلو پر بڑی گہری نظر اور مکمل تحقیق کے ساتھ، سہل انداز میں جواب تحریر فرماتے۔ معاملات میں اصولِ فقہیہ کے دائرہ میں رہتے ہوئے عوام کو کوئی گنجائش اور سہولت دی جاسکتی ہے، تو وہ ضرور دی جائے؛ بالخصوص ایسے امور میں جن میں ابتلائے عام اور اضطرابِ عام ہو، ان میں اگر کسی ضعیف روایت یا مذاہبِ اربعہ میں سے کہیں گنجائش کا پہلو نکلتا تو اسے اختیار فرماتے، ایسے امور میں دو چیزوں کی سختی سے پابندی فرماتے؛ ایک اضطرابِ عام ہو، محض سہل نگاری اور عوامی سستی باعث نہ ہو۔

دوسرے: جس مذہب سے مسئلہ میں سہولت لی جائے؛ اس مذہب کی مکمل تحقیق کی

جائے، محض اپنے مطالعہ پر اکتفا جائز نہ سمجھتے تھے۔

پنجاب کی مسلم عورتوں میں ان کے شوہروں کے مظالم کے سبب جب ارتداد عام ہوا، تو حضرت نے ضرورتِ شدیدہ کا احساس فرما کر بہت سے علماء ہند اور حرمین شریفین کے علماء مالکیہ سے رجوع فرما کر مسلسل خط و کتابت اور تقریباً پانچ سال کی کد و کاوش کر کے مستقل کتاب فی فی الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة فی فی تصنیف فرمائی۔

☆ اہم اور جدید مسائل کو حضرت نے ”حوادث الفتاویٰ فی فی کے عنوان سے الگ جز بنا کر ”امداد الفتاویٰ فی فی کی ہر جلد کے ساتھ شائع فرمایا؛ جیسا ”ترجیح الرائج“ کا معاملہ گذر چکا ہے۔

☆ ”امداد الفتاویٰ فی فی کی پہلی اشاعت ربیع الاول ۱۳۲۷ھ میں مطبع مجتہائی دہلی سے ہوئی۔ مقدمہ میں حضرت نے خود اپنے فتاویٰ کے تین حصے قرار دئے:

پہلا حصہ: جو استاذ الکمل حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی[ؒ] — صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند — کے امر سے ان کی خدمت میں رہتے ہوئے لکھا گیا اور یہ سارے فتاویٰ آپ کی نظروں سے گذر کر تصدیق سے مزین ہو گئے۔ یہ فتاویٰ ۱۲۹۶ھ سے ۱۳۰۱ھ تک کے فتاویٰ ہیں؛ ان میں اکثر فتویٰ کے اخیر میں تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ دوسرا حصہ: جو ۱۳۰۱ھ سے ۱۳۱۵ھ کے اوائل تک کا ہے، یہ کانپور کے قیام کے زمانے میں لکھا گیا ہے۔

تیسرا حصہ ۱۳۱۵ھ: ۱۳۲۵ھ تک کا ہے؛ جن میں کثرت کے ساتھ حضرت گنگوہی[ؒ] سے مراجعت کا موقع ملا، حضرت کی نظر و اصلاح شامل ہوئی۔

یہ مجموعہ، فقہاء کے دستور کے مطابق، چار جلدوں میں فقہی ابواب پر مرتب کر کے آپ کے شاگرد رشید اور نامور فقیہ، مفتی محمد شفیع[ؒ] کے ذریعہ شائع کیا گیا اور بجائے ”فتاویٰ اشرفیہ“ نام رکھنے کے، حضرت کے پیرومرشد کے نام پر ”امداد الفتاویٰ فی فی رکھا گیا، بعد میں اس

مجموعہ پر استاذ محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری — مدظلہ العالی — نے بہترین اور مفید حواشی کا اضافہ فرمایا ہے۔ اس مجموعے میں فقہ کے تقریباً اکثر موضوعات پر فتاویٰ دیکھنے کو ملتے ہیں، علاوہ ازیں تفسیر، حدیث، علم کلام اور عقائد وغیرہ کے سوالوں کے جوابات بھی موجود ہیں۔

(۴) فتاویٰ مظاہر علوم:

فتاویٰ کا یہ مجموعہ، ہندوستان کی عظیم دینی درسگاہ، مظاہر علوم سہارنپور کے دارالافتا کے بلند پایہ محدث اور فقیہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری (م ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۴ء) کے علمی و فقہی جواہر پاروں کا پیش بہا خزانہ ہے، اس مجموعہ کی ترتیب مولانا خالد سہارنپوری نے انجام دی ہے۔ ابتدا میں مولانا شاہد سہارنپوری کا مقدمہ و تعارف ہے، نیز استاذ محترم مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی^۲ (م ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء) اور حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی^۳ (م ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء) کے نہایت بیش قیمت پیش لفظ ہیں۔

(۵) کفایۃ المفتی:

یہ مجموعہ فتاویٰ، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا کفایت اللہ^۴ (م ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء) کے تحریر کردہ فتاویٰ کا نہایت مستند بین جماعت العلماء ذخیرہ ہے، آپ کی ذات گرامی میں تفقہ فی الدین اور علم و فضل کے بنیادی و امتیازی خصائص موجود تھے، آپ سے کون سا علمی حلقہ ناواقف ہوگا۔ قسام ازل نے ابتدا ہی سے آپ کے اندر افتا کا ذوق سلیم اور تفقہ فی الدین کا عظیم ملکہ ودیعت کر دیا تھا۔

آپ کا وطن عزیز شاہجہاں پور ہے، دارالعلوم دیوبند سے ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں فراغت کے بعد اپنے وطن عزیز کے ایک مدرسہ ٹی ٹی عین العلم فی ٹی میں تدریس سے وابستہ ہو گئے اور ساتھ ہی خدمت افتا بھی شروع فرمادی، یہاں چند سال خدمت کرنے کے

بعد، مدرسہ امینیہ دہلی میں صدر مدرس اور مفتی کے عہدہ پر ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء میں مامور ہو گئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ۵۰ برس سے زائد عرصہ تک تمام علوم وفنون کی تدریس اور فتویٰ نویسی کی خدمات زندگی کے آخری لمحے تک انجام دیتے رہے۔

اس طویل عرصہ میں برصغیر ہندو پاک کے علاوہ، دنیا کے ان مختلف خطوں میں جہاں مسلمانوں کا وجود تھا، آپ کے فتاویٰ پہنچے۔ اس طویل مدت میں آپ کے فیض قلم کے ربین منت، کتنے فتاویٰ ہیں، اس کا اندازہ لگانا انتہائی مشکل ہے۔ فتویٰ نویسی کے لیے آپ کے یہاں کوئی وقت مقرر نہیں تھا، مدرسہ میں، گھر میں، چلتے پھرتے، دن کو، رات کو، سفر میں، حضر میں، الغرض ہر آن، ہر لمحہ، ہر حال اور ہر مقام میں آپ نے فتوے تحریر فرمائے؛ حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی تحریر فتویٰ سے انکار نہیں فرمایا۔ روزانہ اگر ایک فتویٰ بھی تحریر کرنے کا اوسط لگایا جائے تو بھی آپ کے محررہ فتوؤں کی تعداد بیس ہزار (۲۰۰۰۰) تک پہنچتی ہے۔

قیام جمعیتہ علماء ہند (۱۹۱۹ء) سے لے کر ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء تک تقریباً بیس برس آپ نے جمعیتہ کی صدارت کی ذمہ داری بھی نبھائی اور سہ روزہ ”الجمعیتہ نی نی“ میں ”حوادث الفتاویٰ نی نی“ کے زیر عنوان، فتاویٰ کا مستقل کالم سپرد قلم فرماتے رہے۔

آپ کے فتویٰ نویسی کی خدمات اس قدر طویل ہیں کہ اگر سارے فتاویٰ کی نقول کا اہتمام شروع سے ہوا ہوتا تو نہ جانے کتنی جلدوں میں مطبوع ہوئے ہوتے؛ لیکن انتہائی افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ فتویٰ نویسی کے آغاز کے ۲۶ برس بعد نقول فتاویٰ کا اہتمام کیا گیا؛ اور وہ بھی ناقص؛ کیونکہ صرف اہم فتوؤں کی نقول رکھی جاتیں اور بقیہ فتوے بغیر نقول رکھے ہی حوالہ ڈاک کر دئے جاتے۔ بعض اہم فتوؤں کی نقلیں آپ کے قلم مبارک سے تحریر کردہ بھی ملیں؛ جن کا اندراج رجسٹر میں بھی ہے اور علیحدہ کاغذوں پر بھی، جو گھریلو کاغذات میں دستیاب ہوئے۔

انہی بکھرے ہوئے موتیوں کو پروا اور سمو کر آپ کے لائق فرزند جناب مولانا مفتی حفیظ

الرحمن واصف دہلوی نے ”کفایۃ المفتی فی نی کے نام سے شائع فرمایا ہے، جو ۹ جلدوں میں مطبوع و دستیاب ہے۔ ان مجموعۂ فتاویٰ میں فقہ کے معروف ابواب کے علاوہ، ایمان و کفر، عقائد، سلوک و طریقت، تفسیر و تجوید، حدیث و آثار، سیر و تاریخ وغیرہ کے مباحث مذکور ہیں۔

(۶) فتاویٰ محمودیہ:

اردو فقہ و فتاویٰ کی ایک اہم کڑی ”فتاویٰ محمودیہ فی نی“ بھی ہے، جو عصر حاضر کے مشہور و معروف فقیہ اور مفتی حضرت الاستاذ مولانا محمود حسن بن مولانا حامد حسن گنگوہیؒ (م ۱۳۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء) کے قلم سیال کا رہین منت ہے، اور اب تک کے اردو فتاویٰ میں سب سے ضخیم بھی ہے۔ نئی ترتیب کے ساتھ (۳۱) جلدوں میں مکمل اور مدلل حوالوں کے ساتھ مطبوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ”فتاویٰ محمودیہ فی نی“ کو قبول عام سے نوازا ہے، دنیا کا کوئی دارالعلوم یا دارالافتاء، لائبریری یا کسی بڑے سے بڑے مفتی کا کتب خانہ، خواہ ذاتی ہی کیوں نہ ہو ”فتاویٰ محمودیہ فی نی“ سے خالی نہ ہوگا۔ (ص: ۱۵۶، مقدمہ فتاویٰ محمودیہ۔ بتغییر یسیر)

فتاویٰ محمودیہ کی خصوصیات:

آپ کے فتاویٰ میں اعتدال پسندی کا عنصر ہمیشہ غالب نظر آتا ہے، علاوہ ازیں دیگر خصوصیات کا اجمالاً ذکر درج ذیل ہے:

- ☆ جواب میں اختصار، خیر الکلام ماقول و دل کا مصداق؛ تاہم بوقتِ ضرورت تفصیلی فتاوے بھی رقم فرمائے ہیں؛ حتیٰ کہ بعض فتاویٰ رسائل کی شکل میں موجود ہیں۔
- ☆ فتویٰ کی زبان عام فہم اور سلیس ہے؛ تاکہ ہر عامی اور کم علم شخص بھی جواب آسانی سے سمجھ لے۔

- ☆ سائل کے مقصد پر پوری توجہ جواب میں مرکوز ہوا کرتی ہے۔
- ☆ مقصدِ سائل سے ہٹ کر تربیتی پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے، دیگر مفید باتوں کی طرف

- تھی، اس لیے آپ کا جواب انتہائی تحقیقی اور مدلل ہوتا۔
- ☆ جملہ علوم و فنون میں کامل دسترس اور مہارت تامہ حاصل تھی۔
- ☆ خداداد صلاحیت و قابلیت کے ساتھ ساتھ، حق تعالیٰ شانہ نے تحقیق و تدقیق کا عجیب و غریب ذوق و شوق عطا فرمایا تھا کہ کسی چیز کی تہ تک پہنچے بغیر چین نہ آتا تھا۔
- آپ کے فتاویٰ کا تعلق فقہ و فتاویٰ کے تمام گوشوں سے ہے۔ ہر نوع کے فقہ و فتاویٰ کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے کہ جہاں ”فتاویٰ محمودیہ“ موجود ہے، گویا پورا کتب خانہ موجود ہے۔
- بجاطور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اس صدی کا انتہائی عظیم، اہم اور بے مثال کارنامہ ہے، جس سے عوام و خواص تا قیامت ان شاء اللہ استفادہ کرتے رہیں گے۔

(۷) نظام الفتاوی:

نظام الفتاوی، حضرت الاستاذ مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ (م ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء) کے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتا سے تحریر کردہ فتاویٰ کی ترتیب نو ہے، جو قسط وار شائع ہو رہی ہے۔ پہلے یہی فتاویٰ کبھی ”منتخبات نظام الفتاویٰ فی فی، کبھی فی فی فتاویٰ نظامیہ“ اور کبھی ”فتاویٰ اندرونیہ فی فی کے ناموں سے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں، ۳۵ برس تک دارالعلوم دیوبند کے دارالافتا اور پھر اس کی مسند صدارت پر فائز رہ کر جو علمی، تحقیقی، اور قیمتی فتاویٰ رقم فرمائے ہیں، ان کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھ کے ہندسہ کے قریب پہنچ چکی ہے (اور اب جدید ترتیب و تحقیق کے ساتھ ۳ جلدوں میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا سے منتخبات نظام الفتاویٰ بی کے نام سے شائع ہوئے ہیں، جس پر تحقیق و تحشیہ اور مراجعت و ترتیب کا کام ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مفتی احمد نادر القاسمی (اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)، مفتی محمد سعید الرحمن قاسمی (مفتی امارت شرعیہ پٹنہ) اور مفتی محمد سراج الدین قاسمی (اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا) نے کیا ہے۔)

طرز افشا:

آپ کے فتاویٰ نہایت جامع اور مدلل ہوا کرتے ہیں، حوالہ جات کا زبردست اہتمام ہوا کرتا ہے، سلف کے طریقوں کو سامنے رکھ کر مسائل کا حل تلاش فرمانے کی کامیاب سعی کی گئی ہے اور جمہور کے مسلک کو اختیار کر کے آرا کا اظہار کیا گیا ہے۔

فتوؤں کی کامیابی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ”نظام الفتاویٰ اندرونیہ (۲ جلدیں) اور منتخبات نظام الفتاویٰ (۲ جلدیں) بازار میں آتے ہی ختم ہو گئیں اور پھر ان کے کئی ایڈیشن نکل گئے؛ حالانکہ آپ کے فتاویٰ کے علمی ذخیرہ کا یہ دسواں حصہ بھی نہیں تھا۔

آپ کے وصال (۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء) کے بعد آپ کے فتاویٰ کو مکمل طور پر شائع کرنے کا پروگرام طے ہوا، اس لیے اسے قسط وار طبع کرایا جا رہا ہے، اس کے مرتب مولانا محمد عیاض قاسمی کو پاگنچی ہیں۔

حضرت الاستاذ کی دارالعلوم دیوبند سے فراغت ۱۳۵۲ھ میں ہوئی، فراغت کے بعد ۵ سال جین پور ضلع اعظم گڑھ اور ۳ سال گورکھپور میں علمی فیض جاری رکھا، اپنے شیخ و مرشد حضرت شاہ ولی اللہؒ کے حکم سے دارالعلوم منو میں تشریف لے جا کر مسلسل ۲۵ برس تک درس و تدریس کے ساتھ فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دی۔

پھر ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میں دارالعلوم دیوبند کی طلب پر شیخ و مرشد کے حکم سے وہاں تشریف لے گئے، اس طرح فقہ و فتاویٰ کی خدمات کا سلسلہ ۶۸ برسوں پر تقریباً محیط ہے۔
ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔۔۔

جدید مسائل اور آپ کے فتاویٰ:

مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

”آپ نہ صرف جزئیات فقہ پر غائرانہ نظر اور قرآن و حدیث سے مسائل کے استخراج پر کامل دسترس رکھتے ہیں؛ بلکہ وقتِ نظر، وسعتِ مطالعہ اور شارع علیہ السلام کے کلام و احکام کے مزاج اور روح تک پہنچنے کا بھی ذوق انہیں میسر ہے نی نی

آگے مزید لکھتے ہیں:

”مولانا نے افتا کی عظیم خدمت کے سلسلے میں خاص طور پر جدید مسائل و معاملات پر نظر رکھی۔ اس سائنسی اور ٹیکنیکل دور نے انسانوں کے لیے جو جدید مسائل اور مشکلات پیدا کر دی ہے، مولانا ان پر پوری نظر رکھتے ہیں۔ رویتِ ہلال کا مسئلہ، بجلی کی مشینوں سے ذبیحہ کا مسئلہ اور ایک جسم میں دوسرے جسم کی پیوند کاری کا مسئلہ..... وغیرہ اور اس طرح کے بیسیوں مسائل جو عصر حاضر میں الجھی ہوئی حیثیت میں سامنے آئے اور انہوں نے دین دار طبقہ کے ذہن میں بڑی الجھنیں پیدا کر دی ہیں، مولانا نے نص قرآن و حدیث کے ساتھ ضروری اور مناسب اجتہاد و اختراع کی روشنی میں کلام فرمایا اور انہیں ایسے صاف، ششستہ اور دلنشین دلائل کے ساتھ واضح کیا کہ الجھے ہوئے ذہن سلجھ گئے اور خلفشار میں گھرے ہوئے دماغوں نے سکون پلانی نی [ص ۲۴، ج ۱، نظام الفتاویٰ]۔

(۸) فتاویٰ رحیمیہ :

یہ مجموعہ فتاویٰ حضرت مولانا سید عبد الرحیم قادری لاچپوری ابن سید عبد الکریم (م ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء) کا تحریر فرمودہ ہے، آپ کا سلسلہ نسب ۲۶ واسطوں سے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے، آپ کی ولادت ضلع سورت کے قصبہ ٹی ٹی نو ساری ٹی ٹی میں ۱۳۲۱ھ/ دسمبر ۱۹۰۳ء میں ہوئی، آپ کے جد امجد مولانا سید ابراہیم کا قیام اپنے وطن لاچپور میں رہتا تھا، اسی لیے آپ بھی لاچپوری کہلاتے ہیں۔

ابتداءً آپ کے فتاویٰ گجراتی ماہنامہ ”پیغامِ نبی“ میں بارہ سال تک شائع ہوتے رہے، آپ کے فتاویٰ کو گجراتی سے اردو زبان میں منتقل کرنے کا کام مولوی حافظ قاری نور محمد پٹیل ہتھورنی، مولانا احمد خانپوری اور مولانا ولی احمد سیٹھپونی نے انجام دیئے، جو دو ضخیم جلدوں میں آسکے، ترجمہ کو اردو محاورات کا صحیح قالب عطا فرمانے کی ذمہ داری سید اہلسنت مولانا الحاج محمد میاں (سابق شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی) نے انجام دی۔

حضرت مولانا محمد میاں کے الفاظ میں فتاویٰ رحیمیہ کے امتیازات جو دیگر کتب فتاویٰ

میں نہیں ملتے، درج ذیل ہیں:—

۱— صرف کتاب کا حوالہ نہیں دیا؛ بلکہ اصل عبارت پیش کی ہے، صفحہ اور جلد کا بھی حوالہ دے دیا ہے؛ اس کی بنا پر یہ مجموعہ اُن حضرات کے لیے رہنما بن گیا ہے، جن کو فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دینی پڑتی ہے۔

۲— ایسا بھی ہوا ہے کہ متعدد کتابوں کی عبارتیں مع حوالہ صفحات نقل کر دی ہیں، یعنی صرف مستفتی کے لیے نہیں؛ بلکہ مفتی کے لیے بھی ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔

۳— اکثر جوابات میں اس شرح و بسط سے کام لیا ہے کہ جواب ایک رسالہ بن گیا ہے اور اس بنا پر یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ”فتاویٰ رحیمیہ فی محض مجموعہ فتاویٰ نہیں ہے؛ بلکہ مجموعہ رسائل ہے [مقدمہ فتاویٰ رحیمیہ (چند کلمات از مولانا محمد میاں صاحب)]۔

جدید ایڈیشن جو پاکستانی ایڈیشن کا چہرہ ہے اور اب مکتبہ زکریا دیوبند سے شائع ہوا ہے، اس ایڈیشن کے شروع میں مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی صاحب رقم طراز ہیں:

”فتاویٰ رحیمیہ، حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاچپوری کی ایک تصنیف ہے۔ کتاب اور صاحب کتاب دونوں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ اہل علم خصوصاً اصحاب فتاویٰ کے ہاں فتاویٰ رحیمیہ اور مفتی صاحب کا جو مقام ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ برصغیر ہندوپاک کے تقریباً ہر دارالافتا میں اس کتاب سے استفادہ کیا جا رہا ہے فی ثانی۔

حضرت مفتی صاحب کی اصابتِ رائے اور صحتِ فتویٰ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے ساتھ محنت، عزم و استقلال، بلند پای حوصلہ اور جفا کشی کے جوہر عطا فرمائے تھے، گونا گوں مشکلات کے ساتھ صحت کی خرابی بھی مستقل ایک آزمائش تھی، پھر بھی آپ کے شوقِ علم، سعیِ پیہم، قلبی لگن اور مطالعہ کتب کی استقامت میں کوئی حرف نہیں آیا؛ تا آنکہ آپ افتاء کے منصبِ جلیل پر فائز ہوئے اور اس فن میں ایسا درک اور ملکہ پیدا کیا کہ جب بھی آپ کے فتوؤں سے کچھ علماء کو اختلاف ہوا

علمائے بریلی کے اہم کتب فتاویٰ

پروفیسر غلام بیگی انجم ☆

فتویٰ کا لغوی معنی جواب دینے کے ہیں، جیسا کہ قرآن حکیم میں بادشاہ مصر کا یہ قول اس پر شاہد ہے: ”يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رَأْيَاي“ (سورہ یوسف ۴۳: ۱) اے درباریو! میرے خواب

☆ ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ شول سائنسز، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی۔

حضرت مولانا ڈاکٹر پروفیسر غلام بیگی انجم کی پیدائش ضلع سدھارتھ نگر اتر پردیش میں سرحد نیپال کے قریب اٹوا بازار سے متصل شمال میں پرسا بزرگ نامی مقام پر ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ہوئی۔ والد ماجد جناب علی رضامحوم معمولی کاشت کار تھے اور پیشہ کے اعتبار سے سلائی کا کام کرتے تھے۔ اسی کی آمدنی سے انہوں نے آپ کی تعلیم کا بندوبست کیا۔ پہلے آپ نے علاقے کے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کی پھر ۱۹۷۴ء میں شمالی ہندوستان کی مشہور درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ میں داخلہ لیا اور تقریباً پانچ سال وہاں رہ کر دل جمعی کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۷۹ء میں درجہ فضیلت کا امتحان پاس کیا اور پورے مدرسہ میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کر کے اول پوزیشن حاصل کی۔ درس نظامی کی تکمیل کے ساتھ ساتھ درس عالیہ کے جملہ امتحان مولوی، عالم، فاضل، کامل بھی آپ نے عربی فارسی بورڈ اتر پردیش سے اعلیٰ نمبروں سے پاس کئے۔

ڈاکٹر غلام بیگی انجم اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۸۰ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے وابستہ ہو گئے۔ اور وہاں شعبہ عربی میں ایم اے میں داخلہ لیا اور اسی یونیورسٹی میں سات سال رہ کر بی، ٹی، ایچ۔ ایم، اے (عربی) ایم، فل (عربی) اور پی، ایچ، ڈی (عربی) کی اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں۔ اور تعلیم سے فراغت کے بعد اپنی قابلیت کی بنیاد پر اسی یونیورسٹی میں شعبہ دینیات (سنی) کے استاد مقرر ہوئے اور ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۰ء تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ اپریل ۱۹۹۰ء میں شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ ہمدرد (ہمدرد یونیورسٹی) نئی دہلی سے بحیثیت لکچرار وابستگی ہو گئی۔ ۱۹۹۶ء میں ریڈر بنادینے گئے۔ اس وقت اسی شعبہ میں پروفیسر کی حیثیت سے درس و تدریس اور ریسرچ و تحقیق کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آٹھ سال تک شعبہ کے صدر کی حیثیت سے کام کیا اس وقت ڈین فیکلٹی کے اہم منصب پر فائز ہو کر اپنی ذمہ داریاں بحسن و خوبی نبھارہے ہیں۔ سعودی حکومت کی دعوت پر ۱۹۹۶ء میں حج بیت اللہ سے بھی آپ مشرف ہو چکے ہیں۔

کا جواب دو)، اصطلاح شرع میں اس کے معنی حکم شرعی بتانے اور شریعت کے قوانین سے آگاہ کرنے کے ہیں۔ سید شریف جرجانی (م) اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”الإفتاء بيان حكم المسألة“ (التعريفات للجرجاني) یہ علم اتنا مقدس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس علم کی نسبت خود اپنی طرف فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”يَسْتَفْتُونَكَ قُلُوبُ اللَّهِ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ“ (النساء: ۵۹) (اے محبوب تم سے لوگ فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تعالیٰ کلالہ کے بارے میں تمہیں فتویٰ دیتا ہے) اس طرح کی اور بھی بیشتر آیات ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فتویٰ اور افتاء کو عظیم مقام حاصل ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت خود اپنی ذات کی طرف فرمائی۔ اور سب سے پہلے اپنے نبی کو منصب افتاء پر سرفراز فرمایا، پھر صحابہ کرام اس منصب پر فائز ہوئے۔ جن میں خلفائے راشدین کے علاوہ عبد اللہ بن مسعود، ابو موسیٰ اشعری،

= پروفیسر غلام یحییٰ انجم ہندوستان اور ہندوستان سے باہر عرب ممالک میں ایک اسکالری حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ پاکستان، ایران، لیبیا، موریتانیہ، اور سعودی عرب کے آپ نے تعلیمی دورے بھی کئے۔ اب تک آپ کے نوک قلم سے ۲۷ کتابیں مختلف موضوعات پر ہندو بیرون ہند سے چھپ کر خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ جن میں بعض کتابوں کے ترجمے بھی ہندی اور انگریزی زبان میں ہو چکے ہیں اور بعض دینی مدارس اور عصری جامعات میں بطور درس پڑھائی جاتی ہیں۔ ہندو پاک کے جرائد و مجلات میں چھپنے والے دوسو سے زائد مقالات اس کے علاوہ ہیں۔

ڈاکٹر انجم کو صوبائی اور قومی سطح پر کئی ایورڈ مل چکے ہیں۔ زبان و ادب کی خدمت کرنے والی کئی اکیڈمیاں ان کی کتابوں پر انہیں انعام سے سرفراز کر چکی ہیں۔ مدارس عربیہ اتر پردیش کا نیا نصاب تیار کرنے پر حکومت اتر پردیش کی جانب سے انہیں مہارودوان اور ان کی اعلیٰ تحقیقی کاموں کی بنیاد پر حکومت ہند انہیں ”نوجوان محقق کیدیور ایورڈ“ دے کر ان کی علمی خدمات کا اعتراف کر چکی ہے۔

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم محقق، مدرس، شاعر، خطیب اور خطاط ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے منتظم بھی ہیں ہندوستان کے کئی اہم تعلیمی اداروں کے آپ اکیڈمک ڈائریکٹر ہیں، کئی دینی مدارس آپ کی زیر نگرانی چل رہے ہیں۔ دینی مبلغ کی حیثیت سے ہندوستان کے کئی صوبوں کا آپ تبلیغی دورہ بھی کر چکے ہیں۔ آپ کی علمی و دینی خدمات کا اعتراف ہندو پاک کے بیشتر ارباب علم و دانش نے ہندو پاک میں شائع ہونے والے جرائد و مجلات میں کیا ہے۔ تفصیلی معلومات کے لیے ”عروج انجم“ مرتب امجد اقبال ناگور ۲۰۱۱ء (راجستھان) کا مطالعہ مفید ہوگا جو ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم کی علمی، تدریسی، تحقیقی، ادبی اور تبلیغی پہلوؤں کا بخوبی احاطہ کرتی ہے۔

معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس منصب سے سرفراز ہوئیں۔ پھر تابعین کا دور آیا اس دور میں علقمہ بن قیس، سعید بن مسیب، ابراہیم بن زید نخعی، حماد بن مسلم، امام اعظم نعمان بن ثابت اس منصب پر فائز ہوئے۔ تبع تابعین کے دور میں اس مشکل کام کو امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام ابو یوسف، اور امام محمد نے سر انجام دیا۔ الغرض عہد نبوی ﷺ سے لے کر عہد حاضر تک منصب افتا پر فائز ہو کر اہل علم فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ حاجی خلیفہ نے ”کشف الظنون“ میں اور اسماعیل پاشا بغدادی نے اپنی تالیف ”ہدیۃ العارفین“ میں مفتیان کرام کے کتب فتاویٰ کا تفصیلی ذکر کیا ہے جس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

شرع میں فتویٰ کا لفظ بہت خاص ہے، کیونکہ فقہاء ایسے نوپید مسائل پر فتویٰ کا اطلاق کرتے ہیں جن کے بارے میں علمائے مذہب سے کوئی روایت منقول نہیں۔ بعد کے فقہاء نے ان کے احکام اپنے اجتہاد سے بیان فرمائے، اس تعریف کے لحاظ سے فتویٰ کی سب سے پہلی کتاب فقیہ ابو الیث سمرقندی کی ”کتاب النوازل“ ہے، اس کے بعد فتاویٰ کے کثیر مجموعے مرتب ہوئے جن کی طویل فہرست ہے۔ جس کی صراحت اہل علم متعدد مقامات پر کر چکے ہیں۔

افتاء کا کام حد درجہ مشکل ہے اگر توفیق الہی شامل حال نہ ہو تو صلاحیت اور محض کتابوں سے یہ کام صحیح طور سے انجام دینا ممکن نہیں۔ جنہیں توفیق الہی حاصل نہیں اور انہوں نے یہ کام انجام دیا تو انہیں قدم قدم پر ٹھوکریں کھانی پڑیں، جیسے کچھ لوگوں نے کوآ اور بکرے کے کپورے کو حلال، بطور ادا دو وقت کی نماز ایک وقت میں پڑھنے کو جائز، اور نوشہ کے سر پر سہرا باندھنے کو شرک لکھ دیا۔ اس طرح کے بے شمار تسامحات ہیں جن کی تفصیل فقہی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

فتویٰ نویسی جتنا مشکل کام کل تھا اتنا ہی آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا۔ نئے نئے

واقعات ہر دور میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ فقہائے کرام نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے قبل از وقت رونما ہونے والے ہزاروں ممکن الوقوع جزئیات کے احکام بیان فرمادیے ہیں۔ مگر اس کے باوجود لاکھوں ایسے حوادث ہیں جو واقع ہوں گے ان کے بارے میں کسی بھی کتاب میں کوئی شرعی حکم موجود نہیں۔ ایسے حوادث کے بارے میں حکم شرعی کا استخراج جوئے شیر لانے سے کم نہیں، ایسے مفتی کو فتویٰ لکھتے وقت کن باتوں کو دھیان میں رکھنا ضروری ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی شریف الحق امجدی (م ۲۰۰۱ء) لکھتے ہیں۔

۱۔ سوال کو کما حقہ سمجھنا

۲۔ سوال کے لب و لہجہ اور سیاق و سباق سے یہ پہچان لینا کہ سائل کا مشا کیا ہے؟

۳۔ مفتی مخلص ہو

۴۔ انتہائی ذہین و فطین ہو

۵۔ زبان عرب کا پورا پورا ماہر ہو، عبارت النص، دلالت النص، اشارۃ النص، اور اقتضاء النص وغیرہ کے ذریعہ فقہی عبارتوں کے جملہ معانی سمجھنے کا ملکہ رکھتا ہو

۶۔ متداول کتب فقہیہ کا مطالعہ کئے ہو اور اس کے حافظے میں فقہ کے اکثر کلیات و جزئیات محفوظ ہوں

۷۔ کسی سے مرعوب نہ ہو

۸۔ اتنا جری ہو کہ بلا خوف و لومۃ لائم حق بات کہنے کی جرات رکھتا ہو، مزاج پر نہ غصہ غالب ہو اور نہ لیبنت (نری)

۹۔ سوال کے بارے میں جب تک پورا اطمینان خاطر نہ ہو جائے حکم صادر نہ کرے

۱۰۔ جو بھی حکم دے اس کی قوی دلیل پہلے ذہن نشین کر لے۔

۱۱۔ متشابہ مسائل میں امتیاز پر قادر ہو (فتاویٰ برکاتی ص ۱۳)۔

درج بالا خصوصیات کی حامل لکھے جانے والے فتاویٰ کے تعلق سے میں پورے عالم

اسلام کی بات نہیں کرتا، البتہ ہندوستان میں دور آخر کے لکھے جانے والے فتاویٰ میں فتاویٰ رضویہ ان تمام خصوصیات کی جامع نظر آتی ہے۔ اگر اسے فقہ اسلامی کا انسائیکلو پیڈیا کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ صرف اور صرف ایک شخص کا کارنامہ ہے جس نے جہازی سائز کے ۱۲ ضخیم جلدوں میں اپنے فتاویٰ تیار کئے، جو اب جدید طرز پر عربی و فارسی عبارت کے ترجمہ اور تخریج کے ساتھ تیس جلدوں میں مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی زیر نگرانی جامعہ نظامیہ لاہور سے شائع ہوا ہے۔ جس کی اشاعت ہندوستان میں پور بندر گجرات سے ہوئی ہے۔ اس اشاعت کا ایک سیٹ محب گرامی پروفیسر سید محمد امین سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ مارہرہ مطہرہ کی نوازشوں سے میری ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔

۱- فتاویٰ رضویہ:

فتاویٰ رضویہ کا پورا نام ”العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية“ ہے۔ یہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں قادری (وفات ۱۹۲۱ء) علیہ الرحمۃ والرضوان کے ہزاروں فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ مولانا احمد رضا خاں قادری کی ولادت ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء میں صوبہ اتر پردیش کے معروف شہر بریلی میں ہوئی۔ اپنی حیرت انگیز صلاحیت کے پیش نظر پونے چودہ سال کی عمر ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۷۰ء میں اس دور کے رائج علوم دینیہ کی تحصیل سے فراغت حاصل کر لی اور اسی دن رضاعت کے ایک مسئلہ کا جواب لکھ کر والد ماجد مولانا تقی علی خاں (م ۱۸۸۰ء) کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جسے انہوں نے دیکھ کر انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا اور اسی دن باضابطہ فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد کر دیا (مجید اللہ۔ قرآن سائنس اور امام احمد رضا ص ۱۱۴ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۱۹۹۰ء)۔

امام احمد رضا خاں قادری اسی دن سے فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دینے لگے اور اس طور پر سن ہجری کے لحاظ سے پورے ۵۴ سال آپ نے فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دیا۔ آپ کی وفات ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں ہوئی۔

امام احمد رضا قادری کا قلم نصف صدی سے زائد علوم و فنون کے موتی بکھیرتا رہا اس عرصہ میں محتاط روایت کے مطابق تقریباً پچاس علوم و فنون میں ایک ہزار تصانیف یادگار چھوڑیں، جس میں چھوٹے رسائل کے علاوہ فتاویٰ رضویہ جیسی جہازی سائز کی ۱۲ ضخیم جلدیں بھی شامل ہیں جس میں بہت سے پیچیدہ مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ جسے ایک دو دلیل سے نہیں بلکہ سیکڑوں براہین اور دلائل سے مزین کیا گیا ہے۔

امام احمد رضا قادری اس دور کے مروجہ علوم دینیہ جیسے تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تصوف، تاریخ، سیرت، معانی، بیان، بدیع، عروض، ریاضی، توحید، منطق، فلسفہ، وغیرہ کے یکتائے روزگار فاضل تھے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ طب، علم جفر، تفسیر، زیجات، جبر و مقابلہ، لوگاثرم، جیومیٹری، مثلث کردی وغیرہ علوم میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ یہ وہ علوم ہیں جن سے عام طور سے علما تعلق نہیں رکھتے۔ انہوں نے پچاس سے زیادہ علوم و فنون میں تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا، اور ہر فن میں قیمتی تحقیقات کا اضافہ کیا۔ غرض یہ کہ ایک فقیہ کے لیے جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب امام احمد رضا فاضل بریلوی کو حاصل تھے۔

فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے بڑے بڑے اصحاب علم و فضل حیرت زدہ اور انگشت بدندان رہ جاتے ہیں۔ امام احمد رضا قادری پہلے قرآن پاک سے استدلال کرتے ہیں پھر احادیث مبارکہ اور اس کے بعد ائمہ دین کے ارشادات سے اپنے موقف کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ عقلی اور نقلی دلائل کی فراوانی دیکھ کر قاری کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ تحقیق کا عالم تو یہ ہے کہ فقہائے کرام کی تصنیف میں ان چیزوں کی تعداد ۷۴ بتائی گئی ہے جن سے تیمم جائز ہے، جبکہ امام احمد رضا نے ۱۰۷ کا اضافہ کیا ہے اور جن چیزوں سے تیمم جائز نہیں ان کی تعداد سابقہ کتب فقہیہ میں ۵۸ بیان کی گئی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ان پر ۷۲ چیزوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی فقاہت کے پیش نظر مولانا ابوالحسن علی ندوی کے والد ماجد مولانا عبدالحی رائے بریلوی فرماتے ہیں:

بندرہ نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی و جزئیاتہ، یشہد

بذلک مجموع فتاواہو کتابہ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم الذی ألفہ فی مکة سنة ثلاث وعشرين وثلاث مائة و الف (عبدالحی الامام ج ۸ ص ۵۲)۔

(فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر آگاہی میں شاید ہی ان کا کوئی ہم پلہ ہو، اس حقیقت پر ان کا فتویٰ اور ان کی تصنیف کفل الفقیہ الفاہم شاہد ہے۔ یہ کتاب مکہ مکرمہ میں ۱۳۲۳ھ اور ۱۳۲۴ھ کے دوران لکھی گئی)۔

امام احمد رضا جس فتویٰ پر بھی قلم اٹھاتے ہیں دلائل ومراجع کے انبار لگا دیتے ہیں۔ آپ فتاویٰ رضویہ کے کسی بھی فتویٰ کا مطالعہ کر لیجئے ہر فتویٰ تفصیلی معلومات سے مالا مال ملے گا۔ کثرت استفتاء کے باوجود ہر فتویٰ کا جواب آپ مدلل دیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد پاکستان لکھتے ہیں :

”امام احمد رضا کے دارالافتاء میں براعظم ایشیاء، براعظم یورپ، براعظم امریکہ اور بر اعظم افریقہ سے استفتاء آتے تھے اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو استفتاء جمع ہو جاتے تھے (رہبر و رہنما ص ۱۳ ادارہ تحقیقات کراچی ۱۹۸۶ء)۔

آپ کی فتویٰ نویسی کو دیکھ کر ڈاکٹر اقبال نے فرمایا تھا:

ہندوستان کے دور اخیر میں ان جیسا طبارع اور ذہین نہیں پیدا ہوا۔ میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔ اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت فطانت، جودت طبع، کمال فقاہت، علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عدل ہیں۔ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی، بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گویا اپنے دور کے امام ابوحنیفہ تھے فی فی (عبدالنبی کوکب۔ مقالات یوم رضا حصہ سوم ص ۸ مطبوعہ ۱۹۷۱ء)۔

ڈاکٹر اقبال کے علاوہ اور بہت سارے علماء نے آپ کی فقہی بصیرت کا اعتراف کیا

ہے۔

مولانا احمد رضا قادری نے سائل کی زبان میں ہی فتویٰ کا جواب دیا ہے۔ سائل نے اگر عربی زبان میں سوال کیا ہے تو عربی میں اور سائل نے فارسی زبان میں سوال کیا ہے تو فارسی میں سائل نے اگر اردو زبان میں سوال کیا ہے تو اردو میں اور اگر سائل نے منظوم سوال کیا ہے تو امام احمد رضا نے منظوم استفتاء کا جواب منظوم فتویٰ سے دیا ہے۔ جس کی بیشتر مثالیں فتاویٰ رضویہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

فتاویٰ رضویہ کی جو جلدیں شائع ہوئی ہیں ان میں کل استفتاء کی تعداد ۴۹۴۴ ہے جس میں علماء و دانشور حضرات کے کل استفتاء ۱۰۶۱ ہیں۔

۲۔ فتاویٰ امجدیہ:

فتاویٰ امجدیہ صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم محمد امجد علی اعظمی کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جسے مولانا عبدالمنان کلیمی نے مرتب کر کے حضرت مولانا مفتی شریف الحق امجدی کی تعلیق کے ساتھ دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی ضلع منٹو سے ۱۹۷۹ء میں شائع کیا ہے۔

صدر الشریعہ کے فتاویٰ کی صحیح تعداد کیا ہے کسی کو معلوم نہیں۔ روزانہ زبانی طور پر پچاسوں مسائل آپ سے عوام و خواص معلوم کرتے، لیکن کسی نے ان کو قلم بند کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ تحریری فتاویٰ کا حال تقریباً ایسا ہی ہے، کیونکہ فتاویٰ کی جو نقول دستیاب ہیں ان کی شروعات ۷ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ سے شروع ہوتی ہے۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ امام احمد رضا کے دور میں آپ نے منصب افتا پر فائز ہو کر جو فتاویٰ لکھے ان کا کوئی ریکارڈ محفوظ نہیں رکھا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران جب کاغذ ناپید ہو رہا تھا اس دور میں بھی کاغذ نہ ہونے کی بنا پر بیشتر فتاویٰ کی نقول نہ تیار ہو سکیں، فتاویٰ امجدیہ کی جو نقول ہیں انہیں صدر الشریعہ کے تمام فتاویٰ کا مجموعہ کسی طرح نہیں قرار دیا جاسکتا، لیکن جس قدر بھی فتاویٰ موجود ہیں وہ بھی عظیم فقہی سرمایہ ہیں۔

صدر الشریعہ کو امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری کا قرب خاص حاصل رہا۔ مدتوں آپ امام اہل سنت کی صحبت میں رہ کر تدریس و افتاء کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ کی تصنیف بہار شریعت کے ۱۷ حصے آج بھی اس دور کے مفتیان کرام کے لیے مراجع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور بجا طور پر اسے فقہ اسلامی کا انسائیکلو پیڈیا کہا جاسکتا ہے۔ یوں ہی آپ کے فتاویٰ بھی کچھ کم اہمیت کے حامل نہیں۔ اس مجموعہ فتاویٰ میں روزمرہ کے مسائل کے علاوہ نئے پیدا شدہ مسائل مثلاً لائف انشورنس، لائٹری، اور لاؤڈ اسپیکر پر نماز، سیاست حاضرہ اور الیکشن وغیرہ سے متعلق احکام شرعیہ کا مدلل بیان موجود ہے۔

صدر الشریعہ کو فقہ کے جمیع ابواب کے تمام جزئیات دلائل کے ساتھ مستحضر تھے، جس کا اعتراف اس دور کے اکابر علماء کو بھی تھا۔ امام اہل سنت مولانا احمد رضا قادری خاص طور سے آپ کے تفقہ فی الدین کے معترف تھے وہ فرماتے ہیں۔

”یہاں کے موجودین میں تفقہ جن کا نام ہے وہ مولوی امجد علی میں زیادہ پائیے گا، یہی وجہ ہے کہ وہ استفقتا سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں وہ لکھتے ہیں طبیعت اخاذ ہے، طرز سے واقفیت ہو چلی ہے نی نی (الہفوظ اول ص ۱۰۳)۔

دوسری مرتبہ سفر حج کے دوران ۶ ستمبر ۱۹۴۸ء کو ممبئی میں وصال ہوا۔ شاعر مشرق شفیق جونپوری نے چہلم کے موقع پر بطور عقیدت یہ قطعہ پیش کیا تھا۔۔

سلامی جا بجا ارض و سما دیں مہ و خورشید پیشانی جھکا دیں
ترے خدام اے صدر شریعت جدھر جائیں فرشتے سر جھکا دیں
اس مجموعہ فتاویٰ کی کل چار جلدیں شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں۔

جلد اول۔ ۵۶۵ مسائل کا ذکر ہے ”کتاب الطہارت نی نی سے مسائل کا آغاز ہوتا ہے اور ”کتاب الحج نی نی پر اختتام ہوتا ہے۔

جلد دوم۔ ”کتاب النکاح نی نی پر مشتمل ہے جس میں کل ۳۸۴ صفحات ہیں۔

جلد سوم۔ ”کتاب الوقف فی نی سے“ کتاب الفرائض فی نی تک ہے۔ اس میں کل ۴۱۶ صفحات ہیں۔

جلد چہارم۔ ”کتاب الحظر والاباحۃ فی نی سے آغاز ہو کر“ کتاب السیر فی نی پر ختم ہوتا ہے، اس میں کل ۵۴۶ صفحات ہیں۔

۳۔ فتاویٰ صدر الافاضل:

صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی، امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری کے ان رفقاء میں سے تھے جنہوں نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ پر اپنا تفسیری حاشیہ لگا کر اپنے آپ کو زندہ جاوید بنالیا۔ وہ تفسیر آپ کی ”خزان العرفان فی نی کے نام سے متعارف ہے اور مسلسل ”کنز الایمان فی نی کے حاشیہ پر شائع ہو رہی ہے۔ آپ کی اور بھی متعدد کتابیں آپ کے نوک قلم سے منظر عام پر آچکی ہیں۔ یہ فتاویٰ تنظیم افکار صدر الافاضل ممبئی سے ۲۰۰۷ء میں اشاعت پذیر ہوئے۔

۱۹۰۲ء میں درسیات کی تکمیل کے بعد آپ نے امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے ملاقات کا شرف حاصل کیا بقول پروفیسر اشتیاق طالب یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ:

”صدر الافاضل نہ تو فاضل بریلوی کے مرید تھے اور نہ ہی دست گرفتہ خلیفہ، لیکن یہ خصوصیت سید محمد نعیم الدین کو حاصل رہی کہ جہاں فاضل بریلوی اپنی شرعی ذمہ داریوں سے خود شرکت نہ فرماتے وہاں مولانا سید محمد نعیم الدین آپ کی نمائندگی کرتے۔“

پروفیسر موصوف کی اس عبارت سے صدر الافاضل کی علمی عظمت اور تمکنت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ تدریس، تقریر، خطابت، مناظرہ، طبابت، گونا گوں مصروفیات کے باوجود فتویٰ نویسی کی مشغولیت اس پر مستزاد تھی، لطف کی بات یہ ہے کہ آپ کے دارالافتاء میں نہ کوئی نائب تھا اور نہ ہی کوئی جانشین، سارے فتاویٰ کے جوابات آپ خود ہی لکھا کرتے تھے۔ فقہ

کے جزئیات اس قدر مستحضر تھے کہ فتاویٰ کے جوابات لکھنے کے لیے فقہی کتابوں کا مطالعہ بہت ہی کم کیا کرتے تھے اور قلم برداشتہ جوابات تحریر فرمادیا کرتے تھے۔

شر دھانند اور دوسرے آریہ سماج کے پنڈتوں سے آپ نے متعدد مناظرے کئے اور حقانیت کا پرچم بلند کیا۔ ۱۹۲۴ اور ۱۹۲۵ء کے درمیان جب پنڈت شر دھانند کی شدھی تحریک کا فتنہ زوروں پر تھا تو صدر الافاضل نے اس کی مدافعت کے لیے اس کے مقابلے میں جماعت رضائے مصطفیٰ کے پلیٹ فارم سے فتنہ ارتداد کا زبردست مقابلہ کیا، اور ان کے دندان شکن جوابات دئے۔ اور تحریک پاکستان میں بھی آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے بنارس اور مراد آباد میں کانفرنسیں منعقد کیں جن میں لاکھوں عوام کے علاوہ چوبیس ہزار علماء و مشائخ شریک ہوئے۔ ۱۹۴۸ء میں وصال ہوا جامعہ نعیمیہ کے صحن میں مدفون ہوئے۔

صدر الافاضل کے تمام فتاویٰ جو کئی رجسٹر میں نقل تھے وہ سارے فتاویٰ وقت وصال تک جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں محفوظ تھے، مگر پھر بعد میں کہاں اور کس طرح غائب ہو گئے کچھ معلوم نہ ہو سکا بقول مولانا مفتی شعبان علی حبابی:

”اس مجموعہ کو ہزاروں صفحات اور متعدد جلدوں پر مشتمل ہونا چاہئے، چونکہ فقہ کے ہر باب پر فتوے بلاد و امصار، قصبات و قریات میں گئے اور ان کے ضبط و تحریر کا نظم بھی قائم رہا۔ جامعہ نعیمیہ سے دارالافتاء میں رجسٹر نقل فتاویٰ سے بھرے ہوئے تھے، مگر بد قسمتی سے آپ کے وصال پُر ملال کے بعد وہ رجسٹر حصہ دشمنان و نذر حاسداں ہو گئے۔ کہاں گئے، کون لے گیا، کچھ پتہ نہ چلائی نی (فتاویٰ صدر الافاضل ص ۶۲)۔

ترک موالات، خلافت کمیٹی، تحریک ترک گاؤ کشی کے فتنے، جب آسمان سے باتیں کر رہے تھے اس وقت آپ نے امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں قادری کے شانہ بشانہ چل کر جہاد بالقلم فرمایا اور لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو ان فتنوں سے نجات دلائی۔ میدان مناظرہ کے

آپ عظیم شہ سوار اور فرقہ ہائے باطلہ کے تیغ آبدار تھے۔ آپ نے بے شمار سادھوؤں سناتن دھرمیوں، آریوں، ناریوں کے چھکے چھڑائے۔

یہ مجموعہ فتاویٰ کل ۷۲۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں عقائد صلوٰۃ اور حظر و اباحت سے متعلق بحثیں ہیں۔ بعض فتاویٰ رسالہ کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ جیسے اسوۃ العذاب علی قوامع القباب، کشف الحجاب عن مسائل ایصال ثواب، موالات، فرائد النور فی جرائد القبور، اور آداب الاختیار فی تعظیم الآثار، وغیرہ۔

۴۔ فتاویٰ حامدیہ:

امام اہل سنت کے فرزند و جانشین مولانا حامد رضا خاں صاحب قبلہ قادری دنیائے سنیت میں حجة الاسلام کے نام سے مشہور تھے۔ تمام دینی و دنیاوی امور میں مشغولیت کے ساتھ پچاس سال تک فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دی۔ آپ کے فتاویٰ کی صحیح تعداد کیا ہے کسی کو نہیں معلوم! اگر آپ کے فتاویٰ کا ذخیرہ موجود ہوتا تو فقہ حنفی کا ایک عظیم شاہکار ہوتا۔ آپ کے فتاویٰ حقائق و دقائق کا خزینہ اور علوم و معارف کا گنجینہ ہیں۔ بعض فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں، مگر جامع ہیں انداز بیان عام فہم، مگر دلائل کے انبار، کثرت براین، آیات و احادیث اور اقوال ائمہ سے مملو ہیں اور عبارت میں وہی روانی اور مقفیٰ الفاظ ملتے ہیں جو امام اہل سنت کی عبارتوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کی واضح مثال آپ کی تصنیف ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ ہے۔

مولانا حامد رضا کی ولادت ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء محلہ سوداگران بریلی میں ہوئی۔ والد ماجد مولانا احمد رضا کے زیر سایہ رہ کر علوم و فنون میں کمال حاصل کیا۔ ۱۳۲۳ھ اور ۱۳۲۴ھ میں سفر حج کے دوران مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علماء سے حدیث کی سند حاصل کیں۔ فراغت کے بعد ۱۳۱۲ھ سے ہی مولانا حامد رضا خاں نے فتویٰ نویسی کا آغاز فرمادیا تھا۔ آپ کی اس پچاس سالہ فتویٰ نویسی کے طویل تجربہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد کی کماحقہ نیابت کی ہے، لیکن افسوس آپ کے سارے فتاویٰ محفوظ نہ رہ سکے۔ کاش فقہ و افتاء اور علوم

ومعارف کے اس بحرِ ذخار کے تمام فتوؤں کا ریکارڈ محفوظ و موجود ہوتا تو یقیناً علم دوست اور اہل ذوق حضرات خصوصاً ارباب افتاء کے لیے ایک عظیم علمی و فقہی سرمایہ ہوتا۔

پیش نظر مجموعہ فتاویٰ میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری کے تیرہ فتاویٰ شامل ہیں جس میں دو مستقل رسالے ”اجتناب العمال عن فتاویٰ الجہال اور الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ بھی شامل ہے۔ پہلے رسالہ میں آپ نے ہر مصیبت مثلاً دفع طاعون کے لیے فقہ کی معتبر کتابوں سے فتوے نازلہ پڑھنے کا اثبات فرماتے ہوئے فتنہ و فساد اور غلبہ کفار کی تخصیص کا سخت رد کیا ہے۔

فتاویٰ حامدیہ میں فارسی زبان میں بھی لکھے گئے فتاویٰ ملتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سائل نے جس زبان میں سوال کیا ہے آپ نے سائل ہی کی زبان میں جوابات دئے ہیں۔ فتاویٰ حامدیہ میں کل ۴۵۶ صفحات ہیں رضوی کتاب گھر سے ۲۰۰۳ء میں مولانا محمد عمران اور مولانا محمد عبدالرحیم نشتر کی ترتیب کے بعد شائع ہوئی ہے۔

۵- فتاویٰ ملک العلماء:

فتاویٰ ملک العلماء کا تاریخی نام ”نافع البشر فی فتاویٰ ظفر“ (۱۳۴۹ھ) ہے۔ یہ مجموعہ فتاویٰ ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین قادری بہاری کا چکیدہ قلم ہے۔ مصنف امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ کئی جگہ تدریسی فرائض انجام دئے۔ جامعہ منظر اسلام بریلی سے ہی ان کی تدریسی زندگی کا آغاز ہوا جہاں ان کی تعلیم کی تکمیل ہوئی۔ تقریباً چار سال تک وہ وہاں درس دیتے رہے۔ اس زمانے میں جو انہوں نے فتاویٰ لکھے ان میں سے کچھ کی نقلیں ”نافع البشر فی فتاویٰ ظفر“ میں موجود ہیں۔ فتویٰ نویسی کا ہنر آپ نے امام اہل سنت سے ہی حاصل کیا تھا۔ آپ نے دوران طالب علمی یعنی ۱۳۲۲ھ میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرما دیا تھا اور پہلا فتویٰ انہوں نے اسی سال ۸ رمضان المبارک کو تحریر فرمایا۔ بریلی شریف منظر اسلام میں چار سال تدریسی فرائض

انجام دینے کے ساتھ فتویٰ نویسی کی بھی خدمت انجام دی اور ایک بالغ نظر فقیہ کی حیثیت سے متعارف ہوئے، اس زمانے میں جو آپ نے فتاویٰ لکھے اس میں سے بیشتر فتاویٰ اس مجموعہ میں شامل ہیں۔ ”کتاب الطہارت فی فی سے اس مجموعہ فتاویٰ کا آغاز ہوتا ہے اور ”کتاب الفرائض فی فی پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔ کل ۵۱۲ صفحات پر مشتمل ہے ۲۰۰۴ء میں ”المجمع الرضوی فی فی بریلی سے اس کی اشاعت ہوئی ہے۔

ملک العلماء کی تالیفات وتصنیفات کی تعداد ستر سے زائد ہے۔ تصانیف کا سلسلہ ۱۳۲۳ء سے شروع ہو کر تقریباً ان کی رحلت ۱۳۸۴ھ یعنی پچاس پچپن سال تک جاری رہا۔ کچھ کتابیں عربی زبان میں ہیں۔ لیکن زیادہ تر افادہ عام کی خاطر اردو میں لکھی گئی ہیں۔ یہ متعدد فنون اور موضوعات جیسے حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، سیرت، فضائل، مناقب، اخلاق، نصائح، صرف و نحو، منطق، فلسفہ، کلام، ہیئت، توقیت، تفسیر و مناظرہ پر مشتمل ہیں (حیات ملک العلماء ص ۱۷۱ مبنی ۱۹۹۳ء)۔

۶- فتاویٰ اجملیہ :

”فتاویٰ اجملیہ فی فی کے مصنف اجل العلماء حضرت مولانا شاہ محمد اجمل کی ولادت سنبھل ضلع مراد آباد میں ۱۹۰۰ء میں ہوئی۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور دیگر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے ۱۹۲۴ء میں تحصیل علم دین سے فراغت حاصل کی۔ صفر ۱۳۴۴ھ میں مدرسہ اہل سنت اجمل العلوم کا قیام عمل میں آیا اور پھر وہیں زندگی بھر درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

۲۵ سال کی عمر میں فراغت کے بعد سے ہی استاذ گرامی حضرت مولانا صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی سے فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا اور انتہائی ذمہ داری سے ہزاروں فتاویٰ تحریر فرمائے۔

مولانا مفتی محمد اجمل کئی خوبیوں کے حامل تھے اور ان تمام خوبیوں اور محاسن کا ایک ہی

شخص واحد میں جمع ہونا فضل خداوندی کی روشن دلیل ہے۔ یوں تو آپ کی متعدد تصانیف ہیں لیکن فقہی نقطہ نظر سے ”اجمل الارشاد فی تحقیق حروف الضاد“ بلاشبہ ایک عظیم فقہی شاہکار ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے تلامذہ کی طویل فہرست ہے جو ہندو بیرون ہند میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مفتی اعظم راجستھان حضرت مولانا مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی مفتی اعظم راجستھان جو دھپور جن کی کرم فرمائنیوں کے سبب مجھے فتاویٰ اجملیہ کی جلدیں دستیاب ہوئیں آپ کے تلمیذ ارشد ہیں۔

متعدد موضوعات پر آپ کی ۲۲ کتابیں اور ہیں ”فتاویٰ اجملیہ فی نی ۲۳ ویں تصنیف ہے۔ جو چار جلدوں میں ہے اور اس میں وہ ہزاروں فتاویٰ شامل ہیں جو زمانہ کے دست برد سے محفوظ رہ سکے۔ ان فتاویٰ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جوابات میں عربی کتابوں سے جو عبارت نقل فرماتے تھے تو کتابوں کے نام مع جلد نمبر صفحہ نمبر اور عربی عبارت کا اردو ترجمہ ضرور نقل فرماتے تھے۔ سوال اگر عربی میں تو جواب بھی عربی ہی میں اور اگر فارسی میں ہے تو جواب بھی فارسی ہی میں لکھتے تھے۔ فتاویٰ کی زبان سادہ سلیس اور سہل ہوتی۔ ہر فتویٰ محقق اور واضح ہے۔ بعض فتاویٰ بہت ہی معرکہ الآرائیں۔ نزاعی مسائل میں آپ بڑی شرح و بسط سے کام لیتے ہیں۔ مسئلہ کو اس کے مالہ و ماعلیہ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں اور دلائل و براہین کا انبار لگا دیتے ہیں۔ جس کی نظیریں ”فتاویٰ اجملیہ فی نی“ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس مجموعہ کو ہزاروں فتاویٰ پر مشتمل مسائل شرعیہ کا بیش بہا خزانہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ”فتاویٰ اجملیہ فی نی“ کی اشاعت فاروقیہ بک ڈپورٹیٹا محل جامع مسجد دہلی سے ۲۰۰۴ء میں ہوئی جو چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اول۔ ۴۶۱ صفحات پر مشتمل ہے ”کتاب العقائد والکلام فی نی“ سے آغاز ہوتا ہے اور ”باب العلم والتعلیم فی نی“ پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔

جلد دوم۔ میں کل ۷۶ صفحات ہیں ”کتاب الطہارت فی نی“ سے لے کر ”کتاب الحج فی نی“ تک کے مسائل کا اس میں بیان ہے۔

جلد سوم۔ ”کتاب النکاح فی فی سے لے کر ”کتاب الحظر والاباحۃ فی فی تک کا بیان ہے ۵۹۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

جلد چہارم۔ میں کل ۶۷۲ صفحات ہیں کتاب المیراث اور دوسرے مسائل کا ذکر ہے۔

اس طرح ان چاروں جلدوں میں ۱۱۳۱ مسائل کا مدلل جواب ہے۔ بعض مسائل رسائل کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ جن میں رسالہ ”عطر الکلام فی استحسان المولد والقیام، خلف الامام، رسالہ مکبر الصوت، رسالہ فوٹو کا جواز در حق عازمان حجاز فی فی، بطور خاص قابل ذکر ہیں ۶۳ سال کی عمر میں ۱۹۶۳ء میں آپ کا وصال ہوا مدرسہ اجمل العلوم سنبھل کے صحن میں دفن ہوئے۔

۷۔ حبیب الفتاوی:

حضرت مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی اشرفی بھگلپوری بہار کے ایک مردم خیز قصبہ فتحپور میں ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ نظامیہ فتح پور میں مولانا عظیم بخش (وفات ۱۹۴۴ء) کی خدمت میں رہ کر درسیات کی تکمیل فرمائی۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد یوپی سے بھی صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی (وفات ۱۹۴۸ء) اور دوسرے اساتذہ کی زیر تربیت رہ کر دینی علوم میں کمال حاصل کیا اور وہیں سے ۱۹۴۰ء میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ ۱۹۴۵ء سے زندگی کے آخری ایام تک جامعہ نعیمیہ میں مدرس، صدر مدرس شیخ الحدیث، اور نائب مہتمم کی حیثیت سے وابستہ رہے۔ اسی ادارہ میں بحیثیت مفتی ملک و بیرون ملک سے آنے والے استفیاء کا جواب لکھ کر فتاویٰ کا عظیم فقہی اور علمی سرمایہ اکٹھا کیا۔ یہ واضح رہے کہ آپ نے اپنے دارالافتا میں بیٹھ کر صرف فتاویٰ ہی نہیں لکھے، بلکہ آنے والے وقت کے لیے ایسے مفتیوں کو بھی تیار کیا جو آج خود مرجع بن کر مسند افتا کو زینت بخش رہے ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں وصال ہوا۔ جامعہ نعیمیہ کے حدود میں مرکزی دروازہ کے پاس سپرد خاک ہوئے۔

فتویٰ نویسی کے تعلق سے ان کا موقف بالکل واضح تھا وہ فرماتے ہیں:

فتویٰ کتب اصول، ظاہر الروایۃ، مبسوط، زیادات، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، کے قول پر متفق علیہ ہونا ضروری ہے۔ اختلاف کی صورت میں حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا قول مختار مفتی بہ پھر قول ابو یوسف قول امام محمد و قول زفر و حسن علیہم الرحمۃ والرضوان پر علی الترتیب فتویٰ دیا جائے۔ اصول میں جواب نہ ملے تو نوادر اور پھر فتاویٰ و واقعات کی طرف رجوع کریں۔ نیز فرمایا کہ افتا کے لیے جزئیات پر نگاہ ضروری ہے (حبیب الفتاویٰ جلد اول ص ۶۳)۔

حبیب الفتاویٰ جلد اول میں یوں تو ”کتاب العقائد فی نی سے لے کر کتاب الحج فی نی تک ۱۹ مسائل پر عالمانہ بحث ہے۔ لیکن اقامت میں کب کھڑا ہونا چاہئے، حضور ﷺ کی نماز جنازہ، میت کو چار پائی پر رکھ کر نماز پڑھانا اس مسئلہ پر ایک شبہ کا جواب، بعد نماز فجر ذکر بالجہر، مصرف چرم قربانی، حیلہ شرعیہ برائے حج فرض، وغیرہ۔ ان مسائل پر حکم شرعی ظاہر کرنے میں حضرت مفتی حبیب اللہ نے داد تحقیق دی ہے۔ وہ ہر صاحب ذوق کے لیے ایک نعمت بے بہا ہے اور ان کے مقام بلند کا واضح ثبوت ہے (حبیب الفتاویٰ ص ۶۹)۔

۸۔ فتاویٰ مصطفویہ:

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری (م ۱۹۸۱ء) اس خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں جو ہندوستان کی سرزمین پر ڈیڑھ پونے دو صدی پیشتر سے فتویٰ نویسی کا گراں قدر فریضہ انجام دے رہا ہے۔ مفتی رضا علی خاں (وفات ۱۸۶۶ء) نے بریلی کی سرزمین پر ۱۸۳۱ء میں فتویٰ نویسی کی داغ بیل ڈالی جو تادم تحریر بغیر کسی روک ٹوک کے جاری ہے۔ مفتی نقی علی خاں (وفات ۱۸۸۰ء) امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں اسی فتویٰ نویسی کے مرکز سے وابستہ رہے۔

مولانا مصطفیٰ رضا خاں، مولانا احمد رضا خاں قادری کے فرزند ارجمند اور جانشین تھے۔

مسئلہ رضاعت کے تعلق سے پہلا فتویٰ اپنی نوعمری کے زمانے سے بغیر کسی کتاب کی طرف رجوع کئے تحریر فرمایا تو اس سے متاثر ہو کر والد ماجد نے مسرت کا اظہار کیا اور فتویٰ نویسی کی نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ مہر بھی بنوا کر عطا کر دی۔

آپ نے نصف سے زائد مدت تک لاکھوں فتاوے لکھے۔ اگر ان فتاویٰ کا ذخیرہ محفوظ ہوتا تو آج وہ اپنی ضخامت اور مجلدات کے اعتبار سے فتاویٰ رضویہ سے کم نہ ہوتا۔

فتاویٰ مصطفویہ کا اصل نام المکرمۃ النبویۃ فی الفتاویٰ المصطفویۃ (۱۳۲۹ھ) ہے، یہ پہلے الگ الگ تین حصوں میں تقسیم ہوا تھا۔ پھر بعد میں ان تینوں حصوں کو یکجا کر کے رضا کیڈی نے ۲۰۰۰ء میں فتاویٰ مصطفویہ کے نام سے شائع کر دیا۔ اس مجموعہ میں تین فقہی رسائل اور ۳۹۰ جدید و قدیم مسائل شامل ہیں۔ اس میں وہ دو یادگار فتاویٰ بھی شامل ہیں جو ۱۹۷۶ء کے نسبندی کے دور میں ان انگریز نواز علماء کے برخلاف جنہوں نے نسبندی کے جواز کا فتویٰ دیا تھا آپ نے حکومت کی مرضی کے خلاف کتاب و سنت کی روشنی میں بڑی بے باکی سے نسبندی کے حرام ہونے کا فتویٰ جاری کیا اور فرمایا نسبندی حرام ہے اور کئی وجوہ سے حرام، اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدلنا حرام، بے وجہ شرعی کسی نس اور عضو کا کاٹنا بھی حرام، دوسرے کے سامنے ستر غلیظ کھولنا بھی حرام اور انسان کا خسی ہونا اور کرنا بھی حرام فی نی۔

اس فتویٰ کے منظر عام پر آتے ہی حکومت ہند کی ساری سختی خاک میں مل گئی اور سرکاری ملازمین چین و سکون کی سانس لینے لگے۔ مفتی اعظم ہند کو فتویٰ نویسی میں جو کمال حاصل تھا اور فقہی جزئیات پر جو نظر تھی اس کا اندازہ مفتی شریف الحق امجدی کی اس تحریر سے لگایا جاسکتا ہے۔

”میں گیارہ سال تین ماہ (مفتی اعظم ہند) کی خدمت میں رہا اس مدت میں چوبیس ہزار مسائل لکھے جن میں کم از کم دس ہزار وہ ہیں جن پر حضور مفتی اعظم کی تصحیح و تصدیق ہے۔ میں گھسا پٹا نہیں بہت سوچ سمجھ کر جانچ تول کر مسئلہ لکھتا ہوں، مگر وہاں مفتی اعظم اگر ذرا بھی غلطی

ہے یا لوچ ہے یا بے ربطی ہے یا تعمیر غیر مناسب ہے یا سوال کے ماحول کے مطابق جواب میں کمی بیشی ہے یا کہیں کوئی غلط فہمی کا ذرا بھی اندیشہ ہے تو فوراً اس پر تنبیہ فرماتے اور مناسب اصلاح۔ تنقید آسان ہے، مگر اصلاح دشوار، مگر ستر سالہ مفتی اعظم کا دماغ اور علم ایسا جوان تھا کہ تنقید کے بعد فوراً اصلاح فرمادیتے اور ایسی اصلاح کہ پھر قلم ٹوٹ کر رہ جاتانی (فتاویٰ مصطفویہ ص ۲۹)۔

۹- فتاویٰ فیض الرسول:

ضلع سدھار تھ نگر صوبہ اتر پردیش کا مشہور و معروف خطہ جو جون ۱۹۸۷ء میں ضلع بستی سے الگ کر کے اسے ایک جداگانہ ضلع کی حیثیت دی گئی۔ اس خطہ میں مختلف مکاتب کے بیشتر دینی مدارس علوم و فنون کی نشر و اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔ دارالعلوم فیض الرسول اس سر زمین کا ایک قدیم ادارہ ہے۔ جسے حضرت شاہ محمد صوفی یار علی (وفات ۱۳۸۷ھ) نے ۱۳۵۶ھ میں حضرت شاہ عبداللطیف کی ایما سے قائم کیا تھا۔ اس ادارہ میں حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی (وفات ۲۰۰۱ء) تقریباً چالیس سال تدریسی فرائض انجام دئے اور مسند افتا پر رونق افروز ہو کر ملک و بیرون ملک سے آنے والے ہزاروں فتاویٰ کے مدلل و مستحکم جوابات لکھے اور متعدد دینی و مذہبی کتابیں آپ کے نوک قلم سے منظر عام پر آئیں، جن کی مسلسل اشاعت پاک و ہند سے ہو رہی ہے۔

فتویٰ نویسی کا آغاز مفتی جلال الدین احمد امجدی نے ۲۴ سال کی عمر سے ہی کر دیا تھا اس سلسلے میں مفتی صاحب خود رقم طراز ہیں:

”۱۹۵۷ء کو ۲۴ سال کی عمر میں میں نے پہلا فتویٰ لکھا پھر ۲۵ سال تک ملک و بیرون ملک پاکستان، بالینڈ، وغیرہ سے آئے ہوئے ہزاروں سوالوں کے جوابات بڑی محنت سے لکھے۔ یہ ہمارے لیے باعث مسرت ہے کہ مدینہ منورہ جو مذہب اسلام کا مرکز و منبع ہے وہاں کے بعض لوگوں نے بھی فتویٰ کے لیے ہماری طرف رجوع کیا جن کا مدلل جواب لکھ کر

روانہ کیا گیا (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم ص ۳۰)۔

فتاویٰ فیض الرسول مفتی جلال الدین احمد امجدی کے انہی فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ جسے انہوں نے اپنے تدریسی ایام میں دارالعلوم فیض الرسول میں رہ کر لکھے۔ اسی مناسبت سے یہ فتاویٰ ”فتاویٰ فیض الرسول“ نام کے نام سے شائع ہوئے۔ اس کی پہلی جلد کی پہلی بار اشاعت ۱۹۹۱ء میں ہوئی۔ اتفاق سے وہی نسخہ راقم کے پیش نظر ہے۔ اس جلد میں کل ۱۰۱۲ فتاویٰ بڑی تقطیع کے ۷۷۶ صفحات پر محیط ہیں۔ اس جلد میں ۸۳ فتاویٰ دارالعلوم فیض الرسول کے دیگر اساتذہ کے بھی شامل ہیں۔ یہ دونوں جلدیں دارالاشاعت فیض الرسول براؤں شریف سے ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی ہیں۔

فتاویٰ فیض الرسول کی دوسری جلد میں ۹۹۵ فتاویٰ ہیں جو ۷۷۶ صفحات پر محیط ہیں ”کتاب الطلاق“ نامی سے اس کا آغاز ہوتا ہے اور ”کتاب الفرائض“ نامی پر اس کا اختتام ہوتا ہے اس کی اشاعت ۱۹۹۳ء میں ہوئی۔

فتاویٰ فیض الرسول میں جدید فقہی مسائل پر بھی بحث ہے جیسے لاؤڈ اسپیکر پر نماز، انجکشن سے روزہ نہ ٹوٹنے کی بحث، ریڈیو ٹیلی فون سے رویت ہلال کا عدم ثبوت، چلتی ٹرین پر نماز ایسے مقامات پر نماز کا حکم جہاں کچھ ایام عشاء کا وقت نہیں آتا، ٹیلی فون پر نکاح، صاع کی تحقیق اور اعشاری اوزان سے اس کی مطابقت وغیرہ۔ بعض فتاویٰ کافی تحقیقی اور طویل ہیں جیسے لاؤڈ اسپیکر پر نماز، آیت ”استغفر لذنبک“ میں ذنب کا معنی، افضلیت صدیق اکبر، مسئلہ باغ فدک، حدیث قرطاس، اور نکاح زلیخا از یوسف علیہ السلام وغیرہ ان مسائل پر مفتی جلال الدین احمد امجدی نے سیر حاصل بحث کی ہے جن کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

۱۰۔ فتاویٰ فقیہ ملت :

مفتی جلال الدین احمد امجدی نے چالیس سال تک دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر میں درس و تدریس کے ساتھ افتاء کے فرائض انجام دیئے۔ ہزاروں فتاویٰ

ان کے نوک قلم سے منظر عام پر آئے جو فتاویٰ دارالعلوم فیض الرسول میں بحیثیت استاد لکھے وہ ”فتاویٰ فیض الرسول فی نی کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، جن کا ذکر سطور بالا میں گذر چکا ہے۔

دارالعلوم فیض الرسول سے سبکدوشی کے بعد مفتی صاحب نے اپنے وطن مالوف اوجھا گنج بستی میں ”مرکز تربیت افتا“ کے نام سے ۱۴۱۲ھ میں ایک ادارہ قائم کیا۔ جس میں فاصلاتی نظام تعلیم کا بھی اہتمام کیا گیا، تاکہ وہ علماء جو دینی مدارس میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں وہ بھی اس سے استفادہ کر سکیں، چنانچہ اس سے متعدد اساتذہ نے فائدہ اٹھایا اور مفتی صاحب کی زیر نگرانی فتویٰ نویسی کا دو سالہ تربیتی کورس مکمل کیا۔ فتاویٰ فقیہ ملت ایسے ہی فتاویٰ کا مجموعہ ہے جس میں ادارہ سے وابستہ تقریباً ۲۹ طلبہ کے فتاویٰ شامل ہیں جس کی اصلاح مفتی صاحب نے خود کی ہے۔

یہ فتاویٰ تین جلدوں پر مشتمل ہیں۔ ہر جلد کی ضخامت پانچ سو صفحات سے زائد ہیں۔ یہ تینوں جلدیں ”فقیہ ملت اکیڈمی فی نی بستی سے شائع ہوئی ہیں۔

۱۔ جلد اول ۵۰۶ صفحات میں ۶۸۰ مسائل پر مدلل گفتگو ہے۔ یہ جلد ”کتاب العقائد فی نی سے شروع ہو کر کتاب الرضاع فی نی پر ختم ہوتی ہے۔

۳۔ جلد سوم ۴۷۶ صفحات پر مشتمل ہے ۶۶۲ مسائل پر محققانہ گفتگو ہے۔ ”کتاب الطلاق فی نی سے لے کر کتاب المیراث فی نی تک اس میں بحث ہے۔

فتاویٰ فقیہ ملت کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ کتاب وسنت سے استناد ۲۔ حوالہ جات کی کثرت

۳۔ مشکوک سوال کی تحقیق ۴۔ سوال میں غیر شرعی بات پر سائل کو تنبیہ

۵۔ محولہ کتاب جلد نمبر صفحہ نمبر کی نشاندہی کا التزام

۶۔ اصل سوال کے جواب کے ساتھ سوال میں مذکور دوسرے خلاف شرع امور کے

ارتکاب کا بھی بیان ہے

۷۔ شرعی مسئلہ کے تعلق سے عوام میں پھیلی ہوئی غلط فہمی کی تردید و اصلاح

۱۱۔ فتاویٰ برکاتیہ :

فقہ ملت حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی کے یہ فتاویٰ بانی سلسلہ برکاتیہ صاحب البرکات حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان سے والہانہ عقیدت کی بنیاد پر ان کے نام مبارک سے منسوب کر کے نئی نئی فتاویٰ برکاتیہ رکھ دیا ہے۔ اس میں ۴۴۳ فتاویٰ مفتی جلال الدین احمد امجدی ہی کے نوک قلم سے منظر عام پر آئے ہیں۔ چونکہ اسی خانوادہ برکاتیہ کے ایک چشم و چراغ حضور احسن العلماء حضرت مولانا سید حیدر حسن علیہ الرحمہ (وفات ۱۹۹۵ء) سے مصنف کو سلسلہ قادریہ رضویہ برکاتیہ کی اجازت و خلافت حاصل تھی، اس لیے ان فتاویٰ کا تہذیب احسن العلماء کی خدمت میں کیا گیا ہے۔ ۵۱۱ صفحات پر مشتمل یہ فتاویٰ دہلی سے ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء سے شائع ہوئے۔ یہ فتاویٰ عقیدے کے بیان سے شروع ہو کر وراثت کے بیان پر منتہی ہوتے ہیں۔

فتاویٰ برکاتیہ کس طرح منصفہ شہود پر آیا اس تعلق سے مصنف کے فرزند و جانشین مولانا مفتی محمد انوار احمد امجدی لکھتے ہیں۔

”والد گرامی حضرت فقہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب قبلہ کے فتاویٰ کے مجموعہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اول و دوم چون کہ زیادہ ضخیم ہونے کے سبب گراں قیمت ہیں اس لیے ہر خواہش مند انہیں حاصل نہیں کر سکتا، لہذا اس کی دونوں جلدوں میں سے کچھ مخصوص فتاویٰ منتخب کر کے حضرت کے نئے فتاویٰ میں شامل کر لیے گئے۔ اس طرح یہ مجموعہ تیار ہو گیا۔ جو تبرکاً سلطان المرشدین صاحب البرکات حضور سید شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان امام سلسلہ برکاتیہ نور یہ رضویہ امجدیہ کے اسم گرامی سے منسوب کر کے فتاویٰ برکاتیہ کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے“ (فتاویٰ برکاتیہ ص ۴)۔

اہل سنت و جماعت کے مشہور مفتی مولانا مفتی شریف الحق امجدی اس مجموعہ فتاویٰ کے

تعلق سے لکھتے ہیں۔

”حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ صرف عوام کے لیے ہی مفید نہیں، بلکہ علمائے کرام حتیٰ کہ موجودہ دور کے مفتیان عظام کے لیے بھی اعلیٰ درجے کا رہنما ہے فی (فتاویٰ برکاتیہ ص ۱۳)۔

۱۲- فتاویٰ بحر العلوم:

حضرت مولانا مفتی عبدالمنان اعظمی دنیائے سنیت میں بحر العلوم سے متعارف ہیں۔ یہ فتاویٰ اسی مناسبت سے ”فتاویٰ بحر العلوم فی نی کے نام سے شائع ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی عبدالمنان اعظمی ۱۳۶۶ھ میں درسیات کی تکمیل فرمائی پھر گورکھپور اور تلہی پور میں تدریسی فرائض انجام دئے۔ ۱۳۷۵ھ میں مشرقی اتر پردیش کی مرکزی درسگاہ ”الجامعۃ الاشرفیہ“ مبارکپور سے وابستہ ہو گئے ۱۳۷۸ھ میں بانی ادارہ جلالۃ العلم حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی (وفات ۱۳۹۶ھ) نے افتاء کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد فرمادی۔ ۱۴۰۴ھ میں اشرفیہ کی ملازمت سے سبکدوشی کے بعد شمس العلوم گھوسی ضلع منو سے وابستہ ہو گئے۔ ان دنوں اسی ادارے میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو کر تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔

بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبدالمنان اعظمی ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء سے اب تک مسلسل مسند افتاء کو زینت بخش رہے ہیں۔ ابتدائی دور میں حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز اور حضرت حافظ عبدالرؤف (وفات ۱۹۷۱ء) کی سرپرستی میں فتویٰ نویسی کی اور دونوں حضرات کے وصال فرمانے کے بعد ان حضرات کی روحانی سرپرستی میں یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اپنے اس ۵۵ سالہ دور افتاء میں بے شمار فتاویٰ تحریر فرمائے۔ البتہ ”الجامعۃ الاشرفیہ فی نی میں ۲۱ سال فتاویٰ لکھے پہلا فتویٰ ۱۳۷۵ھ میں لکھا اور ۱۴۰۴ھ سے شمس العلوم گھوسی میں فتویٰ

نویسی کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اس مجموعہ میں کل ۴۴ سال کے فتاویٰ شامل ہیں یہ واضح رہے کہ تدریس، تحریر، تقریر، اور خطابت کی گونا گوں مصروفیات کے ساتھ ساتھ ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے فتاویٰ کے آپ نے جوابات لکھے۔

فتاویٰ بحر العلوم کل ۶ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر بریلی سے ۲۰۰۹ء میں اس کی اشاعت ہوئی ہے۔ جو چھ ضخیم جلدوں میں ہے جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

جلد اول ”کتاب الطہارۃ“ کتاب الصلوٰۃ فی نی پر مشتمل ہے تعداد صفحات ۶۴۷ ہے۔

جلد دوم ”کتاب الجنائز“ کتاب النکاح فی نی پر مشتمل ہے صفحات کی کل تعداد ۴۸۰ ہے۔

جلد سوم ”کتاب الطلاق فی نی پر مشتمل ہے کل صفحات ۵۶۰ ہیں۔
جلد چہارم ”کتاب الیموع“ کتاب الشہادات فی نی پر مشتمل ہے کل صفحات ۶۰۰ ہیں۔

جلد پنجم ”کتاب الہبۃ“ کتاب الحظر والاباحۃ فی نی پر مشتمل ہے کل صفحات ۴۶۰ ہیں۔

جلد ششم ”کتاب القضا“ کتاب الشتی فی نی پر منتہی ہوتا ہے اس جلد میں کل ۵۶۸ صفحات ہیں۔

۱۳۔ فتاویٰ خلیلیہ :

”فتاویٰ خلیلیہ فی نی المعروف باحسن الفتاویٰ محمد خلیل خاں برکاتی کا مجموعہ فتاویٰ ہے۔ جن کا وصال ۲۸ / رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو ہوا۔ یہ صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی اعظمی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ کی سند حدیث صدر الشریعہ کے واسطے سے بحر العلوم

مولانا عبدالعلی لکھنوی اور سید آل رسول مارہروی کے واسطے سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تک پہنچتی ہے۔

مولانا محمد خلیل کی ولادت ۱۹۲۰ء میں ضلع علی گڑھ کی مشہور ریاست دادوں میں ہوئی۔ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں ۱۹۲۵ء میں داخلہ لیا۔ پورے دس سال وہاں رہ کر علوم متداولہ کی تحصیل کی اور ۱۹۴۵ء میں سند فراغ حاصل کیا۔ ۲۹ سال کی عمر میں خانقاہ میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا اور ساتھ ہی تصنیف و تالیف کا بھی شغل رہا۔ آپ نے اپنی زندگی میں کل اٹھارہ ہزار تین سو پچاس صفحات تصنیف فرمائے۔ ساڑھے چار ہزار فتاویٰ کا عظیم الشان ذخیرہ اس کے علاوہ ہے جو ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہزاروں تلامذہ کو بھی فیض یاب کیا ہے اور سیکڑوں مدرس اور مفتی بھی تیار کئے ہیں، جو ملک کے گوشہ گوشہ میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

فتویٰ نویسی میں آپ کا انداز اچھوتا تھا اس میں احتیاط کا عالم یہ تھا کہ آسان سے آسان مسئلہ بھی کتاب میں دیکھ کر لکھا کرتے تھے۔ سائل کا صرف جواب ہی نہیں دیتے تھے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عقلی و نقلی دلائل بھی ضرور دیتے۔ بعض وکلا کا بیان ہے کہ دینی معاملات میں عدالتیں اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتی تھیں جب تک دارالعلوم احسن البرکات سے مفتی خلیل خاں برکاتی کا فتویٰ نہیں آجاتا تھا۔

۱۹۵۱ء میں آپ پاکستان منتقل ہو گئے پاکستان حیدرآباد ریڈیو سے تقریباً دس سال آپ کی تفسیر نشر ہوتی رہی۔ ۱۹۸۷ء میں آپ نے حج بیت اللہ کیا اور روضہ اقدس پر حاضری دی (تنبیہ الغافلین) (موت کا سفر) ص ۱۲ رضا اکیڈمی ممبئی ۱۴۳۰ھ)۔

ان کتب فتاویٰ کے علاوہ اور بھی فتاویٰ ہیں جن میں بعض کی اشاعت ہو چکی ہے اور بعض اشاعت کے مراحل سے گزرنے والے ہیں ایسے مجموعہ فتاویٰ ہیں۔

۱۔ فتاویٰ حافظ ملت حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی بانی ”الجامعۃ

فتاویٰ عالمگیری — ایک جائزہ

ڈاکٹر علاء الدین خاں ☆

تیرہویں صدی میں جب ہندوستان میں مسلم حکومت کا قیام عمل میں آیا تو اس کی بنیاد اسلامی قوانین پر رکھی گئی اس وقت فقہ کی تدوین ہو چکی تھی اور جہاں جہاں مسلم حکومتیں قائم تھیں وہاں حکومت کا نظم و نسق اور قوانین کا نفاذ اسی کی رو سے ہوتا تھا۔ دہلی سلطنت کے قیام کے بعد مرکزی ایشیاء کے مختلف حصوں سے ہندوستان میں علماء بالخصوص فقہاء کی آمد کا سلسلہ قائم ہوا۔ سنٹرل ایشیاء میں منگولوں کی تباہی اور سلاطین ہند کی علم نوازی و معارف پروری نے اس سلسلہ کو کافی آگے بڑھایا، یہاں تک کہ ہندوستان بالخصوص دہلی ماہرین فقہ کا مرکز بن گیا جس کی واضح شہادت ضیاء الدین برنی (۱) القلقشنندی (۲) شہاب الدین العری (۳) اور ابن بطوطہ (۴) وغیرہ کے بیانات سے ملتی ہے۔ علماء، فقہاء اور ان کے زیر تربیت افراد کی بدولت ہندوستان میں فقہ اسلامی اور قوانین شریعت کو مختلف ذرائع سے رواج ملا جن میں درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور بحث و مباحثہ بھی شامل ہیں۔ سلاطین نے بھی فقہ کی ترویج میں حصہ لیا اور اس طرح فتاویٰ کی بعض اہم کتابوں کی ترتیب عمل میں آئی۔

عہد وسطیٰ کا ہندوستان سیاسی، سماجی، علمی و تمدنی حیثیت سے اہمیت رکھتا ہے۔ دین و مذہب، علم و ادب، تمدن و ثقافت اور سیاست و حکومت کے باب میں اس دور کی خدمات بڑی اہم اور مفید رہی ہیں۔ اس دور کا ایک خاص امتیاز یہ ہے کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے ساتھ

ساتھ فقہ اسلامی کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا گیا۔ سلاطین دہلی میں سلطان فیروز شاہ تغلق کو فقہ سے خاص رغبت تھی وہ فقہی مذاہب کی تفصیلات سے بخوبی واقف تھے اور فقہ کی معروف کتابیں پڑھوا کر سنی تھیں۔ در احکام شرع چنان کہ از مذاہب اربعہ مروی است و حکم کہ مفتی بہ است استخراج تمام حاصل و اکثر کتب فقہ از ہدایہ تا نہایہ باستماع ہمایوں اقتران یافتہ، (۵) یہی وجہ ہے کہ علم فقہ کو سلطان کی خصوصی دلچسپی کی وجہ سے مزید فروغ ہوا۔ برنی کے مطابق فتح دہلی کے بعد نہ تو فیروز شاہ تغلق جیسا کوئی متقی سلطان گزرا ہے اور نہ ہی احکام شریعت کے نفاذ میں کسی نے اس قدر کوشش کی ہے (۶) ہندوستان میں فقہی تالیفات کی ابتداء عہد فتوحات یا محمود غزنوی کے عہد سے منسوب کی جاتی ہے (۷) اس وقت سے لیکر آج تک فتاویٰ کی تدوین کا کام کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے، ان میں فقہ کی بعض اہم اور قیمتی کتابیں شامل ہیں، جن کی افادیت و اہمیت سے آج بھی انکار نہیں کیا جاسکتا اور اس طرح کی کتابوں میں اولین کتاب ”فتاویٰ غیاثیہ فی نی نی“ ہے جو سلطان غیاث الدین بلبن (۱۲۸۶-۱۲۹۶) کے نام منسوب ہے (۸) یہ فتاویٰ عربی زبان میں ہے اور فقہ حنفی کے نقطہ نظر سے مرتب کیا گیا ہے اور اس کے مصنف کا نام شیخ داؤد بن یوسف الخطیب ہے (۹) ”فتاویٰ غیاثیہ فی نی نی“ کے علاوہ عہد وسطیٰ میں دوسرے اہم فتاویٰ کے مجموعے بھی منظر عام پر آئے جن میں فتاویٰ قراخانی، (۱۰) فواد فیروز شاہی، (۱۱) فتاویٰ تاتارخانی، (۱۲) فتاویٰ حمادیہ، (۱۳) فتاویٰ ابراہیم شاہی (۱۴) فتاویٰ بابر، (۱۵) فتاویٰ مجمع البرکات، (۱۶) اور فتاویٰ عالمگیری قابل ذکر ہیں۔

عہد وسطیٰ کے فتاویٰ کو دو طبقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے {۱} وہ فتاویٰ جو تنہا کسی عالم یا فقیہ نے ترتیب دئے {۲} وہ فتاویٰ جو سلطان یا بادشاہ کی مرضی کے مطابق علماء اور فقہاء کی جماعت نے کسی مشہور فقیہ کی صدارت میں ترتیب دیا۔ ایسے فتاویٰ میں سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد کا فقہی مجموعہ فتاویٰ تاتارخانی اور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کا فقہی شاہکار فتاویٰ عالمگیری سرفہرست ہے۔ مذکورہ فتاویٰ کے مجموعے جو کہ کسی نہ کسی بادشاہ کے نام سے منسوب

ہیں انہیں اتنی شہرت نہیں مل سکی جتنی فتاویٰ عالمگیری کو، فتاویٰ عالمگیری کا رواج پانا اور مشہور ہونا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ مجموعہ فتاویٰ میں فتاویٰ عالمگیری کو جو امتیازات اور خصوصیات کلی طور پر حاصل ہیں وہ کسی بھی فتاویٰ کو حاصل نہ تھیں (۱۷) فتاویٰ عالمگیری اپنے موضوع کے لحاظ سے بہت جامع اور مفید کتاب ہے، یہ عربی زبان میں ہے اور چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد کی ابتداء الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین سے ہوتی ہے۔ (۱۸) مندرجات کے حساب سے بھی یہ فقہ کی نہایت مفصل کتاب ہے، اس جامع کتاب میں جہاں نماز، حج، زکوٰۃ، ایمان، طہارت، نکاح، طلاق، جہاد، بیع، وغیرہ کے مسائل ہیں وہاں حدود، تعزیرات، قضا و پنچایت و آداب القاضی وغیرہ کے طریقے بھی درج ہیں جو شرع حنفیہ کی رو سے جائز تھے اور جن کو سامنے رکھ کر قاضی فیصلے دیا کرتے تھے۔ اگر ان آداب کا ہم محققانہ مطالعہ کریں اور ان کا موازنہ موجودہ قوانین و ضوابط دیوانی و فوجداری و شہادت وغیرہ سے کریں تو بہت حد تک ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ علاوہ قانون انگریزی کے بہت سی باتیں فتاویٰ عالمگیری سے ماخوذ ہیں۔ (۱۹) اس موقع پر اگر ہم یہ کہیں تو غلط نہ ہوگا کہ فتاویٰ عالمگیری کا تعلق قوانین شرعیہ سے وہی ہے جو رومن شہنشاہ جسٹینین کے قوانین کا تعلق گزشتہ قوانین روما اور موجودہ قوانین یورپ و انگلستان و امریکہ سے ہے (۲۰) یہ نہ صرف مسائل دینی، بلکہ عدالتی فیصلوں میں استعمال میں آئی ہے، ہمیں اس کی مثال عثمانیہ حکومت کے مجموعہ موسومہ مجلہ میں ملتی ہے، جہاں عدالتی کاروائیوں میں فتاویٰ عالمگیری کا استعمال ہوتا رہا ہے اور یہ قاہرہ اور دیگر عرب شہروں یا ممالک میں فتاویٰ ہندیہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مراکش، انڈونیشیا، ترکی، قبرص سے لیکر جنوبی افریقہ کے تمام ممالک میں بطور ایک مدلل اور مستحکم تصنیف قوانین و فقہ اسلامیہ کے رائج ہے اور تمام مسلمان اس سے استفادہ کرتے ہیں اور عدالتیں اسے استعمال میں لاتی ہیں۔ (۲۱)۔

دنیا کی تمام زبانیں جن میں قوانین اسلامیہ کی کتابیں لکھی گئی ہیں قریب قریب سب

میں فتاویٰ عالمگیری کا حوالہ ملتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کے بعد مغل عہد میں عدالتی انصاف، دیوانی یا فوجداری مقدمات کی تمام کارروائیاں اسی فتاویٰ کی بنیاد پر ہوتی تھیں (۲۲) غیر مسلموں کے مذہبی و سماجی مسائل جیسے شادی، حق وراثت، گود لینے کا نظام یا ذاتی قانون پر اس فتاویٰ کا نفاذ نہیں ہوتا تھا۔ ہندوؤں کے لیے ان کے اپنے قانون استعمال ہوا کرتے تھے، البتہ تمام فوجداری معاملات میں اسلامی قانون کا استعمال ہوا کرتا تھا اور تمام لوگ جیسے مدعی، مدعا علیہ، اور گواہان اسلامی قانون کے پابند ہوا کرتے تھے (۲۳) اور یہ سلسلہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد تک قائم رہا اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے فتاویٰ مذکور کے کتب عقوبات، حدود و تعزیرات کا استعمال کیا جس کی مثالیں اٹھا رہویں و انیسویں صدی کے مقدمات، نظامت، عدالت و صدر دیوانی عدالت کی رپورٹوں میں موجود ہیں (۲۴) اس کے علاوہ فتاویٰ عالمگیری ہندو پاک کے ہزاروں فیصل شدہ مقدمات میں برابر مستعمل رہا ہے، ان ممالک کے علاوہ، ملایا، سنگاپور، برما، افریقی ممالک اور عرب ممالک میں یہ عدالتوں میں استعمال ہوتا چلا آیا ہے۔ اس کی ایک مثال بطور ثبوت کافی ہے اور وہ ۱۹۳۹ء کے فلسطین سپریم کورٹ کا مقدمہ بعنوان سعادت کمال بنام اٹارنی جنرل آف فلسطین جو اپیل کیس ۱۹۳۹ء صفحات (۵۲۳-۵۰۸) پر درج ہے۔ مقدمہ مذکور میں ایک وقف کا نکتہ درپیش تھا، لہذا فاضل ججوں نے ترکی مجلہ کے آر ٹیکل ۱۶۶۰ تا ۱۶۶۷ و دیگر کتب و مقدمات فلسطین و قبرص کا حوالہ دیتے ہوئے فتاویٰ عالمگیری کی جلد دوم (کتاب الوقف) کے ماخذ کو بطور نمونہ استعمال کیا اور اسے بہترین تحقیقی قوانین اسلامیہ بتا کر فیصلہ اسی بنیاد پر کر دیا (۲۵) فتاویٰ مذکور کی تشریح بغیر روک ٹوک عمل میں لائی جاتی ہے اور عدالتوں میں استعمال پذیر ہے، حالانکہ اس فتاویٰ کو شہنشاہ وقت نے مرتب کروایا ہے پھر بھی چونکہ یہ ٹھوس مسائل شرعیہ کی تحقیقات پر مبنی ہے، تمام عالم اسلام نے اسے زیادہ ترجیح دی ہے، اسی وجہ سے فتاویٰ مذکور کو ان تمام فقہی کتب جو ذاتی طور پر لکھی گئی ہیں کہیں زیادہ فوقیت حاصل ہے (۲۶) برطانوی عہد میں بھی ہندوستانی عدالت نے اس کو مستند قرار

دیا ہے اس کا واضح ثبوت ہے ۱۹۱۷ء کا مقدمہ، موسومہ مسماۃ تاج بی بنام مولا خاں جو بمبئی ہائی کورٹ کے فاضل جج مسٹر بمن (Beman) نے دیا تھا۔ اس فیصلہ میں فاضل جج مذکور نے یہ کہا کہ ”فتاویٰ عالمگیری نی نی کو درالمختار نی نی کے مقابلے میں کہیں زیادہ فوقیت حاصل ہے، کیونکہ یہ مجموعہ ایک مسلم حکومت کے بادشاہ نے اپنے زمانے کے ماہرین علوم اسلامیہ کے ذریعے مرتب کروایا تھا۔ نہ صرف یہ، بلکہ جج موصوف نے فیصلہ مذکور میں اسلام کی فقہی کتب مثلاً فتاویٰ قاضی خاں، ہدایہ وغیرہ پر بڑی عالمانہ طور پر بحث کی اور یہ کہا کہ تاریخ شاہد ہے کہ فتاویٰ عالمگیری نے قانونی نکتہ پر جو رائے ظاہر کی وہ سب سے بہتر ہے (۲۷) مذکورہ رائے سے فتاویٰ عالمگیری کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کے اسباب:

فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب و تالیف بہت بڑی علمی خدمت ہے، یہ فقہ حنفی پر مشتمل ہے اور فقہی اعتبار سے اسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں عبادات اور معاملات دونوں پہلوؤں کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اورنگ زیب جہاں سیاست اور اصول جہاں داری میں ماہر تھا وہیں اس کے اندر اور بھی صلاحیتیں موجود تھیں۔ ایک عظیم ملک کی سربراہی کے ساتھ اسے تفقہ فی الدین کا دافر حصہ بھی ملا ہوا تھا۔ اسے ابتداء ہی سے اس بات کا خیال تھا کہ فقہ اسلامی کی از سر نو تدوین ہونی چاہئے، تاکہ جزئیات اور فروعات میں اسلامی احکامات کی پوری پوری رہنمائی حاصل ہو، اسی کے پیش نظر اورنگ زیب نے فتاویٰ کی تدوین کا ایک جامع منصوبہ بنایا اس کی تدوین کے اسباب مورخین نے کچھ اس طرح بتائے ہیں۔

”بادشاہ اورنگ زیب کی تمام تر کوشش اس بات پر ہے کہ احکام دین کے بارے میں سب مسلمان اکابر علماء اور ائمہ مذہب حنفیہ کے مفتی بہ مسائل پر عمل کریں، لیکن اس میں چند وقتیں ہیں ایک تو یہ کہ مسائل کتب فقہ و فتاویٰ میں فقہ ہوں اور عالموں کے اختلاف کی وجہ سے

روایات ضعیفہ علماء کے مختلف اقوال کے ساتھ مخلوط ہو گئی ہیں، دوسرے یہ کہ کوئی ایسی کتاب موجود نہیں ہے جو ان سب مسائل پر حاوی ہو اس لیے جب تک بہت سی مبسوط کتابیں اکٹھی نہ ہوں اور کسی کو وسیع دستگاہ، کامل استعداد اور احکام فقہ کے علم میں پوری قدرت میسر نہ ہو اس کے لیے حق صریح اور مفتی بہا مسئلہ اور حکم صحیح کا نکالنا ممکن نہیں (۲۸)۔

اس لیے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ دار الخلافہ کے علماء کی ایک جماعت مقرر کی جائے، تاکہ معتبر کتابوں اور مبسوط نسخوں سے تحقیق و تدقیق اور غور و خوض کے بعد مسائل کو جمع کریں اور اس طرح ایک جامع کتاب مرتب کریں، تاکہ سب لوگ اس کتاب میں سے ہر باب کے مسائل مفتی بہا کو با آسانی ڈھونڈ نکالیں اور اسلام کے قاضی اور مفتی تمام کتابوں، متفرق دفتروں و تمام فتاویٰ کی ورق گردانی اور جانچ پڑتال سے مستغنی ہو جائیں (۲۹) اس کام کی ذمہ داری شیخ نظام برہان پوری کے سپرد ہوئی اور ان کے ساتھ دار الخلافہ کے علماء و فضلاء کی ایک جماعت اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مامور ہوئی۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے اطراف و اکناف میں جہاں بھی کسی مشہور اور جید عالم کا پتہ چلا اس کو فرمان کے ذریعہ حاضر کر کے اس کام میں شریک کیا گیا اور یہ تمام علماء و فضلاء معقول و وظیفہ کے ساتھ اس کام میں مشغول ہو گئے اور اس کام کے لیے جو کتابیں ضروری تھیں سرکاری کتب خانے سے ان کے حوالے کی گئیں، اس بڑے کام میں ہر سال سرکاری خزانے سے ایک کثیر رقم خرچ کی جاتی تھی کہ جب یہ کتاب مکمل ہو جائے گی تو دنیا تمام فقہی کتابوں سے بے نیاز ہو جائیگی اور اس نیک کام کا ثواب بادشاہ سلامت کو ملے گا (۳۰) اور نگ زیب نے تدوین کا کام علماء کے سپرد ضرور کر دیا تھا، لیکن وہ خود بھی تدوین کے کاموں میں برابر دلچسپی لیتا رہا اور روز آئے دو چار صفحہ خود علمی و تنقیدی نگاہ سے دیکھتا تھا، موقع موقع سے مناسب اصلاح و ترمیم بھی بادشاہ کی طرف سے عمل میں آتی تھی اور خامیوں پر ملا نظام برہان پوری کو متوجہ بھی کرتا تھا (۳۱) اور یہ خصوصیت صرف فتاویٰ عالمگیری کو حاصل ہے کہ عالمگیر جیسا بادشاہ اس کے اراکین تدوین میں شامل تھا۔ ملا نظام برہان پوری

دو چار صفحات روز آہ بادشاہ کو سناتے تھے، ایک بار بادشاہ عبارت سن رہا تھا ایک عبارت کچھ گنجلک تھی اور ملا نظام نے حاشیہ اور متن دونوں ملا کر عبارت پڑھ دی اس پر اورنگ زیب کو شبہہ ہوا اور اس نے کہا ”ایں عبارت چیسٹ“ ذرا دوبارہ پڑھیں، ملا نظام دوبارہ اسی طرح پڑھ گئے اس پر اورنگ زیب نے وضاحت چاہی ملا نظام اس وقت کوئی جواب نہ دے سکے اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اس عبارت پر نظر نہیں ہے کل تفصیل سے بات ہوگی۔ (۳۲) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عالمگیری کی فقہ پر گہری نظر تھی اور فتاویٰ کی تدوین و تصحیح میں وہ بھی حصہ لیا کرتا تھا۔

فتاویٰ عالمگیری کی تدوین و ترتیب کے بعد عالمگیری نے پورے ملک میں حکم جاری کر دیا تھا کہ عدالتی فیصلوں میں اسی کو سامنے رکھا جائے اور اسی کے مطابق فیصلے کئے جائیں اس کے لیے اس نے ہندوستان کے مختلف شہروں اور علاقوں میں دیانت دار امین اور اہل علم قاضی مقرر کئے تاکہ وہ شریعت کی روشنی میں فیصلے صادر کرنے سے متعلق کسی طرح کی مددہنت یا کمزوری کا شکار نہ ہوں اور ہر معاملے میں دیانت دارانہ تحقیق و تدقیق کے بعد صحیح نقطہ نظر تک پہنچنے کی سعی کریں (۳۳) فتاویٰ عالمگیری کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ ”درہ خیبر کے راستے سے جو علماء وارد ہوئے وہ اپنے ساتھ جو علم دین یہاں لائے وہ صرف فقہ دانی کی کتابوں کا پشتارہ تھا کہ اس پر حکومت کے نظام کا مدار تھا اور وہ ملک کے قانون اور سلاطین کے تقرب کا ذریعہ تھا۔ چنانچہ شروع عہد سے اخیر تیموری عہد تک ہندوستان میں فتاویٰ اور قانون کے مختلف مجموعے تیار ہوئے جس میں سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت فتاویٰ عالمگیری کو حاصل ہوئی۔“ (۳۴) آج ہمارے پاس ہندوستان میں مسلمانوں کے قانون کا سب سے بڑا خلاصہ فتاویٰ عالمگیری ہے جو نہایت مناسب طور سے اسی کے نام کے ساتھ منسوب ہے اور جس نے بعد کے عہد میں ہندوستان میں اسلامی نظام عدل کو واضح طور پر آسان کر دیا۔ (۳۵) یہ کتاب علماء دین اور فقہاء کرام کی ایک بڑی جماعت کی کاوشوں سے

معروض وجود میں آئی جو اہل علم اس میں لگے تھے وہ دین اور علم فقہ میں ایک امتیازی شان رکھتے تھے اور عمل کے لحاظ سے بڑے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ چونکہ یہ کتاب انہیں علماء کی ایک پوری جماعت کی علمی کاوشوں کا نتیجہ ہے، اس لیے اس میں فقہی اعتبار سے غلطی کے بہت کم امکانات ہیں (۳۶) یہ کتاب ”ہدایہ نی نی کے طرز پر ترتیب دی گئی اور صرف انہیں مسائل کو لیا گیا جو ”ظاہر الروایہ نی نی (فقہ حنفی کی کتابوں) سے ثابت ہیں جو مسائل نوادر سے بھی ثابت نہیں ہیں انکا ذکر نہیں کیا ہے، یا صرف اس صورت میں ذکر کیا ہے جب ظاہر الروایہ میں مسئلہ کا جواب نہ ملا ہو یا نوادر کے جواب میں صراحت ہو کہ اس پر فتویٰ بھی ہے۔ (۳۷) اس کتاب میں جتنے مسائل مذکور ہیں سب کو اصل حوالے کے ساتھ کتابوں کے نام کے ساتھ نقل کیا گیا ہے اور اگر کسی دوسری کتاب سے مسئلہ اخذ کیا گیا ہے تو اس کا بھی ذکر کیا گیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ تدوین و ترتیب میں مسائل کی تکرار اور متن میں حشو و زوائد سے پرہیز کیا گیا ہے (۳۸) فتاویٰ عالمگیری فقہ حنفی کی نمائندگی اور ترجمانی کرتا ہے اس کی بنیاد ان چھ معروف کتابوں پر قائم ہے جو امام محمد کی تصانیف ہیں اور جنہیں ظاہر الروایہ سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ کتابیں یہ ہیں، جامع الکبیر، جامع الصغیر، المبسوط، الزیادات، السیر الکبیر، السیر الصغیر (۳۹)

ہندوستان اور فقہ کا چولی دامن کا ساتھ ہے، یہاں فقہی کتابیں ہر دور میں داخل درس رہی ہیں، علماء اس فن پر کتابیں تصنیف کرتے رہے اور سلسلہ درس جاری کئے رہے۔ فتاویٰ عالمگیری ایک ہشت پہلو آئینہ ہے جس کے ہر پہلو میں اسلام کا تشریحی نظام واضح اور نمایاں طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب اسلام کے قانونی پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے مرجع خلافت بنی ہوئی ہے، اس کا ہر پہلو مکمل اور ہر گوشہ مستحکم ہے (۴۰) اس کتاب کا یہ امتیازی وصف ہے کہ جو مسائل تمام کتب فقہ میں پیچیدہ الفاظ میں پائے جاتے ہیں ان کو اس قدر آسان کر کے لکھا ہے کہ ایک بچہ تک سمجھ سکتا ہے (۴۱) یہ کتاب انسانی زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتی ہے، اس میں جزئیات اور کلیات سے پوری بحث کی گئی ہے، اس کی جامعیت و ہمہ گیری کا مقابلہ

دوسرے فتاویٰ نہیں کر سکتے (۴۲) اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فقط حصہ عبادات کو ہی اہمیت نہیں دی گئی ہے، بلکہ اس کا حصہ معاملات بھی متعدد ضروری تفصیلات اور جزئیات پر مشتمل اور اہم مسائل کو محیط کئے ہوئے ہے (۴۳) کتاب کی ترتیب میں علماء نے ہر مسئلہ کے ماخذ کا حوالہ دیا ہے اور اگر اصل کتاب سامنے نہیں ہے اور مسئلہ دوسری کتاب سے نقل کیا گیا ہے تو ناقلاً عن فلاں، کا لفظ لکھ کر اصل ماخذ کا ذکر کر دیا گیا ہے، بہر حال کتاب اپنے مأخذ فقہی، مصادر علمی اور گونا گوں خصوصیات کے اعتبار سے نہایت شاندار ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کا سال تالیف:

فتاویٰ عالمگیری کی تصنیف و تالیف کا آغاز کب ہوا اس کے بارے میں بہت یقین سے کچھ کہنا ممکن نہیں۔ عالمگیر نامہ کے مصنف منشی محمد کاظم کی عبارتوں سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کی تالیف کب عمل میں آئی ”آغاز سال دہم والائے دولت عالمگیری، مطابق سنہ ہزار و ہفتاد، ہفت ہجری (۴۴) در ہشتم شوال سال یازدہم از جلوس ہمایوں بظاہر دار الخلافہ رسیدہ فی (۴۵) اس سے آگے کی عبارت میں مذکور ہے ”کہ سن کرامت ترین منزل فسمین راکامیاب بمنات برکات والوف سعادات ساختہ فی (۴۶) یعنی قافلہ عمر سیکڑوں برکات اور ہزاروں سعادات کے جلو میں پچاس کی منزل کو پہنچ گیا، اب اسی ضمن میں فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب و تدوین کا تذکرہ کیا ہے۔

عالمگیر نامہ اور نگ زیب عالمگیر کے پہلے دس سالہ دور حکومت کے واقعات پر مشتمل ہے اور فتاویٰ عالمگیری کی جمع و تالیف کا تذکرہ اس کتاب کے آخر، یعنی دسویں سن جلوس میں کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس فتاویٰ کی ترتیب اس وقت شروع ہوئی جب اور رنگ زیب عالمگیر کو تخت پر متمکن ہوئے دس سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور وہ پچاس سال کی عمر کو پہنچ گیا تھا اس لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی تدوین کا آغاز ۱۶۶۸ء یا ۱۶۶۹ء ہے اور تکمیل تقریباً

۱۶۷ء ہے۔ اس طرح کل آٹھ سال کی ان تھک محنت کے بعد یہ کتاب تیار ہوئی اس کتاب کی تیاری میں دو لاکھ روپے صرف ہوئے چنانچہ قریب دو لک روپیہ صرف لوازم این کتاب مستطاب کہ زیادہ از یک لک بیت باشد شد، انشاء اللہ ہر گاہ آرائش تمام و پیرایہ اختتام کہ عنقریب است یابد جہانیاں را از ساز و کتب فقہی مستغنی خواهد بود فی (۴۷) کتاب عربی میں لکھی گئی تھی، اس لیے عام لوگ اس سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے، اس لیے اورنگ زیب نے چلی عبد اللہ اور ان کے شاگردوں کو اس کے فارسی ترجمہ کے لیے مامور کیا۔ برائے سہولت ہم کنناں چلی عبد اللہ با چند تلامذہ بمترجم نوشتن بفارسی مامور (۴۸)۔

فتاویٰ کی تالیف کا طریقہ:

اورنگ زیب نے فتاویٰ کی تدوین کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کیا جس میں ہر شخص علم فقہ میں یکتائے روزگار اور آسمان علم کا آفتاب و ماہتاب تھا۔ اس کی علم دوستی، علماء پروری اور جوہر شناسی و قدر دانی کا اندازہ لگانے کے لیے صرف یہ واقعہ کافی ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین اور دوسری خدمات کے سلسلے میں اورنگ زیب نے شیخ نظام کو مقرب خاں کے لقب سے سرفراز فرما کر شش ہزاری و پنج ہزار سوار کا منصب عطا فرمایا اور خلعت خاص و شمشیر، خنجر مردارید، سپہ مرصع و علم نقارہ اور ایک لاکھ روپیہ نقد اور تیس عربی و عراقی گھوڑے اور دو ہاتھی مرحمت کیے۔ (۴۹) فتاویٰ عالمگیری کے جمع و ترتیب کا طریقہ یہ تھا کہ فقہی ابواب کے لحاظ سے اس کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر حصہ کے لیے ایک صدر اور ہر صدر کے لیے چند معاونین کی ایک جماعت مقرر تھی، ہر صدر اپنے حصے کا ذمہ دار تھا، اخذ و استنباط میں اگر کوئی غلطی ہو جاتی تھی تو ملا نظام جو اس مجلس کے صدر اعلیٰ تھے ہر شعبہ کے صدر سے باز پرس کرتے تھے۔ (۵۰) فتاویٰ کی جمع و ترتیب کا کام چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا:

- ۱۔ حصہ اول کے جمع و ترتیب کا کام شیخ جلال الدین محمد جو نپوری کے سپرد تھا دوسرے لفظوں میں فتاویٰ کا ربع اول ان کی زیر نگرانی تالیف ہوا۔ از تصنیفات و تالیفات

- فتاویٰ عالمگیری حصہ اول است کہ حسب الامر سلطانی جمع نموده (۵۱)۔
- ۲- ایک حصہ کی تکمیل شیخ وجیہ الدین کو پامٹوی کے سپرد تھی اور ان کی امداد و اعانت کے لیے دس عالم مزید مقرر تھے (۵۲) فتاویٰ کی تدوین و ترتیب میں انہوں نے جو محنت کی اس کا اندازہ معارف کی اس عبارت سے ہو سکتا ہے ”زخشری کی قسط اس کا ایک قلمی نسخہ خدائش لائبریری پٹنہ میں ۱۲۰۰ھ کا لکھا ہوا موجود ہے، اس پر شیخ وجیہ الدین کے ہاتھ کی لکھی ہوئی عبارت ہے، کاتب اس عبارت کے نقل کے بعد لکھتا ہے :
- ”عبارت منقول از دستخط مولانا وجیہ الدین رئیس علماء فتاویٰ عالمگیری“ اس سے واضح ہوتا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کی تالیف میں مفتی وجیہ الدین کو پامٹوی کا بہت بڑا حصہ تھا اور ان کی ممتاز حیثیت تھی (۵۳)
- ۳- ایک حصہ کی تالیف شیخ محمد حسین جونپوری کے زیر اہتمام تھی۔ وربع از فتاویٰ عالمگیری باہتمام او (محمد حسین) زینت تمام یافت (۵۴)
- ۴- مفتی محمد اکرم علم فقہ کے متبحر عالم تھے عالم گیران کے وسیع علم کے پیش نظر ان کو اعلم کہا کرتا تھا، فتاویٰ عالمگیری کا ایک ربع ان کی کوششوں سے مرتب ہوا۔ وہ ترتیب و تالیف ربع از فتاویٰ عالمگیری مامور بود (۵۵) تلاش و تفحص سے یہ معلوم ہو سکا کہ کسی نہ کسی حصہ کے جمع و ترتیب کی ذمہ داری ان کے سپرد تھی، لیکن یقینی طور سے انہیں کہا جاسکتا کہ یہ کام چار ہی حصوں میں منقسم تھا یا یہی چار اس کے ذمہ دار تھے۔
- فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین:

فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کا کام علماء کی ایک جماعت نے کیا اس کی تدوین و ترتیب کا کام بہت ہی باضابطہ تھا۔ اس کی تالیف میں عہد اور نگ زیب کے تقریباً تمام جید علماء و فقہاء شریک تھے اور خود عالمگیر بھی دلچسپی لیتا تھا۔ ان علماء کے اخراجات خزانہ شاہی سے پورے کئے

جاتے تھے۔ مؤلفین کی فہرست میں کتنے لوگ شامل تھے اس کے بارے میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ معاصر فارسی تاریخی کتب میں اس کی کوئی فہرست نہیں ملتی۔ اورنگ زیب کے عہد کے بعد کے تذکروں میں بھی مؤلفین کے ناموں کی فہرست دستیاب نہیں ہے۔ ہم عصر فارسی کتابوں اور تذکروں سے جو نام ملے ہیں ان کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی تدوین و تالیف میں ۲۷ علماء شامل تھے اور ان میں سر فہرست صدر الصدور شیخ نظام برہان پوری تھے، تمام علماء کے گروہ کی صدارت شیخ نظام کو تفویض کی گئی تھی۔ اس کے مؤلفین کی فہرست درج ذیل ہے:

شیخ نظام برہان پوری، ملا حامد جونپوری، قاضی محمد حسین جونپوری، محمد ابوالخیر ٹھٹوی، شیخ وجیہ الدین گوپا منوی، سید علی اکبر سعد اللہ خانی، سید نظام الدین شکر اللہ ٹھٹوی، میر سید محمد قنوجی، شیخ رضی الدین بھاگلپوری، ملا محمد اکرم لاہوری پسر ملائیچی، مولانا جمیل جونپوری، مولانا جلال الدین مچھلی شہری، قاضی عبدالصمد جونپوری، مولانا ابوالواعظ ہرگامی، مفتی ابوالبرکات دہلوی، شیخ احمد بن ابوالمنصور گوپا منوی، مولانا ابوالفتاح صدانی جونپوری، قاضی عصمت اللہ لکھنوی، قاضی محمد دولت فتح پوری، مولانا محمد سعید سہالوی، شیخ محمد غوث کا کوروی، شاہ عبدالرحیم دہلوی، ملا فتح الدین پھلواری، قاضی سید عنایت اللہ مونگیری، مولانا محمد شفیع سرہندی، ملا وجیہ الرب، مولانا محمد فائق۔

مآخذ فتاویٰ عالمگیری:

فتاویٰ عالمگیری فقہ حنفی پر مشتمل ایک ضخیم اور مفصل کتاب ہے، فقہی اعتبار سے اس کی بڑی اہمیت ہے، اس میں جو بھی مسائل بیان کئے گئے وہ فقہ کی چھ اہم کتابوں سے ماخوذ ہیں اور امام محمد کی تصنیف ہیں۔ جیسے جامع الکبیر، جامع الصغیر، المبسوط، الزيادات، السیر الکبیر اور السیر الصغیر یہ کتابیں علماء فقہ میں بجا طور پر خاص اہمیت کی حامل ہیں اور فقہ حنفی کا سارا دار و مدار

انہیں کتب پر ہے جن کتب فقہ کی مدد سے مرتبین نے فتاویٰ عالمگیری مرتب کی ہے اور جا بجا ان کے حوالے دئے ہیں ان کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے، اس عظیم ذخیرہ فقہ میں سے بعض کتب فتاویٰ اپنی اہمیت و افادیت کے لحاظ سے آج بھی قابل ذکر ہیں۔ یہاں ان کتابوں کا مختصر تعارف کرانا مقصود ہے جنہیں فتاویٰ عالمگیری کو مرتب کرتے وقت بطور مآخذ استعمال کیا گیا ہے۔

- ۱۔ امام البرکات عبد اللہ بن احمد حافظ الدین النسفی الحنفی الوافی فی الفروع (۵۶)
- ۲۔ محمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ المعروف بحاکم الشہید الکافی فی الفروع الحنفیہ (۵۷)
- ۳۔ امام ابو الیث نصر بن محمد السمرقندی خزائن الفقہ (۵۸)
- ۴۔ محمد بن یوسف حسینی ابوالقاسم ناصر الدین سمرقندی المملعظ (۵۹)
- ۵۔ شیخ داؤد بن یوسف الخطیب الفتاویٰ الغیاثیہ (۶۰)
- ۶۔ عمرو بن عبد العزیز بازہ الشہید الفتاویٰ النجیہ (۶۱)
- ۷۔ عالم بن علاؤ الدین فتاویٰ تاتارغانیہ (۶۲)
- ۸۔ شیخ سدید الدین محمد بن محمد کاشغری منیۃ المصلی (۶۳)
- ۹۔ حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی کنز الدقائق (۶۴)
- ۱۰۔ شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی ہدایہ (۶۵)
- ۱۱۔ احمد بن منصور ابوالنصر اسبجانی شرح مختصر الطحاوی (۶۶)
- ۱۲۔ امام برہان الدین محمد بن احمد بخاری الذخیرۃ (۶۷)
- ۱۳۔ شیخ یوسف بن عمر بن یوسف الصوفی المضمرات یا جامع المضمرات (۶۸)
- ۱۴۔ محمد بن یوسف حسینی ابوالقاسم ناصر الدین سمرقندی الخلاصۃ المفتی (۶۹)
- ۱۵۔ ابوالرجاء مختار بن محمود الحنفی الفرائض الزاہدی (۷۰)
- ۱۶۔ ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری فتاویٰ ظہیریہ (۷۱)
- ۱۷۔ امام رضی الدین سرخسی محیط السرخسی (۷۲)
- ۱۸۔ صدر الشریعۃ اصغر عبد اللہ ابن مسعود شرح وقایہ (۷۳)
- ۱۹۔ امام فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی فتاویٰ قاضی خاں (۷۴)
- ۲۰۔ صدر الشریعۃ اصغر عبد اللہ ابن مسعود شرح وقایہ (۷۵)

٢١- امام كاشاني	السراج الوهاج الموضح لكل طالب ومحتاج (٤٦)
٢٢- محمد بن عبد الواحد شيخ كمال الدين ابن الهمام	الفتح القدير (شرح بداية) (٤٤)
٢٣- شيخ عمر بن ابراهيم بن محمد معروف به ابن نجيم مصري	البحر الرائق (٤٨)
٢٤- امام محمد بن حسن بن فرقد شياني	الجامع الصغير في الفروع (٤٩)
٢٥- شيخ الاسلام سراج الدين اوشي	لقتاوى السراجية (٨٠)
٢٦- الشيخ قاسم قطلوبغا الحنفى	الاختيار في شرح المختار (٨١)
٢٧- جلال الدين خوارزمي	كفاية شرح بداية (٨٢)
٢٨- ابوبكر حدادي	شرح قدوري (٨٣)
٢٩- احمد بن محمد ابو النصر الفقيه معروف باقطع	شرح القدوري الاقطع (٨٤)
٣٠- شمس الانعمه محمد بن احمد بن سهل سرخسي	المبسوط (٨٥)
٣١- يكي آفندي ابن شيخ الاسلام زكريا	فتاوى شيخ الاسلام (٨٦)
٣٢- ابن امير حاج محمد بن محمد الحنفى	شرح منية (٨٧)
٣٣- احمد بن محمد بن ابى بكر الحنفى صاحب مجمع الفتاوى	خزانة الفتاوى (٨٨)
٣٤- ابو زيد عبيد الله بن عمر الدبوسي	الاسرار في الاصول والفروع (٨٩)
٣٥- عبد الغفور بن لقمان كردوى	شرح الزيارات (٩٠)
٣٦- شيخ ابوالكارم	النقاية (٩١)
٣٧- حسام الدين عمرو بن عبد العزيز	الفتاوى الصغرى (٩٢)
٣٨- ابن الملك عبد اللطيف بن عبد العزيز	شرح مجمع البحرين (٩٣)
٣٩- احمد بن محمد بن عمر ابو النصر زاهد الدين عتباتي	الفتاوى العتبية (٩٤)
٤٠- امام ابوالحسن الكرخي	فتاوى الامام الكرخي (٩٥)
٤١- حسام الدين عمر بن عبد العزيز	الفتاوى الكبرى (٩٦)
٤٢- صدر الدين يعقوب مظفر كرمانى	فتاوى قرآنى (٩٧)
٤٣- ابوالفضل محمد الدين الموصلى	مختار الفتاوى (٩٨)
٤٤- ثقي الدين شمسى	شرح كتاب الاستحسان (٩٩)
٤٥- مجد الدين ابوالفتح	فتاوى ابوالفتح (١٠٠)
٤٦- حسن بن سليمان النجندى	فتاوى النجندى (١٠١)

- ٣٧- شيخ ابو بكر رشيد الدين الوتار حنفى فتاوى رشيد الدين (١٠٢)
- ٣٨- نجم الدين عمر بن محمد نسفى الشهير بعلامه سمرقند الفتاوى النسفية (١٠٣)
- ٣٩- عثمان فضل بن ابراهيم بن محمد فتاوى الفضلى (١٠٣)
- ٥٠- ابو القاسم احمد بن محمد العتائى شرح الزيادات للعتائى (١٠٥)
- ٥١- برهان الدين ابراهيم بن موسى الطرابلسى الاسعاف فى احكام الاوقاف (١٠٦)
- ٥٢- صدر الدين المستصفى (١٠٧)
- ٥٣- ابن ساعد نوادر فى الفروع (١٠٨)
- ٥٤- حسام الدين عمرو بن عبدالعزيز البخارى الحنفى الواقيات الحسامى (١٠٩)
- ٥٥- نظام الدين بن برهان الدين المرغينانى الحنفى فوائده نظام الدين (١١٠)
- ٥٦- امام محمد الدين ابوالفتح فصول الاستروشى (١١١)
- ٥٧- اسفرائنى امام ابو عبد الله محمد بن محمد بينات يعنى بيناتج الاحكام (١١٢)
- ٥٨- شيخ احمد القلانسى التهذيب (١١٣)
- ٥٩- جمال الدين محمود بن احمد البخارى المعروف بالخصيرى : التحرير شرح جامع الكبير للخصيرى (١١٤)
- ٦٠- ابو محمد فخر الدين تبين الحقائق شرح كنز الدقائق (١١٥)
- ٦١- عبد الرحيم بن عماد الدين بن صاحب هداية ابوالفتح زين الدين الفصول العمادية (١١٦)
- ٦٢- قاضى جمال الدين احمد بن محمد الحادى القدسى (١١٧)
- ٦٣- جلال الدين خوارزمى كفاية شرح هداية (١١٨)
- ٦٤- ابوبكر بن على بن محمد حدادى مصرى الجوهرة الصيرة (١١٩)
- ٦٥- مختار بن محمود زاهدى القنية (١٢٠)
- ٦٦- شيخ عمر بن ابراهيم بن محمد معروف ابن نجم مصرى النهر الفائق (١٢١)
- ٦٧- على بن محمد بن الحسين فخر الاسلام ابوالحسن البرزوى شرح المبسوط (١٢٢)
- ٦٨- شيخ حسين بن محمد سميقانى ياسمىقانى خزائن المفتين (١٢٣)
- ٦٩- محمود بن احمد بن موسى قاضى القضاة شرح الهداية ورمز الحقائق فى شرح كنز الدقائق معروف بعينى شرح الكنز (١٢٤)
- ٧٠- محمد بن عبد الرشيد بن نصر بن محمد كرماني ابوبكر ركن الدين جواهر الفتاوى (١٢٥)
- ٧١- برهان الدين مرغينانى صاحب هداية التجنيس (١٢٦)

- ۷۲۔ عبد الرشید بن ابی حنیفہ بن عبد الرزاق ولوالجی ابو الفتح فتاویٰ ولوالجیہ (۱۲۷)
- ۷۳۔ شیخ الامام ابو محمد ظہیر الدین احمد بن ابی ثابت فتاویٰ التمر شاشی (۱۲۸)
- ۷۴۔ امام مجد الدین اسعد بن یوسف بن علی البخاری الصیر فی المعروف باہو فتاویٰ الصیر فیہ، یا فتاویٰ آہو (۱۲۹)
- ۷۵۔ امام محمد بن احمد بن ابی السہل ابو بکر السرخسی جامع الصغیر (۱۳۰)
- ۷۶۔ امام محمد بن محمود بابر قی العنایہ شرح ہدایہ (۱۳۱)
- ۷۷۔ احمد بن محمد بن احمد بن جعفر القدوری قدوری (۱۳۲)
- ۷۸۔ تاج الشریعہ محمود بن احمد صدر الشریعہ اکبر وقایہ (۱۳۳)
- ۷۹۔ محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی شرح مختصر الطحاوی (۱۳۴)
- ۸۰۔ حسن بن علی بن حجاج سفغانی حسام الدین النہایہ (۱۳۵)
- ۸۱۔ یوسف بن محمد جرجانی المتوفی ۳۹۸ھ خزانیہ الاکل (۱۳۶)
- ۸۲۔ قاضی ابو زید الدبوسی کتاب الاسرار، تقویم الادلۃ، امدالافضی (۱۳۷)
- ۸۳۔ احمد بن محمد بن عمرو ناطفی الاجناس (۱۳۸)
- ۸۴۔ ابو المظفر اسعد بن محمد کراچی نیشاپوری فروق کراچی (۱۳۹)
- ۸۵۔ طاہر بن احمد بن عبد الرشید بن الحسن بخاری خلاصۃ الفتاویٰ (۱۴۰)
- ۸۶۔ عبد العلی بن محمد حسین برجندی شرح مختصر الوقایہ معروف بہ برجندی (۱۴۱)
- ۸۷۔ محمد بن عبد الرشید بن نصر بن محمد کرمانی ابو بکر رکن الدین حیرۃ الفقہاء (۱۴۲)
- ۸۸۔ امام محمد بن احمد الزیادات (۱۴۳)
- ۸۹۔ امام محمد بن احمد الجامع الکبیر (۱۴۴)
- ۹۰۔ امام محمد بن احمد السیر الکبیر (۱۴۵)
- ۹۱۔ امام محمد بن احمد السیر الصغیر (۱۴۶)
- ۹۲۔ شمس الائمۃ تاج الدین عبد الغفار بن لقمان کردی حنفی متوفی ۵۶۲ھ المفید والمرید (۱۴۷)
- ۹۳۔ ابو العباس احمد بن ابراہیم السروجی شرح ہدایہ (۱۴۸)
- ۹۴۔ جمال الدین محمود بن احمد البخاری المعروف بالخصیری: تحریر جامع الکبیر للخصیری (۱۴۹)

۹۵۔ شیخ الاسلام برہان الدین مرغینانی	مختارات مجموع النوازل (۱۵۰)
۹۶۔ شیخ ابوالعباس احمد بن محمد حنفی ناطفی	الواقعات (۱۵۱)
۹۷۔ ابوبکر بن مسعود الکاسانی	البدائع (۱۵۲)
۹۸۔ ابن العفرنس	جامع الجوامع (۱۵۳)
۹۹۔ احمد محمد بن اقبال	البحر الزاخر (۱۵۴)
۱۰۰۔ ابن امیر الحاج محمد بن محمد	شرح منیۃ المصلی (۱۵۵)
۱۰۱۔ محمد بن محمد بن احمد عبداللہ بن عبدالمجید بن اسمعیل بن الحاکم البشیر المصنفی (۱۵۶)	
۱۰۲۔ ابی الرجاء مختار بن محمود الزاہدی	الجبتی (۱۵۷)

اس کے علاوہ بھی شاہان فی الفروع جس کے مصنف کا نام نہیں مل سکا فتاویٰ عالمگیری کے ماخذ میں ہے، اسی طرح شرح تلخیص جامع الکبیر، التتویر شرح تلخیص، کتاب رزین، شرح مقدمہ ابی اللیث، المصنفی، الکفایہ، التحصیر غایۃ البیان، البقالی، اقرار العیون، الزاد، فتاویٰ برہانیہ، جواہر الاخلاطی، الفتاویٰ الغرائب، وغیرہ بھی بطور ماخذ استعمال ہوئی ہیں۔ اسی طرح ادب القاضی (۱۵۸) کی شرح کا استعمال بھی بطور ماخذ ہوا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری اور نگ زیب کے عہد میں مدون ہوئی اس میں عبادات اور معاملات کے تقریباً سبھی پہلوؤں پر تفصیلی بحث ہے، اس میں جہاں کتاب الصلوٰۃ، کتاب النکاح، اور کتاب الرضا عت جیسے عنوان قائم کئے گئے ہیں وہیں کسانوں سے متعلق کتاب المزراعت، کتاب الاجارۃ اور مسلمانوں سے متعلق کتاب الزکوٰۃ جیسے عناوین بھی زیر بحث آئے ہیں۔ جہاں تک مزراعت کا تعلق ہے تو اس میں مزراعت، انواع مزراعت، کاشتکار کا کسی اور کو مزراعت پر دینا، مشروط مزراعت، یا کھیتی پوری تیار ہونے سے پہلے یا درختوں کے پھل کیری ہونے کی حالت میں مالک زمین کے مرجانے یا مدت گزر جانے یا دو شریکوں میں سے ایک کی زمین مشترک میں زراعت کرنے اور غاصب کے زراعت کرنے جیسے مسائل پر بحث ہے۔ اسی طرح کتاب الزکوٰۃ کے تحت، کن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے، زکوٰۃ کن پر فرض ہے اور اس کی مقدار کیا ہے کب واجب الادا ہے، مصرف کیا ہے جیسے نکات پر تفصیلی بحث ہے۔

فتاویٰ عالمگیری پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ زندگی کا شاید ہی کوئی شعبہ ایسا ہوگا جس میں رہنمائی کے لیے ہمیں بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی نظیر نہ ملے اس کے اوراق پلٹنے سے یہ معلوم ہوا کہ یہ ایسے ابواب پر مشتمل ہے جو انسانی زندگی کے تقریباً ہر گوشے پر روشنی ڈالتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں تحقیق و مطالعہ کا جو ایک خاص معیار بن گیا ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم فتاویٰ عالمگیری کا مطالعہ کریں تو یہ اندازہ ہوگا کہ یہ سماجی علوم پر تحقیق کرنے والوں کے لیے ایک اہم تاریخی و فقہی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

ماخذ و حواشی

- (۱) ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی
- (۲) القلقشن دی، صبح الاعشی
- (۳) شہاب الدین العمری، مسالک الابصار
- (۴) ابن بطوطہ، الرحلۃ
- (۵) سیرت فیروز شاہی، (نقل مخطوطہ خدابخش لائبریری پٹنہ) یونیورسٹی کلکشن مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نمبر ۱۱۱ ص ۲۹۱-۲۹۰
- (۶) ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی، کلکتہ ۱۸۶۲ء ص ۵۶۱
- (۷) ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی، ”اسلامی قوانین کی ترویج و تفسیر عہد فیروز شاہی کے ہندوستان میں“ ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ ۱۹۹۸ء ص ۳۳
- (۸) محمد اسحق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ، لاہور ۱۹۷۳ء ص ۳۳
- (۹) حاجی خلیفہ، کشف الظنون عن اسماء الکتب والفتون جلد دوم، مطبع العام ۱۳۱۰ھ، بحوالہ محمد اسحق بھٹی، ص ۳۳
- (۱۰) فتاویٰ قراخانی، یہ جلال الدین فیروز غلجی (۹۶-۱۲۹۰) کے عہد کا ایک فقہی مخطوطہ ہے، فارسی زبان میں ہے اور مسائل فقہ احناف پر مشتمل ہے اور اس کے مصنف یعقوب مظفر کرمانی ہیں، محمد اسحق بھٹی، حوالہ مذکورہ

ص ۶۰-۶۱

(۱۱) فوائد فیروز شاہی، فیروز شاہ تغلق کے عہد کا فقہی کارنامہ ہے، یہ شرف محمد عطاء کی تصنیف ہے اور فیروز شاہ کے نام منسوب ہے، ڈاکٹر ظفر الاسلام، سوشیو اکٹناکس ڈائمنشن آف فقہ لٹریچر ان میڈیول انڈیا، لاہور، ۱۹۹۳ء ص ۹

(۱۲) فتاویٰ تاتارخانی، ہندوستان میں جو فقہی و علمی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں اس کتاب کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہ خاں اعظم تاتارخان کی ایماء سے معرض وجود میں آئی، اس کے مصنف عالم بن العلاء انصاری ہیں، اس کے مخطوطے ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں، جن میں خدا بخش لائبریری پٹنہ، آصفیہ لائبریری حیدرآباد وغیرہ قابل ذکر ہیں، ڈاکٹر ظفر الاسلام، حوالہ مذکورہ ص ۹

(۱۳) فتاویٰ حمادیہ، یہ گجرات کا ٹھہراواٹر کا ایک تاریخی فقہی مخطوطہ ہے، یہ عربی زبان میں ہے۔ اسے ناگور کے مفتی ابو الفتح رکن الدین نے اپنے صاحب زادے کی مدد سے مرتب کیا، یہ قاضی حماد الدین بن قاضی اکرم کا دور تھا، یہ کتاب انہیں کی فرمائش پر لکھی گئی اور انہیں کے نام منسوب کی گئی، محمد اسحق بھٹی، حوالہ مذکورہ ص ۱۳۵-۱۳۲، زبیدہ احمد، دی کانٹری بیوشن آف انڈیا ٹو عربک لٹریچر پاکستان ۱۹۵۸ء ص ۷۰

(۱۴) فتاویٰ ابراہیم شاہی، یہ شہاب الدین احمد بن محمد نظام جیلانی کی تصنیف ہے اور سلطان ابراہیم عادل شاہ کے نام منسوب ہے، زبیدہ احمد، حوالہ مذکورہ ص ۷۱

(۱۵) فتاویٰ بابری، یہ ظہیر الدین بابر (۳۰-۱۵۲۶) کے عہد کی تصنیف ہے اس کا مصنف شیخ نور الدین خوانی ہے، رسالہ معارف، دارالمصنفین اعظم گڑھ، جولائی ۱۹۵۰ء ص ۶۹

(۱۶) فتاویٰ مجمع البرکات، یہ عہد اورنگ زیب کا مشہور فقہی کارنامہ ہے، اس کے مؤلف مفتی ابوالبرکات بن حسام الدین دہلوی (۱۶۹۸ء) ہیں اس کا اصلی نام فتاویٰ عجائب البرکات تھا، لیکن جب مؤلف نے اسے دار الخلافہ دہلی کے ناظم محمد یار خان کو پیش کیا تو اس نے موجودہ نام رکھنے کا مشورہ دیا، اس فتاویٰ کا ماخذ عہد وسطی کے اہم فقہی مجموعے ہیں، ”مخطوط“ ندوۃ العلماء لکھنؤ ff.1b..2b

(۱۷) ندوی صدر الحسن، اورنگ زیب اور فتاویٰ عالمگیری کی تدوین، یونیورسٹی پریس اورنگ آباد ۱۹۸۸ء ص ۳۲

(۱۸) فتاویٰ عالمگیری، اردو مترجم سید امیر علی، نئی دہلی ص ۲

(۱۹) انوار احمد قادری، دی فتاویٰ عالمگیری، جرنل آف دی پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی ۱۹۶۵ء ص ۱۹۰

(۲۰) ایضاً ص ۱۹۰

(۲۱) L. Million Intro. A Letude Due Droit Muslaman (Paris 1953)
Chouric Cardahi Ch. xiv. Conflict of law in the Middle East
(Washington, D.C. 1955) George Young , Corps dedrait ottomau
(oxford 1905-1906) Charles A. Hopper, civil law of Palestine

- and Transjordan, vol.1, (Jerusalem, 1933).
- (۲۲) انوار احمد قادری، دی فتاویٰ عالمگیری، جرنل آف دی پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی ۱۹۶۵ء ص ۱۹۳
- (۲۳) ایضاً ص ۱۹۳
- (۲۴) INA. Rep. 367-Harington and fendall, Cf. Poorun vs. Budlooah: INA. Rep. 213(1810) Stuart.
- (۲۵) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، فاطمہ بن محمود بنام محمد بن سالم ۱۹۵۲ء اپیل کیس، صفحات ۷۰۸-۷۰۹ رضوی بنت عبداللہ بنام شریفہ بنت محمد بن حامد، پریوی کونسل اپیل نمبر ۶۳، ۱۹۶۰ء فیصلہ ۱۹۶۲ء (افریقہ ممالک کا کیس) محمد بن لا آکسفورڈ ۱۹۳۱ء
- (۲۶) انوار احمد قادری، دی فتاویٰ عالمگیری، حوالہ مذکورہ ص ۱۹۵
- (۲۷) ایضاً ص ۱۹۶-۱۹۵
- (۲۸) بختاور خاں، مرآۃ العالم (بہ تصحیح مقدمہ و حواشی) ساجدہ س علوی، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۷۹ء ص ۳۸۷ مقالات منتخبہ، اورینٹل کالج میگزین جلد دوم ۱۹۷۰ء ص ۲۲۲-۲۲۱
- (۲۹) مرآۃ العالم ص ۳۸۸-۳۸۷ مقالات منتخبہ ص ۲۲۳
- (۳۰) محمد کاظم شیرازی، عالمگیر نامہ، کلکتہ، ایشیا ٹک سوسائٹی ۱۹۶۸ء ص ۱۰۸ مقالات منتخبہ ص ۲۲۳-۲۲۲
- (۳۱) حبیب اللہ ندوی، فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور ۱۹۸۸ء ص ۲۲
- (۳۲) ایضاً ص ۲۳
- (۳۳) برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ، ص ۲۲۸
- (۳۴) سید سلیمان ندوی، مقالات سلیمانی جلد دوم، دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۹۶۸ء ص ۵۰۶
- (۳۵) سر جادونا جھ سرکار، ہسٹری آف اورنگ زیب جلد ۵ کلکتہ ۱۹۲۴ء ص ۷۵
- (۳۶) برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۲۶۳
- (۳۷) ڈاکٹر شبیر احمد قادری، عربی زبان و ادب عہد مغلیہ میں، حصہ اول، لکھنؤ ۱۹۸۲ء ص ۲۲۰
- (۳۸) فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص ۳۳
- (۳۹) عربی ادب عہد مغلیہ میں ص ۲۴۱
- (۴۰) ایضاً ص ۲۴۲
- (۴۱) علامہ شبلی نعمانی، اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر، دارالمصنفین اعظم گڑھ، اکتوبر ۱۹۹۹ء ص ۱۲۰
- (۴۲) عربی ادب عہد مغلیہ میں ص ۲۴۳
- (۴۳) محمد اسحاق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۲۶۴

- (۴۴) عالمگیر نامہ ص ۱۰۳۰
- (۴۵) ایضاً ص ۱۰۶۵
- (۴۶) ایضاً ص ۱۰۷۲-۱۰۷۱
- (۴۷) محمد یحناوی خاں، مرآۃ العالم جلد اول ص ۳۸۸ ساقی مستعد خاں، مآثر عالمگیری (انگریزی) ایشیا ٹک سوسائٹی کلکتہ ۱۹۹۰ء ص ۳۱۶
- (۴۸) ایضاً ص ۳۸۸
- (۴۹) مآثر عالمگیری ص ۱۸۱-۱۸۰
- (۵۰) فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص ۲۰
- (۵۱) قاضی اطہر مبارک پوری، دیار پورب میں علم اور علماء، ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی، ۱۹۷۹ء ص ۹۵، اورنگ زیب اور فتاویٰ عالمگیری کی تدوین، ص ۵۰ دائرہ معارف اسلامیہ اردو جلد پنجم دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۷۵ء ص ۱۲۹
- (۵۲) برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۲۸۸، اشفاق علی، ملا جیون کے معاصر علماء لکھنؤ ۱۹۸۲ء ص ۱۴۲
- (۵۳) رسالہ ماہنامہ فی فی معارف فی فی اعظم گڑھ دسمبر ۱۹۴۶ء
- (۵۴) محمد یحناوی خاں، مرآۃ العالم، جلد دوم، حوالہ مذکورہ ص ۵۶۲
- (۵۵) ایضاً ص ۴۵۸
- (۵۶) مصطفیٰ بن عبد اللہ ملا کاتب معروف حاجی خلیفہ، کشف الظنون عن اسامی الکتاب والفتون جلد دوم ۱۳۱۰ھ، مطبع العالم ص ۶۶۲
- (۵۷) ایضاً جلد دوم ص ۲۵۵، یہ کتاب اصول مذہب میں سے ہے، فتاویٰ عالمگیری، جلد اول ترجمہ اردو سید امیر علی، ناہید پریس نئی دہلی، مقدمہ ص ۹۹، مصنف نے امام محمد کی کتابوں کے اہم اجزاء فقہی نہایت سلیقے سے جمع کردئے ہیں، لہذا یہ کتاب اپنے مندرجات کے اعتبار سے بڑی قابل اعتماد ہے، جلد دوم ص ۲۵۵
- (۵۸) حاجی خلیفہ، کشف الظنون جلد اول ص ۴۶۱
- (۵۹) فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۷۷
- (۶۰) یہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد کا ایک فقہی مخطوط ہے اور سلطان ہی سے منسوب ہے، یہ فتاویٰ عربی زبان میں ہے اور فقہ حنفی کے نقطہ نظر سے مرتب کیا گیا ہے، محمد اسحق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۳۳۳ ص ۳۶
- (۶۱) حاجی خلیفہ، کشف الظنون جلد دوم ص ۱۶۶

- (۶۲) فتاویٰ تاتارخانیہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے یہ تیس جلدوں میں مرتب ہوئی اور مسلم ہندوستان کا یہ وہ فقہی ذخیرہ ہے جس کی ضخامت اور تفصیلات مسائل کے بارے میں مثال نہیں ملتی۔ لیکن افسوس کہ دنیا کے بڑے بڑے کتب خانے خالی ہیں، ہندوستان میں صرف احمد آباد کے کتب خانہ پیر محمد شاہ میں اس کا مکمل نسخہ موجود ہے۔ محمد اسحق بھٹی، حوالہ مذکورہ ص ۱۱۵، حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔ حاجی خلیفہ نے ”تاتارخانیہ فی الفتاویٰ کے ذیل میں اس کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ امام ابراہیم بن محمد لکھنوی نے ایک جلد میں اس کی تلخیص کی ہے۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون جلد اول ص ۲۱۱
- (۶۳) اس کتاب کا پورا نام منیۃ المصلیٰ وغنیۃ المبتدی ہے۔ یہ مشہور کتاب ہے اور بعض مدارس عربیہ میں متداول اور داخل نصاب ہے۔ محمد اسحق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۷۸-۷۷-۷۶
- (۶۴) یہ مشہور کتاب ہے اور فقہاء کرام نے اس کی متعدد شروح لکھی ہیں، فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۷۵
- (۶۵) ہدایہ نام کی کئی کتابیں ہیں جن میں سے ایک فروغ شافعیہ میں ابوالحسن منصور بن اسمعیل شافعی کی ایک فروغ حنابلہ میں شیخ الامام فاضل ابن الخطاب محفوظ بن احمد بن الحسن بن احمد طویلی کلاوازی بغدادی حنبلی کی، ایک طب میں ابن سینا حسین بن عبد اللہ حکیم کی، لیکن یہاں ہدایہ سے مراد برہان الدین مرغینانی کی تصنیف ہے۔ یہ فقہ حنفی کی نہایت اہم اور معروف کتاب ہے اور یہ اسی مصنف کی ایک تصنیف ”ہدایۃ المبتدی فی نی کی شرح ہے اس میں مصنف پہلے امام یوسف اور امام محمد کے اقوال نقل کر کے مسئلہ زیر بحث سے متعلق ان کا مسلک اور نقطہ نظر ظاہر کرتے، اور ان کی دلیل بیان کرتے ہیں، پھر امام ابوحنیفہ کے دعویٰ کی وضاحت کرتے ہیں اور دلائل بھی تحریر کرتے ہیں، اس کتاب کی فقہی اہمیت کے پیش نظر اس کی کئی شروح لکھی گئیں اور علماء و فقہاء نے مختلف انداز میں اس پر بہت کام کیا ہے۔ حاجی خلیفہ ”کشف الظنون فی نی جلد دوم
- (۶۶) اس سبب تاتار کے سرحد پر واقع ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۶۹- مختصر الطحاوی کے مصنف علامہ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک طحاوی ہیں، یہ مصر کے ایک گاؤں طحا کے رہنے والے تھے، پہلے شافعی المسلمک تھے بعد میں مسئلہ حنفیت اختیار کر لیا۔
- (۶۷) فتاویٰ عالمگیری، مقدمہ ص ۹۴ یہ کتاب الذخیرۃ الفتاویٰ ”الذخیرۃ فی نی اور ذخیرۃ برہانیہ کے نام سے بھی مشہور ہے جو دراصل مصنف ہی کی کتاب المحیط البرہانی کا اختصار ہے، یہ دونوں کتابیں علماء و فقہاء میں مقبول و متداول ہیں، حاجی خلیفہ کشف الظنون جلد اول ص ۵۲۸
- (۶۸) یہ قدوری کی شرح ہے، کشف الظنون جلد اول ص ۳۸۵
- (۶۹) فتاویٰ عالمگیری، جلد اول، مقدمہ ص ۷۷
- (۷۰) کشف الظنون جلد دوم ص ۱۸۱

(۷۱) فتاویٰ عالمگیری جلد اول مقدمہ ص ۷۶، حاجی خلیفہ حوالہ مذکورہ جلد دوم ص ۱۶۸ ظہیر الدین بخاری بخارا میں محتسب تھے۔ اپنے والد احمد بن عمر سے علم حاصل کیا اور درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے ان کے ایک استاذ شیخ ظہیر الدین ابوالحسن حسن بن علی مرغینانی ہیں ان کی ایک تصنیف الفوائد للظہیر یہ ہے، محمد الحق بھٹی، حوالہ مذکورہ ص ۳۷۳

(۷۲) المحيط نام کی دو کتابیں ہیں۔ ایک المحيط البرہانی جو برہان الدین صدر الشریعہ کی تصنیف ہے، دوسری امام السرخسی کی تالیف ہے جسے المحيط السرخسی کے نام سے جانتے ہیں، ”فتاویٰ عالمگیری فی جلد اول، مقدمہ ص ۷۷، محیط جس کا فتاویٰ عالمگیری میں بہت حوالہ ہے کہیں مطلق مذکور ہے اور کہیں ”محیط السرخسی“ پس جہاں مطلق مذکور ہے اس سے مراد محیط برہانی ہے، فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۹۴

(۷۳) شرح وقایہ میں محمود بن احمد کا نام بھی ہے، فتاویٰ عالمگیری، جلد اول، مقدمہ ص ۹۴

(۷۴) فتاویٰ قاضی خان کو فتاویٰ خانیہ بھی کہتے ہیں، یہ ایک مشہور و مقبول کتاب ہے، علماء فقہ کے بیشتر فتاویٰ کا مرجع بھی ہے یہ ان تمام مسائل کا مجموعہ ہے جن کی اکثر ضرورت پیش آتی ہے اس میں ہر فقہی مسئلے کا ماخذ دیا گیا ہے اور جس مسئلے کے بارے میں فقہاء متاخرین کے اقوال زیادہ ہیں اس میں ایک یا دو قول ذکر کر کے زیادہ واضح قول کو ترجیح دی گئی ہے، حاجی خلیفہ، جلد دوم حوالہ مذکورہ ص ۱۶۹، فتاویٰ عالمگیری اول، مقدمہ ص ۷۹

(۷۵) شارح وقایہ میں محمد ابن احمد کا نام بھی ہے، فتاویٰ عالمگیری اول، مقدمہ ص ۹۴

(۷۶) یہ قدوری کی شرح ہے، ایک کتاب السراج الوہاج نام کی فارسی میں تفسیر کی ہے اس کا ذکر فتاویٰ الصوفیہ کے مؤلف نے کیا ہے، کشف الظنون جلد دوم، حوالہ مذکورہ ص ۲۳

(۷۷) فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۸۹ یہ ہدایہ کی شرح ہے جو کتاب الوکالۃ تک ہے اور دو جلدوں میں ہے پورا نام فتح القدیر للعاجز الفقیر ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۳۷۵

(۷۸) فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۹۱

(۷۹) اس کے مصنف امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے، کشف الظنون جلد دوم، حوالہ مذکورہ ص ۳۷۷

(۸۰) سراج الدین اوشی چھٹی صدی ہجری کے مشاہیر میں سے تھے یہ کتاب بعض ایسے فقہی نوادر پر مشتمل ہے جو عام طور پر دیگر کتب فقہ میں نہیں ملتے ”منہی فی نی کا ماخذ بھی یہی کتاب ہے، اس کتاب کی سال تصنیف ۵۶۹ھ ہے، کشف الظنون جلد دوم، حوالہ مذکورہ ص ۱۶۷

(۸۱) کشف الظنون جلد دوم، حوالہ مذکورہ ص ۳۹۷

(۸۲) برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۲۶۳

(۸۳) ایضاً ص ۲۶۲

- (۸۴) شرح قدوری الاقطع سے بھی فتاویٰ عالمگیری میں حوالہ ہے، فتاویٰ عالمگیری جلد اول مقدمہ ص ۶۹
- (۸۵) المبسوط کی پندرہ جلدیں ہیں اس کی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے یہ کتاب اوز جند کے قید خانے میں کسی کتاب کی مدد کے بغیر تصنیف کی، یہ کتاب دراصل حاکم شہید محمد بن محمد کی الکافی کی شرح ہے اس میں فقہ حنفیہ کے جزئیات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، مبسوط یا المبسوط نام کی کئی کتابیں ہیں ایک کتاب امام محمد بن حسن شیبانی کی بھی ہے، محمد اسحق بھٹی، حوالہ مذکورہ ص ۳۷۸، ایک مبسوط نام کی کتاب کے مصنف عبد العزیز احمد بن نصر بن صالح بخاری شمس الائمہ حلوانی ہیں، فتاویٰ عالمگیری، جلد اول، مقدمہ ص ۶۷، لیکن سرخسی کی المبسوط زیادہ معتبر ہے اس کا حوالہ فتاویٰ عالمگیری میں ملتا ہے، امیر علی نے فتاویٰ عالمگیری کے مقدمہ میں اس کا ذکر کیا ہے، فتاویٰ عالمگیری جلد اول مقدمہ ص ۹۳
- (۸۶) کشف الظنون جلد دوم، حوالہ مذکورہ ص ۱۶۷
- (۸۷) ایضاً ص ۵۵۸
- (۸۸) خزائنہ الفتاویٰ نام کی ایک اور کتاب امام طاہر بن احمد بخاری سرخسی کی ہے، کشف الظنون جلد اول ص ۴۶۱
- (۸۹) ایضاً ص ۹۶
- (۹۰) فتاویٰ عالمگیری جلد اول مقدمہ ص ۷۸، شرح زیادات نام کی کئی کتابیں ہیں ایک شرح زیادات عتابی کے نام سے احمد بن محمد بن عمر ابوالنضر زہاد الدین عتابی کی ہے، اور ایک شرح زیادات حسن بن منصور بن محمد اوز جندی فخر الدین قاضی خان کی ہے، مقدمہ فتاویٰ عالمگیری ص ۹۷، لیکن فتاویٰ عالمگیری میں حوالہ عبد الغفور بن القمان کروڑی کی شرح الزیادات کا ہے۔
- (۹۱) برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۲۶۲
- (۹۲) کشف الظنون، جلد دوم، حوالہ مذکورہ ص ۱۶۸
- (۹۳) فتاویٰ عالمگیری، جلد اول، مقدمہ ص ۸۹
- (۹۴) ایضاً ص ۷۹، فتاویٰ عتابیہ کا نام جامع الفقہ یا جوامع الفقہ بھی ہے، شرح الزیادات جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے انہیں کی تصنیف ہے یہ عابد زہاد اور تبحر عالم تھے محمد اسحاق بھٹی حوالہ مذکورہ ص ۳۷۲
- (۹۵) امام کرخی مشہور فقیہ ہیں۔ مولانا مجیب اللہ ندوی، فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، لاہور ص ۱۷
- (۹۶) اس کی تصنیف کے بارے میں اس کے مؤلف کا کہنا ہے کہ جب مجھ سے لوگوں نے مختلف مسائل کے بارے میں فتویٰ پوچھا تو میں نے یہ کتاب لکھی اور یوسف بن احمد النخاسی نے فتاویٰ الصغریٰ کے انداز سے اس کی تبویب کی، قاضی فطیس کی ایک کتاب کا نام بھی الفتاویٰ الکبریٰ ہے۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون جلد دوم

ص ۱۷۰

(۹۷) یہ جلال الدین فیروز خلجی کے عہد کا ایک فقہی مخطوط ہے یہ انڈیا آفس لائبریری، ایشیا ٹک سوسائٹی بنگال، اور کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں موجود ہے، اسے مرتب کرنے والے کا نام قبول قراخان ہے، اسی لیے اس کا نام فتاویٰ قراخانی ہے۔ یہ مسائل فقہ احناف پر مشتمل ہے اور فارسی زبان میں ہے، محمد اسحاق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۶۱

(۹۸) برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۲۶۲، فتاویٰ عالمگیری کے مقدمہ میں مختار کے مصنف کا نام عبداللہ بن محمود موصلی متوفی ۶۸۳ھ لکھا ہے، مقدمہ ص ۱۰۳

(۹۹) کتاب الاستحسان نام کی ایک کتاب ابوسفیان رازی کی بھی ہے۔ حاجی خلیفہ، جلد دوم، حوالہ مذکورہ ص ۳۶۱۔ لیکن یہاں پر ثمنی کی کتاب الاستحسان مراد ہے جس کی شرح شمس الائمہ حلوانی نے کی ہے۔ مجیب اللہ ندوی، فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص ۱۷

(۱۰۰) برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۲۶۲

(۱۰۱) یہ کئی جلدوں میں ہے اس میں ہم عصر مشائخ و مفتیان کرام کے فتاویٰ ہیں۔ حاجی خلیفہ حوالہ مذکورہ جلد دوم ص ۶۶

(۱۰۲) ایضاً ص ۱۶۷، فتاویٰ عالمگیری، مقدمہ ص ۸۰

(۱۰۳) یہ کتاب ان فتاویٰ پر مشتمل ہے جو مؤلف نے اپنے معاصرین کے سوال کے جواب میں تحریر کیے کہ مؤلف اپنے دور کے بہت بڑے مفسر، محدث، فقیہ، اور ماہر تھے انہوں نے فقہ صدر الاسلام ابوالیسر محمد بزودی سے پڑھی، تفسیر و فقہ کے موضوع سے متعلق ان کی بہت سی تصنیفات ہیں فقہ میں ان کی ایک تصنیف کتاب المنظومہ ہے۔ کشف الظنون، جلد دوم، حوالہ مذکورہ ص ۱۷۱ عبدالحی فرنگی محلی، الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص ۱۵۰-۱۴۹

(۱۰۴) فتاویٰ فضلی کے مصنف کے بارے میں بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ ابوبکر محمد بن الفضل کی اولاد میں سے ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مصنف کا نام ہی امام ابوبکر محمد بن الفضل ہے، لیکن اول الذکر صحیح ہے، فتاویٰ عالمگیری، مقدمہ ص ۷۳

(۱۰۵) مقدمہ فتاویٰ عالمگیری، جلد اول ص ۷۹، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۲۶۲

(۱۰۶) یہ کتاب اوقاف کے مسائل اور جزئیات کا مجموعہ ہے، کشف الظنون، جلد اول حوالہ مذکورہ ص ۹۶

(۱۰۷) المستصفی نام کی کئی کتابیں ہیں ایک اصول فقہ میں امام غزالی کی، دوسری کتاب مستصفیٰ فی ذکر سنن المستصفی، محمد بن سعید العربی یمنی کی ہے، تیسری کتاب صدر الدین کی ہے۔ حاجی خلیفہ، جلد دوم، حوالہ مذکورہ ص ۴۲۸-۴۲۷، محمد اسحاق بھٹی نے المستصفی کو فتاویٰ عالمگیری کا ماخذ بتایا ہے لیکن انہوں نے

- مؤلف کا نام نہیں دیا گمان غالب یہ ہے کہ اس سے مراد صدر الدین کی المستصفیٰ ہے۔
- (۱۰۸) نوادر نام کی بہت سی کتابیں ہیں لیکن فتاویٰ عالمگیری میں ابن سماعہ کی نوادر ہی سے حوالے ہیں کشف الظنون، جلد دوم، حوالہ مذکورہ ص ۶۱۶
- (۱۰۹) اس کتاب میں ابوللیث کی النوازل اور ناطفی کی واقعات کو یک جا کر دیا گیا ہے، نیز فتاویٰ ابوبکر اور فتاویٰ اہل سمرقند سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ کشف الظنون، جلد دوم ص ۶۲۷، عبدالحئی فرنگی محلی، حوالہ مذکورہ ص ۱۳۹
- (۱۱۰) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، حوالہ مذکورہ ص ۲۱۱
- (۱۱۱) برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۲۶۲، فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص ۱۷، یہ کتاب صرف معاملات پر بحث کرتی ہے کتاب تیس فصول پر مشتمل ہے۔ محمد اسحق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۳۷۵
- (۱۱۲) یہ کتاب فقہی مسائل پر مشتمل ہے اس میں ائمہ اور کتب کا ذکر علامات کے ذریعے کیا گیا ہے مثلاً الحادی الکبیر کے لیے ”ح نی“ اور الوسیط کے لیے ”ط نی“ وغیرہ، محمد اسحق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۳۸۰
- (۱۱۳) فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص ۱۶، التہذیب نام سے فقہ کی دو کتابیں ہیں اور دونوں شافعی علماء کی تصنیف ہیں فقہ حنفی سے متعلق ایک کتاب تہذیب لدھن الدیب فی الفروع ہے اسے ذخیرۃ الفقہاء کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس سلسلے کی ایک کتاب کا نام ”خیرات الفتاویٰ نی“ ہے جو علی بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن نصیر الدین ابن ملاکان البرتوانی حنفی کی تصنیف ہے، عبدالحئی فرنگی محلی حوالہ مذکورہ ص ۲۳۰، محمد اسحق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۳۶۷
- (۱۱۴) مصنف نے دو شرحیں لکھی ہیں ایک مفصل اور دوسری مختصر، لیکن یہ تعین کرنا بڑا مشکل ہے کہ فتاویٰ عالمگیری میں حوالہ کس شرح کا ہے۔ مجیب اللہ ندوی، فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص ۱۷
- (۱۱۵) فتاویٰ عالمگیری جلد اول مقدمہ ص ۸۶، علامہ عثمان بن علی بن محسن ابو محمد فخر الدین زلیعی الصوفی ۷۰۵ھ میں قاہرہ گئے اور وہاں کی مسند تدریس و افتاء پر فائز کئے گئے، فقہ، نحو اور فرائض کے بہت بڑے عالم تھے ۷۴۳ھ میں فوت ہوئے عبدالحئی فرنگی محلی، حوالہ مذکورہ ص ۱۱۵، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۳۶۶
- (۱۱۶) فتاویٰ عالمگیری جلد اول مقدمہ ص ۸۶، مصنف کے نام میں اختلاف ہے شیخ جمال الدین بن عماد الدین بن ابوبکر بن عبد الجلیل مرغینانی سمرقندی لکھا ہے، اور مولیٰ محمد بن الیاس مفتی چوی زادہ کہتے ہیں، ان کا نام ابوالفتح بن ابوبکر بن عبد الجلیل مرغینانی سمرقندی ہے، یہ کتاب چالیس فصول میں مرتب کی گئی جو صرف معاملات سے متعلق ہیں۔ جہاں تک مصنف کی بات ہے تو زیادہ صحیح فتاویٰ عالمگیری کو مانا جاسکتا ہے۔ برصغیر پاک

- وہند میں علم فقہ ص ۳۷۵
- (۱۱۷) فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص ۱۷، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۲۶۳
- (۱۱۸) یہ مطبوع اور متداول کتاب ہے، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۳۷۵
- (۱۱۹) فتاویٰ عالمگیری جلد اول مقدمہ ص ۸۸
- (۱۲۰) ایضاً ص ۸۳
- (۱۲۱) ایضاً ص ۹۱
- (۱۲۲) شرح المبسوط سے حاکم شہید کی تالیف کافی کی شرح مراد ہے، فتاویٰ عالمگیری جلد اول مقدمہ ص ۹۳ اور ایک شرح مبسوط گیارہ جلدوں میں علی بن محمد بن الحسین فخر الاسلام ابوالحسن البرزوی کی بھی ہے۔ مقدمہ ص ۷۱
- (۱۲۳) یہ کتاب فروع حنفیہ میں ہے یہ کتاب ۷۴۰ھ میں مکمل ہوئی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۳۶۹
- (۱۲۴) فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۸۹
- (۱۲۵) جواہر الفتاویٰ کے علاوہ اسی مصنف کی ایک کتاب وحیۃ الفقہاء کے نام سے ہے ان دونوں کتابوں کے حوالے فتاویٰ عالمگیری میں ہیں، فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۸۵
- (۱۲۶) مجیب اللہ ندوی، فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص ۱۶
- (۱۲۷) فتاویٰ ولوالحیۃ کے مصنف ۴۶۷ھ ہذشتان کے شہر ولوالحی میں پیدا ہوئے اور شیخ ابوبکر القزازی علی بن حسن برہان بلخی سے فقہ پڑھی فتاویٰ عالمگیری میں اس کتاب سے حوالہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۶۷، محمد اسحق بھٹی نے کشف الظنون کے حوالے سے فتاویٰ ولوالحیۃ کے مصنف کا نام ظہر الدین ابوالکاکرم اسحق بن ابوبکر حنفی لکھا ہے اور ان کی وفات ۷۱۰ھ بتائی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۴۷۳، کشف الظنون جلد دوم ص ۱۷۱
- (۱۲۸) حاجی خلیفہ، کشف الظنون جلد دوم ص ۱۶۶
- (۱۲۹) ایضاً ص ۱۶۸
- (۱۳۰) فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۹۳
- (۱۳۱) ایضاً ص ۸۸
- (۱۳۲) ابوالحسن کنیت تھی چوتھے طبقہ فقہاء میں معروف و مستند ہیں، فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۶۵
- (۱۳۳) ایضاً ص ۹۴
- (۱۳۴) فتاویٰ عالمگیری کے مقدمے میں سید امیر علی نے شرح مختصر الطحاوی کا ذکر کیا ہے اور اس کے تین مصنف کا نام بھی لکھا ہے جو درج ذیل ہیں۔
- ۱۔ محمد بن احمد ابی سہیل السرخسی شمس الائمہ ابوبکر، مقدمہ ص ۷۱

- ۲۔ احمد بن علی ترمذی شیخ ابوبکر الوراق، مقدمہ ص ۷۲
- ۳۔ علی بن محمد بن اسمعیل بن علی بن احمد اسمر قندی اسپجانی۔ مقدمہ ص ۷۴
- ان تینوں مصنف کے نام ملتے ہیں لیکن غالب گمان یہ ہے کہ موخر الذکر کی شرح مختصر الطحاوی کا حوالہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔
- (۱۳۵) ایضاً ص ۸۶
- (۱۳۶) یہ ابوالحسن الکرجی کے شاگرد بھی تھے، مقدمہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۶۲
- (۱۳۷) یہ معروف فقیہ ہیں ان کی تالیفات میں کتاب الاسرار، تقویم الادلیہ، اور امداد القضا وغیرہ معروف ہیں فتاویٰ عالمگیری میں ان کا حوالہ ہے۔ ایضاً حوالہ مذکورہ ص ۶۲
- (۱۳۸) آپ کی تالیفات اجناس، فروق و واقعات وغیرہ سے الاجناس مراد ہے فتاویٰ عالمگیری میں جہاں ناطفی کے اجناس کا حوالہ ہے اس سے آپ کی مذکورہ کتب مراد ہیں۔ ایضاً حوالہ مذکورہ ص ۶۶، محمد اسحق بھٹی نے کشف الظنون وغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ کتاب کا پورا نام ”اجناس فی الفروع“ ہے، مصنف معروف علماء عراقیین اور کبار فقہاء حنفیہ میں سے تھے، محمد اسحق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ص ۳۶۵
- (۱۳۹) فروق کراچی کے نام سے آپ کی تالیف مشہور ہے، فتاویٰ عالمگیری میں اس کا حوالہ ہے، فتاویٰ عالمگیری جلد اول، مقدمہ ص ۶۸
- (۱۴۰) ایضاً ص ۷۶
- (۱۴۱) ایضاً ص ۹۰
- (۱۴۲) ایضاً ص ۸۵، حیرۃ الفقہاء کے نام سے ایک کتاب عبدالغفور بن لقمان بن محمد شرف القضاۃ تاج الدین ابوالفخرا لکروری کی بھی ہے۔ عبدالحی حوالہ مذکورہ ص ۴۱
- (۱۴۳) الزیادات کے مصنف امام محمد ابوحنیفہ کے شاگرد تھے یہ مصر سے طبع ہو چکی ہے۔ معارف اعظم گڑھ، جون ۱۹۶۹ء
- (۱۴۴) فتاویٰ عالمگیری مقدمہ ص ۵۱
- (۱۴۵) ایضاً ص ۵۱
- (۱۴۶) امام محمد کی تصنیف میں، مبسوط، زیادات، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، نوادر، نوازل، رقیات، بارونیات، کیسانیات، جرجانیات، کتاب الآثار و موطأ وغیرہ ہیں، مقدمہ ص ۵۱، اسی طرح غایۃ البیان بھی امام محمد کی لکھی ہوئی ہے، مقدمہ ص ۹۳، ان کی زیادہ تر کتابیں فتاویٰ عالمگیری کے مآخذ ہیں۔
- (۱۴۷) یہ کتاب دراصل رکن الدین عبدالرحمان کرمانی کی کتاب التجرید کی شرح ہے جس کا پورا نام التجرید الرکنی فی

اردو زبان میں لکھی جانے والی فقہ حنفی کی اہم کتابیں

مولانا محمد ظفر عالم ندوی ☆

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد!

حضرات! ہندوستان میں فقہی سرمایہ کے موضوع پر یہ اہم سمینا ایک علمی اور تاریخی مقام شہر منو میں ہو رہا ہے سب سے پہلے میں اسلامک فقہ اکیڈمی الہند اور دارالعلوم منو کے ذمہ داروں، اور شہر منو کے علم دوست علماء اور عمائدین شہر کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، انہوں نے ایک اہم موضوع پر سمینا منعقد کر کے اہل علم و قلم کی کاوشوں اور قیمتی سرمایہ کو جمع کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ اللہ آپ سب حضرات کو جزاء خیر عطا فرمائے، اور ان کاموں کو قبولیت سے نوازے۔

حضرات! میں نے اپنے مقالہ کے لیے جو عنوان منتخب کیا ہے وہ ہے ”اردو زبان میں لکھی جانے والی فقہ حنفی کی اہم کتابیں نی نی۔“

علماء کرام! آپ سب جانتے ہیں کہ اسلامی علوم و فنون میں فقہ اسلامی کو جو اہمیت اور انسانی معاشرہ کی رہنمائی میں ہمیشہ اس کی جو ضرورت رہی ہے وہ کسی اہل علم کی نگاہ سے مخفی نہیں اسی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظریہ دنیا کی مختلف زبانوں میں منتقل ہوتی رہی ہے۔ اردو زبان جو غالباً عربی زبان کے بعد سب سے زیادہ بولی اور پڑھی لکھی جانے والی اسلامی زبان ہے، وہ بھی اس فقہی سرمایہ سے مالا مال ہے ہندوپاک میں جب سے اردو زبان نے ایک خاص مقام

حاصل کیا اور عوام و خواص کی زبان ہو گئی تو یہاں کے علماء و مفکرین نے اردو زبان میں جہاں اسلامی علوم و فنون اور تہذیب و ثقافت کا بڑا حصہ پیش کیا، وہیں فقہ اسلامی کا بڑا سرمایہ بھی فراہم کیا، ہم اپنی اس تحریر میں اسی کا ایک مختصر خاکہ پیش کریں گے، واضح رہے کہ اس میں فتاویٰ کا حصہ درج نہیں کیا جا رہا ہے، اس لیے صرف فقہ سے متعلق جو اہم کتابیں اور تحریریں پیش نظر ہیں ذیل میں ہم ان کو نہایت اختصار کے ساتھ پیش کر رہے ہیں:

علم فقہ:

یہ کتاب امام اہل سنت مولانا عبد الشکور فاروقی کی ہے، یہ غالباً اردو زبان میں پہلی فقہی کتاب ہے جس میں فقہی ترتیب کے مطابق عبادات و معاملات کے احکام نہایت تحقیق کے ساتھ جمع کر دیے گئے ہیں۔ کتاب فقہ حنفی کے مطابق ہے اوزان و مقادیر پر بھی اچھی بحث ہے، زبان آسان ہی ہے، لیکن طرز تعمیر میں قدامت ہے۔

فقہ اسلامی:

یہ کتاب مشہور صاحب قلم اور مصنف مولانا مجیب اللہ ندوی کے قلم آبشار سے نکلی ہے، دو جلدوں پر مشتمل ہے، غالباً اردو کی یہ پہلی کتاب ہے جس میں فقہ اسلامی کے تمام قدیم و جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے، حوالہ کا بھرپور اہتمام کیا گیا ہے تمام اہم مسائل میں ائمہ اربعہ کے مسلک کا متن یا حاشیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب کی ضخامت ایک ہزار صفحات سے بھی زیادہ ہو گئی ہے، فقہ جیسے خشک موضوع کو مولانا نے جس ترزبان میں پیش کیا ہے، وہ انہی کا خاصہ ہے جس کی وجہ سے ہر طرح کے ذوق مطالعہ رکھنے والے کے ذوق کی چیز بن گئی ہے۔

بہشتی زیور:

یہ مشہور و معروف کتاب حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات و افاضات کا

مجموعہ ہے جو گیارہ مختصر حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کے اصل مرتب مولانا سید احمد علی صاحب فتح پوری ہیں، جنہوں نے حضرت تھانویؒ کی خواہش اور ان کے ایماء پر اسکو مرتب کیا تھا حضرت تھانویؒ نے جب عورتوں کی بے دینی، عقائد کی کمزوری اور معاشرے کی تباہی دیکھی تو اس کے علاج کے لیے ایک تصنیف کا ارادہ فرمایا، جو اردو زبان میں عام فہم اسلوب میں اور تمام مسائل کا جامع ہو، چنانچہ آپ نے تجویز کے مطابق کام شروع کر دیا۔ اور لائق باکمال مسترشد نے اس کو بڑی خوبی سے پایہ تکمیل کو پہنچایا، مولانا تھانویؒ نے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ

”تالیف اس کی برائے نام اس ناکارہ اور ناچیز کی طرف منسوب ہے اور واقع میں اس کے کل سرسید جیسی عزیز مولوی سید احمد علی صاحب فتح پوری سلمہ اللہ تعالیٰ بالا فادات والاضافات ہیں۔“

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر اردو زبان میں بے نظیر ہے۔ سادہ اور سلیس اردو میں اہم سے اہم اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو جس خوبی اور آسانی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، عورتیں کیا ہر انسان کی ابتدائی زندگی سے لے موت تک کے مسائل اور دینی ضروریات کا سامان اس میں موجود ہے، اس پر حاشیہ اور احکام کے دلائل وحوالہ جات کا اضافہ کر دیا گیا ہے، جس نے کتاب کی افادیت کو اہل علم تک وسیع کر دیا ہے راقم الحروف کا خیال ہے کہ اگر ہندوستان کی اصلاحی اور تجدیدی تاریخ کا جائزہ لیا جائے، تو جہاں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات، شاہ ولی اللہؒ کی تصانیف، شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ قرآن پاک، شاہ اسماعیل شہید کی تقویۃ الایمان کا ذکر ہوگا وہیں حضرت تھانویؒ کے ان افادات کو بھی جگہ ملے گی۔

بہار شریعت:

یہ کتاب سترہ حصوں اور تین ضخیم جلدوں اور بہشتی زیور کے طرز کی تصنیف ہے، اس کے مصنف جناب مولانا حکیم ابو العلاء محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی قادری ہیں، مصنف نے

عقائد سے لے کر معاملات تک کے تمام اسلامی مسائل کا احاطہ کیا ہے۔ زبان بھی سادہ اور سہل ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ اپنے مقصد میں بہت ہی کامیاب اور موثر ہے اور اپنے حلقہ میں وہی مقام رکھتی ہے جو بہشتی زیور کو حاصل ہے۔

آسان فقہ:

یہ کتاب مولانا محمد یوسف اصلاحی کی ہے موصوف سہل نویسی میں خاص امتیاز رکھتے ہیں، اصل میں یہ کتاب غالباً بچوں اور عوام کے لیے لکھی گئی ہے اور اپنے مقصد میں مفید و کامیاب ہے مسائل عام طور پر فقہ حنفی کے مطابق لکھے گئے ہیں اور حاشیہ میں مسلک اہل حدیث کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

جواہر الفقہ:

یہ کتاب مولانا مشہور فقیہ اور مفسر مفتی محمد شفیع صاحب کی ہے جو مختلف علمی فقہی رسائل، تحقیقی مضامین و مقالات کا مجموعہ ہے، تحقیقی ذوق اور زبان کی سادگی مولانا مرحوم کا خاص وصف ہے جو ان کی ہر تحریر میں جھلکتی رہتی ہے، اس جدید سائنسی دور میں جس طرح بہت سے جدید مسائل سامنے آئے مولانا علیہ الرحمۃ نے ان کو شرعی ماخذ اور اپنے فقہی ذوق کی روشنی میں جس عرق ریزی اور دقت نظری کے ساتھ حل فرمایا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے یہ کتاب انہیں کی کاوشوں کا خلاصہ ہے، یہ کتاب پہلے تو صرف دو جلدوں میں تھی لیکن اب اس کی کئی جلدیں آگئی ہیں اس وقت میرے سامنے سات جلدیں ہیں جو انتہائی علمی اور تحقیقی مباحث پر مشتمل ہیں۔ پہلی جلد جو تقریباً سو پانچ سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ مختلف قسم کے مضامین کا مجموعہ ہے جس میں تکفیر کے اصول پر بہت ہی عالمانہ اور بصیرت افروز گفتگو کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے رسم الخط، اس کے احکام اور ترجمہ سے متعلق شرعی حیثیت کی وضاحت کی گئی ہے، تقلید شخصی کے مسئلہ پر بہت ہی محققانہ بحث ہے، دوسرے مسلک پر فتویٰ دینے

کے حدود کو بہت ہی احتیاط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، بعض موجودہ جماعتوں سے متعلق معتدل انداز میں فتویٰ دیا گیا ہے، سمت قبلہ پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے، خطبہ جمعہ کی زبان اور رویت ہلال کی شرعی حیثیت کو بہت ہی مدلل انداز میں بیان کیا گیا ہے، اوزان شرعیہ پر مستقل تحقیق کی گئی ہے اور بھی دوسرے مباحث ہیں۔

دوسری جلد میں جو ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے، جدید مسائل پر گفتگو کی گئی ہے، اعضائے انسانی کی پیوند کاری پر مبسوط کلام ہے جس میں طبی تحقیقات بھی سامنے رکھی گئی ہیں، انشورنس کے مسئلہ پر مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سوال نامہ اور اس کے وقیع اور تحقیقی جواب نامے ایک خود مفتی صاحب کے دوسرے مولانا ولی حسن ندوی ٹوکی مرحوم کے درج کئے گئے ہیں۔ پھر آگے عشر و خراج، انتخابات میں ووٹ، ووٹر امیدوار، حق تصنیف حق ایجاد، قمار، اسلامی ذبیحہ کے احکام بیان کئے گئے ہیں، اخیر میں عائلی قوانین پر مختصر تبصرہ بھی کیا گیا ہے اس کی بقیہ جلدوں میں بھی انتہائی اہم مباحث اور جدید مسائل بڑے محققانہ انداز میں پیش کئے گئے ہیں بلاشبہ یہ کتاب فقہ اسلامی کے ذخیرہ میں ایک اہم اضافہ ہے، بالخصوص اردو داں طبقہ کے لیے یہ اہم اور قیمتی سرمایہ ہے۔

قاموس الفقہ :

یہ تصنیف جو اسلامی قانون کا انسائیکلو پیڈیا، جدید فقہی مسائل کا تحقیقی حل، تفسیر و حدیث کی اصطلاحات کا جامع، اسلام کے اصول و قانون پر مفصل بحث، مغربی اعتراضات کا شافی اور مسکت جواب مستند حوالوں اور دل آویز اسلوب و زبان میں ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے، جس میں ابھی تک چھ جلدیں آچکی ہیں، یہ وہ کارنامہ ہے جنہوں نے اسلامی کتب خانہ میں ایک اہم مقام حاصل کیا ہے یہ بھی جدید فقہی مسائل کے مصنف مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے قلم سے نکلی ہوئی ہے جو علمی دنیا ایک خاص مقام رکھتی ہے بلاشبہ اردو زبان میں یہ ایک منفرد کام اور ایک

لازوال قیمتی سرمایہ ہے۔

جدید مسائل کے شرعی احکام:

یہ کتاب موجودہ دور کے ان مسائل کا مجموعہ ہے جنکو حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے موقع بہ موقع تحریر فرمایا تھا، ٹرین، ہوائی جہاز، بحری جہاز کے متعلق احکام، رویت ہلال، پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود مشینی ذبیحہ ووٹ، ووٹر اور امیدوار کی شرعی حیثیت وغیرہ جیسے پچاس سے زائد مسائل، جو حضرت مفتی صاحب کی مختلف تصنیفات میں بکھرے ہوئے تھے جن کو مفتی صاحب کے مسٹر شد مولانا اقبال صاحب قریشی نے بڑی عرق ریزی اور احتیاط کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیا ہے، اور دلائل وغیرہ حذف کر کے صرف خلاصہ احکام نقل کیا ہے، تاکہ عوام مستفید ہو سکیں۔

جدید فقہی مسائل:

عصر حاضر کے تمام مسائل پر محیط جامع اور دلنشین اسلوب سہل زبان میں ہے جس کی اب تک پانچ جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ یہ وہ معروف کتاب ہے جس نے عوام و خواص سے قبول عام حاصل کیا ہے اور ہر طرف سے صدائے آفرینی سنی ہے، کسی نے فرمایا: بڑا قابل قدر کام ہے، کسی نے کہا ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہے کسی کے قلم سے نکلا، یہ شمع راہ ہے، کسی کی زبان نے پکارا یہ احسان عظیم ہے، کسی کی نگاہ نے بتایا مقل و دل کی تصویر ہے، کسی نے مشورہ دیا یہ عوام و خواص کیلئے مفید ہے حقیقت یہ ہے کہ کتاب علم و تحقیق کا مرقع اعلیٰ ذہانت و فطانت کی تصویر اور غیر معمولی محنت اور زبان کی قدرت و مہارت کا شاہ کار ہے اور مصنف کو عہد حاضر کے فقہاء کی فہرست میں نمایاں مقام دیا ہے، یہ خوش نصیب جن کے نام نامی سے ہر طالب علم کا کان آشنا ہے فقہ العصر مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمائی مدظلہ کی ذات گرامی ہے خدا ان کی عمر کو دراز کرے اور تاحیات دین کی خدمت لیتا رہے۔ اس کتاب کی تین اہم

خصوصیات ہیں۔ نہایت بیدار مغزی کے ساتھ ہر شعبہ زندگی کے تمام نئے مسائل کا احاطہ اور جامعیت۔ دوسری خصوصیت بات کو دلیل اور حوالہ کے ساتھ پیش کرنا اور اس کے لیے فقہ کے اہم مراجع کی طرف رجوع کرنا۔ تیسری زبان میں ایسا اختصار کہ طبیعت نہ اکتائے اور نہ مفہوم کے سمجھنے میں دقت ہو نیز فقہ جیسے خشک موضوع کو ایسی آسان اور سہل زبان کے سانچے میں ڈھالنا جو مؤلف ہی کا حق ہے۔

عصر حاضر کے فقہی مسائل:

جدید مسائل پر ۱۲۸ صفحات کی یہ اہم تصنیف ہے جو ایک ذہین اور فطین عربی واردو زبانوں کے ادیب صاحب ذوق، اور جدید مسائل سے واقف عالم دین مولانا بدر الحسن قاسمی کے قلم سے نکلی ہوئی ہے، مولانا موصوف کی یہ تحریر کویت ریڈیو کی اردو سروس نشریاتی پروگرام کی سرگرمی کے تحت وجود میں آئی تھی، یہ پروگرام اسلام اور عصر حاضر کے عنوان سے تھا، مولانا نے اپنے وسیع مطالعہ اور خداداد صلاحیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دور حاضر کے مسائل پر گفتگو کا سلسلہ شروع کیا، یہ وی ریڈیائی مضامین ہیں جو عصر نو کے پیدا شدہ فقہی مسائل پر ہیں ان مضامین کی اہمیت اور افادیت کی وجہ سے مرکز دعوت و تحقیق اسلامی حیدر آباد الہند نے مولانا محمد رضوان صاحب القاسمی مرحوم بانی دارالعلوم سنیل السلام حیدر آباد کے پیش لفظ کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے، کتاب کے شروع میں مصنف نے ”غرض مؤلف فی نی کے عنوان سے بڑی قیمتی بحث کی ہے۔ جو نئے مسائل پر کام کرنے والوں کے لیے ایک نئی فکر اور مفید رہنمائی ہے۔

کتاب العشر والزکوۃ:

یہ کتاب مولانا عبدالصمد رحمانی کی ہے۔ مولانا مرحوم نے یہ کتاب اس وقت تصنیف فرمائی تھی۔ جب کہ آپ امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ کی نظامت کا فریضہ انجام دے رہے تھے، اس ذمہ داری کے دوران مولانا نے اسلام کے نظام زکوۃ اور عشر کی اہمیت کا عملی طور پر جو اندازہ

لگایا یہی اس تالیف کا محرک بنا۔ یہ کتاب ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے اور پانچ ابواب پر منقسم ہے، پہلے باب میں زکوٰۃ کی فرضیت پر آیات قرآنی احادیث نبوی اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں تفصیلی بحث ہے۔ باب دوم میں صدقہ کی فضیلت اور اس کی ممانعت پر گناہ و عذاب سے متعلق روایات کو نقل کیا ہے۔ باب سوم میں زکوٰۃ وصول کرنے کے حق کو بہت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اور تمام تفسیروں سے استدلال بھی کیا ہے اور چند آثار و روایات اور فقہاء کی آراء بھی درج کی ہیں، باب چہارم میں صدقات نافلہ پر تمام فقہی ذخیروں کو سامنے رکھ کر گفتگو کی ہے، اور اموال باطنہ کے مسئلہ پر بڑی علمی بحث کی ہے، اور اموال باطنہ کے سلسلہ میں ہونے والی غلطی کا بڑی تفصیل اور قوت سے ازالہ کیا ہے، اموال باطنہ کی زکوٰۃ کے مطالبہ کا حق امام کو ہو گا یا نہیں یہ مسئلہ عرصہ سے زیر بحث تھا، بعض حضرات کو بعض کتابوں کی مبہم اور غیر واضح عبارت سے غلط فہمی ہو گئی تھی کہ امام کو اس کی اصولی کا حق نہیں، مصنف مرحوم نے ”البحر الرائق فی فی کی اس عبارت کو نقل کرتے ہوئے جس سے غلط فہمی پیدا ہوئی ہے اس کے محل کو بتایا ہے اور دیگر کتب فقہ سے اس کی تائید میں عبارتیں بھی درج کی گئی ہیں اور حدیث نبوی ﷺ اور صحابہؓ کے اقوال اور ان کے فتوے، نیز تاریخی شواہد بھی پیش کئے ہیں جو تقریباً ۶۱ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں اس کے بعد مصنف نے فقہی عبارتوں سے استدلال کرنے سے متعلق ایک ضروری تنبیہ کی ہے جو درحقیقت فقہ پر کام کرنے والے فضلاء اور مفتیان کرام کے لیے ایک اہم رہنمائی ہے، باب پنجم میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی صورتیں، اس کے نصاب، عشر اور اس کے نصاب کا تفصیلی ذکر ہے، اسی باب میں مصارف زکوٰۃ سے بھی بحث کی ہے، ہندوستان کی زمین عشری ہے یا غیر عشری اس پر بھی تفصیلی بحث کی ہے۔ اور تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے، کتاب کے آخر میں صدقہ فطر کے عنوان سے تتمہ بھی منسلک ہے، جو صدقہ فطر کی اہمیت، وجوب، مقدار، اور مصارف کے مباحث پر مشتمل ہے۔ کتاب کے اول اور آخر میں مستند علماء کی آراء بھی درج ہیں اور مقدمہ علامہ سید سلیمان ندویؒ کے قلم سے ہے۔

اسلام کا نظام آراضی اور فتوح الہند:

یہ کتاب مفتی محمد شفیع صاحب کی ہے جو موضوع پر بالکل منفرد و بہت سے ضروری مسائل کی تحقیق میں بے نظیر ہے، مختلف ممالک کی زمینوں کے شرعی احکام، زمینوں کے بارے میں اسلامی حکومت کے اختیارات وغیرہ شرعی دلائل سے واضح کئے گئے ہیں۔

مسئلہ رویت ہلال:

رویت ہلال کے مسئلہ پر جو تحریریں اردو میں آئی ہیں ان میں مولانا محمد میاں صاحب کی رویت ہلال خاص اہمیت کی حامل ہے، جس میں بڑے شرح و بسط سے مسئلہ زیر بحث کے احکام جدید وسائل و اسباب کے اس پر اثرات و نتائج کا جائزہ لیا گیا ہے کتاب مولانا مرحوم کی فقہی بصیرت کا شاہکار تو ہے ہی، مولانا کے قلم میں زبان و ادب کی حلاوت اور اظہار بیان کی جو چاشنی ہے، وہ دوسری کتابوں کی طرح اس خالص فقہی تحریر میں بھی نمایاں ہے۔

رویت ہلال کا مسئلہ:

یہ کتاب مشہور عالم دین مولانا برہان الدین سنبھلی مدظلہ العالی کی ہے جو ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے مولانا مدظلہ نے وسیع اور گہرے مطالعہ اور متوازن فکر و تدبر کے ساتھ اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، حضرت مولانا سید ابوالحسن حسنی ندویؒ نے اس کتاب کے بارے میں تحریر فرمایا ہے ”باخبر حضرات کا عام احساس یہ ہے کہ جتنا کارآمد مواد اور مفید معلومات اس میں آگئے ہیں۔ وہ یکجا کسی دوسرے مضمون یا رسالہ میں نظر نہیں آئے، جو اردو زبان میں ماضی قریب میں لکھا گیا ہوئی۔“

مولانا سید احمد اکبر آبادی نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا ”اس میں شک نہیں موضوع بحث سے متعلق کوئی پہلو اور گوشہ ایسا نہیں ہے جس پر اس کتاب میں مفصل اور

مبسوط گفتگو قرآن اور حدیث اور فقہ کی روشنی میں نہ کی گئی ہو، کتاب کی ابتداء میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندویؒ کا طویل دیباچہ اور آخر میں ”مجلس تحقیقات شرعیہ نی فی ندوة العلماء کی وہ تجویز ہے، جو اس موضوع پر اجلاس منعقدہ ۳-۴ مئی ۱۹۶۷ء کو پاس ہوئی تھی، اس کتاب میں اختلاف مطالع، ثبوت روایت کے احکام، ریڈیو، فون، ٹی وی اور وائرلیس وغیرہ کی خبروں کے احکام پر بڑی مدلل، عالمانہ اور متوازن گفتگو کی گئی ہے اور اردو زبان میں اس موضوع پر ایک قیمتی اضافہ ہے۔

الحلیۃ الناجزہ للحلیۃ العاجزہ:

یہ کتاب حضرت تھانویؒ کی ان عظیم تصنیفات میں سے ایک ہے جس نے علماء اور عوام کو شریعت پر چلنے اور پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے میں منارۃ نور کا فریضہ انجام دیا ہے، ہندوستان میں انگریزوں کے آمد کے بعد ہی سے قضاء کا شعبہ ختم ہو چکا تھا، آج بھی اکثر حصوں میں نہ امارت ہے نہ قضا کا نظم نی فی دوسری طرف احناف کے ہاں زوجین میں تفریق اور فسخ نکاح کے لیے قاضی کا فیصلہ ضروری تھا جس کی وجہ سے تفریق اور فسخ کا مسئلہ نہایت پیچیدہ ہو چکا تھا حتیٰ کہ ارتداد کے واقعات بھی پیش آنے لگے۔ فقہ حنفی میں ایک سہولت تفویض طلاق کی موجود تھی، یعنی بوقت نکاح کسی دستاویز میں شوہر سے ایسی شرطیں لکھوائی جائیں، جس کی وجہ سے بوقت ضرورت عورت کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے، اور بغیر قاضی کے فیصلہ کے شوہر سے جدا ہو جائے یہ مسئلہ ایسا تھا جس سے عام طور پر لوگ نا آشنا تھے۔ خصوصاً عوام تو اس سے بے خبر تھے، اسی طرح فقہ حنفی میں یہ گنجائش موجود تھی کہ شدید ضرورت کے وقت کسی دوسرے امام کی رائے اور مسلک کی طرف عدول کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس گنجائش سے بھی کام نہیں لیا جاسکتا تھا۔ حضرت تھانویؒ جن کو اللہ تعالیٰ نے زمانہ کی نبض شناسی اور حالات سے آگاہی اور اس کے حل کی صلاحیت عطا فرمائی تھی جس نے یہ حالات دیکھ کر اس طرف توجہ فرمائی اور تفویض طلاق کے مسئلہ کی پوری وضاحت کر کے عوام

وخواص میں لانے کی کوشش فرمائی اور جو نکاح بغیر تفویض طلاق کی شرط کے ہو جائے اس کے لیے فقہ مالکی کی طرف عدول کرنے کا فتویٰ جاری فرمایا۔ فقہ مالکی میں یہ گنجائش موجود تھی کہ بغیر قاضی کے فیصلہ کے زوجین کے درمیان تفریق ہو سکتی ہے، چنانچہ آپ نے یہ اختیار فرمایا اور علماء کو اسی کا مشورہ دیا اسی طرح مفقود الخبر کے مسئلہ میں جس میں فقہ حنفی میں دشواری اور طویل عرصہ تک عورت کو انتظار کی ضرورت پڑتی ہے، حضرت تھانوی نے فقہ مالکی کی طرف عدول کر کے فتویٰ دیا، اور فقہ مالکی کے ان مسئلوں کو خود مالکی علماء سے ربط قائم کر کے حاصل کیا۔

ان چند اہم مسائل، تفویض طلاق، تفریق بین الزوجین اور اس باب سے متعلق مشکل مسائل آپ نے حل فرمایا اور اس کی ترتیب کا کام اپنے عزیز شاگرد مولانا مفتی شفیع صاحب^۲ اور مولانا عبدالکریم کیتھلی سے لیا، جو پہلی بار ۱۳۱۵ھ میں طبع ہوئی یہ کتاب جو ۲۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ مختلف رسالوں کا مجموعہ ہے۔ پہلا جزء تفویض طلاق بوقت نکاح پر ہے، دوسرا جزء تفریق بین الزوجین پر مشتمل ہے، جس میں عنین، مجنون، مفقود، متعنت، غائب غیر مفقود کے احکام بہت ہی جامع انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ اسی میں ایک اور رسالہ ”الختارات فی مہمات التفریق والختارات“ کے عنوان سے منسلک ہے جس میں خیابلوغ، خیابکفاءات اور حرمت مصاہرت کے احکام بہت ہی دقت نظر کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔

تیسرا رسالہ ”حکم الازدواج مع اخلاف دین الازواج“ کے عنوان سے ہے جس میں زوجین کے اختلاف مذہب کی تمام صورتوں کا مفصل حکم اور نسخ نکاح ہونے یا نہ ہونے کی تفصیلات درج ہیں۔

چوتھا رسالہ ”المقومات للممنظومات فی نی کے نام سے منسلک ہے جو مذکورہ تینوں رسالوں کا عام فہم خلاصہ اور تمام صورتوں کا عملی خاکہ ہے۔

پانچواں رسالہ ”رسالۃ رفاق المجتہدین للنظر فی وفاق المجتہدین فی نی کے عنوان سے

ہے۔ جس میں ان رسائل پر جوشبہات کئے گئے ہیں ان کا جواب ہے۔
پاکستان کراچی سے جو نسخہ شائع ہوا ہے اس میں ”اسلام میں خلع کی حقیقت نی نی
کے عنوان سے ایک اور رسالہ بھی منسلک کر دیا گیا ہے، جو مولانا تقی عثمانی کے قلم سے ہے۔
فیصلہ کے دلائل پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا۔

کتاب ”الحیلۃ الناجزہ“ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جتنے فتوے دیئے گئے ہیں،
اس میں تمام مستند ہندوستانی علماء کی تصدیقات اور دارالافتاء کی مہر ثبت ہے، نیز فقہ مالکی کے
فتاویٰ جو حجاز کے علماء مالکیہ سے خط و کتابت کے ذریعہ حاصل کئے ہیں بعینہ شائع کر دیئے
گئے ہیں، ہندوستانی علماء و عوام پر یہ وہ احسان ہے جو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔

کتاب الفسخ والتفریق:

یہ کتاب مولانا عبدالصمد رحمانی مرحوم ہی کے قلم سے ہے، کتاب دراصل کتاب
القضاء کا ایک اہم باب ہے۔ جس میں موجودہ دور کے نئے تقاضوں اور مشکلات کا حل بڑی
خوبی اور اعتماد کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، مولانا مرحوم نے اس کتاب میں ان بنیادی وجوہ کی
الگ الگ تفصیل پیش کی ہے جن کی بناء پر عورت کو شرعاً اس کا حق ہے کہ وہ قاضی کی عدالت
میں فسخ و تفریق کا مطالبہ کرے، فسخ و تفریق کے باب میں قاضی کے فیصلہ اور ان کے مقتضیات
کے بارے میں مسلک حنفی کی فقہی تصریحات کی نشاندہی بھی فرمائی ہے اور اس بناء پر کہ مشائخ
حنفیہ نے بوقت ضرورت دوسرے ائمہ کے مسلک پر عمل کو جائز لکھا ہے، بلکہ عمل کیا ہے۔ ان
نئے تقاضوں کے بارے میں جن کی نشاندہی فقہ حنفی کی جزئیات میں نہیں ہے دوسرے ائمہ کے
مسلک کی تصریح بھی کی ہے، تا کہ حنفی قضاۃ کو فیصلہ میں کوئی الجھن نہ ہو اور اس باب میں
قاضیوں کو جو مشکلات پیش آتی ہیں۔ اس کتاب میں ان سب کا حل بھی پیش کیا گیا ہے۔
مولانا تھانویؒ نے ”الحیلۃ الناجزہ“ میں جن وجوہ فسخ کا ذکر کیا ہے، مولانا رحمانی نے نہایت

مرتب اور مدلل طور پر اس میں خاصہ اضافہ کر دیا ہے۔

حقوق الزوجین:

یہ مولانا مودودیؒ کی اہم تصنیفات میں ہے جس پر فقہ کا رنگ غالب ہے، اس میں زوجین کے حقوق و فرائض پر گفتگو کے علاوہ عنین (نامرد) مفقود الخیر، نفقہ میں تنگی کرنے والے شوہر، حق جماع سے محروم رکھنے والے شوہر وغیرہ کے احکام پر گفتگو ہے، نیز خلع کے موضوع پر نہایت مبسوط اور مدلل گفتگو ہے، واقعہ ہے کہ یہ کتاب اختصار کے باوجود مصنف کی اہم کتابوں میں شمار کئے جانے کی حقدار ہے۔

مجموعہ قوانین اسلام:

یہ اردو زبان میں فقہ اسلامی کا عظیم مجموعہ ہے جو کئی ضخیم کتابوں پر مشتمل ہے، جس کو ڈاکٹر تنزیل الرحمن صاحب مشیر قانون پاکستان نے بڑی ذہانت، غیر معمولی محنت و عرق ریزی اور پوری بیداری کے ساتھ مرتب کیا ہے، فاضل مصنف نے قرآن و حدیث اور فقہ کی مستند کتابوں کی روشنی میں اسلام کے عائلی اور دیگر سیاسی و معاشرتی قوانین کو بہتر انداز پر مرتب کیا ہے۔ مصنف نے دوسرے اسلامی ممالک میں رائج الوقت اسلامی قوانین سے بھی استفادہ کیا ہے، اور پاکستانی قانون میں ترمیم کی تجاویز پیش کی ہے۔ مصنف چونکہ مشرقی اور مغربی دونوں علوم پر نظر رکھتے ہیں، اس لیے ان کی جچی تلی رائے اہل نظر کے لیے دعوت فقہ و تفقہ کا سامان اپنے اندر رکھتی ہے، کتاب موجودہ دور کی قانونی کتابوں کے طرز پر دفعہ وار مرتب کی گئی ہے۔ پھر اس کے نیچے مستند حوالوں کے ساتھ مکمل تشریح بھی کی گئی ہے۔ کتاب کی پہلی جلد نکاح، مہر اور نفقہ زوجہ کے احکام سے متعلق دس ابواب پر مشتمل ہے اور دس ابواب پر منقسم ہے۔ تیسری جلد جو کافی ضخیم ہے۔ نسب، اولاد، حضانت، ہبہ اور وقف کے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس طرح باقی جلدیں بھی بہت ضخیم اور اپنے اسلوب میں منفرد ہیں۔ بلاشبہ یہ کتاب موجودہ دور کے اسلوب

میں منفرد ہیں۔ بلاشبہ یہ کتاب موجودہ دور کے اسلوب میں ایک اہم اور کامیاب کوشش ہے، جس کو اردو کے فقہی سرمایہ میں اہم مقام حاصل ہے۔

مجموعہ قوانین اسلامی:

یہ کتاب آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی طرف سے مرتب اور شائع ہوئی، جو عائلی قوانین پر مشتمل ہے، ہندوستانی عدلیہ کے سامنے کوئی مستند اور دفعہ وار مرتب کتاب موجود نہیں تھی، جس کی وجہ سے عدالتیں فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ کے انگریزی ترجمہ پر انحصار کر کے فیصلہ کرتی تھیں، جس کی وجہ سے فیصلہ اسلامی شریعت کے مطابق کبھی نہیں ہوا کرتے تھے اور اسلامی قوانین کی وہ تشریحات کی جاتی تھیں جو درست نہیں ہوتی تھیں، شاہ بانو کیس کا معاملہ جب زور و شور سے اٹھا تو اس وقت کے آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی^۲ اور جنرل سکریٹری مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی^۳ کو اس طرف توجہ ہوئی، چنانچہ ان حضرات نے اس کام کو مفتی ظفیر الدین صاحب^۴ کے ساتھ اصحاب فقہ و فتاویٰ کے ماہرین کی ایک ٹیم متعین کی، تاکہ وہ دفعہ وار انداز میں مختصر، لیکن جامع اور مستند کتاب مرتب کر دیں، تاکہ عدالتوں کے سامنے یہ رہے اور اسلامی قوانین کی صحیح تشریحات ہوں، اور اس کام کو ان حضرات مفتیان کرام نے بہت ہی توجہ و عرق ریزی اور دور اندیشی کو سامنے رکھتے ہوئے بخوبی انجام دیا۔ چنانچہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی^۲ کے مقدمہ کے ساتھ پہلی بار حضرت قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمی سابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے دور میں ان کے پیش لفظ کے ساتھ شائع ہوئی، اس کے بعد اس کے چھوٹے ہوئے حصہ کو منسلک کرتے ہوئے بورڈ کے سکریٹری حضرت مولانا سید ولی رحمانی مدظلہ نے دوسرا نسخہ شائع فرمایا، یہ دونوں نسخہ اس وقت دستیاب ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو زبان میں یہ بہت ہی اہم کام ہے جس کو آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ذمہ داروں نے انجام دیا ہے۔

فیملی پلاننگ اور اسلام:

یہ کتاب مشہور عالم دین اور مصنف مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی ہے، مولانا مدظلہ نے ایمر جنسی کے آخری ایام میں ضبط ولادت پر ایک مبسوط مقالہ تحریر فرمایا تھا، جس میں اصل مسئلہ پر فقہی حیثیت سے گفتگو کی گئی ہے اور مسلک حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی ہر مکتب فکر کے جلیل القدر اور مستند علماء متقدمین کے فقہی اجتہادات کی روشنی میں غیر جانبدارانہ جائزہ اس انداز سے لیا گیا ہے کہ مسئلہ کی پوری حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے، فیملی پلاننگ کے مجوزین کے دلائل کا بھی جواب دیا گیا ہے اور زیر بحث مسئلہ پر اصولی بحث بھی کی گئی ہے، زبان کی سادگی، روانی اور حوالہ جات کی پابندی اور اہتمام نے اس تحریر کو اور قیمتی بنا دیا ہے، اس کی اسی اہمیت کی وجہ سے ماہنامہ ”زندگی“ رامپور نے بالاقساط شائع کیا ہے۔ کتابی صورت میں رضوی کتاب گھر پالی درجہ نگہ نے شائع کیا ہے۔

تحدید نسل اور اسلامی تعلیمات:

یہ کتاب نوجوان صاحب قلم مولانا عبید اللہ الاسعدی کی ہے۔ کتاب ۱۵۰ صفحات پر ہے، یہ مولانا موصوف کی ابتدائی تحریر ہے، لیکن تحقیق و جستجو اور زبان کی روانی سے کہنہ مشق مصنف کی جھلک نظر آرہی ہے، کتاب کی ابتداء میں معروف عالم دین مولانا برہان الدین سنبھلی کا مبسوط اور گرانقدر مقدمہ ہے، جس نے کتاب کی اہمیت میں اضافہ کر دیا ہے۔ مقدمہ میں تفصیل سے تحدید نسل کے پس منظر اور اس کے مضراثرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اصل کتاب کی ابتدائی تخلیق عالم اور اس کا نظام طبعی کے عنوان سے کی گئی۔ پھر غدارسانی کے پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس کے بعد افزائش نسل، نکاح، اور اولاد پر گفتگو کی گئی ہے، اسقاط حمل، توالد سے اعراض، نسبندی، عزل پر مدلل کلام کیا گیا ہے، اخیر میں مثبت پہلو کے ”متلاشی حضرات کی

خدمت نی نی کے عنوان سے ان حضرات کی تحقیقات کا جائزہ لیا گیا ہے، جو تجدید نسل وغیرہ پر نرم پہلو اختیار کرتے ہیں اور اس کے جواز پر مختلف قسم کے دلائل فراہم کرتے ہیں، جائزہ کے بعد اس کا مختصر جواب بھی دیا گیا ہے، بلاشبہ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک اہم اور قابل قدر ہے۔

سود:

اس کتاب کا اصل موضوع تو سود ہے، لیکن عمل اور معاشی نقصانات اور سود کی معقولیت پر جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں، ان کا رد و ابطال ہے، لیکن اس کا ایک اہم حصہ مولانا مناظر احسن گیلانی کی اس تحریر کی تردید میں ہے، جس میں مولانا موصوف نے ہندوستان میں بینک کے سود کو جائز قرار دیا تھا۔ اس تردیدی تحریر میں مصنف نے فقہی اور شرعی اعتبار سے سود کی حقیقت بین الاقوامی تعلقات اور نظام حکومت کے اعتبار سے مختلف ملکوں کے شرعی احکام پر عمدہ بحث کی ہے۔ پوری کتاب لائق مطالعہ ہے۔ اور یہ مصنف کی اہم ترین کتابوں میں ہے۔

بینک انشورینس اور سرکاری قرضے:

یہ کتاب مولانا برہان الدین سنبھلی مدظلہ العالی کے چند مقالات اور رسائل کا مجموعہ ہے، مولانا مدظلہ العالی نے عصر حاضر کے درجنوں مسائل کو بڑی کامیابی کے ساتھ حل فرمایا ہے، ان میں سے ایک مسئلہ بینک انشورینس اور سرکاری قرضے کا بھی ہے۔ بینک سے تعاون اور اس کے انٹریسٹ کا شرعی حکم قرآن وحدیث کی روشنی میں بہت ہی مفصل اور جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ ”بینک عصر حاضر کی ضرورت“ کے عنوان سے جو بحث کی ہے اور اس سے متعلق ضرورت اور مشقت کی تشریح، تخفیف کے اسباب اور ضرورت کی وجہ سے جواز کی حد پر جو محققانہ کلام فرمایا ہے، وہ مولانا کی وسعت نظری اور عمیق مطالعہ، حالات سے باخبری، امت کی ضرورتوں کا احساس اور توازن فکر کا پتہ دیتا ہے۔ بینک سے ملے ہوئے سود کے احکام کے سلسلہ

میں جدہ میں منعقدہ مذاکرہ علمی اور اس میں علماء ہند کے نصف صدی کے فتاویٰ کا ذکر کرتے ہوئے مسئلہ کا صحیح حل پیش کیا ہے۔ آگے چل کر انشورینس کے فقہی نقطہ نی نی کے عنوان سے سہ ماہی رسالہ اسلام اور عصر حاضر نی نی اور ماہنامہ الفرقان نی نی میں شائع ہونے والا ایک جامع اور مفصل مقالہ بعنوان ”انشورینس اسلامی معیشت میں“ کا بہت ہی سنجیدہ اور فقہی جائزہ لیا ہے، اور پہلے اسلام کے بنیادی اصول کو بھی درج فرمایا ہے۔ پھر مسئلہ کے ایک ایک پہلو کو اجاگر کیا ہے، بعض فقہی نظائر کے سلسلہ میں بعض لوگوں کو غلط فہمیاں ہو گئی تھیں مولانا نے ان کا بھی ازالہ کیا ہے۔ اس مسئلہ کے سلسلہ میں مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کی وہ تجاویز بھی منسلک کر دی گئی ہیں جو وقت کے مستند علماء و مفکرین نے مورخہ ۱۶/۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء میں متفقہ طور پر پاس کی تھیں اس کے بعد حکومت سے قرض لینے کے مسئلہ کا ”فقہی جائزہ“ کے عنوان سے جامع اور وسیع بحث ہے، بلاشبہ یہ کتاب وقت کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل اور فقہی ذخیرہ میں گرا نقدر اضافہ ہے۔

ہندوستان اور مسئلہ امارت:

یہ کتاب بالغ نظر عالم دین مولانا عبدالصمد رحمانی کی ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت ختم ہونے اور انگریزی حکومت کے تسلط کے بعد مسلمانوں کی زندگی انتشار و پراگندگی سے جس طرح دوچار ہو چکی تھی، اس نے تمام دلہائے دردمند کو بے چین کر کے رکھ دیا تھا، مولانا ابوالحسن محمد سجاد صاحبؒ نے ایسے نازک وقت میں شرعی زندگی کا یہ نسخہ ”کیمیا ان کے سامنے پیش فرمایا، لیکن وائے افسوس بقول مولانا سید سلیمان ندویؒ ”اس نسخہ کے نفع و ضرر کے پہلو سے ہٹ کر اس کے جواز و عدم جواز کی بحث شروع ہو گئی اور دونوں طرح کی رائے رکھنے والے علماء نے مسئلہ امارت پر بڑے زور و شور سے لکھنا شروع کر دیا نی نی انہیں حالات میں مولانا سجاد صاحب کی خاص تگ و دو اور دوسرے اہل علم کے تعاون سے بہار واڑیہ میں عمارت شرعیہ قائم ہو گئی، انہی کی ایما پر اس اہم موضوع پر مولانا رحمانی نے قلم اٹھایا اور علمی طور پر مسئلہ کا جائزہ لیا اور اس

موضوع پر ۱۲۸ صفحات کی ایک وقیع اور قیمتی کتاب تیار کر دی۔

کتاب کے پہلے حصہ میں مسئلہ امارت کو قرآن حکیم اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں ثابت کیا ہے۔ دارالاسلام اور دارالکفر کی تشریح، اس کے احکام اور جماعتی زندگی کی اہمیت کو بڑی خوبی کے ساتھ سمجھایا ہے، فقہاء کرام کی تصریحات اور علماء امت کے فتاویٰ کو بھی درج کیا ہے۔ کتاب کے دوسرے حصہ میں امیر کی حیثیت والی کی شرعی حیثیت، ولایت کی حقیقت اور اس سے متعلق قرآن کا معیار بیان کیا ہے۔ پھر تاریخی حیثیت سے ثابت کرنے کے لیے مشہور مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندویؒ کے خطبہ صدارت اجلاس ہفتم جمعیت علماء ہند کے اس پورے حصہ کو نقل فرمایا ہے جو تاریخی طور پر امارت شرعیہ کے ثبوت میں علامہ موصوف نے تحریر فرمایا تھا۔

ولایت کے سلسلہ میں جو غلط فہمی پائی جاتی تھی کہ امامت کبریٰ کے لیے فوجی و مادی طاقت ضروری ہے، مصنف نے اس کا تشفی بخش ازالہ کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ امامت کبریٰ کیلئے مادی طاقت کا ہونا شرط نہیں ہے۔ اس کتاب کی ابتداء میں علامہ سید سلیمان ندویؒ کا ایک وقیع مقدمہ بھی ہے، جو اہل علم و نظر کے لیے، چشم کشا ہے، پس بلاشبہ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک منفرد اور وقیع کتاب ہے، اور اہل علم و نظر کے لیے بہترین تحفہ۔

اسلامی عدالت:

یہ کتاب ملک کی مایہ ناز شخصیت قاضی مولانا مجاہد الاسلام صاحب کی ہے، اس کتاب کا آغاز ایک مفصل اور نہایت فاضلانہ مقدمہ (۱-۱۳۳) سے ہوتا ہے، جس میں قضاء کے موضوع پر چاروں مکاتب فقہ اور دوسرے فقہاء کے علمی ذخائر کا تعارف کرایا گیا ہے۔ پھر عہد نبوی ﷺ سے حضرت معاویہ کے عہد تک کے نظام قضاء پر گفتگو کی گئی ہے۔ مختلف ادوار کے مشہور قضاة کے حالات و افکار اور ان کے فقہی نقاط پر روشنی ڈالی گئی ہے، اجتہاد پر اختصار کے ساتھ نہایت نفیس جچی تلی بحث سے شریعت کے مستقل اور ضمنی مصادر خصوصیت سے استحصان اور

استصلاح پر بھی فاضلانہ کلام ہے، اور مقدمہ ہی میں ہندوستان میں نظام قضاء کی فقہی اور شرعی حیثیت اور امارت شرعی کی تاریخ پر کافی و ثانی بحث ہے۔

اصل کتاب جو صفحہ ۱۴۷ دفعات پر مشتمل ہے، میں قیام قضاء کی فرضیت حقیقت اور حکم قضاء کی حیثیت، نصب قاضی کا طریقہ، اہلیت قضاء کی ضروری شرطیں، قاضی کا دائرہ اختیار، تفویض اس کا مسلک اس کی معزولی اور معزولی کے اسباب، قاضی کے آداب، قاضی کے لیے ہدیہ کا حکم، قاضی کا اجلاس، سماعت مقدمہ، تحکیم و ثالثی اور اس کے احکام، دارالقضاء کا عملی نظام وغیرہ وغیرہ جیسے اہم مباحث پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں دفعہ اور فقرہ وار طریقہ پر ترتیب دی گئی ہے، غالباً اردو میں اس طرح کی پہلی اور عمدہ کوشش ہے، یہ پہلی جلد ہے، دعوے پر دوسری، قانون شہادت پر تیسری اور قانون ازدواج پر چوتھی جلد کا مصنف علیہ الرحمہ نے وعدہ فرمایا تھا، لیکن حیات نے وفا نہیں کی اور یہ کام ناقص رہ گیا خدا کرے یہ کام ان ہی کے جانشین مشہور فقہیہ اور اہل قلم کے ذریعہ تکمیل پائے تاکہ یہ اہم کارنامہ پائے تکمیل کو پہنچیں اور امت کے لیے تاقیامت رہنمائی کا سامان بنے۔

فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر :

یہ کتاب مولانا تقی امینی صاحب کی ہے۔ اردو زبان میں اپنے انداز کی پہلی محققانہ اور قانون اسلامی کے باب میں عمیق اور گہری بصیرت کی دعوت دینے والی تحریر ہے جو تقریباً ۳۳۶ صفحات پر مشتمل ہے، اس کتاب میں موجودہ حالات اور عصری تقاضوں کے مطابق قرآن و سنت کی روشنی میں جو مباحث آئے ہیں، وہ جدید تدوین کے لیے دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے، اس میں فقہ اسلامی کے تدریجی ارتقاء اور اصلی و ضمنی مانعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، بالخصوص قیاس کے پیچیدہ مسائل کو سلیس زبان میں اس انداز سے پیش کیا گیا

ہے کہ اس سے بہتر بحث یک جا کسی اردو کتاب میں ملنی مشکل ہے۔ کتاب بہت قابل قدر اور فقیہی ذخیرہ میں اہم اضافہ ہے۔

حلال و حرام:

یہ کتاب معروف عالم دین فقیہ العصر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی ہے اس میں ایمان و عقیدہ، معاشرت و معاملات، لباس و غذا، ازدواجی زندگی، شعر و ادب، کسب معاش اور صفائی سے متعلق حلال و حرام کے احکام کے علاوہ آداب و اخلاق اور زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق سنت نبوی ﷺ مستند و مدلل طریقہ پر عام فہم اور دلچسپ زبان میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز حلال و حرام سے متعلق شریعت کے بنیادی اصول و قواعد بھی واضح کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اسلامی زندگی کے صحیح خدوخال سامنے آتے ہیں۔ اور مومنانہ کردار کے ساتھ زندگی گزارنے کا سبق اور پیغام ملتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب بھی مصنف کی دیگر کتابوں کی طرح مختلف اور منفرد خوبیوں کی مالک ہے، اس میں فقیہی ذوق و بصیرت کے ساتھ حدیث نبوی سے اشتغال اور فکری وسعت و توازن کا بہترین نمونہ نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام و خواص ہر ایک میں یہ کتاب مقبول ہو گئی ہے۔

معلم الحجاج:

یہ کتاب قاری سعید احمد صاحب ”مفتی اعظم سہارنپور کے قلم سے ہے جس میں حج و عمرہ کے مسائل، حاجیوں کی ضروریات، اس اہم اور مبارک سفر میں قدم قدم پر رہنمائی، حرمین شریفین اور مقدس مقامات کے تعارف اور فضائل بڑے ہی محقق اور مستند و مختصر انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ اردو زبان میں اب تک بہت سی کتابیں حج و عمرہ کے عنوان سے شائع ہو چکی ہیں اور شائع ہوتی رہتی ہیں، لیکن جس قدر محقق، مستند و مختصر انداز میں تمام مسائل پر حاوی یہ کتاب ہے اس قسم کی اب تک کوئی کتاب اردو زبان میں میرے ناقص علم کے مطابق نہیں آئی

ہے۔ اس لیے یہ کتاب عوام و خواص اور اہل علم کے استفادہ کی چیز بنی ہوئی ہے۔

کتاب المسائل:

یہ کتاب مفتی محمد سلمان منصور پوری کے ان بیان کردہ مسائل و احکام کا مجموعہ ہے جن کو وہ کتاب المسائل کے عنوان سے ماہنامہ رسالہ ”ندائے شاہی“ میں شائع کرتے ہیں، طہار ت اور نماز کے مسائل پر یہ پہلی جلد ہمارے سامنے موجود ہے، امید ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا اور اس کی کئی جلد منظر عام پر آئیں گی۔ مولانا موصوف خود ایک مستند عالم دین ہیں، فقہ و حدیث سے ان کا غیر معمولی اشتغال ہے، اس لیے انہوں نے تمام مسائل مستند حوالوں کے ساتھ درج کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب عوام و خواص سب کے لیے استفادہ کی چیز ہے اللہ اس کو جلد مکمل کرائے اور مرتب کی حیات دراز فرمائے۔ آمین

خواتین کے شرعی احکام:

اپنے موضوع پر یہ ایک اہم اور قیمتی کتاب ہے جس کی تالیف عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی کی طرف منسوب ہے، اس کتاب کے تعارف کے بارے میں پیش لفظ میں عالم اسلام کے مشہور عالم دین اور فقیہ مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

یہ کتاب دراصل دارالعلوم کے ماہنامہ ”البلاغ“ میں ایک سلسلہ مضامین کا مجموعہ ہے جو حضرت مولانا مدظلہم نے احقر کی درخواست پر شروع کیا تھا۔ احقر کے شیخ و مربی عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب مدظلہم نے اس کتاب کو بہت پسند فرمایا، لیکن ساتھ ہی یہ ضرورت محسوس فرمائی کہ اس کتاب کو ایمان کے تمام شعبوں، عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق کی تربیت پر مرتب کیا جائے اور اس کی تلخیص بھی کی جائے تاکہ مختصر وقت میں بھی اس سے استفادہ کیا جائے۔

حضرت والارحمۃ اللہ علیہ نے اس مقصد کے لیے تحفہ خواتین کے مضامین کا انتخاب

فرمایا اور کچھ مضامین حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے زیر ہدایت و نگرانی محدودہ بیگم ظریف احمد تھانوی صاحبہ نے ان مضامین کو بڑی محنت سے مرتب فرمایا، اس طرح مسلم خواتین کے لیے یہ نہایت جامع اور مفید کتاب تیار ہو گئی۔

آگے مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی نے صراحت کی ہے کہ محترمہ بیگم ظریف احمد صاحبہ نے جو یہ عظیم خدمت انجام دی ہے بلاشبہ وہ حضرت والا ہی کا فیض ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب حضرت والا کی خواہش اور منشاء کے مطابق خواتین اسلام کے لیے معلم و مربی کا کام انجام دے گی۔

خواتین کے شرعی مسائل:

یہ کتاب فقہ کے میدان میں قدم رکھنے والے نوجوان فاضل مولانا منور سلطان ندوی کے قلم سے ہے۔ اس کتاب میں خواتین کی زندگی سے متعلق مسائل کا احاطہ بہت ہی مستند اور مدلل، نیز عام فہم زبان میں کیا گیا ہے۔ خواتین سے متعلق جو جدید مسائل ہیں ان کا بھی ذکر ہے، کتاب اپنی جامعیت، اختصار، سہل زبان اور مستند حوالہ جات کی بنا پر بہت ہی مفید اور قابل تعریف کاوش ہے۔ خدا مصنف کو مزید بہتر لکھنے اور زیادہ سے زیادہ علمی و تحقیقی کام کی توفیق سے نوازے۔

فقہی مقالات:

یہ کتاب عالم اسلام کے مشہور عالم دین، محقق جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کے علمی اور تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے جس میں تقریباً پچاس انتہائی اہم موضوعات اور جدید مسائل پر بڑی علمی اور تحقیقی بحثیں ہیں، خاص طور پر اسلامی بینکنگ کے مسائل، مغربی ممالک کے جدید مسائل، کاغذی نوٹ، اور کرنسی کا حکم، شیرز کی خرید و فروخت، قسطوں پر خرید و فروخت، کرنسی کی وقت خرید، بنکوں اور مالیاتی اداروں سے زکوٰۃ، فارن ایکس

چینج بیر سرٹیفکٹ ووٹ کی اسلامی حیثیت، مضاربہ سرٹیفکٹ، جدید آلات سے ذبح کرنے کے طریقے اور حکم اور حرام اشیاء سے علاج کا حکم وغیرہ بڑی قیمتی اور علمی و فقہی بحثیں موجود ہیں۔

جدید فقہی تحقیقات:

اسلامی فقہ اکیڈمی الہند کی طرف سے جدید فقہی تحقیقات کا یہ مجموعہ اب تک دس جلدوں میں شائع ہو چکا ہے، اس میں پہلے فقہی سیمینار سے چودھویں فقہی سیمینار تک کے اہم اور قیمتی مقالات شامل ہیں جو تمام تر جدید مسائل پر مشتمل ہیں، اس مجموعہ کی خوبی یہ ہے کہ اس میں جہاں اصحاب فقہ و فتاویٰ کی تحقیقات و کاوشیں جمع ہیں وہیں وقت کے اہم ترین اہل فکر و دانش اور رہنمائے ملت کی تحریریں اور قیمتی آراء خطبات اور افتتاحیہ کی شکل میں موجود ہیں، مثلاً حضرت مولانا سید ابوالحسن ندویؒ، حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمائیؒ، قاضی مجاہد الاسلامؒ، مولانا سید نظام الدین، شیخ محروس المدرس، دکتور وہبہ الزحیلی، مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا محمد رفیع عثمانی وغیرہ کی تحریریں اور قیمتی آراء ہیں، جو اس کام کی اہمیت، ضرورت اور حالات کے تقاضے پر استناد کا درجہ رکھتے ہیں، اس مجموعہ کی ابتداء میں مولانا خالد سیف اللہ رحمائی مدظلہ کے قلم سے نئے مسائل کے حل میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا طریقہ کار اور خدمات کے عنوان سے نہایت ہی پر مغز، معلومات سے بھرپور اور جدید مسائل حل کرنے والے اصحاب فقہ و فتاویٰ کے لیے رہنما تحریر مستند حوالوں کے ساتھ ضم ہے جس نے مجموعہ کی اہمیت کو دو چند کر دیا ہے۔ اللہ اس سلسلہ کو مسلسل جاری رکھے اور پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

اس مجموعہ کے علاوہ ابھی تک منعقد ہونے والے سیمیناروں کے تمام مقالات مباحثے، مناقشے اور مختصر تحریریں و آراء کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں جو بلاشبہ اردو زبان میں اہم فقہی سرمایہ ہیں جن کو اہل علم و تحقیق نظر انداز نہیں کر سکتے بلکہ جدید فقہی مسائل پر کام کرنے والے محققین کے لیے ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علماء اہل حدیث کے اہم کتب فتاویٰ

مولانا حافظ شیخ کلیم اللہ عمری مدنی ☆

تمہید:

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم۔ وبعد!
تاریخی طور پر اہل حدیث وہ لوگ تھے جو ہر مسئلہ میں فیصلہ کرتے وقت نصوص شرعیہ تک محدود رہتے اگر انہیں ان میں کسی مسئلہ میں کوئی نص نہ ملتی تو توقف و سکوت اختیار کر لیتے اور رائے و قیاس سے حتی المقدور اجتناب کرتے، یہی وجہ ہے کہ ان کے پاس اس قدر مسائل و احکام مدون نہ ہو سکے جتنے اہل الراۓ کے پاس مدون ہو گئے۔

علماء اہل حدیث نے برصغیر ہند میں قرآن و حدیث پر مبنی دلائل کی روشنی میں فتویٰ نویسی کو رواج دیا اور اس ذوق کو عام کیا، ورنہ عام طور پر فقہی حوالوں پر مبنی فتوؤں کا رواج تھا۔ لیکن بڑا المیہ یہ تھا کہ ان حضرات علماء نے کوئی خاص ریکارڈ نہ رکھا اور نہ ہی ان کی وفات کے بعد ان کے اخلاف نے ان کے ذخیرہ علمی کو جمع کیا، نتیجہً بہت سی علمی و قیمتی تحریرات و دستاویزات ضائع ہو کر رہ گئیں۔ جیسا کہ شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کے متعلق ان کے ایک شاگرد رشید مولانا عبدالحیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، کی کتاب ”نزهۃ الخواطر“ میں مذکور ہے کہ ان کے وہ فتاویٰ متفرق ہیں جو مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جو شمار سے باہر ہیں اگر وہ جمع کئے جاتے تو کئی ضخیم جلدیں بنتیں (نزهۃ الخواطر و بھیتہ المسامع والنواظر:

برصغیر ہندوپاک میں علماء اہل حدیث نے قرآن و حدیث کی جس قدر خدمت کی وہ محتاج تعارف نہیں ہے۔ مذہب اسلام کا کوئی شعبہ ایسا نہیں تھا جس میں ان کے نقوش تاباں نہ ہوں۔ ان شعبوں میں سے ایک شعبہ دارالافتاء کا بھی ہے۔ شاہ صاحب کی تحریک سے قبل لوگ اپنے مسائل کے حل کے لیے فقہ سے سرمو تجاوز نہ کرتے تھے۔ بعد میں شاہ صاحب کے زیر اثر پروان چڑھنے والے اہل حدیث کی تحریک نے حجیت و استناد کے طور پر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا تعارف پیش کیا۔ چنانچہ پہلی بار برصغیر میں استفتاء کے جوابات براہ راست کتاب و سنت کے دلائل سے پیش کئے گئے۔ بعد کی نسلوں نے ان فتاوے کو جمع کیا اس سلسلہ کا قابل قدر مجموعہ فتاویٰ نذیریہ ہے جو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کے فتاوے اور ان کی تصدیقات پر مشتمل ہے اور آخری دور کا مجموعہ فتاویٰ ثنائیہ ہے جو شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے فتاوے اور مولانا شرف الدینؒ کی تعلیقات پر مشتمل ہے۔

ان مجموعات کے علاوہ کچھ دیگر علماء اہل حدیث ایسے بھی ہیں جن کے فتاوے ہنوز جمع نہیں کیے گئے اور یہ گراں قدر گوہر پارے جابجا بکھرے ہوئے ہیں۔ ان منتشر فتاوے کو ایک لڑی میں پروانے کی ایک مخلصانہ کوشش مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی نے کی ہے۔

مولانا موصوف نے مسائل زکوٰۃ پر اکابر علماء اہل حدیث کے فتاوے جمع کئے اس سلسلہ میں مجموعہ ہائے فتاویٰ مثلاً فتاویٰ نواب صدیق حسن خان، فتاویٰ نذیریہ، فتاویٰ غزنویہ، فتاویٰ مولانا عبد الرحمن صاحب مبارکپوری، فتاویٰ ثنائیہ، فتاویٰ ستاریہ، فتاویٰ سید داؤد غزنوی، فتاویٰ عمر پوری، فتاویٰ عزیزیہ، فتاویٰ مفید الاحناف، فتاویٰ عبید اللہ رحمانی، فتاویٰ عبد الجبار غزنوی، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

مولانا ابوالقاسم صاحب بنارس اپنے استاذ مولانا شمس الحق ڈیانوی شارح ابوداؤد کے حال میں لکھتے ہیں کہ درس و تدریس کے ساتھ بے شمار فتوے لکھے (اخبار اہل حدیث امرتسر)

مولانا حافظ عبد اللہ غازی پوری نے آرہ اور دہلی میں کثرت سے فتوے لکھے بجز قدر قلیل کے تقریباً سب غیر مطبوعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے میری دلی دعا ہے کہ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم آمین۔

۱۔ علماء اہل حدیث کے فتاوے کی خصوصیات :

- ۱۔ کتاب و سنت کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے ہر مسئلہ کا حل قرآن و حدیث میں تلاش کرنا قرآن و حدیث کے ساتھ اجماع امت کو بطور دلیل قبول کرنا۔
- ۲۔ قیاس آرائیوں اور فقہی موشگافیوں اور اقوال الرجال کو حرز جان بنانے کے بجائے نصوص صحیحہ کی تلاش جاری رکھنا، اس لیے کہ اقوال الرجال کو دینی امور کے لیے مأخذ نہیں قرار دیا جاسکتا۔
- ۳۔ جس مسئلہ میں شرعی دلیل نہ ملے اس مسئلہ کے حل کے لیے نصوص صحیحہ کی بصیرت کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کرنا اور صحابہ کرام کے فتاوے کی طرف رجوع کرنا اور دلیل کی بنیاد پر قبول کرنا۔
- ۴۔ جس فقہ کی بنیاد صحیح حدیثوں پر نہ ہو وہ قابل قبول نہیں ہو سکتی۔
- ۵۔ علماء اہل حدیث کے فتاوے مدلل ہوا کرتے تھے وہ عدم تقلید کے قائل تھے۔ ضرورتاً فقہی اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے تردید بھی کرتے تو دلیل کی روشنی میں مثلاً مولانا محمد احمد صاحب منوی نے اباطیل و ہابیہ لکھا جس کے جواب میں مولانا محمد یوسف صاحب فیض آبادی نے اباطیل لہابیہ لکھا۔

۶۔ المعاصرة أصل المنافرة کے تحت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا سلامت اللہؒ، مولانا محمد بشیر صاحبؒ، مولانا الہی بخشؒ، مولانا محمد یوسف صاحب فیض آبادیؒ وغیرہم کے ہم عصر ہونے کی وجہ سے فروعی مسائل میں اختلاف ہوا کرتا تھا، جیسا کہ علماء دارالعلوم دیوبند نے وہابیوں کے خلاف فتاوے صادر فرمائے۔ اس کے جواب میں مذکورہ

علماء نے جوابی فتوے صادر فرمائے۔

۷۔ تمام گوشوں پر کتاب وسنت کی روشنی میں دلائل وبراہین کے ساتھ پیش افتادہ مسائل اور سوالات کے حل اور جوابات مہیا کر دیئے جاتے۔ قبل از وقت فرضی مسائل گھڑنا اور اس کے جوابات تیار کرنا ناپسند کیا کرتے تھے۔

۸۔ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فتاویٰ کے زیریں اصول وقواعد مرتب فرمائے اور یہ واضح کیا کہ فتویٰ درحقیقت حکم مسئلہ کی توضیح ہے۔ حلال یا حرام مکروہ یا مباح، جائز یا ناجائز وغیرہ کو بتانا ہے اور فتاویٰ کی تنفیذ دارالقضاء یا عدالت سے ہوگی۔ فیصلہ کا نفاذ حکومت کے کارندوں سے ہوگا۔

۹۔ مسلک اہل حدیث کا بنیادی اصول صرف کتاب وسنت کی پیروی ہے۔ رائے، قیاس واجتہاد واجماع سب کتاب وسنت کے تابع ہیں۔

۱۰۔ ان فتاویٰ کی امتیازی شان یہ بھی ہے کہ طرز نگارش شگفتہ وادبیانہ ہے نہ کہ خشک اور تقشفانہ۔ جس کی مثال فتاویٰ سلفیہ (داڑھی کے مسئلہ میں تجمل وغیرہ) میں موجود ہے۔

۱۱۔ شرعی حدود میں رہتے ہوئے زمان و مکان کے حالات وظروف کی مکمل رعایت کرنا۔

۱۲۔ دینی علمی مسائل کو شگفتگی وخوش اسلوبی کے ساتھ بیان کرنا۔

۱۳۔ عصر حاضر کے جدید ذہنوں کو حق وصواب کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرنا۔

۱۴۔ مسئلہ کا حل جاننے کے لیے ۱۔ قرآن کریم کی طرف رجوع کیا جائے ۲۔ مطلوبہ حکم قرآن میں نہ ملے تو سنت رسول جو قرآن کی توضیح اور تشریح ہے کی طرف رجوع کیا جائے ۳۔ اگر سنت میں وہ حکم نہ ملے تو اجماع کی طرف رجوع کیا جائے ۴۔ اگر اجماع نہ ہو تو قیاس صحیح کی طرف رجوع کیا جائے۔

مذکورہ بالا ترتیب کے دلائل سنن ابی داؤد ۱۳۵۹۲ اور مسند احمد ۵/۲۳۰ کی روایت

سے ثابت ہے۔

نوٹ : علامہ البانی نے اس سند کی تضعیف کی ہے جب کہ امام ابن قیم رحمہم اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (اعلام الموقعین ۲/۲۰۲ اور ابن تیمیہ اور ابن کثیر رحمہم اللہ نے اس کی سند کو جید کہا ہے دقائق التفسیر ۱/۱۱۰ و تفسیر ابن کثیر ۱/۴)۔

۲- کتب فتاویٰ علماء اہل حدیث کا مختصر تعارف :

۱- فتاویٰ نذیریہ :

شاہ ولی اللہ دہلوی کے سلسلہ فکر کے گل سرسبد حضرت شیخ العرب والعجم سید نذیر حسین محدث دہلوی (متوفی ۱۳۲۰ھ الموافق ۱۹۰۰م) نور اللہ مرقدہ کے فتاویٰ دو ضخیم جلدوں میں مطبوع و میسر ہیں یہ فتاویٰ حضرت موصوف کے دو خصوصی شاگردان رشید حضرت العلامة محمد شمس الحق محدث عظیم آبادی (۱۳۲۹ھ الموافق ۱۹۰۹م) اور مولانا محمد عبدالرحمن مبارکپوری کی مساعی جمیلہ اور حضرت مولانا محمد شرف الدین دہلوی (۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱م) کی تصحیح و تعلیقات سے حضرت اقدس کی نبیرگان کے اہتمام سے ۱۳۳۳ھ الموافق ۱۹۱۳م میں دہلی میں شائع ہوئے۔

فتاویٰ نذیریہ میں آمدہ فارسی و عربی زبان کی عبارتوں کے اردو ترجمہ کا کام ۱۳۸۷ھ الموافق ۱۹۶۸م میں شروع کیا گیا چار سال کی محنت شاقہ کے بعد پوری کتاب بحمد اللہ تین جلدوں میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی عموماً عربی و فارسی عبارتوں کے اردو ترجمے حاشیہ میں کردیئے گئے (نذیر احمد سجانی مینیجر اہل حدیث اکاڈمی لاہور ۱۳۹۰ھ)۔

مولانا عبدالعزیز صاحب اعظمی عمریٰ استاذ جامعہ اسلامیہ فیض عام منوی رقمطراز ہیں:

ہندوپاک میں علماء اہل حدیث کی علمی خدمات بیشمار ہیں افسوس کہ ان کا علمی ذخیرہ زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکا ان کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا شیخ العرب والعجم سید نذیر حسین محدث دہلوی

کے فتاویٰ کے بارے میں ان کے پوتے مولانا سید عبدالسلام اور سید ابوالحسن لکھتے ہیں کہ اگر یہ سب فتاویٰ دستیاب ہوتے تو یقیناً فتاویٰ عالمگیری سے چہار چند یا اس سے بھی زیادہ ہو جاتے (مقدمہ فتاویٰ نذیریہ)۔

۲- فتاویٰ برکاتیہ :

شیخ الحدیث حضرت الاستاذ علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ ایک خالص علمی شخصیت ہیں جو پاکستان کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ کے شیخ الحدیث اور مہتمم اعلیٰ بھی تھے اس جامعہ کی بنیاد سرتاج اہل حدیث حضرت مولانا سید داؤد غزنوی نے رکھی تھی اور محدث زمان مفتی علامہ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ نے سرپرستی فرمائی۔

فتاویٰ برکاتیہ کے نام سے مولانا محمد یحییٰ صاحب طاہر نے مختلف فتاویٰ کو جمع کر کے اشاعت کا اہتمام کیا حضرت الاستاذ علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کے خاص شاگردوں میں سے خطیب الاسلام شہید مولانا احسان الہی ظہیر مولانا محمد علی صاحب مولانا محمد فاروق صاحب راشدی سابق مدیر صراط مستقیم برطانیہ وغیرہم شامل ہیں۔

فتاویٰ برکاتیہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے یا ایک منفرد مجموعہ ہے جس میں مختصر و مدلل فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں جو کہ اہل علم اور آپ کے شاگردوں کے لیے نیز عامۃ الناس کے لیے ایک نادر تحفہ ہے جامعہ اسلامیہ کے دارالافتاء میں لوگوں کا تانا باندا رہتا تھا سائلین کو اسی وقت فتویٰ دے دیا جاتا تھا حضرت الاستاذ علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ نے اپنے اہل خانہ کو یہ تاکید فرمادی تھی اگر کوئی سائل آئے اور میں سو رہا ہوں تو بھی جگادینا پتہ نہیں کہ سائل کتنی دور سے آیا ہو؟ اور کس قدر پریشان ہو؟ آپ بروقت حاضر ہوا کرتے اور فتویٰ صادر فرمادیا کرتے تھے، تاکہ سائل مایوس نہ ہو جائے (وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرْ) پر عمل پیرا ہوا کرتے۔

۳- فتاویٰ ستاریہ:

مولانا عبدالوہاب صاحب صدری[ؒ] دہلوی متوفی ۱۳۵۱ھ (یہ مدرسہ صدر بازار دہلی میں واقع تھا) بڑے متشدد اہل حدیث عالم تھے۔ مولانا نے اپنے ہم عصر علماء اہل حدیث سے خصوصاً دو مسئلوں میں شدید اختلاف کیا (۱) اجتماعی نظام زکوٰۃ کو واجب قرار دیا کرتے تھے، امیر جماعت ہی زکوٰۃ کو مستحقین زکاۃ میں تقسیم کریں گے (۲) امارت کو لازم سمجھتے ہوئے حدیث رسول ﷺ سے استدلال کرتے کہ (جس کی گردن میں امارت کا طوق نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرے گا) (مسلم ۱۸۵۱)۔

مولانا عبدالوہاب صاحب صدری[ؒ] تقسیم ہند سے قبل تک یہیں مقیم تھے، پھر اس کے بعد حجاز ہجرت کر گئے، مولانا کے بھائی نے مولانا کے محترم کی ہجرت کے بعد مدرسہ دارالحدیث قائم کیا جس کی شاخ مدینہ منورہ میں بھی موجود ہے جس سے امت کے نونہال مستفید ہوئے جا رہے ہیں۔

مولانا بیسویں صدی سے قبل کے ایک بڑے جید متدین متشرع اہل حدیث عالم تھے۔ مولانا نے ۱۹۱۷ یا ۱۹۱۸ میں غرباء اہل حدیث کے نام سے ایک جمعیت قائم کی تھی۔ مولانا کے بعد مولانا کے فرزند ارجمند مولانا عبدالستار صاحب صدری مذکورہ جمعیت کے امیر بنے۔ تقسیم ہند کے بعد وہ پاکستان ہجرت فرما گئے۔

مولانا عبدالستار صاحب صدری[ؒ] نے تفسیر ستاری لکھی۔ قرآن کا ترجمہ کیا۔ اور آپ کے فتاویٰ ستاریہ فتاویٰ کے نام سے مشہور و معروف و مطبوع ہیں۔

۴- فتاویٰ ثنائیہ:

فتاویٰ ثنائیہ جس میں شیخ الاسلام حضرت العلامة مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کے ۴۴ سالہ فتاویٰ کو اس طرح فقہی ترتیب کے ساتھ مرتب کر دیا گیا ہے کہ جس میں عبادات و معاملات

کا کوئی اہم مسئلہ باقی نہیں رہا، فتاویٰ ثنائیہ کے بارے میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اردو فتاویٰ میں یہ جامع اور صحیح ترین مجموعہ ہے جس کا انداز صاف ستھرا اور اسلوب سادہ اور عام فہم ہے، اس بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ فتاویٰ ثنائیہ عام و خاص دونوں کے لیے یکساں مفید ہے اور اس کے ہوتے ہوئے آدمی بہت سی کتب سے مستغنی ہو جاتا ہے (از: مولانا احسان الہی ظہیر لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۷۲م محشی بحاشی شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی مرتبہ: حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز مکتبہ ترجمان ۱۴۱۶ھ دو بازار اہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۶)۔

فتاویٰ ثنائیہ مختصر و مدلل ہوا کرتے تھے۔ متنازع فیہ مسائل میں مثلاً آمین بالجہر، رفع الیدین، تقلید وغیرہ کے مسائل میں جانبین کی جانب سے بڑی بڑی کتابیں لکھی جاتی تھیں، مگر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ ان مسائل کا جواب مدلل و مختصر دیا کرتے تھے۔

فتاویٰ ثنائیہ جسے مولانا داؤدؒ (متوفی ۱۹۸۱/۱۲/۲) نے جمع کیا اور ترتیب دیا اس کی ترتیب و تبویب فقہی انداز سے ہوئی، درحقیقت یہ فتاویٰ آپ کے مشہور زمانہ اخبار اہل حدیث میں موتیوں کے مانند بکھرے پڑے تھے جسے مولانا داؤد راز نے ان بکھرے موتیوں کو ایک لڑی میں پرونے کا فریضہ انجام دیا، مگر یہ کتاب مولانا ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں شائع نہ ہو سکی۔

۵۔ فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوریؒ ۲ جلدوں میں

حضرت مولانا عبدالسلام صاحب مبارکپوری جو مدرسہ رحمانیہ دلی کے قابل فخر استاذ تھے جن کے تین لائق و فائق فرزند تھے مولانا ابوالحسن عبید اللہ رحمانیؒ مبارکپوری متوفی ۱۹۹۴م صاحب ”مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح فی فی مولانا عبید الرحمن مبارکپوری جو مدرسہ رحمانیہ کے فارغ التحصیل تھے اور ڈاکٹر محمد عزیز صاحب مبارکپوری۔

علامہ عبید اللہ مبارکپوری بلند پایہ عالم دین اور برصغیر کے محدث یگانہ تھے آپ نے زندگی میں بہت سارے سوالات و استفسارات کے علمی و تحقیقی انداز میں جوابات تحریر فرمائے۔

آپ کے فتاویٰ واقعہ علم و تحقیق کا خزانہ ہیں اس کی چاشنی تو وہی پاسکتا ہے جو علم و فن کے میدان میں حقیقی ذوق مطالعہ کتب رکھتا ہو۔ فتاویٰ میں علمی و تحقیقی شہ پاروں کو وہی بکھیر سکتا ہے جو وسعت مطالعہ اور علوم و فنون کی مہارت رکھتا ہو۔ اور علامہ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ کے فتاویٰ اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مولانا عبد الرحمن مبارکپوریؒ شرح جامع الترمذی فی نی کی تکمیل سے قبل مکفوف البصر ہو گئے تھے، شرح کی تکمیل کے لیے ایک لائق و فائق عالم کی ضرورت محسوس کی گئی جو فنون حدیث سے خاص مناسبت رکھتا ہو، مولانا موصوف شارح ترمذی نے صاحب ترجمہ مولانا عبید اللہ مبارکپوری کو منتخب فرمایا تو مولانا نے آپ کی خدمت میں حاضری دی اور دو سال تک بطور معاون رہ کر شرح ترمذی کی آخری دو جلدوں کی تکمیل کی۔

مولانا عبید اللہ مبارکپوری ۱۹۳۶ م سے ۱۹۴۷ م تک شیخ الحدیث رہے مولانا موصوف ہی کے فتاویٰ فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری کے نام سے مشہور و معروف و متداول ہیں جس کا اجراء مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اجلاس عام پا کوڑ میں ہوا۔

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری کا جلد اول کتاب الایمان والعقائد والاعتصام بالکتاب والسنۃ کتاب الطہارۃ کتاب المساجد کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الجنائز پر مشتمل ہے اور دوسری جلد کتاب الزکاۃ و کتاب الصوم والحج والنکاح الخ پر مشتمل ہے۔ فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری کی دونوں جلدیں ۱۰۲۲ صفحات پر مشتمل ہیں۔ ملنے کا پتہ مکتبہ ترجمان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶۔

۶۔ مولانا شرف الدین محدث دہلوی کے فتاویٰ:

مولانا شرف الدین محدث دہلوی دہلی کے مشہور و معروف مدرسہ اہل حدیث مدرسہ سعیدیہ کے استاذ و شیخ الحدیث تھے ۱۹۴۶ م میں قیام پاکستان کے بعد مولانا موصوف نے بہت ساری تکالیف برداشت کیں، بالآخر آپ نے پاکستان کی جانب ہجرت کی۔

مولانا نے موصوف نے علم حدیث میں مہارت پیدا کی، معاصر علماء کرام آپ کے علم و فضل کے معترف تھے۔ آپ مولانا سید نذیر حسین صاحب کے شاگرد رشید تھے۔ مولانا شرف الدین صاحب کے فتوے فتاویٰ ثنائیہ میں نقل کئے گئے ہیں۔

۷۔ فتاویٰ عزیزیہ :

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے چار ہونہار صاحب زادے تھے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی متوفی ۱۲۴۹ھ شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ ۱۲۲۷ھ اور شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ ۱۲۴۲ھ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بڑے فرزند تھے، جب آپ ۱۵ سال کے ہوئے تو آپ نے جملہ علوم عقلیہ اور نقلیہ سے فراغت حاصل کر لی اور تدریسی ذمہ داریاں سنبھال لیں اور جب آپ ۱۷ سال کے ہوئے تو حجۃ اللہ فی الہند امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وفات پا گئے تو شاہ صاحب کی مسند تدریس و خلافت آپ کو تفویض کر دی گئیں۔

مولانا نے موصوف فکر ولی الہی کے ترجمان تھے اور شاہ صاحب کی علمی تحریک فقہ الحدیث کے علمبردار تھے، تقلید جامد اور تقلید شخصی کے قائل نہ تھے، بلکہ جو قول کتاب و سنت سے قریب ہوا اسے قبول کرنے میں کوئی تاثر نہ فرماتے۔

آج ہندوستان کے جملہ سلاسل محدثین کا منتہا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ عن شاہ ولی اللہ ہے، بیرون ملک میں بھی اگر کسی اہم فتویٰ پر آپ کی مہر ثبت ہے تو پھر اس میں قیل و قال کی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی تھی۔

فتاویٰ عزیزی ۲ جلدیں: از مولانا عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بزبان فارسی مطبوع و مدلل تھی۔ ہر مسئلہ کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کیا جاتا تھا۔ فتاویٰ کی دونوں جلدیں آپ کے تبحر علمی کا نچوڑ اور دینی معلومات کا وسیع سرمایہ ہیں۔ خاندان شاہ ولی اللہ کی

خصوصیت یہ تھی کہ اس خاندان کو حدیث اور علم حدیث کی خدمت کا خوب موقع ملا اور انہوں نے ثابت کر دیا کہ حجیت صرف کتاب و سنت کے لیے ہے باقی مصادر کتاب و سنت کے تابع ہیں نہ کہ متبوع۔

۸- فتاویٰ غزنویہ:

۱- مولانا عبد الجبار غزنویؒ ایک جلیل القدر جید مشہور و معروف عالم باعمل ولی کامل راسخ فی العلم اور نادر الوجود شخصیت کے مالک تھے جن کے علم و فتاویٰ سے اس دور کے عوام و خواص مستفید ہوا کرتے تھے، مولانا نے موصوف کی دینداری و دیانت داری سے متاثر ہو کر بہت سے خطا کاروں نے راہ راست پر چلنے کا عزم مصمم کیا، بہت ساری اصلاحات بھی ہوئیں، آپ کی شہرت و صواب دیدگی اور علم و فضل سے متاثر ہو کر بہت سے عوام و خواص نے آپ سے بیعت کی، اہل حدیث خاندانوں کے پیر و مرشد گردانے جاتے تھے۔

مولانا نے محترم فتویٰ دیتے وقت مذہب معین کے قائل نہ تھے، بلکہ جس امام کا قول کتاب و سنت کے قریب ہوتا وہ اس سے ضرور استفادہ کرتے، ائمہ مجتہدین سے ہمیشہ حسن ظن رکھتے اور ائمہ کرام کا بڑے احترام سے ذکر کرتے، ویسے علماء کرام شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ حافظ ابن قیمؒ امام اہل سنت احمد بن حنبلؒ سے زیادہ متاثر تھے، آپ کے تلامذہ اور روحانی استفادہ کرنے والوں کا حلقہ خاص وسیع تھا۔ ۱۲۳۱ھ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے روز آپ اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائے۔ غفر الله له ولجميع المسلمين۔

بانی جامعہ دار السلام عمر آباد کا عمرؒ (اول) نے آپ کے فیوض و برکات سے استفادہ کیا و عظ و نصیحت کی مجلسوں میں شرکت کی، بلکہ آپ ہی کے مفید مشوروں سے جامعہ کا سنگ بنیاد ۱۹۲۴م میں رکھا الحمد للہ آج یہ جامعہ پھل دار درخت اور ثمر آور ہے جس کی آواز دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہی ہے جس کا مسلک اعتدال ہر ایک کی دل کی آواز ہے اللہ رب العزت نظر بد سے اس کی حفاظت فرمائے اس کے بلند مقاصد کی تکمیل ہو۔ آمین

۲۔ مولانا داؤد غزنوی[ؒ] بن مولانا عبد الجبار غزنوی[ؒ] سے استاذ محترم مولانا ابوالبیان حماد صاحب عمری حفظہ اللہ کی ۱۹۴۵ء میں بہت ساری ملاقاتیں ہوئیں اور استاذ محترم علمی طور پر آپ سے فیض بھی حاصل کر چکے ہیں، مولانا داؤد غزنوی بھی وقت کے ایک بڑے عالم محدث و مفتی و خطیب تھے، عیدین کے خطبات آپ کے ہی ذمہ تھے جن خطبات میں استاذ محترم مولانا ابوالبیان حماد صاحب عمری شریک رہا کرتے تھے۔

۹۔ فتاویٰ مولانا عبد الجبار نعم پوری:

مولانا عبد الجبار نعم پوری جو کلکتہ میں مقیم تھے امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے وقت کے جلیل القدر عالم و مفتی بھی تھے۔ مولانا موصوف حلیم الطبع، شریف النفس، عظیم المرتبت اور فتاویٰ اللہ شخصیت کے مالک تھے، ان کے فیضان سے عمر پور ہی نہیں، بلکہ برصغیر کے دور دراز علاقے میں اللہ تعالیٰ کے بیشمار بندوں کو توحید و سنت کی دولت عظمیٰ ملی۔ یہ علمی مجموعہ تمام ملت اسلامیہ کے لیے شمع ہدایت کا کام دیتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

۱۰۔ فتاویٰ نواب صدیق حسن خان بھوپالی:

ابوالطیب صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی البخاری (۱۲۴۸ھ - ۱۳۰۷ھ) ایک جلیل القدر عالم محدث و مفتی متدین و متشرع اہل حدیث تھے جنہوں نے ریاست بھوپال میں کئی مدارس اہل حدیث کی بنیاد رکھی اور سرپرستی فرماتے رہے، بلکہ ملک کے نامور علماء اہل حدیث کو جمع کیا، مسلک اہل حدیث کے فروغ کے لیے مادی و معنوی قربانیاں پیش فرمائیں، آپ عالم باعمل فقیہ و مفتی بھی تھے، مولانا موصوف نے بہت ساری کتابیں لکھیں ان تصنیفات میں سے ”ذخیر المحتنی فی آداب المفتی“ بہت ہی مشہور و معروف ہے۔

نواب صدیق حسن نے مولانا محمد بشیر فاروقی[ؒ] کو عہدہ افسری مدارس ریاست سے نوازا اس دور میں حدیث و تفسیر کا درس جاری رہا مسائل مستفتی بھاپر مولانا بشیر صاحب مجتہدانہ

انداز سے فتاویٰ صادر فرماتے رہے، نیز قاضی مکہ احمد بن زینی دحلان شافعی المسلك ”الدر السنية في الرد على الوهابية“ کے نام سے کتاب لکھی تو مولانا محمد بشیر سہسوانی نے اس کا جواب ”صيانة الانسان عن وسوسة دحلان“ لکھا (مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانی کے فتاویٰ نواب صاحب کے مطبع سے شائع ہوئے) مولانا نواب صدیق حسن صاحبؒ نے ریاست بھوپال کے نواب بنائے جانے کے بعد مشہور علماء اہل حدیث کو اپنی ریاست میں جمع کیا، جیسے مولانا سلامت اللہ صاحب مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانی وغیرہم۔

مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانیؒ ریاست بھوپال سے دلی تشریف لائے اور مسجد حوض والی (نئی سڑک) میں ۱۶ سال تک درس حدیث و تفسیر و اشاعت افتاء فرماتے رہے۔ مولانا نے موصوف ۱۳۲۶ھ ۲۹ جمادی الاولیٰ مطابق ۲۹ جون ۱۹۰۸م وفات پائے۔

۱۱۔ فتاویٰ مولانا حسن یحییٰ بھوپالی:

مولانا حسن یحییٰ ساکن بھوپال نے فتاویٰ صادر فرمائے جو خاص کر عربی زبان میں لکھے گئے تھے وہ مشہور و متداول و مطبوع تھے۔

۱۲۔ فتاویٰ مولانا عبد الجبار صاحب محدث کھنڈیلوی:

مولانا عبد الجبار صاحب محدث کھنڈیلوی جو غرباء اہل حدیث کی طرف میلان رکھتے تھے جے پور میں مقیم تھے آپ بھی بحیثیت مفتی فتاویٰ صادر فرماتے رہے، وقت کے عوام و خواص مولانا کے فتاویٰ سے مستفید ہوتے رہے۔

۱۳۔ فتاویٰ حسین بن محسن انصاری بھوپالی:

نواب صدیق حسن صاحب کے دور میں، بلکہ نواب صاحب سے قبل بھی مولانا کا ہندوستان آنا جانا ہوا کرتا تھا جب نواب صاحب نے ریاست کی ذمہ داری سنبھالی تو مولانا نے موصوف کو بڑے اعزاز کے ساتھ ریاست بھوپال تشریف لانے کی دعوت دی اور بھوپال کے

مدارس کے نگران اعلیٰ مقرر کئے گئے۔ مولانا کے فتاویٰ بزبان عربی ”نور العین“ کے نام سے مشہور و متداول بھی ہیں۔

نواب صدیق حسنؒ نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے کہ شیخ حسین بن محسن انصاری حدیث میں ہمارے استاد ہیں، طلبہ کے لیے بڑی غنیمت اور راہلین کے لیے عظیم نعمت ہیں (ابجد العلوم ص ۸۸۶)۔

مولانا نے موصوف کی سند حدیث استاذ الاساتذہ حضرت العلامة شیخ الحدیث مولانا ظہیر الدین اثری رحمانی حفظہ اللہ سابق ناظم جامعہ دار السلام عمر آباد سے جالمتی ہے مولانا حسین بن محسن انصاری کے مشہور شاگردوں میں مولانا عبید الرحمن مبارکپوری اور مولانا سلامت اللہ جیراچپوری وغیرہ شامل ہیں۔

۱۴۔ فتاویٰ فیض الرحمن فیض :

مولانا فیض الرحمن فیض منوویؒ جلیل القدر محدث و فقیہ تھے مشہور زمانہ مولانا احمد صاحب منووی کے (حفید کرم) پوتے تھے، جامعہ فیض عام منو کے استاذ و مفتی بھی تھے، جبکہ آپ کے برادر مولانا حبیب الرحمن صاحب منووی ناظم جامعہ تھے یہ ایک حسن اتفاق تھا کہ اس خانوادہ کی خصوصیت تھی کہ دادا پوتے اور بھائی سب کے سب جامعہ فیض عام کے مخلص خادم تھے۔ تقبل اللہ منہم۔

۱۵۔ اسلامی فتاویٰ (عبد السلام صاحب بستوی سلفی ۱۳۲۷ھ = ۱۳۹۴ھ) :

”فتویٰ عبد السلام بستوی سلفی المسمی بہ اسلامی فتاویٰ مرتبہ : حضرت مولانا مفتی عبد السلام صاحب بستوی سلفی شیخ الحدیث مدرسہ ریاض العلوم“ (اردو بازار دہلی ۶) ماہنامہ الاسلام دہلی کے مدیر اور کئی علمی و تحقیقی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔

مولانا عبدالسلام صاحب بستوی امام و خطیب شیخ الحدیث اور مفتی بھی تھے آپ کے فتاویٰ بھی سلفی علماء کے فتاویٰ کی طرح مختصر و مدلل اور عام و خواص کے لیے یکساں طور پر مفید ہوا کرتے تھے اور فتاویٰ کی زبان بڑی شائستہ ہوا کرتی تھی، شیخ الحدیث ایک شعلہ بار خطیب ایک با کمال مقرر اور بلند پایہ مفتی ہی نہیں، بلکہ ایک عظیم مؤلف بھی تھے علمی اور اعتقادی حیثیت سے سلف صالحین کے ہم مشرب و ہم مسلک تھے۔

آپ نے وقت کے مروجہ بدعات کے خلاف ببا ننگ دہل کھل کر فتاویٰ صادر فرمائے جیسے میلاد النبی، شب معراج، گیارہویں، بارہویں جیسی رسومات کے خلاف کتاب و سنت اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور ائمہ عظام کے اقوال کی روشنی میں مدلل فتاویٰ دیا کرتے تھے فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔

مسلک آپ کا اعتدال تھا (اصولی حیثیت سے ائمہ اربعہ کو حق سمجھتا ہوں اور ان کا احترام کرتا ہوں، ان میں جس کا قول زیادہ صحیح اور کتاب و سنت کے موافق پاتا ہوں اسے بسر و چشم قبول کرتا ہوں اور اس پر فتویٰ دیتا ہوں) (بحوالہ: اسلامی خطبات ۱/۵)۔

۱۶- فتاویٰ سلفیہ:

متحدہ ہندوستان کی بلند پایہ ہستیوں میں ممتاز عالم باعمل شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ بیک وقت مفسر محدث فقیہ مفتی مؤرخ ادیب معلم خطیب و کامیاب سیاست داں کی حیثیت سے مشہور و معروف تھے قرآن و حدیث کی روشنی میں پیچیدہ مسائل حل کرنے میں بڑی بصیرت حاصل تھی۔ مولانا کی مشہور تصنیفات میں جماعت اہل حدیث کا مد و جزر ہے جس میں جماعت کا تاریخی پس منظر بیان کیا گیا ہے مولانا کی وفات بیسویں صدی کے اواخر میں ہوئی۔ مولانا کی علمی و دینی خدمات میں تحقیقی فتاویٰ بھی شامل ہیں جو جریدہ الاعتصام فی نی لاہور سے وقتاً فوقتاً شائع کئے جاتے تھے انہی فتاویٰ کو جمع کر کے فتاویٰ سلفیہ کے نام سے لاہور سے شائع کیا گیا جب اس کے کچھ نسخے ہندوستان پہنچے تو اس کے شائقین کے لیے مکتبہ ترجمان

دلی نے ۱۹۹۱م میں دوبارہ اسے شائع کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔
فتاویٰ سلفیہ کی ترتیب اگر فقیہی ہوتی تو اس پر چار چاند لگ جاتے امید ہے کہ مستقبل
قریب میں اس کے جدید ایڈیشنوں میں اس کا خیال رکھا جائے گا۔ ان شاء اللہ

۱۷۔ فتاویٰ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی متوفی ۱۹۵۶م :

مولانا ابراہیم سیالکوٹی مولانا ثناء اللہ امرتسری (رحمہما اللہ جمیعاً) کے
معاصر وہم مسلک وہم مشرب تھے دونوں ہی صاحب فتاویٰ بھی تھے۔

۱۸۔ فتاویٰ محمد اسحاق بھٹی لاہوری

محمد اسحاق بھٹی ایک مشہور و معروف اہل حدیث عالم و مفتی اور کامیاب مضمون نگار کی
حیثیت سے جانے جاتے ہیں جن کا شمار وقت کے سلگتے موضوعات پر قلم اٹھانے والوں میں ہوتا
ہے۔ مولانا کے بیشتر علمی و تحقیقی اور تاریخی و دینی مقالات مندرجہ ذیل مجلات الاعتصام توحید
منہاج اور الہدایت لاہور میں شائع ہو چکے ہیں، مولانا کی تصنیفات میں فقہاء ہند (۹ جلد)
ارمغان حنیف، نقوش اولین، نقوش عظمت رفتہ اور بنات الاسلام وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

۱۹۔ فتاویٰ حسین بٹالوی :

حسین بٹالوی بھی ایک مشہور و معروف محدث و مفتی ہیں، نیز آپ کی خدمات جلیلہ میں
سے مایہ ناز علمی و تحقیقی خدمت جس سے اہل علم مستفید ہو رہے ہیں وہ منہج الباری فی ترجیح صحیح
البخاری ہے جزاۃ اللہ خیرا۔

۲۰۔ فتاویٰ صادق سیالکوٹی پاکستانی :

مولانا صادق سیالکوٹی مشہور و معروف محدث و مفتی اور فقیہ ہیں۔

۲۱۔ فتاویٰ واجدی :

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالواحد عمری رحمانی رحمہ اللہ پیارم پیٹی (ضلع ویلور تمل نادو) سابق استاذ مفتی و ناظم جامعہ دارالسلام عمر آباد و سابق امیر جمعیت اہل حدیث (تمل نادو جنوبی ہندوستان) متوفی ۸۹/۴/۱م نور اللہ مرقدہ کی حیثیت ایک مفتی کی بھی تھی بیس سال نظامت کی ذمہ داری سنبھالتے ہوئے بھی فتویٰ تحریر فرماتے رہے، نظامت سے سبکدوشی کے بعد بھی یہ خدمت انجام دیتے رہے

یہ فتاویٰ (۱۹۵۳ م سے ۱۹۷۸ م تک) مختلف مسائل پر صادر کئے گئے ہیں ہزاروں کی تعداد میں ہیں پورے کے پورے محفوظ بھی ہیں تبویب و ترتیب کا کام جاری ہے مستقبل قریب میں منظر عام پر آنے والے ہیں یا شاء اللہ المستعان۔

جامعہ دارالسلام عمر آباد میں درس حدیث کی مدت ۵۰ برس اور درس بخاری شریف کی مدت چالیس برس تھی درس کے دوران مولانا کا ایک معمول یہ بھی تھا کہ مشق کے طور پر منتہی جماعتوں کے طلبہ سے فتوے لکھوائے تصحیح اور تصویب فرماتے۔

۲۲- فتاویٰ محمدیہ:

مولانا عبدالغنی سیفی عمری مرحوم خاندانی لحاظ سے سیفی مسلک کے اعتبار سے سلفی اور جامعہ دارالسلام عمر آباد سے فراغت کے ناتے عمری تھے، جامعہ محمدیہ رائدرگ کے شیخ الحدیث مفتی بھی تھے تیس سالہ تدریسی خدمات کے بعد جامعہ محمدیہ کی نظامت انہیں سونپی گئی آپ ۱۹۷۶ م سے ۱۹۸۸ م تک بحیثیت ناظم خدمت انجام دیتے رہے۔

جامعہ میں آپ کی ایک حیثیت مفتی کی بھی تھی حضرت بانی جامعہ مولانا سید اسماعیل صاحب علیہ الرحمہ نے یہ خدمت انہیں سونپی تھی وہ رہنمائی فرماتے، اسلاف کے فتوؤں کے مجموعوں کی نشاندہی کرتے، مولانا استفتاء کے جواب تیار کرتے مولانا سید اسماعیل صاحب مرحوم بانی جامعہ تصدیق فرماتے، اساتذہ کے توثیقی دستخط لیتے، مولانا فرماتے ہیں کہ یہ دفتر فتاویٰ محمدیہ کے

نام سے موجود ہے، یہ فتاویٰ ۱۹۶۵ء سے ۲۰۰۱ء تک ۳۵-۳۶ برس کے دوران لکھے گئے تھے۔
نوٹ: مولانا مرحوم کے وارثین (مولانا عبدالمالک صاحب سیفی عمری استاذ جامعہ دارالسلام عمر آباد اور ان کے برادر) مولانا کے اس علمی ورثہ کو چھپوا کر شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

۳۔ علماء اہل حدیث کے ذریعہ ترجمہ کردہ فتاویٰ سعودیہ

- 1-- فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب: علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ
ترجمہ: مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ ورعہ، مراجعہ: مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ
- 2 - ارکان اسلام سے متعلق اہم فتاویٰ: علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ، جمع و ترتیب: محمد بن شائع
- ترجمہ: مولانا ابوالکرم بن عبدالحلیل اور مولانا عتیق الرحمن اثری حفظہم اللہ ورعہم
- 3- فتاویٰ روزمرہ زندگی کے (270 سے زائد اہم مسائل): علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ (جلد اول)
- زیر اہتمام: مولانا القمان سلفی حفظہ اللہ ورعہ
- 4 - مقالات و فتاویٰ: علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ، ترجمہ: محمد خالد سیف حفظہ اللہ ورعہ
- 5- فتاویٰ برائے خواتین: شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ
- شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ
- شیخ عبداللہ الجبرین، جمع و ترتیب: محمد بن عبدالعزیز، ترجمہ: شیخ جابر اللہ حفظہ اللہ ورعہ
- 6- فتاویٰ برائے خواتین: شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ
- شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ

: شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ

: شیخ عبداللہ الجبرینؒ

: شیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدیؒ

: شیخ صالح بن فوزان الفوزانؒ

: دائمی کمیٹی برائے فتاویٰ، ترجمہ: مسیب الرحمن بن عطاء الرحمن

۴۔ مفتیان فتاویٰ:

- ۱ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ متوفی ۱۲۳۹ھ ۲۸ مولانا عبدالسلام بستیویؒ متوفی ۱۳۹۴ھ
- ۲ مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ متوفی ۱۳۲۰ھ ۲۹ مولانا محمد علی فیروز پوریؒ
- ۳ ابوالحسنات محمد عبداللہ لکھنویؒ ۳۰ مولانا سید عبدالحفیظ دہلویؒ متوفی ۱۳۳۹ھ
- ۴ حضرت والدہ نواب جاہ صدیق حسن خاںؒ ۳۱ مولانا عبدالرؤف مبارکپوریؒ متوفی ۱۳۵۳ھ
- بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ
- ۵ مولانا عبدالجبار غزنوی عرف امام صاحبؒ ۳۲ مولانا ابو محمد عبدالستار المعروف امام صاحبؒ متوفی ۱۹۱۳م
- ۶ مولانا ابو محمد عبدالوہابؒ پنجابی نزیل دہلی ۳۳ مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ
- ۷ شیخ الاسلام مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسریؒ ۳۴ مولانا سید سلیمان ندویؒ متوفی ۱۹۴۸م
- ۸ مولانا ابو الطیب محمد شمس الحق ڈیانویؒ شارح ۳۵ مولانا عبداللہ صاحبؒ ابوداؤد متوفی ۱۳۲۹ھ
- ۹ خادم شریعت رسول الثقلین محمد تلطیف حسینؒ ۳۶ مولانا عبدالقادر صاحبؒ دہلویؒ
- ۱۰ سید عبدالسلام دہلویؒ متوفی ۱۳۳۵ھ ۳۷ مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی متوفی ۱۳۱۱ھ
- ۱۱ مولانا ابوسعید محمد شرف الدین محدث دہلوی ۳۸ مولانا محمد بن عبداللہ مدراسیؒ متوفی ۱۹۶۱م

- ۱۲ مولانا ابوبکی محمد شاہ جہانپوریؒ متوفی ۱۳۳۸ھ ۳۹ ابوالبرکات محمد عبدالحی تقی عرف صدر الدین احمد حیدر آبادیؒ
- ۱۳ حضرت مولانا محمد یونس محدث دہلوی کراچی ۴۰ مولانا محمد ظاہر سلہٹیؒ متوفی ۱۳۸۸ھ
- ۱۴ حضرت مولانا عبد الکریم پنجابیؒ ۴۱ مولانا عبد اللطیفؒ
- ۱۵ محمد مسعود نقشبندی دہلویؒ ۴۲ مولانا منصور الرحمنؒ
- ۱۶ حضرت مولانا عبدالحق ملتانویؒ ۴۳ مولانا عثمان شاہ جہاں پوریؒ استاذ مفتی جامعہ دارالسلام عمر آباد
- ۱۷ ابوالمجد عبد الصمد بہاریؒ ۴۴ مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی اوکاڑہ
- ۱۸ ابوظفر محمد عمر اریسویؒ ۴۵ مولانا عبد الجبار عمر پوریؒ متوفی ۱۳۳۴ھ
- ۱۹ سید شریف حسین محدث دہلویؒ متوفی ۱۳۰۴ھ ۴۶ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ
- ۲۰ محمد اسد علیؒ ۴۷ مولانا محمد صاحب جونا گڑھیؒ
- ۲۱ حسین بن اللہ عین حقیظ اللہ دہلویؒ متوفی ۱۳۰۹ھ ۴۸ سید محمد داؤد غزنویؒ متوفی ۱۹۶۳م
- ۲۲ محمد عبید اللہؒ متوفی ۱۳۵۶ھ ۴۹ مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی جامعہ سلفیہ بنارس
- ۲۳ میر احمد پشاورویؒ ۵۰ مولانا مفتی رئیس احمد صاحب ندوی جامعہ سلفیہ بنارس
- ۲۴ مولانا عبد الرووف البہاریؒ ۵۱ سید ابوالحسن بن سید عبدالحی ناظم ندوۃ العلماء متوفی ۱۳۹۰ مطابق ۱۹۷۰ء
- ۲۵ مولانا محمد یسین رحیم آبادیؒ ۵۲ مناظر اسلام حافظ عبد القادر روپڑی لاہور
- ۲۶ مولانا عبد المجید سوہدرویؒ متوفی ۱۳۷۹ھ ۵۳ مولانا حافظ محمد اسحاق لاہور شیخ الحدیث مدرسہ غزنویہ
- ۲۷ حافظ محمد عبد اللہ صاحب روپڑیؒ متوفی ۱۳۸۴ھ ۵۴ مولانا عبد الوہاب آروویؒ سابق مفتی جامعہ دار السلام عمر آباد

- ۵۵ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی لاہور ۶۲ مولانا فیض الرحمن صاحب دار الحدیث
الاشریۃ منو
- ۵۶ مولانا عزیز زبیدی واربرٹن شیخوپورہ ۶۳ مولانا مفتی حبیب الرحمن صاحب منووی
مدرسہ فیض عام منو
- ۵۷ مولانا عبد الغفور رمضان پوری بہاری ۶۴ مولانا خرم علی بلہوری لکھنؤ متوفی ۱۲۶۰ھ
- ۵۸ مولانا ابو حفص عثمانی ڈیرہ غازیخان سلمہ فی ۶۵ مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانی متوفی
۱۳۲۶ھ
- ۵۹ مولانا عبد القہار دار السلام کراچی ۶۶ حضرت مولانا شیخ الحدیث حافظ عبد الواحد
عمری رحمانی
- ۶۰ مولانا عبد الجلیل ساموری ۶۷ حضرت مولانا عبد الغنی سیفی عمری
- ۶۱ مولانا ابو عبد اللہ محمد دریس ۶۸ مولانا عبد الصمد عمری سابق استاذ وفقی جامعہ
دار السلام عمر آباد

۶- المصادر والمراجع:

- ۱- تذکرہ واجہی: مولانا ثناء اللہ عمری ایم اے
- ۲- تراجم علماء اہل حدیث ہند: ابوبکی امام خان نوشہروی
- ۳- فتاویٰ ثنائیہ: مکتبہ ترجمان، دہلی
- ۴- فتاویٰ نذیریہ: ادارہ نور الایمان ۱۴۲۱ھ جمہیری گیٹ دلی
- ۵- فتاویٰ اہل حدیث خورد المعروف بہ فتاویٰ برکاتیہ، ترتیب: مولانا محمد علی طاہر الحمد پبلی کیشنز ۲۷۳۹
- بیناریان اسٹریٹ جی بی روڈ دلی
- ۶- فتاویٰ علماء اہل حدیث - ترتیب ابوالحسنات علی محمد سعیدی، مکتبہ ثناء اللہ امرتسری اکیڈمی دلی ۶
- ۷- اسلامی خطبات: مولانا عبد السلام بستوی
- ۸- تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں - مولانا قاضی محمد اسلم

ہندوستانی کتب خانوں میں فقہی مخطوطات: ایک جائزہ

محمد حسان اختر ندوی مظاہری ☆

ہندوستان میں اسلامی علوم و فنون کو بڑی ترقی ملی، اور اس سلسلہ میں جو خدمات سامنے آئی ہیں وہ غیر معمولی ہیں، معروف مؤرخ مولانا عبدالحی حسنیؒ نے ”الثقافة الإسلامية في الهند“ میں ان خدمات کا تفصیلی جائزہ لیا ہے (دیکھئے: الثقافة الإسلامية في الهند، از عبدالحی الحسنی ص ۱۰۲ تا ۱۳۰)، اس کتاب کے مطالعہ سے سرزمین ہند کے عظیم الشان علمی کارناموں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ تفسیر و حدیث کے ساتھ فقہ سے بھی علماء ہند کی دلچسپی غیر معمولی رہی ہے، اسلامی علوم و فنون سے دلچسپی کے نتیجے میں اس سرمایہ کی حفاظت بھی اس سرزمین پر ہوئی، اور اصحاب فضل و کمال کو اس کی توفیق ملی، چنانچہ علم دوست شخصیات نے بے شمار علمی کتابوں کے نسخہ کا اہتمام کیا، قلمی کتابوں کے جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی، جس کے نتیجے میں بے شمار کتب خانے وجود میں آئے، اور عہد اسلامی کے حکمرانوں کی سرپرستی بھی ان کتب خانوں کو حاصل رہی (مقالات مولانا عرشی، مرتب اخلاق احمد آہن ص ۲۸۳ تا ۲۹۷)۔

قلمی کتابوں اور نادر مخطوطات کو جمع کرنے کے ذوق و شوق کے تعلق سے علامہ سید سلیمان ندویؒ نے حضرت مولانا حبیب الرحمن خان شروانیؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ (دیکھئے: یادرفنگاں ص ۴۱۶) ”ان کو نادر اور قلمی کتابوں کا بڑا شوق تھا، اور اس شوق کی تاریخ خود انہوں نے لکھ کر معارف میں چھپوائی ہے... لکھنؤ میں عبدالحسین اور واحد حسین قلمی کتابوں کے تاجر تھے

لکھنؤ آتے تھے تو ان کے نوادر دیکھتے اور چھانٹ کر لے جاتے۔۔۔“
انہیں کے بارے میں مولانا صباح الدین عبد الرحمن^۷ رقم طراز ہیں (دیکھئے: بزم
رفتگاں ص ۸)

”کہ انہوں نے اپنی محنت سے زر کثیر صرف کر کے ایک بڑا نوادر اور قیمتی کتب خانہ جمع
کیا، جس میں پانچ ہزار سے زیادہ مطبوعہ اور نایاب قلمی عربی اور فارسی کتابیں ہیں، اپنی زندگی ہی
میں اس کتب خانہ کو مسلم یونیورسٹی کے نام پر باضابطہ وقف کر دیا تھا۔“
اسی طرح نواب سید فیضان اللہ خان، نواب صدیق حسن خان قنوجی، مولوی خدا بخش
خان، محدث کبیر مولانا احمد علی سہارنپوری، حضرت مولانا شمس الحق عظیم آبادی، اور دیگر مجاہدان علم و
فن نے اپنے دور میں نوادر نایاب قلمی کتابوں کے جمع کرنے کی سعی بلیغ فرمائی، اور ان کے
مساعی سے قلمی کتابوں کا عظیم الشان ذخیرہ سرزمین ہند میں جمع ہوا، ملک بے شمار حادثات سے
دوچار ہوا، غلامی اور تقسیم کا سامنا کیا، انگریزوں نے یہاں سے علمی ذخیروں کو بھی منتقل کیا، اور یہ
کام دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی کیا گیا، اور انہیں بیش بہا گراں مایہ کو دیار غیر میں دیکھ کر
علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا:

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
کہ دیکھیں جن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

لیکن ان سب کے باوجود فقہی مخطوطات کا ایک بڑا سرمایہ ہندوستان کے طول و عرض
میں موجود ہے، الفرقان اکیڈمی نے لندن میں ”المخطوطات الاسلامیہ فی العالم فی“ کے نام سے
چار جلدوں میں ایک کتاب شائع کی ہے، جس میں دنیا بھر میں موجود کتب خانوں کا جائزہ لیا
ہے، اور اسلامی عربی مخطوطات کی اجمالی تفصیل ذکر کی ہے، اس کتاب کے مطابق موجودہ
ہندوستان میں تقریباً پچاس ایسے کتب خانے ہیں جہاں اسلامی علوم و فنون پر عربی مخطوطات کا
ذخیرہ موجود ہے (دیکھئے: المخطوطات العربیہ العالمیہ جلد ۳ ص ۲۴۳ تا ۵۱۲، اور فہارس المخطوطات العربیہ فی

العالم، از کورکیس عواد ۲/ ۳۰ تا ۳۳ (۳۳)۔

اور ان عربی مخطوطات کی تعداد تقریباً پچاس ہزار ہے، لیکن یہ استقصاء مکمل نہیں ہے، کیونکہ اس جائزہ میں بعض معروف کتب خانوں کا تذکرہ نہیں ہے، جیسے مدرسہ مظاہر علوم وقف کا کتب خانہ جہاں مخطوطات کا بڑا ذخیرہ موجود ہے، اسی طرح ذاتی کتب خانوں کا بھی احاطہ نہیں کیا گیا ہے، لہذا ضرورت ہے کہ ہندوستان کے تمام مخطوطات کی عموماً اور فقہ اسلامی کے مخطوطات کی خصوصاً مکمل ڈائریکٹری تیار کی جائے، تاکہ باحثین و محققین کی رسائی ان مخطوطات تک آسانی سے ہو سکے، اس دور میں یہ کام مشکل بھی نہیں ہے۔

میں نے ہندوستان کے چند کتب خانوں میں موجود فقہ عربی کے مخطوطات کا جائزہ لیا ہے:

اول: ان کتب خانوں کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے، فقہ اسلامی کے مخطوطات کو شمار کر کے ان کی مکمل مکرر اور غیر مکرر تعداد درج کی گئی ہے، بعض اہم نادر مخطوطات کی نشاندہی اور مختصر تعارف بھی پیش کیا ہے، ان مخطوطات کے دوسرے قلمی نسخوں کی بھی رہنمائی کی گئی ہے۔
دوم: ان کتب خانوں میں موجود فقہی مخطوطات کی مکمل الفبائی فہرست تیار کی ہے، اس فہرست میں نام کتاب، نام مصنف، اوراق مطبوعہ، فہرست مخطوطات کے جلد و صفحہ یا مخطوطہ نمبر کی تعیین ہے، جو کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو گئیں ہیں اس کی نشاندہی کی بھی کوشش کی گئی ہے (لیکن یہ نشاندہی راقم کی محدود معلومات کے دائرہ میں ہے)۔

جن کتب خانوں کے فقہی مخطوطات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ مولانا ابوالکلام آزاد عرک اینڈ پرنسین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ٹونک راجستھان

۲۔ کتب خانہ علامہ شبلی نعمانی ندوۃ العلماء لکھنؤ

۳۔ کتب خانہ حضرت پیر محمد شاہ احمد آباد گجرات

۴۔ رضا لائبریری رامپور

- ۵- مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ
۶- کتب خانہ دارالمصنفین اعظم گڑھ
۸- مکتبہ مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی للبحوث والدراسات الاسلامیہ، مظفر پور اعظم
گڑھ

۱- مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرنسپل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ٹونک
راجستھان:

مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرنسپل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ٹونک راجستھان کا ایک
معروف تحقیقی ادارہ ہے، اس کی بنیاد ۱۹۷۸ء میں رکھی گئی، اس تحقیقی ادارہ کے کتب خانہ میں تین
ہزار مخطوطات ہیں، جن میں ۱۷۵۷ عربی زبان میں ہیں، اس میں فقہ عربی کے مخطوطات کی تعداد
۲۷۷ ہے، ان میں غیر مکرر فقہی مخطوطات ۱۷۴ ہیں، اس کتب خانہ کے مخطوطات کی فہرست اردو
زبان میں حکیم محمد عمران خان صاحب نے ”خزینۃ المخطوطات“ (وضاحتی فہرست) کے نام سے ۵
جلدوں میں تیار کی ہے:

چند فقہی مخطوطات مندرجہ ذیل ہیں:

۱- طوابع الانوار شرح الدر المختار اول تا باب الامامة - مؤلف: علامہ محمد عابد السندھی

(ت ۱۱۳۸ھ)

معروف محدث و فقیہ علامہ عابد سندھی کی تصنیف ہے، جو ابھی تک زیور طبع سے آراستہ
نہیں ہو سکی ہے، یہ ”در مختار نی“ کی شرح ہے، اور ”در مختار نی“ علامہ ترمذی کی کتاب ”تنویر
الابصار نی“ کی شرح ہے، ”در مختار نی“ فقہ حنفی کی معرکتہ ال آراء کتاب ہے، اس کتاب کو علمی
دنیا میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، اور اس کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں، علامہ طحاوی اور علامہ
ابن عابدین کا اس پر بہت مشہور حاشیہ ہے، علامہ عابد سندھی کی ”طوابع الانوار نی“ اسی در مختار کی

- ۲۲۹ -

۲- اس کتب خانہ میں ایک مخطوطہ فی فی نیج العلیم فی نی ہے، جو جعفر بن میران بن یعقوب البولکانی (ت ۹۷۵ھ) کی تالیف ہے، مصنف موصوف شیخ علی متقی کے شاگرد ہیں، بیس بابوں اور ایک خاتمہ پر اس کتاب کو ترتیب دیا ہے، فن تعلیم پر نہایت نادر کتاب ہے (دیکھئے: خزینۃ المخطوطات ۱۶۱/۴)۔

۳- ایک کتاب ”البرہان فی شرح مواہب الرحمن فی نی ہے، یہ ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی حنفی نزیل قاہرہ (ت ۹۲۲ھ) کی تالیف ہے، مجمع البحرین کے طرز پر کتاب لکھی گئی ہے، مواہب الرحمن بھی موصوف ہی کی تصنیف ہے، اور البرہان اس کی شرح بھی آپ کی ہی ہے، کتاب کی دو جلدیں ۹۲ اور ۶۳۳ قات پر مشتمل ہیں، اس کتاب کے ایک حصہ کی تحقیق احمد بن حسن محی الدین سعودی نے کی ہے، اس کتاب کے دوسرے قلمی نسخے مکتبہ محمودیہ مدینہ منورہ، مکتبہ عارف حکمت مدینہ منورہ اور مکتبۃ الفاتح ترکی میں موجود ہے۔

۴۔ ایک مخطوط اہم ترین ”تحفۃ الاختیار علی الدر المختار فی نی کا ہے، یہ کتاب شیخ ابراہیم حلبی حنفی (ت ۱۱۹۰ھ) کی ہے، درمختار کا حاشیہ ہے، ۴۲۶ درقات پر مشتمل ہے، اس کتاب کے دوسرے قلمی نسخے قاہرہ اور ترکی میں بھی ہیں۔

۲- کتب خانہ علامہ شبلی نعمانی لکھنؤ:

یہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا عظیم الشان کتب خانہ ہے، اس کتب خانہ کے اسلامی

مخطوطات کی تعداد تقریباً ۴ ہزار ہے، جن میں عربی فقہ کے موضوع پر ۱۵۸ مخطوطات ہیں، ان میں مکررات بھی ہیں، غیر مکرر ۱۱۸ ہیں، اس کتب خانہ کے مخطوطات کی فہرست فارسی زبان میں ہے، جس کو مرکز تحقیقات فارسی دہلی ہند نے ”نسخہ ہائے خطی عربی کتب خانہ ندوۃ العلماء فی نی کے نام سے شائع کیا ہے۔

چند قابل ذکر مخطوطات یہ ہیں:

۱۔ ”الإصلاح والإيضاح فی نی، یہ احمد بن سلیمان بن کمال باشا (متوفی ۹۴۰ھ) کی تصنیف ہے، فقہ حنفی کی کتاب ہے، ابن کمال باشا نے ”الوقایہ فی نی لصدر الشریعۃ المحبوبة کی شرح ”الإصلاح الوقایہ فی نی کے نام سے کی ہے، اور دوبارہ ”الإصلاح الوقایہ فی نی کی شرح ”ایضاح الإصلاح فی نی کے نام سے لکھی ہے، اس کتاب کے بارے میں علامہ عبدالحی لکھنوی کا تبصرہ یہ ہے: ”قد طالعت من تصانیفه الإصلاح والإيضاح، فوجدته محققاً موقفاً لمعافی الإیرادات علی الوقایة وشرحها لصدر الشریعة“ (دیکھئے: الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص ۲۹)، یہ مخطوطہ ۶۴۲ صفحات پر مشتمل ہے، اس کے دوسرے قلمی نسخے رامپور، ٹونک، استنبول، اور ایاصوفیا میں موجود ہیں، راقم کی معلومات میں یہ کتاب بھی چھپی ہوئی نہیں ہے۔

بعض عربی فتاویٰ بھی اس کتب خانہ کی زینت ہے۔

۲۔ ”الفتاویٰ الحمادیہ فی نی مولانا ابوالفتح رکن الدین بن حسام النناگوری، دسویں یا گیارہویں صدی ہجری کی تالیف ہے۔

۳۔ ”فتاویٰ مجمع البرکات فی نی از مفتی ابوالبرکات بن حسام الدین دہلوی فی نی یہ اورنگ زیب کے دور حکومت کا ایک مشہور عربی کا مجموعہ فتاویٰ ہے، جس کے مولف مفتی ابوالبرکات بن حسام الدین دہلوی ہیں، اس کی تالیف ۱۱۱۰ھ میں ہوئی، اور بادشاہ کوندر کی گئی، اس کی تالیف میں مؤلف نے ہندوستان کے عہد وسطیٰ کے اہم فقہی مراجع سے مدد لی ہے (ماخوذ از اودھ میں افتاء کے مراکز، ڈاکٹر اشتیاق احمد اعظمی ص ۴۵۶)، اس کتاب کا مخطوطہ ۶۰۸ صفحات پر مشتمل

ہے۔

۲- الفتاوی السراجیہ، یہ سراج الدین علی بن عثمان الاوشی (ت ۵۶۹ھ) کی تالیف ہے، اس کے تین قلمی نسخے اس کتب خانہ میں ہیں، جو ۶۸۸، ۶۲۲، ۵۴۴ ورقات پر مشتمل ہیں، اس کا ایک نسخہ کتب خانہ حضرت پیر محمد شاہ میں بھی ہے۔
اس کتب خانہ کے بعض فقہی رسائل بھی اہم مخطوطات میں ہیں، تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں الفبائی فہرست۔

۳- کتب خانہ حضرت پیر محمد شاہ احمد آباد:

حضرت پیر محمد شاہ اٹھارویں صدی کے ایک بزرگ ہیں، احمد آباد گجرات کا یہ کتب خانہ انہی کی طرف منسوب ہے، اس کتب خانہ میں تقریباً دو ہزار مخطوطات ہیں، فقہ اسلامی کے موضوع پر مکررات کے ساتھ ۲۱۴ مخطوطات ہیں، غیر مکرر ۱۴۸ مخطوطات ہیں، ۲۲ مخطوطات کے اسماء مع مصنفین مجہول و نامعلوم ہیں، اور ۵۴ مخطوطات کے اسماء معلوم اور مصنفین مجہول ہیں، اس کتب خانہ کے مخطوطات کی فہرست: ”عربی فارسی اردو مخطوطات کی وضاحتی فہرست نی نی کے نام سے چھپی ہوئی ہے، جس کے مرتب جناب محی الدین ممبئی والا ریڈر شعبہ اردو گجرات ودیا پیٹھ ہیں، اس وضاحتی فہرست میں کیف ما تنفق مخطوطات کو درج کر دیا گیا ہے، الفبائی یا موضوعاتی ترتیب قائم نہیں کی گئی ہے، ذیل میں چند نادر مخطوطات کا تذکرہ و تعارف پیش کیا جا رہا ہے:

۱- ایک مخطوطہ ”الکافی شرح الوافی نی نی ہے، فقہ حنفی کی کتاب ہے، اس کے مؤلف مشہور فقیہ علامہ ابوالبرکات نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) ہیں، موصوف نے ”الوافی نی نی اور پھر اس کی شرح ”الکافی نی نی تالیف فرمائی، مقبول و معروف شرح ہے، اس کتب خانہ میں مختلف جلدوں پر مشتمل اس کتاب کے ۱۴ قلمی نسخے ہیں، ایک نسخہ ٹونک کے کتب خانہ میں بھی ہے، اس کے علاوہ قاہرہ، بغداد اور برلن میں بھی اس کے قلمی نسخے ہیں (دیکھئے: جامع الشروح والحواشی ۳/۲۴۴۹)،

راقم عاجز کی معلومات میں یہ کتاب چھپی نہیں ہے، البتہ ایک حصہ (کتاب القضاء والشهادة) کی تحقیق (بطور رسالہ ایم اے) عبد الناصر محمد احمد عطانے کی ہے، اور جامعہ ازہر میں یہ رسالہ پیش کیا ہے، یہ کتاب محتاج تحقیق و طباعت ہے۔

۲- دوسرا اہم مخطوطہ ”زاد الفقیر فی نی کا ہے، مشہور فقیہ ابن الہمام (متوفی ۸۶۱ھ) کی تصنیف ہے، فقہ حنفی کے موضوع پر مختصر رسالہ ہے، اس کی کئی شرحیں بھی لکھی گئی ہیں، یہاں اس کتاب کے تین قلمی نسخے ہیں، جو علی الترتیب ۲۸/۲۸/۳۰ و رقات پر مشتمل ہیں، فہرست میں کتاب کا نام ”زاد الفقیر فی نی درج ہو گیا ہے، اس کتاب کے دوسرے قلمی نسخے المکتبۃ الازہریہ اور المکتبۃ الظاہریہ میں ہیں (دیکھئے: جامع الشروح والحواشی ۱۱۵۹/۲) اور الفہرس الوصفی لمخطوطات الفقہ الاسلامی و اصولہ ص ۲۸۸)۔ یہ کتاب بھی چھپی نہیں ہے۔

۳- تیسرا اہم مخطوطہ ”زبدۃ الاحکام فی اختلاف مذاہب الائمۃ الاربعۃ الاعلام فی نی کا ہے، یہ سراج الدین ابو حفص عمر بن اسحاق ہندی غزنوی حنفی (متوفی ۷۷۳ھ) کی تصنیف ہے، ۵۵ ورق کا مخطوطہ ہے، کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ کے اختلافی مسائل کو بیان کیا گیا ہے (دیکھئے: الفہرس الوصفی لمخطوطات الفقہ الاسلامی و اصولہ ص ۷۴۳)۔

۴- چوتھا قابل تذکرہ مخطوطہ ”معدل اقامۃ الصلاۃ فی نی کا ہے، محمد بن بیر علی البرکلی (متوفی ۹۸۱ھ) کی تالیف ہے، تعدیل ارکان صلاۃ کی بحث ہے، وجوب تعدیل احادیث کی روشنی میں ثابت کیا ہے، مخطوطات کی فہرست میں نام مصنف کی جگہ ”مجهول فی نی درج ہے، اندازہ یہ ہے کہ یہ علامہ برکلی ہی کی تصنیف ہے، اس کتاب کی کئی شرحیں ہیں، ایک شرح ”موضح المعدل فی نی کے نام سے ہے، اسی شرح کے ساتھ یہ کتاب ۱۳۰۹ھ میں آستانہ سے طبع ہوئی ہے (دیکھئے: جامع الشروح والحواشی ۲۰۳۳)۔

۵- پانچواں نادر مخطوطہ ”نظم الخلافات فی نی ہے، یہ کتاب اصل میں معروف فقیہ علامہ عمر بن محمد احمد نسفی (متوفی ۵۳۷ھ) کی منظوم تصنیف ہے، اور ”منظومۃ الخلافات فی نی

یائی منظمۃ النسفی فی نی کے نام سے مشہور ہے، اس کتاب کا اول شعر یہ ہے: باسم اللہ رب کل عبد الحمد للہ ولی الحمد

فقہی آراء کو منظوم شکل میں پیش کیا ہے، دس باب قائم ہے، اول تا ثامن امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر کے اقوال و اختلاف پر مشتمل ہے تو تاسع اور عاشر میں بالترتیب امام شافعی و امام مالک کے اقوال کو منظوم نقل کیا ہے، اشعار کی تعداد ۲۹۶۰ ہے (دیکھئے: جامع الشروح والحواشی ۲۲۱۰/۳)، علامہ عبدالحی لکھنوی رقم طراز ہیں (دیکھئے: الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص ۱۵۰): وہو أول کتاب نظم فی الفقہ (فقہ کے موضوع پر پہلی منظوم کتاب ہے)، مخطوطہ ۱۳۵ ورقہ کا ہے، ایک قلمی نسخہ ۹۰ ورقہ کا ٹونک میں بھی ہے، اور برلن، قاہرہ، بغداد میں بھی اس کا مخطوطہ موجود ہے (دیکھئے: الفہرس الوصفی لمخطوطات الفقہ الاسلامی و اصولہ ص ۴۷۹)، راقم سطور کی ناقص معلومات میں یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۴- رضا لائبریری رامپور:

نواب سید فیض اللہ خان بہادر (متوفی ۱۷۹۴ء) کا قائم کیا ہوا عظیم الشان کتب خانہ ہے، مخطوطات و نوادرات کا ایک بڑا ذخیرہ اس کتب خانہ کی زینت ہے، اسلامی مخطوطات کی تعداد ۱۱۹۹۳ ہے، عربی مخطوطات ۵۰۵۳ ہیں، فقہ عربی کے موضوع پر ۶۷۱ مخطوطات ہیں، اس کتب خانہ کے مخطوطات کی مکمل فہرست انگریزی زبان میں ۶ جلدوں میں ہے، فقہ عربی کے مخطوطات تیسری جلد کے ۲۱۷۹ نمبر سے لے کر ۲۸۵۰ تک ہیں، اس فہرست کی موضوعاتی ترتیب نے مخطوطات تک رسائی آسان کر دی ہے۔

۵- خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ:

مولوی خدا بخش خان کے نام سے موسوم صوبہ بہار کی یہ قدیم لائبریری ہے، اور ہندوستان کے چند اہم کتب خانوں میں اس کا شمار کیا جاتا ہے، اس کتب خانہ میں ۱۷۰۳۶

مخطوطات ہیں، عربی مخطوطات تقریباً ۸ ہزار ہیں، جن میں فقہ کے موضوع پر ۶۰۵ مخطوطات ہیں، اس کتب خانہ کے عربی مخطوطات کی کئی فہارس تیار کی گئی ہیں، مولوی عبد الحمید صاحب نے ”مفتاح الكنوز الخفیۃ فی فی کے نام سے ۴ جلدوں میں فہرست تیار کی ہے، موضوعاتی الفبائی ترتیب نے اس کتاب سے استفادہ آسان کر دیا ہے۔

۶۔ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ:

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی عظیم الشان لائبریری ہے، ۱۸۷۷ء میں اس کی ابتداء ہوئی، اسلامی مخطوطات کی تعداد ۱۴۶۰ ہے، عربی مخطوطات ۵۱۲۶ ہیں، جن میں فقہ کے موضوع پر مخطوطات کی تعداد کچھ اس طرح ہے: ذخیرہ حبیب گنج میں ۸۲، ذخیرہ آفتاب میں ۵، ذخیرہ احسن مارہروی میں ۴، ذخیرہ شیفۃ میں ۱۷، خیال رہے مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا شعبہ مخطوطات تیرہ مختلف ذخائر پر مشتمل ہے، بقیہ ذخائر کی معلومات فراہم نہیں ہو سکی، الفرقان اکیڈمی لندن نے اس کتب خانہ کے عربی مخطوطات کی فہرست ”المخطوطات العربیۃ فی مکتبۃ جامعۃ علیکیرہ الاسلامیہ فی فی کے نام سے شائع کیا ہے۔

۷۔ کتب خانہ دارالمصنفین اعظم گڑھ:

علامہ شبلی نعمانیؒ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کا قائم کردہ ادارہ ہے، ۱۹۱۴ء میں اس کی تاسیس عمل میں آئی، اس کتب خانہ میں ۵۱۰ اسلامی مخطوطات ہیں، عربی زبان میں ۱۹۲ مخطوطات ہیں، فقہی مخطوطات کی تعداد ۲۴ ہے، اس ادارہ کے مخطوطات کی فہرست غیر مطبوعہ ہے۔

۸۔ مکتبہ مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی مظفر پور اعظم گڑھ

حضرت مولانا ڈاکٹر تقی الدین صاحب مظاہری ندوی صاحب کا قائم کردہ علمی و تحقیقی

جدید فقہی رجحانات، جدید موضوعات اور علماء اسلام { کتابوں کا تعارف }

ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی ☆

برصغیر میں فقہ اسلامی سے علماء اسلام کی وابستگی ہمیشہ مضبوط و مستحکم رہی ہے جو کہ فقہ اسلامی کے دوام و ابدیت کی وضاحت کرتی اور ہر زمانہ میں اسلام کی رہنمائی و رہبری کو عملاً متشکل کرتی ہے۔ خوش قسمتی سے ہندوستان میں اسلامک فقہ اکیڈمی اور دوسرے اداروں کے ذریعہ اسلاف کے فقہی و علمی سرمایہ کے تحفظ کے ساتھ فقہی مسائل کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ میرا یہ مقالہ بھی اسی سلسلہ سے مناسبت رکھتا ہے۔ اس مقالہ میں جدید رجحانات پر گفتگو کرتے ہوئے جدید موضوعات پر بھی بحث آئے گی۔ اس میں صرف برصغیر تک بات محدود رہے گی، البتہ ضمیمہ یا حوالہ کے طور پر عرب دنیا کی شخصیات و اداروں کا تذکرہ آئے گا۔ مقالہ کا بنیادی حصہ کتب فتاویٰ کو چھوڑ کر (کیونکہ کتب فتاویٰ پر الگ سے مقالات لکھے گئے ہیں) اردو کتابوں کے تعارف پر مشتمل ہے۔ واضح رہے کہ فقہ کے مختلف موضوعات پر کتابیں تو بہت لکھی گئی ہیں، مگر یہاں ہم نے صرف نمائندہ کتابوں کا ہی انتخاب کیا ہے۔

جدید مسائل کے سلسلہ میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا مفتی محمد کفایت

☆ ڈاکٹر فائونڈیشن فار اسلامک اسٹڈیز 303/3-C شاہین باغ جامعہ نگر نئی دہلی،

ایمیل: ghitreef1@yahoo.com، mohammad.ghitreef@gmail.com

اللہ دہلوی، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولانا مودودی، مولانا مفتی محمد شفیع، ڈاکٹر محمد حمید اللہ (آف پیس)، ڈاکٹر محمود احمد غازی، پروفیسر نجات اللہ صدیقی، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا مجیب اللہ ندوی، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا برہان الدین سنہجلی اور مولانا عروج احمد قادری، جسٹس تنزیل الرحمن، مولانا عتیق احمد بستوی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا عبید اللہ اسعدی اور مولانا عمار احمد خاں ناصر وغیرہم نے قلم اٹھایا ہے۔ نئے علماء میں بھی بہت سے نئے لکھنے والے سامنے آئے ہیں۔ چونکہ کوئی فہرست بنانی منظور نہیں ہے، اس لیے سب لوگوں کا نام یہاں لینا مشکل ہے۔

واضح رہے کہ عالمی فقہ اکیڈمی جدہ، عالمی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ اور المجلس الفقہی امریکہ کے علاوہ خود اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے ان موضوعات پر سمیناروں، ورکشاپوں اور علمی کتابوں کی اشاعت کے ذریعہ معتد بہ کام کیا ہے۔ اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کی خدمات خاص طور پر اس کی شائع کردہ فقہی مجلات اور کتابوں کے تعارف و تبصرہ کے لیے ایک مفصل مقالہ کیا پوری کتاب کی ضرورت ہے۔ اور سمینار کے دوسرے مقالہ نگاروں نے اس پر قلم اٹھایا ہے، اس لیے داخل اور Repetition سے بچنے کے لیے اس مقالہ میں اس سے تعرض نہیں کیا گیا ہے۔ فقہی رجحانات و موضوعات کو ہم نے اصولی اور فروعی دو خانوں میں رکھ کر بات کی ہے، البتہ ترکیب اصولی موضوعات پر رہے گی۔ اصولی موضوعات درج ذیل ہیں :

اسلام کا بین الاقوامی قانون

اسلامی معاشیات و اسلامی بینکنگ

فکر و نظر کی آزادی اور اسلام

مسلم اور غیر مسلم تعلقات

پرامن بقائے باہم کا تصور

پلورل سوسائٹی اور اسلام

مقاصد شریعت
حدود و تعذیرات
فقہ الاقلیات
اسلام میں حقوق انسانی
کوسموپولیٹن فقہ

۱۔ سب سے پہلے ہم اسلام کے بین الاقوامی قانون کو لیتے ہیں۔ اس موضوع پر سب سے ابھرا ہوا کام مجدد علوم سیرت ڈاکٹر محمد حمید اللہ (آف پیرس) کا ہے۔ (۱) جنہوں نے اپنی انگریزی کتابوں کے علاوہ اردو میں اپنی کتاب خطبات بھاو لپور میں اس موضوع پر دو خطبے دیے ہیں۔

☆ خطبات بھاو لپور: خطبات بھاو لپور علمی دنیا کے لیے ایک نادر تحفہ ہیں۔ ان 12 لیکچروں میں انہوں نے اپنی معلومات کو نہایت ششہ اور رواں اسلوب میں اور دلیل کی قوت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ اپنے تفردات، تحقیقات اور اجتہادی آراء کا اظہار بھی دل نشیں اور منکسرانہ انداز میں کیا ہے۔ کہیں پر اپنی رائے تھوپنے کی کوشش نہیں کی۔ اسلام کے تعلق سے جدید مسائل کو شگفتگی سے حل کر دیا ہے۔ ۱۰۰۰ اپنے تیسرے خطبہ میں انہوں نے فقہ اسلامی کی تاریخ بیان کی ہے اور اس کے مآخذ و مصادر پر گفتگو کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ وہ رومن لاء سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوئی۔ چوتھا خطبہ اصول فقہ و اجتہاد پر ہے جس میں بتایا ہے کہ مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں کیسے حل کیا جاتا تھا اور عصر حاضر میں کیا طریقہ کار ہو، پانچواں خطبہ قانون بین الممالک سے تعلق رکھتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بحث کرتے ہوئے پورے وثوق سے فرمایا ہے کہ انٹرنیشنل لاسلمانون کا رہن منت ہے (صفحہ ۱۹) واضح رہے کہ بعض نئے مسائل کے سلسلہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی رائیں بالکل الگ ہیں، مثلاً وہ موسیقی کے جواز کے قائل ہیں، ٹیلی ویژن کی حرمت کے قائل ہیں۔ مصارف زکوٰۃ کی تفصیل میں مؤلفۃ القلوب ان

کے ہاں پورا سیکریٹ سروس کا نظام آجاتا ہے، عاملین علیہا سے مراد سول ایڈمنسٹریشن اور فی سبیل اللہ میں پورا ملٹری ایڈمنسٹریشن آجاتا ہے۔ اسی طرح ان کے ہاں عند الضرورة اعضاء انسانی کا عطیہ کرنا صحیح ہوگا، اسی طرح عورت کی امامت کا بھی ثبوت ہے۔ (۲)

☆ اس کے بعد دوسرا نام ڈاکٹر محمود احمد غازی کا ہے جن کے بارے میں مولانا زاہد الراشدی نے بجا فرمایا ہے: ”جدید ماحول میں آج کے اسلوب اور اصطلاحات میں دین اسلام اور امت مسلمہ کے روایتی اور اجماعی موقف کی جس کامیابی اور اعتماد کے ساتھ وہ نمائندگی کرتے تھے مجھے اس معاملہ میں اس حوالہ سے بلا مبالغہ ان کا ثانی دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ علمی محاذ پر بہت سی شخصیات ان پر تفوق رکھتی ہیں، لیکن علم کے صحیح اور بروقت استعمال اور علم و فکر میں توازن کے حوالہ سے وہ اپنے معاصرین میں سب سے نمایاں تھے۔“ (۳) ڈاکٹر غازی کو فقہ کا خاص ذوق تھا۔ اس سلسلہ میں ان کی چار کتابیں بہت معروف ہیں :

کتاب محاضرات فقہ میں فقہ اسلامی کا عمومی تعارف، فقہ اسلامی کے اہم مضامین، بنیادی مباحث، اساسی تصورات اور اہم پہلوؤں کو آسان زبان میں جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو مد نظر رکھ کر بیان کر دیا گیا ہے۔ ان کے سامنے تین قسم کے مخاطب رہے ہیں، علماء و طلبہ، قانون داں اور وکلاء، عام جدید تعلیم یافتہ طبقہ۔

خطبات بھادلوپور (۲) از ڈاکٹر محمود احمد غازی اور اسلام کے قانون بین الممالک کی تشریح یہاں اسی کتاب کے سلسلہ میں اختصار کے ساتھ چند گزارشات پیش کروں گا۔

یہ کتاب ڈاکٹر غازی کے ۱۲ خطبوں پر مشتمل ہے جو انہوں نے جامعہ بھادلوپور میں دیے تھے۔ اور ان کا موضوع اسلام کا بین الاقوامی قانون یا قانون بین الممالک ہے۔ پوری کتاب میں ڈاکٹر صاحب ایک راسخ العقیدہ عالم و مفکر اور مجتہد اہل سوچ رکھنے والے مصنف کے طور پر ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ بہت سے ان مسائل پر بھی جن کے بارے میں جدید علماء و مفکرین از سر نو غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں، ڈاکٹر صاحب نے سلف کے نقطہ نظر کی وکالت کی ہے اور وہ

بھی دل نشین، عصری اور reasonable دلیلوں کے ساتھ، بعض جگہوں پر وہ فقہائے متقدمین سے اختلاف بھی رکھتے ہیں۔ اور اختلاف کو بھی بڑے شائستہ، خوبصورت اور مدلل انداز میں بیان کرتے ہیں۔ اس پر مستزاد غازی صاحب کا فقہ اسلامی کا وسیع مطالعہ (۴) معتدل انداز فکر اور عصر حاضر سے بھرپور واقفیت، یعنی ان کی ذات میں قدیم و جدید کا خوبصورت امتزاج ہو گیا ہے۔

اسلام کے قانون بین الممالک یعنی فقہ سیرنی پر نئے اسلوب میں گفتگو اور تحقیق کا عمل بیسویں صدی کی ابتداء میں شروع ہوا جس میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ڈاکٹر وہبہ زحیلی وغیرہم نے کاوشیں پیش کیں۔ ڈاکٹر غازی کی اس کتاب کے ذریعہ فقہ سیرنی کا تصور واضح اور اس کے عہد بہ عہد ارتقاء کا ایک اجمالی نقشہ قارئین کے سامنے آجاتا ہے۔ (۵) اور چونکہ نئے حالات اور زمانی تغیرات کو سامنے رکھ کر ہی اس میں گفتگو کی گئی ہے، اس طرح یہ کتاب فقہ الاقلیات کے مباحث میں بھی ایک قیمتی اضافہ ہے۔

دارالاسلام اور دارالحرب:

اسلام میں بین الاقوامی لین دین یا تعلقات بین الاقوام کے اندر مسلم وغیر مسلموں کا جو فرق پایا جاتا ہے اس کا reason وہ یوں دیتے ہیں کہ:

”یہ بات انسان کے مزاج میں شامل ہے کہ وہ اپنے اور پرانے میں ہر حال میں فرق رکھتا ہے۔ جو تعلقات اپنوں سے رکھے جاتے ہیں وہ پراپیوں سے نہیں ہوتے، انسان کی طبیعت ایسی ہے کہ جو معاملہ وہ اپنے قریبی لوگوں سے کرتا ہے وہ اجنبی لوگوں سے نہیں کرتا نی۔۔۔ اسلام نے بھی دین فطرت ہونے کی حیثیت سے بہت سے احکام میں اس کا خیال رکھا ہے نی نی (۶)

فقہاء اسلام نے دارالسلام اور دارالکفر جیسی اصطلاحات کیوں استعمال کیں اس کی

وجہ یہ ہے کہ:

قرآن نے رنگ نسل اور زبان کو قومیت کی بنیاد کے طور پر قبول نہیں کیا، بلکہ قرآن مجید نے نظریہ اور عقیدہ ہی کو قومیت اور امت کی اساس مانا ہے فی (۷) دار الکفر لازمہ دار الحرب نہیں ہوتا، بلکہ یہ تغلیباً ہے۔ یعنی فقہاء اسلام کے دور میں اسلام اور کفر میں عملاً جنگ ہو رہی تھی، اور اس میں بھی اکثر اہل کفر کی جارحیت ہوتی تھی، لہذا انہوں نے اسی واقعی صورت حال کو دار الحرب سے تعبیر کر دیا۔

اس سلسلہ میں دو بنیادی غلط فہمیاں مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ یہ کہ مسلمان دار الاسلام سے باہر ساری دنیا کو دشمن سمجھتے ہیں اور یہ کہ ہر غیر مسلم سے سدابر سر پیکار رہنا ان کا مذہبی فریضہ ہے۔ بعض فقہاء کی مجمل عبارتیں بھی اس غلط فہمی کی بنیاد بنتی ہیں، مثلاً کہا جاتا ہے کہ: *علاقة المسلمين بغير المسلم الحرب لا الهدنة* (ملاحظہ ہو، اکرم ضیاء العمری: *السيرة النبوية الصحيحة*: ۴۴۸) یعنی غیر مسلموں سے مسلمانوں کے تعلقات کی نسبت جنگ ہے صلح نہیں۔ دوسرا یہ کہ ”الکفر ملة واحدة“ لہذا سارے غیر مسلم ایک جیسے ہی ہیں اور دشمن اسلام ہیں۔ اس کے بارے میں غازی صاحب لکھتے ہیں:

”اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ دار الحرب یا دار الکفر میں اگر مختلف نظریات اور مذاہب پائے جاتے ہیں تو ان کو تسلیم نہ کیا جائے۔۔۔ یا ان سب سے ایک ہی جیسے تعلقات رکھنے کو لازمی سمجھا جائے گا۔ اس اصول کا مفہوم صرف یہ ہے کہ اسلام کے دائرہ سے باہر جتنے بھی نظریات، عقائد اور فلسفے پائے جاتے ہیں اور ان کی بنیاد پر جو ریاستیں اور حکومتیں وجود میں آتی ہیں ان سب کو دار الاسلام سے الگ ایک منفرد کٹیگری کے طور پر تسلیم کیا جائے گا۔ کہ وہاں کے مسلمان شہریوں کا برتر قانون اسلام نہیں ہے۔“ (۸)

اسی موضوع پر معروف مصنف ڈاکٹر عبد الحمید احمد ابوسلیمان کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ ”اسلام اور بین الاقوامی تعلقات: منظر پس منظر فی کے نام سے شائع ہوا ہے۔ جس میں

مصنف نے زیادہ اصولی مباحث پر زور دیا ہے اور ریسرچ اسکالروں کے لیے اس میں بہترین مواد جمع کر دیا ہے۔ نیز مولانا مجیب اللہ ندوی کی کتاب اسلام کے بین الاقوامی اصول و تصورات کا نام بھی لیا جاسکتا ہے۔

۲۔ اسلامی معیشت اور اسلامی بینکاری:

ڈاکٹر محمود احمد غازی کی ایک کتاب ہے محاضرات معیشت و تجارت: عالمگیریت اور گلوبلائزیشن کے اس دور میں بین الاقوامی تجارت اور عالمی اقتصادی نظام کے مسائل کے پیش نظر انہوں نے یہ وقیع خطبات پیش کیے ہیں، جن میں انہوں نے خصوصیت سے مضاربہ کی جدید شکلیں، وقف کے ادارہ، تعاونی بیمہ، ربا، سود، وینچر کیپیٹل، مائکرو فائنانسنگ، بیج مراجمہ، اسلامی علم معیشت کی تدوین نو وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔ جرمنی میں مرچنٹ بینکنگ کا تجربہ بہت کامیاب بتایا جاتا ہے۔ غازی کہتے ہیں کہ مرچنٹ بینکنگ کا تصور اسلامی بینکاری کے احکام سے خاصا قریب ہے، لہذا اگر جرمنی میں مرچنٹ بینکنگ کامیاب ہے تو اس سے استفادہ کر کے اس کو اسلامی بینکاری کے تقاضوں کے مطابق ڈھالا جاسکتا ہے۔ (۹) ڈاکٹر صاحب نے اس ضمن میں اسلامی اور مغربی اقتصاد کے درمیان میں ربط و تعلق کے سلسلہ میں بھی نظری طور پر یہی رائے ظاہر کی ہے کہ دونوں میں تعاون اور مکمل کی راہ اختیار کی جانی چاہیے۔ (۱۰)

محدث و فقیہ اور جدید و قدیم کی جامع شخصیت، عظیم عالم دین مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ مولانا موصوف ایک وسیع المطالعہ اور جامع کمالات شخصیت ہیں۔ انہوں نے اسلامی معاشیاتی میدان میں کئی اہم کارنامے انجام دیے ہیں۔ یہاں مولانا کی تین کتابوں کا تعارف کرانا مقصود ہے۔

۱۔ اسلام اور جدید معیشت و تجارت

۲۔ اسلامی بینکاری

۳۔ غیر سودی بینکاری

۴۔ جدید اقتصادی مسائل

پہلی کتاب انہوں نے خاص طور پر علماء و طلبہ مدارس کو سامنے رکھ کر لکھی ہے اور اس میں جدید معاشی مسائل کو ان طلبہ کی مانوس زبان و اصطلاحات میں بیان کیا ہے۔ اسلام اور جدید معیشت و تجارت اصل میں تقاریر کا مجموعہ ہے جو مولانا نے علماء و طلبہ کے لیے منعقد تربیتی ورکشاپوں میں کی تھیں۔ ان کو یہی کچھ حذف و اضافہ کے بعد کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔ کتاب میں جن موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے وہ یہ ہیں۔ نظامہائے معیشت پر تبصرہ، اشتراکی، سرمایہ دارانہ اور معیشت کے اسلامی احکام و تصورات کے تعارف، اقسام اور تقابلی فروق کے علاوہ بازار حصص، شیعرز، مالیاتی بازار، وقف، بیت المال، نظام زر، عالمی مالیاتی ادارے، کاغذ کے نوٹ، بینکاری، تمویل، بیمہ، وغیرہ کا تعارف کرایا ہے۔ ان محاضرات کا اصل مقصد یہ تھا کہ جدید معاملات جس طریقہ پر ہوتے ہیں ان کی کم از کم اجمالی واقفیت طلبہ کو ہو جائے (۱۱)۔

☆ اسلام اور بینکاری میں انہوں نے یہ واضح کیا ہے کہ سودی معیشت کس قدر خطرناک ہے اور غیر سودی معیشت کی طرف کس طرح قدم بڑھائے جاسکتے ہیں۔ مولانا نے اپنے کئی اور مقالات میں بھی اسلامی بینکاری کی وکالت کی ہے۔ ان کے خیالات پر پاکستان کے کئی بڑے علماء نے اختلافی رائیں بھی ظاہر کیں اور بعض نوجوان علماء نے تیز و تند تنقیدیں کیں جن کے اعتراضات کا جائزہ انہوں نے تیسری کتاب اسلام اور غیر سودی بینکاری میں لیا ہے۔

☆ اسلام اور غیر سودی بینکاری: متعلقہ فقہی مسائل کی تحقیق اور اشکالات کا جائزہ: اس میں یہ مسائل زیر بحث آئے ہیں کہ کیا سودی بینکاری کا متبادل ممکن ہے؟ غیر سودی بینکاری اور حیلے، وعدے کی شرعی حیثیت، حیلوں کی شرعی حیثیت، بیع عبینہ، مضاربہ، اسٹیٹ بینک آف (پاکستان) اور غیر سودی بینکاری وغیرہ۔

☆ اس کے علاوہ مولانا نے بہت آسان پیرایہ میں اسلام اور جدید اقتصادی مسائل کے نام سے بھی ایک مختصر اور جامع کتاب لکھی ہے جس سے عام قاری بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔

(ب) برصغیر کی ہی ایک اور بڑی شخصیت، معروف ماہر اسلامی معاشیات اور فیصل ایوارڈ یافتہ پروفیسر نجات اللہ صدیقی ہیں جن کی عصر حاضر کے افکار و نظریات اور خاص کر معاشی نظریات پر گہری نظر ہے ساتھ ہی اسلامی علوم کا بھی عالمانہ مطالعہ رکھتے ہیں۔ وہ خاص طور پر عرب دنیا میں لکھی جانے والی نئی علمی تحریروں و تحقیقات کے بارے میں up date رہتے ہیں۔ ان کا زیادہ تر کام انگریزی اور اردو میں ہے۔ اسلام کا نظریہ ملکیت، انشورنس اسلامی معیشت میں، غیر سودی بینکاری اور خطوط ادب اور معاشیات میں انہوں نے اسلامی معاشیات کے خط و خال واضح کیے ہیں اور اس تصور کو آگے بڑھایا ہے اور اس وقت وہ اسلامی معاشی فکر کے میدان میں سب سے بڑا نام ہیں۔ یہاں ان کی معاشی کتابوں کا تعارف مقصود ہے۔ جن میں اردو میں درج ذیل کتابیں ہیں:

انشورنس اسلامی معیشت میں :

اس کتاب میں انہوں نے انشورنس کا اسلامی نقطہ نظر سے جائزہ لیا ہے۔ پہلے عالمی معیشت و تجارت میں انشورنس کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد اس کی مروجہ صورتوں پر روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان میں جوئے اور قمار سے مشابہت پائی جاتی ہے، البتہ ان میں تبدیلی لا کر ان کو اسلام کے مضاربہ سسٹم سے قریب لایا جاسکتا ہے۔

شرکت و مضاربہ کے شرعی اصول :

یہ پہلی کتاب سے زیادہ وسعت رکھتی ہے اور اس میں اس پر گفتگو کی گئی ہے کہ عصر حاضر میں کاروبار کس طرح ہوتے ہیں اور ان کو اسلام کے اصول شرکت و مضاربہ کے قریب کس طرح کیا جاسکتا ہے۔

اسلام کا نظریہ ملکیت :

یہ ایک بہت مبسوط کتاب ہے جس میں فاضل مصنف نے ماضی و حال کے فقہاء کرام کی آراء کی روشنی میں نظریہ ملکیت کو واضح کیا ہے۔ اور امام ابو یوسف، الماوردی، اور دوسرے ائمہ فقہاء سے استفادہ کیا ہے۔ اس ضمن میں اشتراکی نظام اور سرمایہ دارانہ نظام بھی زیر بحث آئے ہیں۔ اسلامی معیشت کے خط و خال کو عصری اسلوب میں واضح کرنے والی یہ نمائندہ کتاب ہے۔

غیر سودی بینک کاری: یہ کتاب جو پہلی بار 1967 میں شائع ہوئی غالباً پہلی کتاب ہے جس میں تجارتی بینک کاری کو غیر سودی بنیادوں پر قائم کرنے کا تفصیلی خاکہ پیش کیا گیا (۱۲)۔ اس میں فاضل مصنف نے جدید بینکنگ کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے اصول و ضوابط پیش کیے ہیں۔

پروفیسر صدیقی کی کتاب مقاصد شریعت پر گفتگو آگے آتی ہے۔

علم معاشیات اور اسلامی معاشیات:

ڈاکٹر اوصاف احمد: یہ ڈاکٹر صاحب کے پانچ لیکچروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے وقفہ وقفہ سے عربی مدارس کے طلبہ کے سامنے دیے تھے۔ انہیں کو اسلامک فقہ اکیڈمی نے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔

(۳) فکر و نظر کی آزادی اور اسلام:

اس موضوع پر مولانا عنایت اللہ سجانی کا ایک مختصر سا رسالہ ہے جو تبدیلی مذہب کے بارے میں جمہور کی رائے سے اختلاف پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ مولانا عمار احمد ناصر نے اپنی کتاب حدود و تعزیرات، چند اہم مباحث میں بھی اس پر اظہار خیال کیا ہے۔ نیز مولانا سلطان احمد اصلاحی نے اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھی ہے: "آزادی فکر و نظر اور اسلام" جس میں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام کو دوسرے مذاہب و افکار پر کھلی

تنقید کا حق ہے، مگر دوسرے مذاہب و نظریات کو اسلام سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کچھ آداب کی پابندی کرنی ہوگی۔

(۴) پر امن بقائے باہم کا تصور:

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے اپنی کتاب ”اسلام کا قانون بین الممالک فی فی میں اس تصور پر بھی اظہار خیال کیا ہے، ڈاکٹر غازی کا کہنا یہ ہے کہ اسلام میں اس کی بھرپور گنجائش موجود ہے وہ ایک تکثیری سماج کی تعمیر کرتا ہے۔ اسلامی حکومت بھی اس میں مزاحم نہیں بنتی، بلکہ معاون ہوتی ہے (۱۳)۔ اسلامی قانون پر ایک الزام اپنے اور غیر یہ لگاتے رہے ہیں کہ اس کی فقہ، اسلام کے دور عروج اور زمانہ اقتدار کی پیداوار ہے۔ وہ مسلمان کو یہ تو سکھاتی ہے کہ وہ حکومت کیسے کرے، مگر وہ جب محکوم ہو تو اس کا عمل کیا ہو یہ وہ نہیں بتاتی۔ یعنی Modesty کے لیے اسلام میں کوئی ماڈل نہیں ہے۔ مگر یہ الزام اس لیے غلط ہے کہ مسلم اقلیتیں ہر دور میں رہی ہیں حتیٰ کہ عہد نبوی اور عہد راشدی میں بھی۔ ڈاکٹر حمید اللہ اور ڈاکٹر محمود غازی نے اپنی تحقیق میں یہی بتایا ہے ”خلفاء راشدین کے زمانہ میں حبشہ کے علاوہ مسلمانوں کی ایک قابل ذکر اقلیت مختلف علاقوں میں تھی۔ اپنے اپنے ممالک کی شہریت ان کو حاصل رہی (۱۴) اسے مسلمانوں کی ریاست سے رسمی تعلق نہ تھا اور خود ان کے اپنے ممالک سے تعلقات کے سلسلہ میں قرآن پاک میں بنیادی ہدایتیں ہیں۔ پھر ان مسلمانوں کا تعامل بھی ملتا ہے، مثلاً حبشہ کے مسلمانوں نے حبشہ کی حکومت (عیسائی) کی طرف سے اس کے دشمنوں سے جنگ میں حصہ لیا تھا (۱۵)۔ یہ بڑی اہم بحث ہے اور یوں اور زیادہ اہم ہو جاتی ہے کہ آج دنیا کی کل مسلم آبادی کا ایک تہائی سے زیادہ حصہ وہ ہے جو اقلیت کے زمرہ میں آتا ہے۔ بلکہ بعض کی تحقیق میں تو دنیا کے 40 فیصد مسلمان اقلیت میں رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حبشہ ماڈل موجودہ مسلم اقلیتوں کے بحث و مباحثہ کا موضوع بننا چاہیے۔

(۵) پلورل سوسائٹی اور اسلام:

اپنی مذکورہ بالا کتاب میں ڈاکٹر غازی صاحب نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ تکثیری سماج کے لیے بھی اسلامی نظام ہی بہترین ماڈل فراہم کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگوں کے رنگ، زبان، نسل اور علاقے کی بنیاد پر نہیں نظریہ و عقیدہ کی بنیاد پر طرز عمل اختیار کرتا ہے۔ جو کہ ہر انسان کے اپنے اختیار اور پسند کی بات ہے۔ یورپ کے موجودہ نظام کی بات کریں، جس کی فکری بنیادیں یونانی تصورات، رومی مادیت پرستی، قرون وسطیٰ کی مسیحیت، اور آخر میں Renaissance کے الحادی افکار سے اٹھی ہیں، اس پر ان چار عناصر نے گہرا اثر ڈالا ہے۔ اس لیے وہ پوری دنیا کو ایک عادلانہ اور مساویانہ نظام نہیں دے سکتے۔ اسے آپ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کی پیش رو انجمن اقوام میں دیکھ سکتے ہیں۔ ویٹو پاور طاقت ور یورپی ممالک یا دنیا کی بڑی قوتوں کو دیا گیا ہے، بقیہ دنیا اس سے محروم ہے (۱۶)۔ اسلام میں انسانوں میں مساوات، عدل کا قیام اور ایفائے عہد کو زبردست اہمیت دی گئی۔ جس کی زریں مثالیں عہد نبوی، عہد راشدی اور بعد کی اسلامی تاریخ میں نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہیں۔ وہ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ یہ صرف وحی حق ہے جو سارے انسانوں کے مفادات و مصالح کی رعایت رکھ سکتی ہے (اقبال کے الفاظ میں وحی حق بینندہ سودہمہ نی) انسان اپنے مفادات سے بالاتر ہو کر ایک عادلانہ اور یکساں قانون نہیں بنا سکتا (۱۷)۔

(۶) مسلم وغیر مسلم تعلقات:

غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق کے موضوع پر مولانا جلال الدین عمری کی کتاب مبسوط اور تفصیلی ہے۔ انہوں نے غیر مسلموں سے مختلف طرح کے تعلقات کو بیان کیا اور بعض مسائل کے سلسلہ میں نئی توجیح کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً غیر مسلم کو سلام کرنے کا حکم، مسجد میں غیر مسلم کا داخلہ، غیر مسلم سے تحائف کا تبادلہ اور غیر مسلم کی شہادت وغیرہ

جس کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ ”ان حالات اور مسلمانوں کی عمومی ضرورت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمانوں کی دنیوی معاملات میں قابل اعتماد اور راست باز غیر مسلموں کی شہادت مسلمان کی طرح ہی قبول کی جائے۔“ (صفحہ ۱۷۶) انہوں نے اسلامی ریاست اور غیر مسلموں کے حقوق پر بھی تفصیل سے لکھا ہے۔ ریاست کے رہنما اصولوں، جہاد اور اس کے احکام، ذمیوں کے حقوق، اسلامی ریاست اور بین الاقوامی تعلقات، غیر مسلموں سے عدم تعلق کے احکام کا پس منظر بیان کیا ہے۔ عمومی طور پر مصنف سلف کے اقوال کے پابند رہے ہیں، انہوں نے اس بارے میں مختلف مکاتب فکر سے استفادہ کیا ہے، البتہ تبدیلیی مذہب اور اسلام کے حوالہ سے کوئی بحث نہیں کی، نہ اس پر کوئی روشنی ڈالی ہے کہ مسلم اکثریتی ممالک میں غیر مسلموں کے ساتھ یکساں شہری حقوق دیے جائیں گے یا نہیں؟

☆ مسلم غیر مسلم: اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے سمینار کے مقالات کا ایک اختصار یہ اس موضوع پر شائع کیا ہے۔

☆ عہد سلطنت کے فقہاء، صوفیا اور دانشوروں کی نظر میں ہندو کی حیثیت: پروفیسر شیت محمد اسماعیل اعظمی نے یہ کتاب بنیادی طور پر ایک طویل مقالہ کی شکل میں بطور ایک پروجیکٹ شعبہ اسلامیات جامعہ ہمدرد کے لیے لکھی تھی۔ اور یہ کتابی شکل میں شائع ہونے سے پہلے مجلہ اسلام اور عصر جدید میں قسط وار آچکی ہے۔

(۷) مقاصد شریعت:

اردو میں یہ موضوع نسبتہ نیا ہے۔ اگرچہ امام شاطبیؒ، غزالیؒ، عزالدین ابن عبدالسلامؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے ہاں بہت کچھ مواد اس پر موجود ہے۔ مگر عصر جدید میں علامہ طاہر بن عاشورؒ اور علال الفاسیؒ وغیرہم نے اس پر اچھا کام کیا ہے۔ اور معروف فکری و تحقیقی ادارہ ”المعبد العالمی للفکر الاسلامی“ نے دوسرے موضوعات کی طرح اس کو اپنی بحث و تحقیق کا موضوع بنایا ہے۔ اس موضوع پر ایک بہت ہی جامع کتاب ”مقاصد شریعت، تعارف و تطبیق“ نی

ہے، جو اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے ترتیب دی اور شائع کی ہے۔ اس کتاب کے چھ باب ہیں، جن میں پانچ ابواب مقاصد شریعت پر اکیڈمی کے ذریعہ منعقد کردہ تربیتی ورکشاپ کی پروسیڈنگ اور پیش کردہ مقالات اور مباحث پر مشتمل ہے۔ چھٹے باب میں مقاصد شریعت پر لکھی بعض جدید و قدیم اور منتخب کتابوں کا جامع تعارف بھی کرایا گیا ہے۔

☆ مقاصد شریعت: پروفیسر نجات اللہ صدیقی: پروفیسر صدیقی کی یہ کتاب پاکستان و ہند دونوں جگہ چھپ چکی ہے۔ اور کتابی شکل میں آنے سے پہلے مؤقر مجلہ فکر و نظر میں بالاقساط آچکی ہے۔ پہلے باب میں مقاصد شریعت کا عصری مطالعہ کیا ہے، دوسرے باب میں مقاصد شریعت اور معاصر فکر اسلامی، وقائع اور امکانات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں انہوں نے کرنسی نوٹ، عورت کے بغیر محرم کے سفر کرنے اور تورق و تسعیر پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، تیسرا باب مقاصد شریعت کی پہچان اور تطبیق عقل و فطرت کا حصہ ہے۔ چوتھا باب مقاصد شریعت کے فہم و تطبیق میں اختلافات کا حل ہے جس میں خاص طور پر بدلتے زمانہ اور مسلمانوں کے فکری احوال کی روشنی میں بعض نئی رایوں کا اظہار کیا ہے۔ پانچواں باب مقاصد شریعت کی روشنی میں حالیہ اجتہاد کی کوششیں ہیں یہی باب کتاب کا سب سے اہم حصہ ہے جس میں مصنف نے عرب علماء و فقہاء کے حوالہ سے بدلتے حالات میں بدلتے ہوئے فتوؤں کا تذکرہ کیا ہے۔ چھٹا باب مقاصد شریعت کی روشنی میں معاصر اسلامی مالیات کا جائزہ ہے۔ یہ پورا باب اسلامی معاشیات، اس کے مسائل و امکانات پر گفتگو کرتا ہے۔ ساتواں باب مقاصد شریعت اور مستقبل انسانیت پر ہے، آٹھواں باب مقاصد شریعت اور فہم و تطبیق ہے۔ یوں 335 صفحات کی یہ کتاب پوری وقیع اور پر مغز ہے جس میں پروفیسر صدیقی نے نہایت علمی، فکر انگیز اور ذہن کشا گفتگو فرمائی ہے۔ فاضل مصنف نے ہر بات حوالہ کے ساتھ بیان کی ہے اور اپنی آراء کو قرآن و سنت کے دلائل اور قدیم و جدید فقہاء کے اقوال سے مدلل کیا ہے۔ ان کی یہ کاوش فکر و نظر کی نئی جہتیں کھولتی ہے۔ یاد رہے کہ کتاب کے بعض مباحث سے بعض

علماء نے اختلاف کیا ہے اور اس کتاب پر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا تنقیدی تبصرہ کئی قسطوں میں اخبارات میں آیا تھا۔

☆ اسی موضوع پر ڈاکٹر نور الدین مختار الخادمی کی کتاب علم مقاصد الشریعہ ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ آئی او ایس سنٹر فار اسلامک اسٹڈیز نئی دہلی سے شائع ہوا ہے۔

(۸) فقہ الاقلیات :

فقہ الاقلیات کا تصور بالکل نیا نہیں ہے۔ ماضی کے فقہی ذخیرہ میں نئے پیش آمدہ مسائل و معاملات سے متعلق فقہی احکام الحوادث والنوازل کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔ بقول عبد الرحمن مومن بعض فقہاء نے فقہ الضرورة اور فقہ النوازل کی اصطلاحات بھی استعمال کی ہیں۔ اس لیے فقہ الاقلیات کو فقہ النوازل کی ایک نوع قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ آج فقہ الاقلیات مغربی ممالک میں رہائش پذیر یا ان سے قریبی ربط رکھنے والے علماء نے یہ اصطلاح وضع کی ہے ان علماء و فقہاء میں ڈاکٹر طہ جابر علوانی، علامہ یوسف القرضاوی سرفہرست ہیں۔ علوانی کا اصرار ہے کہ فقہ الاقلیات کو ایک خود مختار فرقہ سمجھنا چاہیے۔

اس موضوع پر بھی اردو میں کئی کتابیں موجود ہیں اور کچھ عربی سے اردو میں ترجمہ کی گئی ہیں۔ طبع زاد کتابوں میں مسلمان اقلیتوں کا مطلوبہ کردار: سلطان احمد اصلاحی بہت اہم ہے۔ ہندوستان اور دوسرے مسلم اقلیتوں کے تناظر میں مولانا سلطان احمد اصلاحی نے اجتہاد سے کام لیا ہے اور بہت سارے معاملات میں نئی رائے دی ہیں اور مسلمانوں کو نئے حالات میں اجتہاد کا مشورہ دیا ہے۔ مثلاً جزیہ کے بارے میں ان کا کہنا ہے: ”دوسرا سوال یہ ہے کہ مسلمان نہ ہونے کی صورت میں کیا غیر مسلم انسانیت کو زیر کر کے اسے جزیہ کا پابند اور اسلامی حکومت کا تابع فرمان بنانا ضروری ہے جیسا کہ ماضی میں اسلام نہ لانے کی صورت میں اسلامی ریاست کے غیر مسلم عوام کے لیے اس کی پابندی تھی... جہاں تک جزیہ کا سوال ہے تو اس سلسلہ میں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ اس کا مطلب کسی طرح اسلام کے زیر سایہ غیر مسلم عوام کی تحقیر و تذلیل نہیں تھی... (۱۸)۔“

اقدامی جہاد کے بارے میں ان کی رائے یہ ہے: دوسرا مسئلہ اس سے زیادہ اہم اور نئے حالات میں نئی رائے بنانے کا تقاضا کرتا ہے۔ اسلام کی دعوت کے باوجود غیر مسلموں سے جنگ شروع کر کے ان کو جزیہ کے دائرہ میں لانا یہ رائے پرانے عرف کے مطابق تھی، آج کے دور میں اس کے سلسلہ میں نئی رائے بنانے کی ضرورت ہے۔ مولانا اصلاحی کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ ”اول یہ موجودہ عالم اسلام اپنی کمزوریوں کے ساتھ اس کا اہل نہیں کہ کسی ملک کو بزور طاقت فتح کر کے وہاں کے غیر مسلموں پر جزیہ نافذ کر سکے۔ دوسرے عہد حاضر کی دور رس تبدیلیوں کے پس منظر میں جس کی تفصیل اوپر گزری، دین پسند، اہل اور مثالی عالم اسلام کے لیے بھی ماضی کے انداز کی عسکری یورش و یلغار کو بمشکل ہی قرآن و سنت اور مطلوبہ دینی مصلحت کے مطابق قرار دیا جاسکتا ہے (۱۹)

ماضی میں کسی خطے اور علاقے کے حکمران طبقہ کی قوت و شوکت کو توڑے بغیر اس کی قلمرو میں اپنی بات کہنے اور اپنا پیغام پہنچانے کا کوئی موقع نہ تھا۔ جس کی ضرورت سے ریاست کی مالی ذمہ داریوں میں حصہ داری کی مجبوری سے اس کے غیر مسلم شہریوں کے لیے جزیہ کو گوارا کیا گیا۔ آج کے بدلے ہوئے حالات میں دعوت اسلامی کے مقصد سے جب فوج کشی ضروری نہیں رہی تو ہر حال میں دنیا کے غیر مسلموں سے جزیہ لینا بھی ضروری نہیں باقی رہتا (۲۰)

☆ فقہ الاقلیات: ڈاکٹر جمال الدین محمد عطیہ: اس موضوع پر عربی سے ترجمہ شدہ یہ بھی اہم کتاب ہے، مگر اس میں زیادہ فقہ الاقلیات کی ضرورت و اہمیت اور اصولی مسائل پر بحث ہے۔

۹- حدود و تعزیرات:

اس موضوع پر روایتی انداز میں کافی لکھا گیا ہے۔ بعض علماء نے سزاء رجم سے

اختلاف ظاہر کیا تو ان کے جواب اور جواب الجواب میں حدود و قصاص اور تعزیرات سے متعلق کئی کتابیں سامنے آئیں۔ پاکستان میں حدود آرڈی نینس کے حوالہ سے بہت سی تحریریں لکھی گئیں۔ اس سلسلہ کی ایک نمائندہ کتاب کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے جس کا نام ہے:

حدود و تعزیرات چند اہم مباحث:

مولانا عمار احمد ناصر خاں، اس کتاب میں شرعی سزاؤں کی ابدیت و افاقیت، قصاص کے معاملہ میں ریاست کا اختیار، حرابہ اور فساد فی الارض کا مفہوم، توہین رسالت کی سزا، غیر مسلموں پر شرعی قوانین کا نفاذ، سزائے رجم اور ارتداد کی سزا کے نفاذ اور اطلاق کے حدود، شہادت اور دیگر اہم مباحث سے متعلق قدیم و جدید آراء کا علمی و تقابلی مطالعہ اور محاکمہ کیا گیا اور بعض نئی رایوں کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس موضوع پر متعدد کتابیں موجود ہیں۔

حقوق انسانی:

بنیادی حقوق:

صلاح الدین ۱۹۷۹ء میں پہلی بار منظر عام پر آئی یہ کتاب غالباً اردو میں اس موضوع پر پہلی جامع کتاب ہے جس میں حقوق انسانی کے موجودہ تصور کے لحاظ سے اسلام کے موقف کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس قدر محققانہ کتاب اس موضوع پر اردو میں غالباً موجود نہیں۔ البتہ نئے علماء میں مولانا اختر امام عادل نے بھی اس موضوع پر کام کیا ہے۔

عالمی فقہ کا تصور:

بیسویں صدی علوم اسلامی کی نشاۃ ثانیہ کی صدی ہے، اس میں حدیث، تفسیر اور فقہ پر نئے انداز و اسلوب میں زبردست کام ہوئے ہیں۔ خاص کر عالم عرب میں مختلف اسلامی ممالک نے اس سلسلہ میں ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھایا اور یوں ایک نئی فقہ وجود پذیر

ہونے لگی، جس کا دائرہ ابھی فقہ کے بعض ماہرین واسکالروں تک محدود ہے، عام علماء کے مابین ابھی اس کا چرچا نہیں، ان کے ہاں اس سے ملتی جلتی اصطلاح تلفیق بین المذاہب کی استعمال ہوتی ہے۔ جو بیشتر علماء کے ہاں ناپسندیدہ ہے، مگر فقہ عالمی کا معاملہ تلفیق سے تھوڑا الگ ہے ڈاکٹر غازی نے اردو میں اظہار خیال کیا ہے۔ جس کی وضاحت انکی تحریروں میں جا بجا بکھری ہوئی ملتی ہے۔ ڈاکٹر غازی لکھتے ہیں :

”دنیاۓ اسلام کے لوگوں نے ایک دوسرے سے استفادہ شروع کیا۔ ایران کے تجربات سے پاکستان نے فائدہ اٹھایا۔ پاکستان سے سوڈان نے استفادہ کیا۔ سعودی عرب سے مصر نے استفادہ کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فقہی مسالک کی جو حدود تھیں وہ ایک ایک کر کے دھندلانے لگیں۔ اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دنیاۓ اسلام میں باہمی مشاورت اور اشتراک عمل سے یہ اجتہادی کام کیا جا رہا ہے۔ اسی اجتماعی اجتہاد کے نتیجے میں فقہی مسالک کی حدود مٹ رہی ہیں۔ ایک نئی فقہ وجود میں آرہی ہے جس کو نہ حنفی فقہ کہہ سکتے ہیں نہ مالکی، نہ حنبلی، نہ جعفری، بلکہ اس کو اسلامی فقہ ہی کہا جائے گا۔ میں اس کے لیے Cosmopolitan Fiqh یعنی عالمی یا ہر دیسی فقہ کی اصطلاح استعمال کرتا ہوں (۲۱)۔

اس کے بعد انھوں نے بینکاری اور مالیاتی اور بین الاقوامی تجارت و کاروبار کے حوالہ سے اپنے اس تصور کی مزید وضاحت کی ہے۔ 1980 میں بینکاری کے اسلامی نظام کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک رپورٹ پیش کی جس میں شیعہ، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور کوئی مسلک نہ رکھنے والے سب علماء متفقہ طور پر شریک ہوئے تھے۔ اس پر وہ لکھتے ہیں کہ:

”ظاہر ہے کہ یہ رپورٹ محض فقہ حنفی کی بنیاد پر نہیں ہے۔ اور نہ اس دستاویز کو فقہ حنفی کے لٹریچر کا حصہ قرار دیا جاسکتا ہے اسی طرح یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ فقہ شافعی کی بنیاد پر تیار ہوئی ہے۔ یہ فقہ زیدی یا فقہ جعفری کی بنیاد پر بھی نہیں ہے۔ اس لیے تمام فقہاء اور تمام فقہی مسالک کے ماننے والوں نے اس سے اتفاق کیا اس کا عربی، ملائی، بنگلہ اور اردو وغیرہ میں

ترجمہ ہوا اور دنیا میں ہر جگہ اس سے استفادہ کیا گیا نی (۲۲)۔

اس طرح کی اور بھی مثالیں انھوں نے دی ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ”موجودہ حالات میں کسی متعین فقہی مسلک کی پابندی پبلک کی حد تک بہت مشکل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف فقہوں میں بعض ایسے اجتہادات ہوتے ہیں جو آج کے دور میں مشکل معلوم ہوتے ہیں نی (۲۳)۔

عصر جدید کے جو پیچیدہ مسائل ہیں ان کے حل کے لیے بعض اوقات عدم تقلید اور اجتہادی صلاحیت سے کام لینا ناگزیر ہو جاتا ہے، تاہم یہ ہے انتہائی نازک اور احتیاط کا متقاضی کام اور ہر شخص کو اس کی کھلی چھوٹ نہیں دی جاسکتی۔ اس نزاکت کا ادراک ڈاکٹر صاحب کو بخوبی ہے وہ کہتے ہیں:

”یہ اتنے بڑے اور پیچیدہ مسائل ہیں کہ کسی ایک فقہ کے دائرہ میں رہتے ہوئے ان کا حل تلاش کرنا مشکل ہے، بعض جگہ ایسا بھی ہوا ہے کہ چار مشہور فقہی مسلکوں کے دائرے سے نکل کر دیکھنا پڑا۔ بعض جگہ براہ راست قرآن و سنت کی نصوص سے استنباط کر کے تمام فقہاء یا زیادہ تر فقہاء کے نقطہ نظر کو نظر انداز کرنا پڑا۔ یہ کام اتنا آسان نہیں کہ ہر کس و ناکس اس کا بیڑا اٹھا سکے نی (۲۴)۔

مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں: بعض علماء کا کہنا ہے کہ خرید و فروخت اور عقود کے معاملات میں امام احمد بن حنبل کا نقطہ نظر بہت آسان اور وسیع ہوتا ہے، اس لیے امام احمد بن حنبل کے اجتہادات سے اگر خاص طور پر استفادہ کیا جائے تو بیع کے احکام کو زیادہ آسانی کے ساتھ مرتب کیا جاسکتا ہے کچھ اور حضرات کا کہنا ہے کہ بیوع کے باب میں امام مالک کے وضع کردہ اجتہادی قواعد بہت پختہ اور بہتر ہیں... اس لیے دنیا اسلام میں آج کار حجان یہی ہے اور یہ بہت مفید اور مثبت رجحان ہے کہ فقہ اسلامی کے پورے ذخیرہ کو سامنے رکھ کر اجتہادی معاملات میں یہ دیکھا جائے کہ ائمہ فقہ کا کون سا اجتہاد ہے جو آج کل کے تقاضوں کے زیادہ مطابق ہے

اور آج کل کے مسائل کو زیادہ آسانی کے ساتھ حل کر سکتا ہے ٹی ٹی (۲۵)
اس مقالہ کے اخیر میں مناسب ہے کہ نئے مسائل پر لکھی گئی فقہ اسلامی کی بعض
کتابوں کا ایک سطر تعارف کر دیا جائے۔ یہ انتخاب مقالہ نگار کا ذوقی ہے، اس لیے اس میں
اضافہ کی گنجائش ہے۔

(۱) مباحث فقہیہ: قاضی مجاہد الاسلام قاسمی فقہ اسلامی سے متعلق بعض اصولی
اور فکری مباحث کے ساتھ بعض اہم مسائل مثلاً: یوٹھینیز، یا، دماغی موت، اور ضبط تولید وغیرہ پر
اظہار خیال کیا ہے۔

(۲) جدید فقہی مسائل: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دو جلد، آسان اسلوب میں روزمرہ
پیش آنے والے نئے مسائل کا حل پیش کیا ہے۔

(۳) احکام و مسائل: مولانا عروج احمد قادری نے جدید مسائل سے اعتناء کیا ہے
اگرچہ کم، جن میں بینکوں کا سود اور بیمہ، بینک کا قرض، انشورینس، جوا، لاٹری اور معمہ بازی وغیرہ
مسائل زیر بحث آئے ہیں (دیکھیں: احکام و مسائل صفحہ ۳۵۲ تا ۴۰۷)۔

(۴) عصر حاضر کے فقہی مسائل: مولانا بدر الحسن القاسمی، یہ ان کی ریڈیائی تقریروں کا
مجموعہ ہے جس میں عصر حاضر کے بعض خاص مسائل پر بحث کی گئی ہے۔

(۵) اسلام کا قانون اجرت: مولانا مجیب اللہ ندوی، موجودہ دور میں کارخانوں کے
مالکین اور ملازمین کے تعلق سے مسائل بیان کیے ہیں۔

(۶) فقہ اسلامی اور جدید دور کے مسائل: مصادر فقہ اور ان کے تدریجی ارتقاء پر علامہ
مصطفیٰ زرقاء کے مقالات سے ماخوذ ہے۔

(۷) جواہر الفقہ مولانا مفتی محمد شفیع سینکڑوں نئے مسائل کا مجموعہ دو جلد فقہ اسلامی
کے ذخیرہ میں ایک اہم اضافہ

(۸) جدید مسائل کے شرعی احکام: مولانا مفتی محمد شفیع، ٹرین، ہوائی جہاز، پانی کے

جہاز سے معلق احکام، رویت ہلال، سود، مشینی ذبیحہ، ووٹ ووٹر وغیرہ۔

(۹) رویت ہلال کا مسئلہ: مولانا برہان الدین سنبھلی، کتاب میں اختلاف مطالع، ثبوت رویت کے احکام، ریڈیو، فون اور ٹی وی اور وائرلیس کی خبروں کے حکم پر مدلل گفتگو۔
(۱۰) مجموعہ قوانین اسلام: جسٹس تنزیل الرحمن، موجودہ دور کی قانونی کتابوں کے انداز میں دفعہ وار کئی جلدوں میں مرتب کی گئی ہے۔

(۱۱) سود: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، اپنے موضوع پر جامع اور معرکتہ الآراء اور مقبول عام کتاب ہے، سود کے حق میں جو عقلی دلائل دیے جاتے ہیں ان کا رد۔
(۱۲) حقوق الزوجین: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، شوہر و بیوی کے حقوق پر نئے اسلوب میں قانونی بحث۔

(۱۳) بینک انشورنس اور سرکاری قرضے: مولانا برہان الدین سنبھلی، انشورینس اسلامی معیشت میں (نجات اللہ صدیقی) کا تنقیدی جائزہ۔

(۱۴) اجتہاد و تبدیلی احکام: مولانا مجیب اللہ ندوی، مجتہد کی ضرورت، اجتہاد کے شرائط کے ساتھ ان حالات کی نشان دہی کی گئی ہے جن میں اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے۔
(۱۵) اجتہاد کا تاریخی پس منظر مولانا محمد تقی امینی، مصنف نے ثابت کیا ہے کہ اجتہاد ہر دور میں فقہاء کے درمیان عمل میں رہا ہے۔

(۱۶) آلات جدیدہ کے شرعی احکام: مولانا مفتی محمد شفیع، لاؤڈ اسپیکر، فوٹو گرافی، گراموفون، فوٹو فلم وغیرہ مسائل کا حل۔

(۱۷) اسلام کا زرعی نظام: مولانا محمد تقی امینی، اپنے موضوع پر ایک گراں قدر اضافہ۔
(۱۸) رسائل و مسائل سید ابوالاعلیٰ مودودی ۷ جلد: کتاب اپنے متکلمانہ طرز استدلال اور بنیادی مصادر سے استفادہ کی وجہ سے ممتاز ہے۔

(۱۹) نئے مسائل اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے فیصلے، یہ دراصل فقہی سیمیناروں کی

قراردادیں اور متعلقہ فیصلے ہیں جن کو موقع موقع سے update کیا جاتا ہے۔

(۲۰) احکام شرعیہ میں حالات زمانہ کی رعایت محمد تقی امینی: کتاب ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لیے شرعی اصولوں کی معنویت اور ان کے عملی نفاذ سے بحث کرتی ہے۔

(۲۱) اسلامی فقہ تین جلدیں، مولانا مجیب اللہ ندوی: اردو میں غالباً پہلی کتاب جس میں آسان اسلوب میں عقائد، عبادات، معاملات اور آداب و عصری مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

نئے موضوعات پر اور بھی کتابیں اردو میں موجود ہیں مگر اس مقالہ میں سب کا استقصاء مطلوب نہیں تھا اس لیے بہت سی کتابیں تذکرہ سے رہ گئی ہیں۔ بہر حال فقہ اسلامی کے نئے رجحانات اور جدید موضوعات دونوں پر ابھی بہت کچھ کہا اور لکھا جاسکتا ہے۔

سے صلائے عام ہے یا ران نکتہ داں کے لیے

مراجع و حواشی:

- (۱) ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے تفصیلی احوال کے لیے ملاحظہ ہو، غطریف شہباز ندوی، مجدد علوم سیرت ڈاکٹر محمد حمید اللہ فاؤنڈیشن فار اسلامک اسٹڈیز نئی دہلی 2003
- (۲) ایضاً صفحہ
- (۳) ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ جنوری فروری 2011 خصوصی اشاعت بیاد ڈاکٹر محمود احمد غازی جلد ۲۲ شمارہ نمبر ۱-۲ صفحہ 55
- (۴) ڈاکٹر محمود احمد غازی کی وسعت مطالعہ کے بارے میں جو باتیں معلوم ہوئیں ان کے لحاظ سے کم از کم آج کل کے علماء کا مطالعہ تو ان کے مقابلہ میں صفر معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً انہوں نے امام شافعی کی کتاب الام فی بالاستیعاب تین بار پڑھی۔ فقہ حنفی کی معروف کتاب ہدایہ فی کئی بار بالاستیعاب پڑھی۔ میری معلومات میں اس قسم کی مثالیں انور شاہ کشمیری کے بعد برصغیر میں تو عنقا ہیں۔ اس

- طرح ڈاکٹر صاحب نے اس میدان میں سلف کی یاد تازہ کر دی۔
- (۵) ڈاکٹر محمود احمد غازی، خطبات بھاولپور (۲)، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، شاہ فیصل مسجد کیمپس اسلام آباد، اشاعت اول ۲۰۰۷ء پیش لفظ صفحہ ۱۱
- (۶) وہی مصنف وہی ناشر صفحہ ۶۷
- (۷) ایضاً ۶۵
- (۸) ایضاً صفحہ ۶۸
- (۹) ایضاً ۹۸
- (۱۰) ملاحظہ ہو محمود احمد غازی، محاضرات معیشت و تجارت، دسواں خطبہ صفحہ 386، 387
- (۱۱) ملاحظہ ہو مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت مقدمہ کتاب
- (۱۲) اوصاف احمد علم معاشیات اور اسلامی معاشیات، اسلامک فقہ اکیڈمی صفحہ ۹۴
- (۱۳) ڈاکٹر محمود احمد غازی، خطبات بھاولپور (۲)، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، شاہ فیصل مسجد کیمپس اسلام آباد، اشاعت اول ۲۰۰۷ء پیش لفظ صفحہ ۴۵۶
- (۱۴) ایضاً ۷۲
- (۱۵) ایضاً ۵۱۷
- (۱۶) ایضاً ۹۱-۹۲
- (۱۷) ایضاً ۹۸
- (۱۸) سلطان احمد اصلاحی، مسلمان اقلیتوں کا مطلوبہ کردار ادارہ علم و ادب تکیہ بھورمنوا عظیم گڑھ، صفحہ ۳۹
- (۱۹) ایضاً صفحہ ۳۹
- (۲۰) ایضاً صفحہ ۴۰
- (۲۱) محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات فقہ الفیصل غزنی اسٹریٹ لاہور طبع جون 2005 صفحہ 534
- (۲۲) ایضاً صفحہ 535
- (۲۳) ایضاً صفحہ 538
- (۲۴) ایضاً، محاضرات فقہ صفحہ ۵۴۳
- (۲۵) ملاحظہ ہو محمود احمد غازی، محاضرات معیشت و تجارت، آٹھواں خطبہ صفحہ 322-323

اردو زبان میں لکھی جانے والی فقہ سلفی کی بعض اہم کتابیں

ڈاکٹر محمد ارشد نعیم المدنی ☆

بلاشبہ اسلام نے زندگی کے مختلف گوشوں میں انسان کی رہنمائی کی ہے۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس کے متعلق اسلام کے واضح اور روشن احکام موجود نہ ہوں، یوں تو دنیا کی مختلف زندہ زبانوں میں علماء سلف کی انسانی زندگی سے متعلق مختلف احکام و مسائل پر مشتمل بے شمار کتابیں موجود ہیں، لیکن یہ بھی اہل علم سے مخفی نہیں کہ اردو زبان میں بھی برصغیر ہندوپاک کے اندر فقہ سلفی کی کتابوں کی تعداد کم نہیں ہے، ذیل کے سطور میں فقہ سلفی کی اہم کتابوں پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

۱۔ اسباغ الطہور بالتوضی من لحوم الجزور:

یہ کتاب مولانا سید جمیل احمد سہسوانی کی تصنیف ہے، یہ ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ مطبع مفید عام آگرہ سے چھپی ہوئی ہے، اس میں مصنف نے دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ اونٹ کے گوشت کھانے سے وضو قطعاً پر ٹوٹ جاتا ہے۔

۲۔ رسالہ مسواک:

یہ ۵۶ صفحات پر مشتمل مولانا ابوالمعالی محمد علی منوی (۱۲۸۶-۱۳۵۳ھ) کی تصنیف ہے۔ مطبع احمدی پٹنہ سے چھپی ہوئی ہے، اس کتاب میں مسواک کرنے کی فضیلت احادیث کی

روشنی میں بیان کی گئی ہے۔

۳۔ وضوء محمدی:

اس کتاب کے مصنف مولانا محمد جونا گڑھی (۱۸۹۰-۱۹۴۱ء) ہیں، یہ جید پریس دہلی سے چھپی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں سوتی اور اونی موزوں پر مسح کرنے کا ثبوت نبی کریم ﷺ، خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور ائمہ عظام کے اقوال سے دیا گیا ہے۔

۴۔ رسالہ مسح جورب:

یہ ۸۲ صفحات پر مشتمل قاضی محمد سلمان منصوری کا ترجمہ ہے، اس کتاب کی طباعت محبوب المطابع دہلی میں ہوئی ہے۔ یہ کتاب شیخ محمد جمال الدین دمشقی کے رسالہ کا ترجمہ ہے، اس میں جورب پر مسح کرنے کو احادیث رسول ﷺ و فقہ حنفی کی مشہور کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے۔

۵۔ تعلیم الصلاة:

اس کتاب کے مصنف نواب صدیق حسن خاں (۱۲۴۸-۱۳۰۷ھ) ہیں، یہ مطبع شاہ جہانی بھوپال سے زیور طباعت سے آراستہ ہوئی ہے، اس میں وضو، تیمم، غسل اور نماز پڑھنے کے طریقے اور دعائیں مذکور ہیں۔

۶۔ عشرہ کاملہ:

یہ کتاب بھی نواب صدیق حسن خاں صاحب کی تصنیف ہے، یہ ۱۲۷ صفحات پر مشتمل ہے، مفید عام آگرہ سے اس کی ۱۳۰۶ھ میں طباعت ہوئی ہے۔ اس کتاب میں فروعی اور مختلف فیہ مسائل جیسے مسئلہ مسواک، جماعت نماز، نماز جنازہ، درون مسجد، صلوٰۃ خوف وغیرہ پر

تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

۷۔ دعوت الحق:

یہ ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے، اس کتاب کے مترجم نواب صدیق حسن خاں ہیں، یہ امام غزالی کی کتاب ”ہدایۃ الہدایۃ فی نی کا ترجمہ ہے، اس میں آداب وضو، نماز، غسل، تیمم وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۷۔ میقات الصلوات لیستفیع بہا اہل الفضل والنجاۃ:

یہ رسالہ پانچ فصلوں پر مشتمل مولانا عبد اللہ بہاؤ میاں الہ آبادی کی تصنیف ہے، پہلی فصل اوقات نماز، دوسری قصر اور تیسری جمع تقدیم و تاخیر صلوات کے بیان میں ہے۔

۹۔ ہدایۃ النجدین الی حکم المعانقۃ والمصافحۃ بعد العیدین:

یہ ۱۶ صفحات پر مشتمل مولانا شمس الحق عظیم آبادی کی تصنیف ہے، احسن المطابع پٹنہ سے چھپی ہوئی ہے، اس میں عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ صحیح ہے، یا نہیں، کا تذکرہ ہے۔

۱۰۔ صلاۃ المصطفیٰ:

یہ ۲۴۹ صفحات پر مشتمل مولانا عصمت اللہ رحمانی کی تصنیف ہے، مطبع اسرار کریمی الہ آباد سے ۱۹۷۳ء میں پہلی طباعت ہوئی، اس کتاب میں وضو، غسل، تیمم اور نماز کی حقیقت و اہمیت اور اس کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

۱۱۔ نبی کی نماز:

اس رسالہ میں نماز کے فضائل پر روشنی ڈالتے ہوئے سنت صحیحہ کے مطابق نماز

پڑھنے کی ترکیب بتائی گئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف مولانا عبداللہ شائق منوی (۱۳۰۹ء) ۱۳۹۲ھ) ہیں۔

۱۲- سنت محمدی:

۲۰ صفحات پر مشتمل مولانا محمد جونا گڑھی (۱۸۹۰-۱۹۴۱ء) کی تصنیف ہے، اس رسالہ میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے دلائل جمع کر دیے گئے ہیں۔

۱۳- حقیقۃ الصلاۃ:

یہ مولانا ابوالکلام آزاد کی ۸۰ صفحات پر مشتمل کتاب ہے، اس میں چند ابواب قائم کر کے نماز کے لغوی و شرعی معانی بتائے گئے ہیں اور نماز کی فرضیت، نماز کے فوائد، نماز سفر و خوف کی فرضیت اور تخفیف کی علت وغیرہ پر اچھی طرح روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۴- نبی کی نماز:

۵۱ صفحات پر مشتمل مولانا عبدالجلیل سامرودی کی تصنیف ہے، اس میں فرائض و نوافل نمازیں نیز نماز جمعہ، عیدین، جنازہ، استسقاء، کسوف و خسوف وغیرہ پڑھنے کا طریقہ احادیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

۱۵- فقہ الحدیث:

یہ کتاب امام شوکانی کی فقہی مسائل پر مبنی جامع کتاب ”الدر البہیۃ فی فی کی اردو زبان میں سہل و آسان زبان میں لکھی گئی ایک شرح ہے۔ ترتیب و ترجمہ و تخریج کا کام حافظ عمران ایوب لاہوری نے انجام دیا ہے۔ یہ کتاب نعمان کتب خانہ لاہور سے ۲۰۰۴ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہوئی ہے۔ اس کتاب میں فقہ کا معنی و مفہوم، اس کی اہمیت و ضرورت، اس کے مآخذ، قرآن و سنت، اجماع، اقوال صحابہ، قیاس، استحسان، استصواب، مصالح مرسلہ سد الذرائع،

عرف، پہلی شریعتوں کے احکام اور عہد کبار صحابہ، طہارت، نماز، زکاۃ، روزے، حج، نکاح اور خرید و فروخت کے مسائل بیان کیے گئے ہیں، اس کتاب میں طب، قضاء اور حدود کے بھی مسائل بیان کیے گئے ہیں، یہ کتاب اردو زبان میں شرعی احکامات کا اہم منبع ہے۔

۱۶۔ رسول اکرم کی نماز:

یہ ۱۴۸ صفحات پر مشتمل مولانا اسماعیل گجر نوالہ (۱۳۱۹-۱۳۸۷ھ) کی تصنیف ہے، فوٹو آفسیٹ دہلی سے ۱۹۸۰ء میں اس کی پہلی طباعت ہوئی، اس کتاب میں نماز کے احکام و مسائل بیان کرتے ہوئے فقہی مذاہب و مسالک پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۷۔ مقالات الہلال:

یہ ۲۰۱ صفحات پر مشتمل ہے، اس کے مصنف مولانا ابوالکلام آزاد ہیں، دین محمدی لاہور سے چھپی ہے، اس کتاب میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ مساجد صرف پانچ وقت کی نماز اور جمعہ ہی کے لیے ہیں یا کسی اور کام کے لیے بھی؟ اگر اور کام کے لیے بھی ہیں تو اصلاح حال کے لیے پولیٹیکل مجلس ان میں منعقد ہو سکتی ہے یا نہیں۔

۱۸۔ جامع الشواہد فی دخول غیر المسلم فی المساجد:

۱۰۳ صفحات پر مشتمل مولانا ابوالکلام آزاد (۱۳۰۵-۱۳۷۷ھ) کی تصنیف ہے، پیام وطن دہلی سے ۱۹۶۰ء میں چھپی ہے، اس میں دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی اجازت سے غیر مسلم کا مسجدوں میں داخل ہونا جائز ہے اور مساجد کی مجالس میں ان کو شریک کیا جاسکتا ہے، نیز آداب مسجد اور آیت (انما المشرکون نجس) کی تفسیر اچھی طرح کی گئی ہے۔

۱۹۔ المصلی:

یہ قاضی مچھلی شہری (۱۲۵۲-۱۳۲۰ھ) کی تصنیف ہے، احمدی پٹنہ پریس سے

۱۳۱۲ھ میں اس کی طباعت ہوئی ہے۔ اس رسالہ میں دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ رسول ﷺ ہمیشہ عیدین کی نماز میدان میں ہی پڑھتے تھے۔

۲۰— نورالابصار:

یہ کتاب ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس کے مصنف مولانا عبدالرحمن محدث مبارکپوری (۱۲۸۳-۱۳۵۳ھ) ہیں، یہ سعید المطالع بنارس سے ۱۳۱۹ھ میں پہلی مرتبہ چھپی ہے۔

اس کتاب میں دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ پانچ طرح کے لوگوں کے علاوہ ہر عاقل بالغ مسلمان پر نماز جمعہ فرض ہے، چاہے شہر کا ہو یا دیہات کا رہنے والا ہو۔

۲۱— ارشاد خیر الوری لا قامة الجمعة فی القرى:

یہ ۵۲ صفحات پر مشتمل مولانا عبدالسلام بستوی کی کتاب ہے، مطبع جید برقی دہلی سے ۱۳۶۰ھ میں اس کی پہلی طباعت ہوئی۔ اس کتاب میں کتاب وسنت اور آثار صحابہ واقوال ائمہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ جمعہ کی نماز جس طرح شہریوں پر فرض ہے، اسی طرح دیہاتیوں پر بھی فرض ہے۔

۲۲— کتاب الجنائز:

اس کتاب کے مصنف مولانا عبدالرحمن محدث مبارکپوری ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں نامی پریس لکھنؤ سے اس کی دوسری طباعت ہوئی۔ اس کتاب میں جنائز سے متعلق تمام وہ ضروری احکام جمع کر دیے گئے ہیں جو احادیث سے ثابت ہیں۔

۲۳— نماز جنازہ:

یہ ۶۳ صفحات پر مشتمل مولانا محمد صادق سیالکوٹی کی تصنیف ہے، اس کتاب میں

سنت کے مطابق نماز جنازہ ادا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں، اس کے بعد نماز جنازہ سے متعلق کچھ فقہی مسائل بیان کیے گئے ہیں، نیز جنازہ وغیرہ کی دعائیں بھی درج ہیں۔

۲۴- اثبات الاجازہ لتکرار صلاۃ الجنائزہ:

یہ ۲۸ صفحات پر مشتمل مولانا عبدالسلام مبارکپوری کی تصنیف ہے، ۱۳۳۵ھ کی اس کی پہلی طباعت ہوئی۔ اس میں تکرار صلاۃ جنازہ کا ثبوت احادیث صحیحہ سے اور آثار صحابہ سے دیا گیا ہے۔

۲۵- تنویر المصابیح فی اثبات رکعات التراويح:

اس کتاب کے مصنف مولانا عبدالغفور داناپوری پٹنہ ہیں، اس کتاب میں احادیث رسول اور اقوال صحابہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نماز تراویح میں رکعت کی کوئی تعداد نہیں ہے جو جتنا چاہے پڑھ سکتا ہے۔

۲۶- اظہار الحق الصریح فی مسئلۃ التراويح:

یہ ۶۴ صفحات پر مشتمل مولانا عبدالجلیل سامودی کی تصنیف ہے، ۱۹۵۳ء میں برقی پریس دہلی سے اس کی طباعت ہوئی ہے۔ اس کتاب میں آٹھ رکعت تراویح کو سنت صحیحہ سے ثابت کرتے ہوئے بیس رکعت تراویح کو دلائل سے غلط بتایا گیا ہے۔

۲۷- تحقیق الکلام فی وجوب القراءة خلف الامام: (۲ جلدیں)

اس کتاب کے مجموعی صفحات ۳۳۸ ہیں، اس کتاب کے مصنف مولانا عبدالرحمن محدث مبارکپوری ہیں، محبوب المطابع دہلی سے یہ چھپی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں تفصیل سے وجوب قراءة خلف الامام کو بدلائل ثابت کیا گیا ہے۔

۲۸- قراءة خلف الامام:

یہ مولانا عبد الجلیل سامودی کی تصنیف ہے، اس کتاب میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے ثبوت قرآن وحدیث سے دیے گئے ہیں۔

۲۹۔ قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین:

یہ کتاب مولانا محمد صاحب گوندلوی (۱۸۹۹-۱۹۸۵ء) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں رفع الیدین کے ثبوت اور احناف کے دلائل کی تردید کی گئی ہے۔

۳۰۔ تعلیم الزکاۃ:

اس رسالہ کے مصنف نواب صدیق حسن خان صاحب ہیں، مطبع شاہ جہانی بھوپال سے اس کی پہلی طباعت ۱۳۰۵ھ میں ہوئی۔ اس رسالہ میں زکاۃ کی فرضیت، اس کی اہمیت، اس کے نصاب و مصارف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳۱۔ انوار الزکاۃ:

یہ کتاب ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے، اس کے مصنف مولانا محمد صادق سیالکوٹی ہیں، مطبع معارف لاہور سے چھپی ہوئی ہے، اس کتاب میں زکاۃ و صدقات کے تمام مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے زکاۃ کی فرضیت پر بحث کی گئی ہے۔

۳۲۔ عشر کے احکام و مسائل:

اس کتاب کے مصنف مولانا عبد الرؤف جھنڈاگری ہیں، اس کی طباعت اولی مطبع نامی لکھنؤ سے ۱۳۷۲ھ میں ہوئی۔ اس کتاب میں حبوب و حضرات اور گنے وغیرہ میں عشر کے متعلق مختصر اور جامع بحث کی گئی ہے۔

۳۳۔ طلاق کے مسائل:

یہ کتاب مولانا محمد اقبال کیلانی کی تالیف ہے، نظر ثانی ڈاکٹر محمد لقمان السلفی حفظہ اللہ

نے فرمائی ہے، اس کی اشاعت علامہ ابن باز اسلامک اسٹڈیز سینٹر ہند سے عمل میں آئی ہے۔
اس کتاب میں طلاق کی قسمیں، طلاق کا طریقہ، بیک وقت تین طلاقیں، خلع، لعان، ظہار، ایلاء، عدت اور عورت کے نان و نفقہ کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

۳۴- احکام الصیام والعیدین:

یہ ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے، اس کے مصنف مولانا محمد یونس دہلوی ہیں، مطبع ہند پریس دہلی سے اس کی ۱۳۶۲ھ میں دوسری طباعت ہوئی ہے۔
اس کتاب میں رمضان المبارک کی فرضیت اور دیگر ایام کے نفلی روزوں اور روزہ داروں کے فضائل، سحری اور عیدین کی نماز وغیرہ کی ترکیب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳۵- طراز الخمرۃ من فضائل الحج والعمرة:

یہ ۷۰ صفحات پر مشتمل نواب صدیق حسن خاں صاحب کی تصنیف ہے، مطبع مفید عام آگرہ سے اس کی پہلی طباعت ۱۳۰۱ھ میں ہوئی۔ اس کتاب میں ارکان خمسہ کی وضاحت کرتے ہوئے حج و عمرہ کے فضائل اور ادائیگی کے طریقے بتائے گئے ہیں، نیز حاجیوں کے مراتب کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳۶- اوضح المسالک الی احکام المناسک:

یہ ۲۶۴ صفحات پر مشتمل مولانا مختار احمد ندوی صاحب کی کتاب ہے، یہ کتاب شیخ عبدالعزیز محمد السلمان کی عربی کتاب ”اوضح المسالک فی نی کا ترجمہ ہے، اس میں انتہائی تحقیق اور جامعیت کے ساتھ حج کے تمام ارکان و مسائل اور آداب کو سمیٹ کر عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

۳۷- تحفۃ محمدی:

۱۲ صفحات پر مشتمل مولانا محمد صاحب جو ناگڈھی کی تصنیف ہے، اس رسالہ میں مختصراً قربانی، عیدین، ماہ ذی الحجہ کے مسائل و فضائل مع حوالہ حدیث درج ہیں۔

۳۸— عید الاضحیٰ اور اس کے مسائل:

اس رسالہ میں قربانی کے سنت یا واجب ہونے پر بحث کرتے ہوئے عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳۹— صراط مستقیم:

یہ علامہ ابن تیمیہ کی کتاب ”اقتضاء الصراط المستقیم“ کی نی کا ترجمہ ہے، اس کتاب کے مترجم مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی ہیں، اس کتاب میں توحید، صفات، شرک و بدعت، زیارت قبور، نماز، لباس اور جہاد وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۰— فقہی و علمی مقالات:

یہ کتاب دراصل ان فقہی و علمی مقالات کا مجموعہ ہے جو مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام ۲۸ ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس پارکوڑ جھارکھنڈ میں ۱۳ھ ۱۴/۱۵ مارچ ۲۰۰۴ء میں پیش کیے گئے، ان مقالات کے مرکزی عناوین حسب ذیل ہیں:

۴۱— بیمہ و شیعہ قرآن و سنت کی روشنی میں

۴۲— ہندوستان میں دارالقضا کے قیام کے امکانات اور طریقہ کار

۴۳— رویت ہلال اور اختلاف مطالع اور پورے عالم اسلام کی رویت میں وحدت

ویگانگت کے شرعی امکانات

۴۴— جدید طبی ایجادات اور اسلامی احکام

۴۵— امن عالم اور اسلام

۴۶۔ کیا ”موسیقی حرام نہیں؟“

یہ کتاب محدث العصر ناصر الدین البانی کی تحقیق و افادات ہے، اس کتاب کا ترجمہ اور اس کی ترتیب کا کام مولانا محمد جمیل اختر صاحب نے انجام دیا ہے، یہ کتاب قرآن و حدیث اور فکر سلف کی ترجمان مبشر اکیڈمی لاہور سے چھپی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں گانے بجانے کی حرمت پر مشتمل صحیح احادیث، موسیقی اور علمائے سلف کا نقطہ نظر، موسیقی کو جائز سمجھنے والوں کے شبہات، میوزک کے بغیر گانا گانے کی شرعی حیثیت اور صوفیا کا رقص و سماع اور علمائے سلف کے نظریات پیش کیے گئے ہیں۔

۴۷۔ احکام نکاح:

یہ کتاب شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانبا ز حفظہ اللہ کی تالیف ہے، یہ کتاب مکتبہ قدسیہ لاہور سے چھپی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں نکاح کے لغوی معنی، نکاح کی ضرورت و اہمیت، نکاح کا حکم، نکاح واجب ہے یا سنت، شرائط نکاح، مہر کی مقدار، جہیز ایک ہندو اور رسم، جن عورتوں سے نکاح حرام ہے، مسلمان عورت کا غیر مسلم سے نکاح، نکاح متعہ، نکاح شغار اور عورتوں کے حقوق، نیز شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض بیان کیے گئے ہیں۔

۴۸۔ الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین:

یہ کتاب مولانا محمد ابوالحسن سیالکوٹی کی تالیف ہے، اس کی تحقیق و نظر ثانی مولانا محمد زبیر عقیل فاضل مدینہ یونیورسٹی نے کی ہے، اس کتاب میں مختلف شرعی مسائل و احکام میں مقلدین کی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور کتاب و سنت کی روشنی میں ان کے صحیح جوابات دیے گئے ہیں۔

۴۹۔ فتاویٰ اصحاب الحدیث:

اس کتاب کے مؤلف فضیلۃ الشیخ ابو محمد حافظ عبدالستار ہیں، یہ مکتبہ ابن قیم لاہور سے چھپی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں توحید و عقیدہ، رسالت و ولایت، طہارت و وضو، اذان و نماز، زکوٰۃ و صدقات، حج و عمرہ، خرید و فروخت، وصیت و وراثت، نکاح و طلاق، جمعہ و عیدین کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

۵۰۔ قصہ ایام قربانی کا:

یہ کتاب مولانا رئیس احمد ندوی کی تصنیف ہے، اس کتاب میں نصوص شرعیہ کی روشنی میں ایام قربانی اور اہل علم کے اختلافات، نیز مقام قربانی کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

۵۱۔ فتاویٰ سلفیہ:

یہ کتاب شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل گوجر نوالہ کے فتوؤں کا مجموعہ ہے، اس کتاب میں حرمت مصاہرت، عدت کے دوران نکاح، حقہ نوشی، عشر کی ادائیگی، رویت ہلال اور مردہ کے کفن کے متعلق مسائل اور فتاویٰ بیان کیے گئے ہیں۔

۵۲۔ فتاویٰ علماء حدیث:

اس کتاب کے مرتب شیخ ابوالحسنات علی محمد سعیدی ہیں، اس کتاب میں علماء سلف کے اقوال کی روشنی میں پانی، قضاء حاجت، وضو، مسح اور غسل کے مسائل دلائل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

۵۳۔ فتاویٰ برائے خواتین اسلام:

اس کتاب کے مسائل کی ترتیب ڈاکٹر محمد لقمان السلفی رئیس جامعہ امام ابن تیمیہ بہار نے دی ہے، آپ نے ”الفتاویٰ الجامعۃ للمراۃ المسلمۃ“ نی نی سے استفادہ کیا ہے جو تین جلدوں پر مشتمل ہے، عربی سے ترجمہ شیخ محمد اشفاق المدنی نے کیا ہے، اس کتاب میں طہارت، نماز،

جنازہ اور قبرستان، زکاۃ و حج، طلاق، خلع اور ظہار کے مسائل و احکام، نیز اسلامی معاشرتی اخلاق و آداب بیان کیے گئے ہیں۔

۵۴۔ فتاویٰ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز:

یہ کتاب مملکت سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم مرجع سلفیان عالم علامہ عبدالعزیز بن بازؒ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ اب تک آپ کے فتاویٰ کے مجموعے بارہ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

ان مجموعات میں روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے سیکڑوں مسائل کا کتاب و سنت کی روشنی میں جواب دیا گیا ہے۔ یہ فتاویٰ چونکہ عربی زبان میں تھے، اس لیے فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد لقمان السلفی حفظہ اللہ کی کاوشوں اور شیخ نور الاسلام سلفی اور احقر (محمد ارشد المدنی) کے تعاون سے اردو قالب میں منتقل کیے گئے، تاکہ اردو داں طبقہ بھی زندگی کے مختلف مسائل میں اپنی رہنمائی حاصل کریں۔

۵۵۔ الفقہ الاسلامی:

یہ کتاب عربی زبان میں ڈاکٹر محمد لقمان السلفی حفظہ اللہ تالیف فرما رہے ہیں، اب تک اس کتاب کے طہارت، نماز پنج گانہ، نماز جمعہ، نماز جنازہ، نماز استسقاء، بیمار و مسافر کی نماز اور سورج و چاند گرہن کے مسائل و احکام قرآن کریم و سنت نبویہ کے دلائل اور علماء سلف کے اقوال کے ساتھ مفصل طریقے سے تیار ہو چکے ہیں۔ اور انشاء اللہ جلد ہی نکاح، طلاق، خلع، ظہار، عدت، وراثت اور خرید و فروخت کے مسائل اور احکام بھی تحریر کر دیے جائیں گے۔

اس کتاب کو اردو قالب میں ڈھالنے کا کام احقر (محمد ارشد المدنی) انجام دے رہا ہے، انشاء اللہ یہ کتاب اردو داں طبقہ کے لیے اسلامی احکام کی معلومات حاصل کرنے کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگی۔

اصول وقواعد فقہ پر اردو میں لکھی گئی چند کتابیں ایک تعارف

مفتی فضل الرحمن اصلاحی قاسمی ☆

فقہ کے لغوی معنی سمجھ بوجھ کے ہیں، قرآن و حدیث کی روشنی میں مسائل و احکام کے استنباط کے لیے جو طریقہ وضع کیا گیا ہے اسے علم فقہ کہتے ہیں۔
کسی بھی فن کے ارتقاء کے لیے ناگزیر ہے کہ اس کے اصول و ضوابط متعین کیے جائیں تاکہ اس کی روشنی میں اس فن کی تفہیم و تدریس ہو سکے، کیونکہ یہ فن اصلاً قرآن و سنت کی صحیح فہم کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

عہد صحابہ کے بعد جب نصوص قرآن و حدیث کی غلط اور آزادانہ تشریحات کی جانے لگیں تو قرآن و حدیث کی اصل مراد کو پانے کے لیے اس فن کی تدوین کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی۔ یوں تو عربی میں باقاعدہ اصول فقہ کی حیثیت امام شافعیؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ”الرسالہ فی نی کو اولیت حاصل ہے، اگرچہ بعض اہل علم و نظر اس کی اولیت تسلیم کرنے میں متردد بھی ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد میں اپنا مقالہ ”اصول وقواعد فقہ پر اردو میں لکھی گئی چند کتابیں۔ ایک تعارف“ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ علوم اسلامیہ میں سب سے مظلوم فن اصول تفسیر کو تسلیم کیا

جاتا ہے، اصول فقہ کو اس حیثیت سے ہم مظلوم تو نہیں کہہ سکتے، الحمد للہ عربی زبان میں اس فن میں بہت سی معیاری کتابیں موجود ہیں، البتہ اردو کے ذخیرہ میں چند ہی کتابیں مفید اور معیاری دکھائی پڑتی ہیں۔ ممکن ہے بعض اہل علم اس خیال سے اتفاق نہ کریں۔ تلاش بسیار کے باوجود چند ہی کتابیں مجھے اس فن میں دستیاب ہو سکیں۔ ان کا تعارف مختصر اذیل میں پیش کیا جاتا ہے اور تعارف میں بعض اقتباسات بھی اسی مقصد کے لیے دیے گئے ہیں، تاکہ اس کی صحیح اہمیت و مقام کا اندازہ لگایا جاسکے، اس سلسلے میں اہل علم و دانش کے درمیان ایک اپیل ضرور کرنا چاہوں گا کہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ان علوم و فنون کی ابتدائی کتابیں خاص طور پر اصول فقہ، اصول حدیث وغیرہ کو اگر مادری زبان میں پڑھایا جائے تو اس سے خاطر خواہ مفید نتائج برآمد ہوں گے، ہمارے بعض اکابر علما اور ماہرین تعلیم فن کی تحصیل میں اس روش کو کارگر مانتے رہے ہیں، مثلاً جمال الدین افغانیؒ اور مولانا حمید الدین فراہیؒ وغیرہ تحصیل فن کے لیے اس بات کے قائل نظر آتے تھے۔

۱۔ اصول فقہ اسلام :

یہ آنریبل سر عبد الرحیم بیرسٹرایٹ لاسابق جج ہائی کورٹ مدراس کی تالیف ہے اور یہ اصلاً ان کے فقہی خطبات ہیں جو انہوں نے ۱۹۰۷ء میں کلکتہ یونیورسٹی میں دیے تھے، جیسا کہ تحریر فرماتے ہیں ”یہ کتاب ان لکچروں کا خلاصہ ہے جو میں نے کلکتہ یونیورسٹی میں ۱۹۰۷ء کے ”ٹاگور پروفیسر نی نی کی حیثیت سے دیے تھے نی نی (دیباچہ، اصول فقہ اسلام، ص ۱)۔

یہ کتاب اصل میں انگریزی میں تھی، مولوی مسعود علی صاحب بی اے ”علیگ نی نی سابق سشن جج علاقہ سرکار عالی حیدر آباد دکن نے اسے اردو کا جامہ پہنایا اور مصنف سر عبد الرحیم صاحب مرحوم سے جو تسامحات ہو گئے تھے، تقریباً ۱۹ صفحے میں ان کی اصلاح کی گئی ہے، ترجمہ سلیس اور شگفتہ زبان میں کیا گیا ہے، گویا مترجم نے مصنف کے مافی الضمیر کو ادا کرنے کا پورا

اہتمام کیا۔

اصول فقہ پر اصلاً فصل دوم سے فصل پنجم تک اصولی مباحث آئے ہیں جو صدر الشریعہ کی کتاب ”توضیح فی نی کا ترجمہ ہیں، جیسا کہ خود مولف رقم طراز ہیں ”فصل دوم سے فصل پنجم تک میں اس علم اصول یعنی فن قانون کی تشریح ہے جس کو اہل اسلام کے فقہانے آٹھویں اور چودھویں صدی عیسوی کے درمیان مرتب کیا، کتاب کے اس حصہ کا بڑا جزو فی الحقیقت صدر الشریعہ کی کتاب ”توضیح فی نی ہے فی (دبیاچہ کتاب، ص ۱)۔

مذکورہ اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں فصل دوم سے فصل پنجم تک میں اصول فقہ پر مشتمل بحثیں آئی ہیں اور یہ بحثیں جن کا اکثر جزو توضیح کا ترجمہ ہے۔

اس کے علاوہ فصل ششم سے فصل دوازدہم تک کے مباحث کی تیاری میں تلوح، کتاب الاصول، کشف الاسرار اور اس کی شرح، مسلم الثبوت، التقریر والتجیر اور جمع الجوامع وغیرہ سے خاطر خواہ استفادہ کیا گیا ہے۔ کتاب کی فہرست پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب اپنے موضوع پر جامعیت لیے ہوئے ہے اور اس میں اصول فقہ سے متعلق جو مباحث آئے ہوئے ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں، مثلاً اصول الفقہ، شریعت کے مآخذ قرآن و حدیث، اجماع اور قیاس اور ان کے ذیل میں بہت سے مباحث پر گفتگو کی گئی ہے، اور اس طرح یہ اردو میں اصول فقہ پر ایک مفصل و گراں قدر کتاب ہے، ۱۹۲۹ء میں پہلی بار شائع ہوئی، اس کے مقابلے میں اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ (اردو) از ڈاکٹر مظہر بقا کی کتاب کو ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی اردو زبان میں اولین کتاب سمجھتے ہیں، جیسا کہ خود ان کا دعویٰ ہے ”انہوں (مصنف) نے بڑی عرق ریزی سے اصول فقہ کے علمی مسائل کو اولین بار اردو زبان میں نہایت دل کش پیرائے میں تحریر فرمایا فی حالانکہ یہ دعویٰ صحیح نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ یہ پہلی بار ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی، جبکہ اصول فقہ اسلام ۱۹۲۹ء میں اردو زبان میں پہلی بار طبع کی گئی۔

۲- اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ :

اس کتاب کے مؤلف ڈاکٹر مظہر بقا ہیں، یہ بھی اصول پر ایک مفصل اور جامع کتاب ہے، اردو میں شاہ ولی اللہ کی اس موضوع پر کوئی کتاب اصلاً موجود نہیں تھی، اس موضوع پر فاضل مرتب نے بڑی عرق ریزی سے اس کو مرتب کیا ہے اور اس کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے۔ ”شاہ ولی اللہ نے اصول فقہ پر کوئی ایسی مستقل کتاب نہیں لکھی جو اصول فقہ کے تمام ابواب پر مشتمل ہو، اصول فقہ میں ان کا جو مسلک ہے وہ ان کی متفرق کتابوں سے معلوم ہوتا ہے اور بڑی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے، البتہ اس فن کے خاص خاص ابواب، سبب اختلاف اجتہاد و تقلید وغیرہ سے متعلق شاہ صاحب کے مستقل رسالے موجود ہیں نی (کتاب کا صفحہ ۱۰۱)۔

اس کے باب اول میں محکم و متشابہ اور نسخ پر مفصل گفتگو کی گئی ہے، باب دوم میں سنت اور تعارض و ترجیح، سوم میں متعلقات کتاب و سنت، چہارم میں اجماع، پنجم میں قیاس، ششم میں استدلال اور ہفتم میں اجتہاد پر اصولی بحثیں آئی ہیں اور شاہ ولی اللہ کے افکار و اصول پر ناقہ اندازہ نگاہ ڈالی گئی ہے، یہ کتاب اصول فقہ (اردو) کے ذخیرہ میں ایک گراں قدر اضافہ ہی نہیں، بلکہ کہنا چاہیے کہ اس کو سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۹۷۳ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی سے شائع ہوئی، جیسا کہ گذشتہ سطور میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

۳- مبادیات فقہ :

یہ رسالہ مفتی اسماعیل صاحب کچھوڑی سابق مفتی ”جامعہ اسلامیہ ڈابھیل گجرات نی نی کا لکھا ہوا ہے، اس مختصر رسالہ میں مبادیات فقہ کے ساتھ اصول فقہ پر بھی جامع گفتگو کی گئی ہے، استاذ محترم مفتی سعید احمد پالن پوری ”شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نی نی پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں ”مبادیات فقہ کے نام سے ایک کامیاب رسالہ تحریر فرمایا، جو مدارس عربیہ کے اساتذہ کے لیے اور علم فقہ کے طلبہ کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ کی حیثیت رکھتا ہے، اس رسالہ

میں انہیں علم فقہ کے اصول اور مبادیات پر سیر حاصل بحث ملے گی اور علم فقہ کے سلسلے میں عمومی معلومات سے بھی ضروری واقفیت حاصل ہوگی نی نی (مبادیات فقہ)۔

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ مذکورہ کتاب طلبہ کے ساتھ اساتذہ کے لیے بھی مفید ہے اور اس مختصر سے رسالے میں اصول فقہ اور اس کے مبادی پر گفتگو کی گئی ہے۔

”مبادیات فقہ“ یہ اصلاً مفتی اسماعیل صاحب کے اصول فقہ پر نوٹس "Notes" تھے جس کو انہوں نے دوران درس تیار کیا تھا اور بعد میں حذف و اضافہ کے ساتھ کتابی صورت میں شائع ہوا اور شائع ہوتے ہوئے بڑی قبولیت حاصل کر لی، پہلی بار ۱۳۹۶ھ اور دوسری بار ۱۳۹۹ھ میں یہ طبع ہوا اور اب تک اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے ہیں، اسے مکتبہ حجاز دیوبند سہارن پور نے شائع کیا ہے۔

اس کتاب میں فقہ کی غرض و غایت اور اس کی سات اصطلاحی تعریف اور اصول فقہ پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس کے علاوہ بعض بڑے فقہاء کے مختصر حالات اور بعض معتبر متون اور اس کے مصنفین کا تعارف بھی کرایا گیا ہے۔

۴- امداد الاصول :

یہ اصلاً اصول الشاشی کا ترجمہ و تلخیص ہے اور اسے بڑے سلیقے سے مولانا مہربان علی بڑوتوی نے مرتب کیا تھا، جو ایک ماہر معلم تھے اور تدریس کے سلسلے میں وہ نئے نئے تجربات کرتے رہتے تھے، ایک بار ان کو خیال آیا کہ منطق، فلسفہ اور دیگر علوم و فنون کی کتابیں ترجمہ و تلخیص کے ذریعہ مرتب کی جا رہی ہیں اور یہ بڑی مفید بھی ثابت ہو رہی ہیں، کیوں نہ اصول فقہ میں کوئی مفید رسالہ ترتیب دے دیا جائے، تاکہ اصول فقہ کی تفہیم میں آسانی پیدا ہو جائے اور طلبہ کو فقہ سے مناسبت بھی پیدا ہو جائے، پھر معاً مصنف کے دل میں یہ خیال آیا کہ اصول الشاشی کی تسہیل و تلخیص کر دینا ہی مفید رہے گا (امداد الاصول، ص ۳)۔

مولانا بڑوتوی مرحوم کی یہ مختصر سی کتاب مجموعی اعتبار سے بڑی کارآمد معلوم ہوتی ہے،

اس میں ادلہ اربعہ کی بحث کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا اور دیگر مباحث موانع علت، احتجاج بلا دلیل اور استحسان وغیرہ پر بھی مفید روشنی ڈالی گئی ہے۔

شائع ہونے سے قبل اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ بعض مدارس کے اساتذہ اس کی نقل منگ کر استفادہ کرتے تھے اور شائع ہونے کے بعد بہت جلد اس کے تمام نسخے فروخت ہو گئے اور بہت سے ذمہ داران مدارس نے اپنے نصاب میں شامل کر کے مولف کو مبارک باد کا خط لکھا۔ یہ کتاب کتب خانہ حمایت الاسلام ہر سولی مظفرنگر سے محرم الحرام ۱۴۰۶ھ میں شائع ہوئی۔

۵- اصول الفقہ :

یہ مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی کی کتاب ہے جو رکن اسلامک فقہ اکیڈمی و جامعہ ہتھورا باندہ کے ممتاز اساتذہ میں شامل ہیں، یہ بڑی مفصل اور اپنے موضوع پر جامع کتاب سمجھی جاتی ہے، عالم اسلام کے نامور فقیہ مولانا تقی عثمانی زید مجدہم نے اس کتاب کی ان الفاظ میں تحسین فرمائی ہے ”احقر کی رائے میں آپ کی یہ تالیف دینی مدارس کے طلبہ کے لیے ایک بہترین یادداشت کا کام دے گی، لیکن اس کا اصل فائدہ یہ ہوگا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جہاں اصول فقہ کی تعلیم ہوتی ہے وہاں اس کو بطور نصاب داخل کرنا بھی مناسب ہوگا“ (تقریظ اصول الفقہ، ص ۳)۔

فہرست مضامین پر ایک نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصول فقہ کے سارے مباحث کو سمیٹنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ کتاب کی تیاری میں قدیم و جدید آخذوں سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے، خصوصاً ڈاکٹر دوالیسی کی ”المدخل فی فی محمد ادیب صالح کی تفسیر النصوص کو پیش نظر رکھا گیا ہے، کتاب کی ایک بڑی خوبی بقول مصنف یہ ہے: ”اس مجموعہ میں ابتدائی مراحل سے لے کر انتہائی مراحل تک تدریس و تصنیف سب لائنوں میں عموماً جو اصول

سامنے آتے رہتے ہیں ان سب کو جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے، تاکہ کتاب بہتر سے بہتر تعارف کا ذریعہ بن سکے فی (اصول الفقہ، ص ۷)۔

۶۔ سہ ماہی صفا ”فقہ اسلامی، اصول، خدمات اور تقاضے فی فی :

یہ ایک خصوصی دستاویز سہ ماہی صفا دارالعلوم سیل السلام حیدر آباد کی جانب سے شائع کی گئی ہے، یہ خصوصی شمارہ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ کو منظر عام پر آیا تھا۔ اس کے مرتبین جید عالم دین مولانا محمد رضوان القاسمی مرحوم اور مفتی خالد سیف اللہ رحمانی زید مجدہم جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی ہیں۔ اس خصوصی پیش کش میں چوتھا باب ”فقہ اسلامی کچھ بنیادی اصول فی فی کے نام سے مختص ہے، اس باب میں بعض اہل علم و نظر نے بڑے قیمتی مقالات لکھے ہیں، مثلاً اصول فقہ اور اس کا منہج تصنیف، کتاب اللہ کی تشریعی حیثیت، اجتہاد اور عصر حاضر کے تقاضے، اجماع فقہ اسلام کا ایک مصدر، قیاس اور نسخ کی حقیقت..... وغیرہ جیسے مضامین شامل ہیں۔

اس خصوصی شمارہ کے ادارہ میں اس کا تعارف بہ زبان مولانا رضوان احمد القاسمی سماعت کیجیے، ”صفا کا یہ شمارہ خاص فقہ اسلامی کے متعلق ایک دستاویزی حیثیت کا حامل ہے، اس میں فقہ و اصول فقہ اور قواعد فقہ کی تاریخ... جیسے اہم موضوعات پر مضامین لکھوائے گئے ہیں تقریباً تمام ہی مضامین علم و تحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں فی فی (سہ ماہی صفحہ ۸-۹)۔

۷۔ فقہ اسلامی اور دور جدید کے مسائل :

اس کتاب کے مولف مولانا مجیب اللہ ندویؒ جو ایک نامور عالم دین اور جید فقیہ تھے، ان کی مشہور کتاب فقہ اسلامی اور دور جدید کے مسائل میں بعض اصولی مباحث، فقہ اسلامی کا دائرہ کار، فقہ اسلامی کے بنیادی مآخذ اور شریعت اسلامی کے ضمنی مآخذ باب کے تحت اجماع، اجماع کی قسمیں، قیاس، استحسان، استصلاح باقاعدہ مصالح مرسلہ اور عرف وغیرہ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کتاب دسمبر ۱۹۷۷ء مکتبہ جامعہ دہلی نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔

۸- تدوین اصول فقہ :

یہ قاضی محمد عبدالرحمن ایم۔ اے عثمانی کا عہد طالب علمی کا ایک قیمتی مقالہ ہے جو رئیس القلم مولانا مناظر احسن گیلانی کی نگرانی میں تیار کیا گیا تھا، اور یہ گراں قدر مقالہ فقہ کے بنیادی اصول پر مشتمل ہے، یہ کتاب الفرقان بریلی سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب پرسن اشاعت ندارد ہے۔

۹- خطبات بہاول پور :

ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کی ایک معرکتہ الآراء کتاب ہے، اس میں تاریخ اصول فقہ و اجتہاد پر ایک الگ باب قائم کیا گیا ہے، اس میں بعض اصولی بحثیں اجماع، قیاس اور اجتہاد وغیرہ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اور اٹھنے والے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ میں منظر عام پر آئی۔

۱۰- تاریخ علم فقہ :

یہ اصلاً فقہ کی مختصر تاریخ ہے، طلبہ کے لیے مفید ثابت ہوگی اس میں ضمنی طور سے صرف چھ صفحات میں اصول فقہ پر بحث کی گئی ہے اور ان میں بھی صرف بعض عربی اصول فقہ کی کتابوں کا مختصر تعارف کرایا گیا ہے۔ یہ کتاب مفتی سید محمد عظیم الاحسان مجددی، صدر مدرس عالیہ ڈھاکہ کی لکھی ہوئی ہے اور مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی سے ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔ مراجع کی روشنی میں لکھا گیا ہے اس کا تعارف، خود ان کی زبان سے ملاحظہ کیجیے : ”یہ ایک ایسا موضوع تھا جس پر کسی زبان حتیٰ کہ عربی زبان میں بھی مستقلاً کسی نے قلم نہیں اٹھایا تھا... اصول فقہ کے بانی اول چونکہ امام شافعیؒ ہیں، اس لیے ابتداء میں یہ بتانے کے لیے کہ حضرت امام کے دل میں اس فن کی تدوین کا خیال کیوں پیدا ہوا، شروع میں مجھے ذرا طوالت

سے کام لینا پڑا ہے، ممکن ہے کہ ابتداء اصول فقہ سے اس تمہیدی بیان کا تعلق معلوم نہ ہو، لیکن آخر میں آپ خود اندازہ کر لیں گے کہ اس تمہید کے بغیر یہ بات پورے طور سے ذہن نشین نہیں ہو سکتی تھی نی نی۔

اس طویل اقتباس سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

تدوین اصول فقہ پر عربی زبان میں بھی کوئی مستقل تصنیف موجود نہیں تھی اور اصول فقہ کے بانی اصلاً امام شافعیؒ ہیں، اس سلسلے میں اہل علم و نظر اختلاف کرتے ہیں کہ امام شافعیؒ اصول فقہ کے بانی ہیں۔ آخر میں اصول فقہ پر تقریباً ۵۵ صفحات پر مباحث آئے ہوئے ہیں لیکن عناوین سے خالی ہونے کی وجہ سے مفید کم دکھائی دیتی ہے اور تمہید تقریباً ۸۰ صفحات میں لکھی گئی۔

خلاصہ :

خلاصہ تحریر یہ ہے کہ اصول فقہ میں جیسا کام ہونا چاہیے اب تک نہیں ہو سکا، حالانکہ اس موضوع پر بعض اہل علم و نظر نے مختصر اور مفصل کتابیں لکھی ہیں، لیکن آج حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ اس فن کو جدید اور سائنٹفک انداز میں مرتب کیا جائے، اس بات کا احساس بعض اکابر کو بھی ہوا تھا، مثلاً ندوۃ العلماء کے جدید نصاب کی تیاری کے پس منظر میں مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ رقم طراز ہیں: ”اور اصول فقہ پر نئی کتابوں کی ضرورت ہے، اگر یہ کام بھی ہو گیا تو ترتیب نصاب جدید کا کام ایک حد تک مکمل ہو جائے گا نی نی (تاریخ ندوۃ العلماء، ج ۱، ص ۴۵۲)۔“

اب اگر باب مدارس کو فقہی جمود سے باہر نکلنا چاہیے اور حالات کا بہ نظر غائر جائزہ لینا چاہیے تو انہیں اندازہ ہوگا کہ حالات کس قدر تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں اور نت نئے مسائل جنم لے رہے ہیں ان کو حل کرنے کے لیے مدارس کے نصاب میں تبدیلی ناگزیر ہے، پھر کسی کی زبان پر یہ شکوہ نہیں ہوگا ۔

علمائے بریلی کے اہم کتب فتاویٰ

مولانا محمد ممتاز عالم ☆

علمائے بریلی سے مراد اہل سنت والجماعت کا وہ طبقہ ہے جن کے سرخیل اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں (۱) فاضل بریلوی ہیں، وہ خود اپنے زمانہ کے زبردست اور مستند فقیہ تھے اور ان کا گھرانہ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے فقہ و فتاویٰ کا معتبر مرکز بنا ہوا ہے۔ ہر دور میں بالغ نظر فقیہ اس خانوادہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں جن سے ہندو بیرون ہند کے علماء و عوام استفادہ کرتے رہے ہیں۔ فاضل بریلوی کی خدادہ فہمی صلاحیتوں کا اعتراف اپنے بیگانے بھی نے کیا ہے۔ آپ نے ہندوستان کے مسلکی اختلاف کے دور میں عقائد و معمولات کے متعلق جو موقف اختیار کیا تھا، اس کے متبع و ترجمان علمائے اہلسنت عرف عام میں سنی بریلوی کہلاتے ہیں، اس طرح علمائے بریلی سے مراد ایک وہ ہیں جو وطناً بریلوی ہیں، دوسرے وہ ہیں جو عقیدۂ بریلوی ہیں، اس مضمون میں ان دونوں حضرات کی کتب فتاویٰ کا تعارف شامل ہے۔

(۱) فتاویٰ رضویہ:

اس کتاب کا پورا نام ”العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ فی نی ہے۔ یہ گراں بہا فہمی سرمایہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے تحقیقی فتاویٰ کا عظیم الشان مجموعہ ہے جو بارہ جلدوں اور ۷۴۲۹ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

پہلی جلد کتاب الطہارہ کے ۱۱۴ تحقیقی فتاویٰ کو شامل ہے۔ دوسری جلد میں کتاب

الطہارۃ اور کتاب الصلوٰۃ کے مسائل ہیں، تیسری جلد میں بھی کتاب الصلوٰۃ کے تحت استفتا کا جواب ہے، چوتھی جلد کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الصوم، کتاب الزکوٰۃ کو شامل ہے، جلد پنجم کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الایمان اور کتاب الحدود پر مشتمل ہے، جلد ششم کتاب السیر، کتاب المفقود، کتاب اشکرہ، کتاب الوقف، باب المساجد کے فتاویٰ کو شامل ہے، جلد ہفتم کتاب الیموع، کتاب الکفالہ، کتاب الحوالہ، کتاب الشہادہ، کتاب القضا والدعاوی کے مسائل کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اسی جلد میں ان کا مشہور رسالہ ”کفل الفقہ الفہم فی احکام قرطاس الدراہم فی نی ہے جس میں نوٹ کی شرعی حیثیت سے گفتگو کر کے اسے ”ضمن اصطلاحی فی نی قرار دیا ہے جو بعد کے علماء و محققین کے لیے رہنما ثابت ہوا۔

جلد ہشتم، کتاب الوکالہ، کتاب الاقرار، کتاب الصلح، کتاب المضاربہ، کتاب الامانات، کتاب العاریہ، کتاب الہبہ، کتاب الاجارہ، کتاب الاکراہ، کتاب الحجر، کتاب الغصب، کتاب الشفعہ، کتاب المزاعرہ، کتاب الذبايح، کتاب الصيد اور کتاب الاضیہ کے بیان میں ہے۔ جلد نہم کتاب الحظر والاباحہ، جلد دہم کتاب الفرائض، گیارہویں اور بارہویں جلد میں متفرق مسائل ہیں۔

فتاویٰ رضویہ کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی جاتی ہے کہ ہندوستان کی فقہی تاریخ میں فتاویٰ عالمگیری کے بعد سب سے زیادہ مبسوط و مدلل اور ضخیم کتاب فتاویٰ رضویہ ہے۔ واضح رہے کہ فتاویٰ عالمگیری کو بادشاہ وقت کے ایماء پر علماء کی تیس رکنی جماعت نے مل کر مرتب کیا تھا، مگر فتاویٰ رضویہ صرف مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے صادر کردہ فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔

مقدمہ نگاری کی یہ بات اور قابل حیرت ہے کہ یہ ان کے مکمل فتاویٰ کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ مختصر فتاویٰ کا مجموعہ ہے، اس لیے کہ پچیس سال میں صادر کردہ فتویٰ ضبط تحریر میں نہیں آسکا (۲)۔ اس مجموعہ فتاویٰ کو دیکھ کر حافظ کتب حرم سید اسماعیل خلیل مکی نے لکھا: ”واللہ أقول والحق أقول لوراھا أبو حنیفۃ النعمان لأقر عینہ وجعل مؤلفھا من جملة الأصحاب“

(میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ان فتاویٰ کو ابو حنیفہ نعمان دیکھ لیتے تو ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مؤلف کو اپنے شاگردوں میں شامل کر لیتے) (۳)۔

مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ نے اعلیٰ حضرت کے بارے میں لکھا ہے: فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو جو عبور حاصل ہے، اس کی نظیر شاید کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے، نیز ان کی تصنیف ’کفل الفقہ الفہم فی احکام قرطاس الدرہم‘ نے جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی نی (۴)۔

مشہور اسلامی اسکالر اور دانشور پروفیسر اختر الواسع لکھتے ہیں: ’’۱۲ جلدوں پر مشتمل فتاویٰ رضویہ مولانا احمد رضا خاں کا ایسا شاہکار ہے جو بعد والوں کے لیے ہمیشہ رہنما کا کام کرتا رہے گا نی (۵)۔‘‘

(۲) فتاویٰ امجدیہ (۶):

یہ مفتی امجد علی اعظمی المعروف بہ صدر الشریعہ کے۔ یہ فتاویٰ کا مجموعہ ہے (۷)۔ مولانا ضیاء المصطفیٰ محدث کبیر نے اس کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے: فتاویٰ امجدیہ کتاب وسنت کی تائیدات سے مزین ہیں۔ تحقیق کے مواقع پر فتاویٰ ہیں تو حدیثوں کا سیل رواں موجیں مارتا نظر آتا ہے۔ اسی طرح ان میں قواعد اصولیہ اور فقہی کلیات و جزئیات اور نظائر و شواہد کے ذکر میں بھی کسی طرح کی کمی نہیں (۸)۔

موجودہ زمانہ کے بڑے مستند اور وقیع مفتی نے اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے فقہ حنفی کے ذخیرہ میں ایک مفید اضافہ ہوگا (۹)۔

فتاویٰ امجدیہ مفتی صاحب کے صرف ستائیس سال کے محفوظ فتاویٰ کا مجموعہ ہے، جبکہ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ فتویٰ نویسی میں گزرا، مگر ان کا تمام فتویٰ محفوظ نہیں رہ سکا۔

پہلی جلد کتاب الطہارہ سے کتاب الحج تک ہے۔ کتاب الطہارہ آٹھ فصلوں پر مشتمل ہے۔ کتاب الصلوٰۃ ۲۲ ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج

کے ساتھ کتاب کی ضخامت ۴۲۲ صفحات ہے۔ کتاب الصلوٰۃ میں رسالہ، ”التحقیق الکامل فی حکم قنوت النوازل فی نی ہے جس میں حنفی و شافعی اختلاف کے ہر گوشہ پر روشنی ڈالی گئی ہے (۱۰)۔ کتاب الصوم میں ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلی گراف وغیرہ ذرائع اخبار کو..... قابل اعتبار قرار دیا گیا ہے۔ اس کتاب پر تعلیق مفتی شریف الحق امجدیؒ کی ہے۔ جلد دوم کا سال اشاعت بار سوم ۹۹ء ہے۔ تقریظ مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری کی ہے۔ یہ جلد کتاب النکاح سے حدود و تعزیر کے بیان تک ہے۔ ۱۳۱ ابواب پر مشتمل کتاب کی ضخامت ۳۸۸ ہے۔

جلد سوم سال طباعت ۱۹۹۶ء تعلیق و ترتیب مولانا آل مصطفیٰ مصباحی کی ہے۔ مسجد مچھلی بازار جونپور سے متعلق تاریخی رسالہ، قامع الواہیات من جامع الجزیات، اس جلد میں شامل ہے۔ یہ جلد کتاب الوقف سے کتاب الفرائض تک ۱۲۴ ابواب پر مشتمل ہے۔ معین قربانی کے جانور اور فقیر کے نذر قربانی سے متعلق فتویٰ کو مقدمہ نگار نے ان کی فقہی بصیرت کی مثال میں پیش کیا ہے۔ ہندوستان کی شرعی حیثیت، بنک، ڈاکخانہ میں رقم جمع کرنا، زندگی بیمہ وغیرہ بہت سے نووارد مسائل پر ان کا فتویٰ ہے۔

جلد چہارم ۱۹۹۷ء میں طبع ہوئی ہے، کتاب الحظر والاباحۃ، کتاب الشقی، کتاب السیر پر مشتمل ہے۔ مسائل کی تعداد ۵۰۲ ہے۔ ہندوستان کے تناظر میں پیدا شدہ بہت سے مسائل مثلاً تعزیر داری غیر مسلموں سے تعلقات کی نوعیت پر مشتمل فتویٰ اس میں ہے۔

(۳) فتاویٰ ملک العلماء:

یہ ملک العلماء مولانا (۱۱) ظفر الدین بہاری کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کا تاریخی نام نافع البشر فی فتاویٰ ظفر ہے (۱۲) یہ کتاب امام اعظم ابوحنیفہ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، مولانا احمد رضا خاں اور مفتی شریف الحق امجدی علیہم الرحمہ والرضوان کے نام منسوب ہے۔ کتاب پر تقریظ عصر حاضر کے مشہور، دینی و روحانی پیشوا علامہ اختر رضا خاں ازہری، تاج الشریعہ کی ہے، وہ لکھتے ہیں: ”ان فتاویٰ کے مرتب عزیز القدر مولانا ارشاد احمد رضوی مصباحی

ساحل سہسرامی سے کچھ اقتباسات اور ذیلی عنوانات سے جس قدر فتاویٰ میں نے سنے خوب ہے۔ (۱۳)۔

حضرت ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ایک ذمہ دار مفتی تھے اور آپ کے فتاویٰ ہمارے لیے حجت ہیں (۱۴)۔

یہ مجموعہ فتاویٰ کتاب الطہارۃ سے کتاب الفرائض تک بارہ فقہی ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب الصلوٰۃ کا پہلا سوال جی علی الفلاح پر اقامت کے بارے میں ہے، جواب میں ملک العلماء کا مکمل رسالہ، تنویر المصباح للقیام عند جی علی الفلاح فی ۲۵ صفحات پر مدلل و مفصل ہے۔ کتاب الصوم میں صفحہ ۱۵۶ پر رسالہ عید کا چاند ہے۔

کتاب القضاء میں رسالہ ”تحفۃ الاحباب فی فتح الکوة والباب فی“ ہے۔ کتاب الاضحیہ کا دسواں سوال کہ قربانی کے جانور کی کھال مسجد میں لگائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں رسالہ فی فی اعلام الساجد بصرف جلود الاضحیۃ فی المساجد فی ہے اور انہوں نے امور مسجد میں اس کے مصرف کو جائز قرار دیا ہے، پہلا جملہ ہے۔

بلاشبہ پوست اضحیہ کو تعمیر مسجد کے لیے دینا اس سے مسجد کی تعمیر مرمت، قلعی کرنا اس کے لیے جانماز، بوریا، چٹائی، لوٹے، رسی ڈول، جھاڑو، چراغ، میٹھا تیل خریدنا جائز ہے۔ (۱۵)۔

کتاب الحظر والاباحۃ میں ”رسالہ مضرة الاحباب باقسام ایصال الثواب فی“ ہے۔ اس باب میں رسالہ مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس ہے۔

یہ کتاب اپنی اہمیت میں اس لیے اہم ہے کہ اس کے مصنف کا فقہی سلسلہ بلا واسطہ ہندوستان کے عظیم فقیہ مفتی احمد رضا خاں صاحب فتاویٰ رضویہ سے ملتا ہے اور ان کے ہی دار الافتاء میں انہیں کے سائے میں رہ کر ملک العلماء نے فتاویٰ نویسی سیکھی اور لکھی ہے۔ بات کو حوالہ سے کہنے، قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ کو سامنے رکھ کر حکم دینے اور امام احمد رضا کی تفقہ کی

جھلک ان سے نمایاں ہے۔ کتاب کا مقدمہ بڑا معلوماتی ہے۔

(۴) فتاویٰ صدر الافاضل: (۱۶)

یہ کتاب مفتی محمد نعیم الدین المعروف بہ صدر الافاضل (۱۷) جو کہ علیحضرت بریلوی کے بعد متحدہ ہندوستان کے سب سے بڑے ادیب اور سب سے زیادہ قد آور عالم دین تھے (۱۸)۔

فقہ و فتاویٰ کے شرائط اور مصنف کی فقہی بصیرتوں کے دلچسپ حوالے سے مفتی شعبان علی نعیمی نے ۲۶ صفحہ کا مقدمہ لکھا ہے اور اخیر میں انہیں کے قلم سے تعارف مصنف بھی ہے۔ کتاب فقہی ابواب پر مرتب کی گئی ہے۔

کتاب العقائد سے شروع ہے اور یہ باب ہی اس کتاب میں اہم ہے۔ صدر الافاضل کا دور ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں مسلکی فرقہ بندی کا دور رہا ہے۔ ان فرقوں سے متعلق فتاویٰ اس کتاب میں زیادہ ہے، کتاب کے مطالعہ سے اس دور کے مذہبی عقائد و افکار کے تنازعات کا پتہ چلتا ہے۔ صدر الافاضل نے اپنے فتاویٰ میں طعن و تشنیع کے بجائے مخالفین کے افکار اور دلائل کو بحوالہ نقل کر کے علمی و منطقی طرز استدلال اختیار کر کے اس کا محاکمہ کیا ہے۔

چند سوالات جس کے جواب مختصر ہیں، مگر اس سے متعلق مصنف کے رسالہ کو مرتب نے کمال ہنرمندی سے شامل کر کے جواب کو تفصیلاً سمجھنے کی سبیل پیدا کر دی ہے۔ اس کتاب کے اہم رسالہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اسواط العذاب علی قوامع القباب

(۲) فرائد النور فی جرائد القبور

(۳) موالات

اس عہد میں ہندوستان کی آزادی میں سرگرم تحریک ”تحریک ترک موالات“ی

سیاسی مجلسوں کی طرح فقہی محفلوں میں زیر بحث تھی۔ موصوف نے اہم تفاسیر اور دینی کتب کے حوالہ سے مزین رسالہ موالات لکھا ہے جس میں انگریزوں سے دلی نفرت کے ساتھ ساتھ غیر مسلم قیادت و پیشوائی سے احتراز کی دعوت دی گئی ہے۔ سب سے مختصر فتاویٰ مسجد میں نماز جنازہ کی کراہت کے متعلق ہے۔ جس کی دلیل میں ابوداؤد کی حدیث پیش کی گئی ہے۔ من صلی علی میت فی المسجد فلا صلوة لہ (ص ۹۹)

تحریک آزادی سے متعلق ایک اہم فتاویٰ مفتی کفایت اللہ صاحب کے موقف کا تعاقب طویل تحریر میں کیا گیا ہے۔ کل صفحات ۳۶ ہیں۔

(۵) فتاویٰ حجۃ الاسلام المعروف بہ فتاویٰ حامدیہ:

یہ مجموعہ فتاویٰ مولانا حامد رضا خاں (۲۰) کی ہے۔ ان کا مکمل فتاویٰ محفوظ نہیں رہ سکا تھا، مگر جو بچ گیا تھا اس کی اہمیت کے پیش نظر بڑی عرق ریزی سے مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی مرحوم نے اسے جمع کیا تھا اور ان فتاویٰ کی خصوصیت ان لفظوں میں بیان کی ہے۔
 ”ان فتاویٰ میں حجۃ الاسلام کا تحریری اسلوب صاف و سلیس اور شستہ و شگفتہ ہے۔ بعض فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں مگر اختصار و جامعیت کا نادر نمونہ ہے اور جہاں تفصیل فرمائی ہے دلائل و براہین کے موتی بکھیر کر تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے (۲۱)۔ یہ کتاب کتاب العقائد، کتاب الطہارۃ، کتاب البیوع، کتاب الحظر والاباحہ کے ۳۱۳ مسائل کا مجموعہ ہے۔ کل صفحات ۴۵۲ ہیں۔

(۶) فتاویٰ مصطفویہ (۲۲):

یہ کتاب مولانا مصطفیٰ رضا خاں المعروف بہ مفتی اعظم ہند (۲۳) کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ مسائل کی تعداد ۱۳۹۰ اور رسائل کی تعداد تین ہے۔ مقدمہ مفتی جلال الدین امجدی کا ہے جس میں انہوں نے فتویٰ نویسی کے نازک پہلوؤں کی وضاحت، مفتیان دین کے لیے ضروری

علم و واقفیت اور خانوادہ رضویہ بالخصوص مفتی اعظم ہند کی فقہی بصیرت پر روشنی ڈالی ہے۔ حالات کے تناظر میں جو اہم فتاویٰ انہوں نے صادر فرمایا ہے اس کی نشاندہی مقدمہ میں کر دی گئی ہے۔ اس کتاب کا تاریخی نام ”المکرمۃ النبویۃ فی الفتاویٰ المصطفویۃ“ فی ۱۳۲۹ھ ہے۔ پہلے یہ کتاب چند حصوں میں طبع ہوئی تھی، بعد میں سب کو یکجا کر کے۔ اسی کتاب میں مفتی اعظم کا وہ جرات مندانہ فتویٰ ہے جسے آپ نے ایبرجنسی ۱۹۷۶ء میں صادر کیا تھا اور اس فتاویٰ کو سائیکلو اسٹائل کر اکر پورے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیا تھا (۲۴)۔

اس کتاب کا ورق ورق اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ مفتی اعظم حالات زمانہ سے بخوبی واقف تھے، مگر مرعوب نہیں تھے۔ اسلامی اصول پر سختی سے عمل پیرا رہنے کی دعوت دیتے تھے۔

(۷) حبیب الفتاویٰ (۲۵):

یہ کتاب مفتی محمد حبیب الدینی اشرفی بھاگلپوری ۱۹۱۷ء-۱۹۷۵ء (۲۶) کی تصنیف ہے۔ کتاب العقائد، کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الحج اور ذیلی فصلوں پر ۱۹۷۱ فتوؤں کے جواب پر مشتمل ہے۔ تقریباً ۸۶ کتب احادیث اور فقہ و تفاسیر کے حوالہ سے جواب لکھا ہے۔ اس کتاب میں اہم فتویٰ اس سوال کا جواب ہے کہ حضور کی نماز جنازہ پڑھی گئی یا نہیں اگر پڑھی گئی تو جماعت کے ساتھ یا فرادیٰ فرادیٰ اور نماز جنازہ میں کون سی دعا پڑھی گئی، حضور ﷺ کی نماز جنازہ کی تحقیق پچیس کتابوں کے حوالہ سے لکھی گئی ہے جس کے طرز استدلال کے متعلق مرتب کا اعتراف ہے ”حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے جس شرح و بسط کے ساتھ بحث فرمائی ہے میری نظر میں اردو کی کسی کتاب میں اب تک ایسی انیق اور مدلل بحث نہیں کی گئی (۲۷)۔“

(۸) اجمل الفتاویٰ فتاویٰ اجملیہ (۲۸):

یہ کتاب مفتی اجمل صاحب علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ مرتب حنیف خاں رضوی ہیں۔ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ عنوان، کتاب العقائد والکلام سے کتاب الحظر والاباحت تک ۱۴ عنوانات کے ذیل میں کل ۱۸۵ ابواب ہیں۔ کل فتاویٰ ۱۱۳۱ ہیں، کل رسائل دس ہیں۔

مصنف کی فقہی خصوصیات کی وضاحت مرتب نے یوں کی ہیں:

”آپ کی چالیس سالہ عظیم الشان خدمت فتویٰ نویسی فتاویٰ اجملیہ ۴ مجلدات کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہوگا کہ فتاویٰ اجملیہ دنیا کے فتاویٰ میں ایک عظیم القدر، گراں بہا اور مفید اضافہ ہے۔“

آپ کے فتاویٰ کی زبان سادہ اور سہل ہے۔ ہر فتویٰ محقق اور واضح ہے۔ بعض فتاویٰ بہت ہی معرکہ آراء ہیں۔ نزاعی مسائل میں آپ بڑے شرح و بسط سے کام لیتے ہیں۔ تمام گوشوں کا احاطہ فرماتے ہیں۔ مسئلہ کو اس کے مالہ و ماعلیہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور دلائل و براہین کا انبار لگا دیتے ہیں۔ اس معاملہ میں آپ نے اپنے پیر و مرشد علیہ السلام حضرت مولانا احمد رضا خاں کی روش اختیار کیا ہے۔

(۹) العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ (۲۹):

یہ کتاب مفتی اقتدار احمد خاں نعیمی قادری بدایونی (۳۰) کی تصنیف ہے۔ کتاب کو مصنف نے مفتی احمد یار خاں نعیمی، صاحب تفسیر نعیمی اور مولانا نعیم الدین صدر الافاضل کے نام منسوب کیا ہے۔

جلد اول کتاب الطہارہ سے کتاب الصيد والذبائح تک ہے۔ مفتی صاحب کا اسلوب تحریر سادہ اور تفصیلی ہے۔ پورے مجموعہ فتاویٰ میں کوئی فتاویٰ مختصر نہیں اور ہر ایک فتویٰ کو قرآن و احادیث اور اقوال ائمہ سے آراستہ کر کے پیش کیا ہے۔ اذان قبر کے ثبوت میں فارسی میں فتاویٰ صادر فرمایا ہے (۷۰)، (۳۱)

تصویر کا حکم، ٹیلیفون پر نکاح، جبری نکاح، مشینی ذبیحہ وغیرہ جدید مسائل پر بھی انہوں نے مدلل فتاویٰ رقم فرمایا ہے جہاں معاشرتی مسائل کے متعلق سوالات کیے گئے ہیں۔ انہوں نے خرابی کی جڑ تک پہنچ کر مسئلہ کا سبب دریافت کر کے حکم شرع صادر فرمایا ہے۔ اس مختصر سوال پر، کہ کسی عالم دین کے لیے کسی جگہ وعظ کرنے کے لیے پیشگی اجرت مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

مفتی صاحب نے ۷ صفحات پر معاشرتی نشیب و فراز کا جائزہ لیا ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں علماء کا کیا مقام رہ گیا ہے۔ حرص دنیا کیوں کرتی ہے۔ ان جملہ امراض کے اسباب اور علاج کو جس طور پر بیان کیا ہے، لگتا ہے صاحب اخبار العلوم کا طرز نگارش مستعار لیا ہو (۳۲)۔

کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ دوسری جلد اسی طرز تحقیق کے ساتھ کتاب الحظرف والاباحۃ سے کتاب الفرائض اور کتاب الآداب تک ہے۔ جلد دوم میں کشش زمین کے متعلق فتویٰ اور کشش زمین کی تاریخ ہے (۳۳)۔ جلد سوم اور چہارم ابواب بندی کے ساتھ نہیں، بلکہ متفرق مسائل کے بیان میں ہے۔

کتاب قابل مطالعہ ہے۔ مفتی صاحب نے ہمعصر فقہی کتابوں سے کم حوالے اخذ کیے ہیں اور قدیم کتابوں سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔

(۱۰) فتاویٰ فیض الرسول (۳۴):

یہ کتاب مفتی جلال الدین امجدی (۳۵) فقیہ ملت کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے اور مفتی صاحب نے مدرسہ کے نام پر اس کتاب کا نام فیض الرسول رکھا ہے۔ دارالعلوم فیض الرسول براؤں کے بانی سید محمد یار علی صاحب شعیب الاولیاء ہیں۔ ان کے نام کتاب کا انتساب ہے۔ کتاب دو جلدوں پر مشتمل فقہی معلومات کا ذخیرہ ہے۔ پہلی جلد ۱۰۱۲ مسائل، کتاب العقائد سے کتاب

الرضاع تک جن میں سے ۸۳ فتویٰ فقہی ملت کے علاوہ دارالعلوم فیض الرسول کے دوسرے اساتذہ و افاضل کی ہے جن کا نام جلی حرفوں میں لکھ کر مؤلف نے علمی دیانتداری کا ثبوت دیا ہے۔

شروع کے چند صفحات بانی دارالعلوم فیض الرسول شعیب الاولیاء کی حیات و خدمات کی نذر ہے اور دوسری جلد کتاب الطلاق سے کتاب المیراث تک ۱۹۵ مسائل پر مشتمل ہے۔ کتاب میں پہلا فتاویٰ امتناع کذب باری سے متعلق ہے جس کا جواب عقیدہ اہلسنت کے موافق اور عقائد کی اہم کتابوں کے حوالہ سے مزین ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ خدا کے لیے جھوٹ بولنا عیب ہے اور ہر عیب خدا کے لیے محال ہے۔

لاؤڈ اسپیکر پر نماز سے متعلق سوالات، اس دور میں ہر اہم دارالافتاء سے طلب کیے جا رہے تھے کہ آپ سے بھی سوال ہوا اور آپ نے اس کی تحقیق اور اس پر رائے قائم کی۔ ان کا موقف تھا کہ نماز کے لیے خواہ جمعہ کی ہو یا عیدین کی لائوڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع ہے (۳۶)۔ ان کے جواب کی تصدیق مولانا غلام جیلانی اعظمی نے بھی کی ہے۔ موصوف کا فتویٰ ماہرین آلات کے اس خلاصہ پر تھا کہ:

”لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہ متکلم کی آواز نہیں ہے (۳۷)“

انہوں نے چار سائنسدانوں کی تحریر انگریزی زبان میں من وعن نقل کیا ہے۔ اس موضوع پر یہ بحث بڑی مفید ہے اور ساتھ ہی مفتی صاحب کے محققانہ ذوق کا غماز ہے کہ وہ فتویٰ کس طرح سے تحقیق کر کے بعینہ صادر کرتے ہیں، ساتھ ہی انہوں نے یہ صراحت بھی کی ہے کہ اگر ماہرین فن کے ذریعہ دلیل سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ لائوڈ اسپیکر کی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے تو نماز جائز ہو جائے گی، چنانچہ لکھتے ہیں: محققین کے ذریعہ اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ متکلم کی آواز لائوڈ اسپیکر کی مشین میں پہنچ کر فنا نہیں ہوتی، بلکہ وہی آواز بلند ہو کر سامعین تک پہنچتی ہے تو لائوڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا جائز ہے (۳۸)۔

ایک عالم دین جو ایک معتبر مفتی کے فتویٰ پر عمل پیرا ہو کر لائوڈ اسپیکر کا استعمال کرتے

تھے، ان سے متعلق سوال ہوا تھا تفصیل ص ۳۵۶/۳۵۷ پر ہے۔

آپ نے بڑی فقیہانہ بصیرت سے اس کا جواب لکھا ہے باوجودیکہ آپ عدم جواز کا خیال رکھتے تھے، مگر علمی سنجیدگی کا ثبوت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: حضرت موصوف سے میں گذارش کرتا ہوں کہ اگر آپ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے فتاویٰ پر اعتماد کر کے قائل جواز اقتداء ہیں تو رہیں، لیکن افراد امت کے درمیان ہنگامہ شور اور فتنہ کی صورت پیدا ہونے کا موقع نہ دیں (۳۹) روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس مسئلہ پر بھی مفتی صاحب نے مدلل بحث فرمائی ہے اور فقہ حنفی کی امہات الکتاب سے جزیہ جمع فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ، انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، چاہے رگ میں لگایا جائے، چاہے گوشت میں ص (۵۱۶)۔

یہ کتاب بڑی مشہور ہوئی ہے۔ فقہاء اپنے فتاویٰ میں اس کے حوالہ دیتے اور مستند مانتے ہیں، یہ کتاب گھر گھر پہنچ جائے اور جیب پر بھاری نہ ہو اس کے لیے کتب خانہ امجدیہ نے اس کا انتخاب ”فتاویٰ برکاتیہ نی نی کے نام سے شائع کیا ہے (۴۰)۔ اسی طرز کا فتویٰ، فتاویٰ فقیہ ملت (۴۱) ہے جس میں فقیہ ملت اور ان تیس علماء کے فتاویٰ ہیں جو ان کے زیر نگرانی فتاویٰ نویسی سیکھر رہے تھے جن پر تصحیح و تصدیق فقیہ ملت نے فرمائی ہے دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۱۱) فتاویٰ بحر العلوم (۴۲):

یہ مفتی عبد المنان اعظمی، المعروف بحر العلوم (۴۳) کے فتویٰ کا مجموعہ ہے۔ کتاب مولانا سید مصطفیٰ حیدر حسن اور مولانا عبد العزیز حافظ ملت علیہما الرحمہ کے نام منتسب ہے۔ ڈاکٹر امین میاں و سید محمد اشرف میاں کے تاثرات ہیں۔ امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں نے اپنے تاثر کا اظہار ان لفظوں میں کیا ہے۔

یہ فتاویٰ علم و فضل اور حقیقت و معرفت کا گنج گراں مایہ ہے (۱۰۱)

اس کتاب کے ۱۳۹۴ فتاویٰ حفاظ ملت مراد آبادی اور مولانا عبد الروؤف بلیاوی علیہما

الرحمہ کے تصدیق شدہ ہیں۔ مقدمہ مولانا حنیف خاں رضوی کی ہے جس میں انہوں نے عہد بہ عہد فقہ و فتاویٰ کی تاریخ پر روشنی ڈالی ہے اور فتاویٰ بحر العلوم کی علمی حیثیت متعین کرتے ہوئے کہا ہے: ”امام احمد رضا قدس سرہ نے جس اسلوب کی بنیاد رکھی تھی آپ کے خلفاء و متتبعین اور آپ کی بارگاہ کے فیض یافتہ علمائے کرام و مفتیان عظام نے اسی اسلوب کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا اور پیش آمدہ مسائل میں اسی کو نمونہ بنا کر فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دی نی۔ آگے لکھتے ہیں:

پیش نظر فتاویٰ بحر العلوم بھی اسی سلسلہ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی ہے جن میں ہزار ہا مسائل نہایت شرح و بسط اور تحقیق کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، (مقدمہ ص ۴۳)۔
یہ کتاب ۳۴ عنوانات اور ۱۹۳ ابواب، ۴۷۳۹ مسائل پر مشتمل ہے۔ کتاب المیراث میں یتیم پوتے کی میراث سے محرومی کے تعلق سے جو سوالات کیے جاتے ہیں، مفتی صاحب نے اس پر مدلل بحث فرمایا ہے اور مسئلہ کی وضاحت فاضلانہ و محققانہ طرز تحریر میں کیا ہے۔

(۱۲) فتاویٰ یورپ (۴۴):

یہ کتاب مفتی عبدالواحد صاحب (۴۵) کے فتویٰ کا مجموعہ ہے اور مقدمہ بھی ہے جس میں عہد بہ عہد اہم فقہی کتابوں کی اجمالی فہرست ہے جس میں اردو زبان کے ۳۸ کتب فتاویٰ کے اسماء ہیں۔ بیسویں صدی اور اکیسویں کے ان علمائے اہلسنت کا نام شمار کرایا ہے جو فقہ و فتاویٰ کے ماہر ہیں جن میں سے بعض کا فتاویٰ مطبوعہ شکل میں اور بعض کا غیر مطبوع ہے اور جن میں سے بہت سے باحیات اور بہت سے وصال فرما چکے ہیں۔ تفصیلی و اجمالی فتاویٰ کی فہرست ابتدائے کتاب میں ہے۔ کتاب العقائد سے کتاب المیراث تک ۶۸۸ فتاویٰ پر مشتمل ہے بعض استفتاء خود بالغ نظر فقہیہ اور قابل علماء کی طرف سے ہیں، جس سے صاحب کتاب کے مرجع

فتاویٰ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ مصنف نے کتاب کا نام ”فتاویٰ یورپ“ ہی اس لیے رکھا ہے کہ وہ خود یورپ کی سرزمین پر برسوں سے خدمت دین متین میں مصروف ہیں اور یہ وہیں کے دارالافتاء کے صادر فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ ہر باب میں نئے مسائل ہیں اور اس کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں دیا گیا ہے، نہ بلاوجہ جدید حالات پر طعن و تشنیع کا تیور ہے اور نہ ہی صالح قدامت پر شرمندگی کا احساس ہے، بلکہ کتاب کا حرف حرف مصنف کے جہاں دیدہ اور عرف و عادات سے بخوبی واقف ہونے پر غماز ہے۔ کتاب کے سوالات کے ذریعہ ہم یورپ معاشرہ میں مسلمانوں کو درپیش مسائل سے آگاہ اور جو مصنف کی وسعت مطالعہ، مسائل کے استنباط کا طریقہ کار اور قرآنی احکام و احادیث کی تفہیم کا پتہ ہے اور علماء کو نئے مسائل کے احکام سے آگاہ کرتا ہے۔

ان کے فتاویٰ کو جب ہم پڑھتے ہیں تو اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ایک مفتی کو کہاں اور کیسے جواب دینا چاہیے کتاب میں ص ۳۹۲ پر پردہ کے متعلق سوال ہوا ہے جس میں پوچھا گیا ہے کہ یہاں پر برقع پوش خواتین پر کتے بھونکتے ہیں آوارہ لگا ہیں ان کا تعاقب کرتی ہیں وغیرہ۔

مفتی صاحب نے جواب بڑی جہاندیدگی کا ثبوت دیتے ہوئے دیا ہے، وہ لکھتے ہیں: ”مسائل دینیہ شرعیہ جو منصوص و مبرہن ہو، ان پر زمان و مکان کے تغیرات اور انسانیت سوا اخلاق و ذیلہ کے آنحضرات اثر نہیں ہوتا اور نہ ان کی وجہ سے مسائل شرعیہ منصوصہ میں کوئی لچک پیدا ہوتی ہے، بلکہ دیندار، فرمانبردار اور نیکوکار لوگوں پر عزیمت کی پابندیاں مزید بڑھ جاتی ہیں تو دیکھتا ہوں کہ ممالک مذکورہ میں وہی برقع اور اوڑھنیاں یورپین عورتوں کے لیے ہدایت کا سبب بن گئی ہیں (۴۶)۔“

ایسے ہی عورت کی آواز کے پردہ ہونے یا نہ ہونے سے متعلق مفتی صاحب نے بڑی معقول بات کہی ہے۔ لکھتے ہیں: ”عورتوں کی آواز مطلقاً پردہ نہیں ہے۔ اگر مجرد آواز ہی پردہ

ہوتی تو اس کی نہی بھی شرع میں موجود ہوتی۔ ہاں اگر عورت اپنی گفتگو میں لطافت و نزاکت اختیار کرے گی تو فتنہ کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ جو حالات ہمارے یہاں پیدا ہوتے ہیں، وہ وہاں ہو چکے ہیں اور ان کے دارالافتاء میں اس کے متعلق سوال پہلے آچکا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے نئے مسائل کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ کتاب الزکوٰۃ میں سونے اور چاندی کے نصاب اور جدول بڑا مفید اور عرق ریزی سے تیار کیا گیا ہے جو دوسری کتابوں میں موجود نہیں ہے۔ کتاب لائق مطالعہ ہے۔

(۱۳) ازہر فتاویٰ:

مذکورہ بالا کتابیں جن کا تعارف پیش کیا گیا ان کے علاوہ ازہر الفتاویٰ بزبان انگریزی جو تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جسے مفتی نسیم اشرف جاسی نے مرتب کیا ہے اور وہ ساؤتھ افریقہ میں مفتی صاحب سے کیے گئے سوال کا جواب ہیں جس میں بہت سے عصری مسائل کا جواب ہے۔ ۲۰۰۵ میں چھپی ہے۔ فتاویٰ ویب سائٹ پر موجود ہے، تفصیل کے لیے دیکھیں۔

اور حضرت ازہر میاں کا مصدقہ فتویٰ مجموعہ فتاویٰ مرکزی دارالافتاء بریلی اردو زبان میں سو فتویٰ پر مشتمل معلوماتی کتاب ہے۔ مؤلف مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی ہیں، ناشر مرکزی دارالاشاعت سودگران بریلی ہے۔

(۱۴) فتاویٰ افضل المدارس:

یہ اتر پردیش کے علمی مرکز دارالعلوم غریب نواز الہ آباد کے مفتی و شیخ الحدیث حضرت مفتی شفیق احمد شریفی کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ افضل المدارس کے نام سے انہوں نے ایک معیاری تعلیمی ادارہ قائم فرمایا ہے۔ اسی کے نام پر مجموعہ فتاویٰ کا نام، فتاویٰ افضل المدارس رکھا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے جدید مسائل کے متعلق علمائے اہلسنت کا موقف معلوم ہوتا

ہے۔ ناشر مکتبہ نور جامعہ دارالسلام، الہ آباد اور فتاویٰ برکات۔ یہ مفتی حبیب محمد جو ملک نیپال کے ضلع جنکپور دھام کے رہنے والے ہیں۔ ان کی تصنیف ہے، کتاب عرق ریزی سے لکھی گئی ہے۔

حوالہ و حواشی:

- (۱) مولانا احمد رضا خاں ولادت ۱۸۵۶ء - ۱۹۲۱ء ہندوستان کے جلیل القدر عالم ۵۶ سے زائد علوم کے ماہر اور فقہ میں یگانہ تھے۔ مولد بریلی تھا ہزار سے زائد کتاب لکھی ہیں۔ ان کی ۳۳۰ سے زائد کتاب مطبوعہ ہے۔ میلاد قیام، اور دیگر مراسم حسن کے اباحت کے قائل تھے۔
- (۲) مقدمہ، مفتی عبدالمنان اعظمی، بحر العلوم، جلد نہم فتاویٰ رضویہ۔
- (۳) راشٹریہ سہارا، ۸ مارچ ۲۰۰۸ء، علیحضرت نمبر، مضمون مفتی مکرم صاحب دہلی
- (۴) نزہۃ الخواطر بحجۃ المسامح والنواظر ج ۸ ص ۴۱، مطبع حیدرآباد دکن، ۱۹۷۰ء
- (۵) راشٹریہ سہارا، علیحضرت نمبر ص ۱۵، ۸ مارچ ۲۰۰۸ء۔
- (۶) مفتی امجد علی گھوسی میں پیدا ہوئے، ولادت ۱۸۷۸ء، وفات ۱۹۴۸ء معقولات کی تعلیم مولانا ہدایت اللہ جونپوری سے اور منقولات وصی احمد محدث سورتی سے حاصل کی اور فقہی کمالات مولانا احمد رضا خاں سے حاصل کی۔ فقہ میں ان کی مشہور کتاب بہار شریعت، بیس حصوں پر مشتمل ہے۔ حدیث شرح معانی الآثار اور فتاویٰ امجدیہ ہے۔ یہ سلسلہ قادریہ رضویہ مولانا بریلوی سے بیعت تھے۔ ان کے تلامذہ نے ہندوستان میں فقہی ذخیرہ میں اضافہ کیا ہے۔
- (۷) ۴ جلدوں پر مشتمل ہے، ناشر دائرۃ المعارف امجدیہ، قادری منزل گھوسی ضلع منو، یوپی، مرتب مولانا عبدالمنان کلیمی، سال طباعت درج نہیں، مطبع مذکور نہیں۔
- (۸) تعارف کتاب از علامہ ضیاء المصطفیٰ محدث کبیر ص ز۔ س۔
- (۹) دیباچہ کتاب، مفتی عبدالمنان اعظمی، بحر العلوم۔

(۱۰) دیکھئے صفحات ص ۲۰۴ تا ص ۲۱۰۔

(۱۱) ظفر الدین بہاری مشہور محدث، فقیہ، توقیت داں مدرس اور مفتی تھے ولادت ۱۳۰۳ھ، وفات ۱۳۸۲ھ۔ موضع رسولپور ضلع نالندہ پیدا ہوئے۔ ان کے مشہور استاذ محدث سورتی ہیں اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے کسب فیض میں مصروف ہو گئے تھے۔ منظر اسلام میں مدرس اور مفتی رہے جن مدارس کوزینت بخشی ان میں مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ ہے۔ علم حدیث میں صحیح البہاری فن مناظرہ میں الحسام اسلول علی منکر علم الرسول وغیرہ ہے۔ فن توقیت میں توضیح الوقت اور سوانح علیحضرت ہے۔

(۱۲) مرتب ڈاکٹر طارق مختار، مقدمہ ساحل سہسرامی، ناشر الجمع الرضوی بریلی شریف، ۲۰۰۴ء۔

(۱۳) تقریظ، فتاویٰ ملک العلماء ص ۴۔

(۱۴) تقدیمات، مفتی نظام الدین رضوی ص ۸۔

(۱۵) ص ۲۸۰۔

(۱۶) مرتب مولانا نور محمد نعیم القادری، ناشر تنظیم افکار صدر الافاضل ممبئی، سن اشاعت جولائی ۲۰۰۷ء۔

(۱۷) ولادت صفر ۱۳۰۰ھ نام غلام مصطفیٰ عرف نعیم الدین تعلیم کی ابتدا اپنے والد مولانا معین الدین نزہت کے پاس کی مولانا ابوالفضل سے کتب متوسطہ اور علامہ سید گل محمد کابلی سے حکمت و فلسفہ کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۲۰ھ میں مدرسہ امدادیہ مراد آباد سے فارغ ہوئے۔ اپنی کتاب الکلمۃ العلیا لاعلام علوم مصطفیٰ کی تصنیف کر کے مولانا احمد رضا خاں کی نگاہوں میں قابل قدر ہوئے۔ تفسیر خزائن الفرقان جو ترجمہ کنز الایمان کے ساتھ شائع ہے، آپ ہی نے لکھی جن سے ان کی قرآن فہمی اور فقی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۱۸) مقدمہ ص ۴۔ فتاویٰ صدر الافاضل۔

(۱۹) مرتب مولانا عبدالرحیم نشتر فاروقی، ناشر ادارہ اشاعت تصنیفات رضا بریلی،

اپریل ۲۰۰۳ء۔

(۲۰) مولانا حامد رضا خاں علیہ السلام حضرت کے فرزند اکبر تھے۔ ان کی نگرانی میں فتویٰ

نویسی کیا ہے جس کی وجہ سے ان کے فتاویٰ میں بڑی پختگی پائی جاتی ہے، فاضل بریلوی ان پر خاص اعتماد کرتے تھے۔

(۲۱) دیکھئے صفحہ ۱۰۳، مقدمہ کتاب۔

(۲۲) مرتب ابرار احمد امجدی، مفتی، ناشر رضا اکیڈمی ممبئی، سن طباعت ۲۰۰۰ء،

صفحات ۷۰۰۔

(۲۳) مولانا احمد رضا خاں کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ ۱۸۹۳ء۔ ۱۹۸۱ء۔

بڑے متقی پرہیزگار گزرے ہیں۔ ان کی تصانیف و حواشی کی تعداد تقریباً چالیس ہے۔

(۲۴) دیکھئے صفحہ ۵۳۱، رضا اکیڈمی ممبئی، ۲۰۰۰ء۔

(۲۵) مرتب مولانا عبدالمنان کلیمی، تقسیم کار و ناشر مکتبہ نعیمیہ دہلی، سن اشاعت اکتوبر

۲۰۰۳ء۔

(۲۶) مفتی حبیب اللہ نعیمی، ۱۹۱۷ء میں بھاگلپور کے موضع فتح پور میں پیدا ہوئے،

۱۹۴۰ء میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے فارغ ہوئے، بعد فراغت یہیں مدرس ہو گئے۔ ۱۹۵۱ء شیخ

الحديث اور مفتی ہوئے۔ بعد میں صدر المدرسین بھی ہوئے۔ سلسلہ اشرفیہ میں مولانا سید مختار

اشرف، سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے مرید تھے، ۱۹۷۵ء میں وصال فرمایا۔

(۲۷) حبیب الفتاویٰ ص ۶۱۰، نوٹ ہے فتویٰ کے اخیر میں۔

(۲۸) ترتیب مولانا حنیف خاں رضوی، ناشر فاروقیہ بکڈپو، جامع مسجد دہلی،

۲۰۰۴ء۔

(۲۹) ناشر مکتبہ رضویہ دہلی، سن اشاعت ۲۰۰۲ء، مطبع مذکور نہیں۔

- (۳۰) دیکھئے فتاویٰ نعیمیہ جلد اول ص ۷۰۔
- (۳۲) دیکھئے ص ۴۴ تا ۴۵، فتاویٰ نعیمیہ، جلد اول۔
- (۳۳) دیکھئے فتاویٰ نعیمیہ ص ۲۸۹ تا ۲۹۲۔
- (۳۴) ناشر دارالاشاعت دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف، ضلع سدھارتھنگر، یوپی، مطبع ایم ایس پرنٹرز لال دروازہ دہلی-۶، سال اشاعت ۱۹۹۱ء، بار اول بار دوم ۱۹۹۵ء۔
- (۳۵) جلال امجدی ولادت ۱۹۳۳ء علامہ ارشد القادری کے شاگرد رشید تھے۔ اپنے دور میں جماعت کے مستند مفتی، مرکزی تربیت دارالافتاء کے بانی اور انوار الحدیث کے مصنف ہیں۔
- (۳۶) فتاویٰ فیض الرسول ص ۳۵۶۔
- (۳۷) دیکھئے فتاویٰ فیض الرسول ص ۳۶۱۔
- (۳۸) دیکھئے فتاویٰ فیض الرسول ص ۳۵۸۔
- (۳۹) دیکھئے فتاویٰ فیض الرسول ص ۳۵۶۔
- (۴۰) فتاویٰ برکانیہ، ناشر کتب خانہ امجدیہ بستی، سن اشاعت ۱۹۹۸ء۔
- (۴۱) فتاویٰ فقیہ ملت فقیہ ملت اکیڈمی بستی، نفیس آفسیٹ پریس دہلی، ۲۰۰۴ء۔
- (۴۲) مرتب حنیف خاں رضوی، ناشر امام احمد رضا اکیڈمی بریلی، سن اشاعت ۲۰۰۹ء۔
- (۴۳) مفتی عبدالمنان اعظمی ولادت ۱۹۲۵ء، جامعہ اشرفیہ سے تعلیم مکمل کی اور بعد فراغت چند جگہوں کو فیضاب کرنے کے بعد جامعہ اشرفیہ میں تقرر ہوئے اور اس کا معیار بلند کیا۔ آپ اشرفیہ کے شعبہ افتاء کے پہلے مفتی ہیں۔ ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۹ء میں انہیں علمی خدمات کے صلہ میں نوری تصوف ایوارڈ دیا گیا۔ ۲۰۰۹ء میں انہیں عرس قاسمی مٹا رہہ میں چاندی سے

عصر حاضر میں ہندوستان میں فقہ اسلامی کی عربی زبان میں خدمات

مولانا عبداللہ بخاری ☆

علم فقہ اسلامی تعلیمات کا عطر ہے اور اسلامی زندگی کا راہبر و رہنما ہے، انسانی زندگی میں اس کی اہمیت محتاج بیان نہیں، فقہ اسلامی پر ہر دور کے علماء کی کاوشیں لائق تحسین ہیں، فقہائے امت نے اس علم کی خدمت میں عمریں کھپا دیں اور امت کے لیے دین پر چلنا آسان فرما دیا۔

فقہی کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے، خیر القرون سے یہ سلسلہ امت میں آج تک بلا فصل جاری ہے، نئے مسائل میں اضافہ نے ہمیشہ فقہائے کرام کو اس راہ کا مسافر بنائے رکھا، اس لیے ہر زمانہ میں بے شمار مردان علم و فضل پیدا ہوتے رہے اور فقہ اسلامی کے کتب خانوں میں معتبر کتابوں و تصانیف کا اضافہ کرتے رہے جس کی وجہ سے مختلف فقہی مسائل پر بے شمار تصنیفات سامنے آئیں اور امت اس کو پڑھ کر صحیح راہ عمل پر گامزن رہی۔

دور جدید نے بھی اپنی سائنسی و ٹکنالوجی ترقی کی وجہ سے دنیا پر گہرے اثرات مرتب کیے، جو نئے مسائل کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں، اس دور کی ترقی نے ہر میدان میں نئے نظام کو فروغ

دیا، خواہ وہ نظام تجارت ہو یا معیشت، نظام سیاست ہو یا قانون، عام انسانی زندگی بھی اس کے اثرات سے محفوظ نہ رہی، بلکہ انسانی زندگی کے شب و روز میں پیچیدہ مسائل ظاہر ہونے لگے، نئے نئے فرقے کی پیدائش اور طرح طرح کی گمراہی پھیلنی شروع ہوئی، ان تمام مسائل کے حل کے لیے کتاب اللہ اور سنت رسول کی روشنی میں فقہاء کا احکام شریعت کی تبيين اولین فریضہ بن گئی، لہذا ماضی کی طرح اس بار بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسے علماء و فقہاء پیدا فرمادیے جنہوں نے اپنی تحقیق و تصنیف کے ذریعہ عصری پیچیدگیوں کو سلجھایا جس سے ایک بار پھر یہ بات ثابت ہو گئی کہ دین اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو ہر زمانہ کی مشکلات کا حل پیش کرتا ہے اور انتہائی بدلے ہوئے حالات میں بھی اس کے احکام نہ صرف قابل عمل، بلکہ دنیا و آخرت میں فلاح کے ضامن ہیں۔

عصر حاضر کے علمائے ہند کی فقہی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے، اس کا احاطہ چند صفحات میں مشکل معلوم ہوتا ہے، ہم ”علمائے ہند کی عصر حاضر میں فقہ اسلامی کی عربی زبان میں خدمات فی فی پر چند سطور قلم بند کرنے کی جسارت کرتے ہیں، علمائے ہند کی فقہی خدمات فقہی تحقیقات کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، کیونکہ ان تصانیف کو اگر بیچ سے نکال دیا جائے تو ماضی اور مستقبل کے درمیان ایسا خلا پیدا ہو جائے گا جسے پُر کرنا مستقبل کے فقہاء کے لیے بہت ہی دشوار ہوگا، عصر حاضر کے علماء کی فقہی خدمات کا امتیاز یہ ہے کہ ان کی کتابوں میں عصر جدید کے ایسے مسائل کو خاص طور پر موضوع بحث بنایا گیا ہے جن کے بارے میں سلف کی کتابوں میں کوئی تفصیلی مباحث نہیں ملتے۔

ہندوستان کی سرزمین علم کی خدمت اور اس کی نشر و اشاعت میں بڑی زر خیر ثابت ہوئی ہے، اس سرزمین نے ہر دور میں اسلام کو ایسے ایسے جیالے عطا کیے ہیں جو اسلامی علوم میں ید طولی رکھتے تھے، ماضی میں اس کی مثال شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے لیکر علامہ کشمیریؒ اور حضرت تھانویؒ وغیرہ تک پھیلی ہوئی ہے، ان سب نے اسلامی علوم کی نشر و اشاعت میں وہ قابل

قدر خدمات انجام دیں کہ اپنے ہم عصر عرب علماء پر فوقیت لے گئے، ان حضرات نے مختلف نوعیتوں سے اسلامی علوم کی خدمت کی اور یہ خدمت کسی ایک زبان میں منحصر نہیں رہی، بلکہ ان جلیل القدر فقہاء نے ہر زبان میں اپنی تصانیف چھوڑیں، ’اعلاء السنن‘ فی حضرت تھانویؒ کی زیر سرپرستی ہی میں لکھی گئی، البتہ عربی زبان چونکہ قرآن و حدیث کی زبان ہے، اس لیے اس زبان کو ہر ایک فقیہ نے خاص مقام دیا جس کی وجہ سے عربی میں بے شمار تصنیفات کا سلسلہ چلا جو آج تک جاری ہے۔

میرا موضوع دور جدید میں فقہ اسلامی کی عربی زبان میں خدمات ہے، لہذا جو کچھ اس موضوع پر حالیہ عرصہ میں لکھا گیا ہے اس کو مختصراً پیش کیا جاتا ہے، اس لیے کہ تفصیل کے لیے وقت کی فراوانی ضروری ہے جو فی الحال میسر نہیں، اس لیے ہم اپنے موضوع کی مطابقت سے چند کتابوں کے نام مع اسماء مصنفین ذکر کرتے ہیں، سب سے پہلے ہم ’فتاویٰ تاتارخانیہ‘ فی نی کا تعارف کراتے ہیں:

فتاویٰ تاتارخانیہ :

فقہ حنفی کی جامع ترین کتابوں میں علامہ فرید الدین ابن العلا الانصاری الدہلوی (المتوفی ۷۸۶ھ) کی مرتب کردہ ضخیم کتاب ’فتاویٰ تاتارخانیہ‘ فی نی مشہور و معروف ہے، جسے علامہ موصوف نے فیروز شاہ تغلق کے ایک علم دوست وزیر ’امیر تاتارخان‘ فی نی کے حکم پر محیط برہانی، ذخیرۂ ہانیہ، فتاویٰ خانہ اور فتاویٰ ظہیریہ کے فقہی مسائل کو بڑی عرق ریزی کے ساتھ ایک مجموعہ میں مرتب انداز میں جمع کیا تھا، یہ کتاب بے شمار فقہی جزئیات و کلیات اور آراء فقہاء کا بے نظیر موسوعہ (انسائیکلو پیڈیا) ہے، لیکن بڑی حیرانی کی بات یہ ہے کہ اتنی جامع، مفید اور قابل قدر کتاب ابھی تک مخطوط کی شکل میں رہی اور اس کی مکمل طباعت کی دنیا میں کہیں بھی نوبت نہ آسکی، اس کتاب کے حوالہ دیگر فقہی کتابوں میں ضرور ملتے رہے، لیکن اکثر

اہل علم کی رسائی اس تک نہ ہو پائی، ۱۴۰۴ھ میں ہندوستان کی وزارت برائے فروغ انسانی وسائل (وزارت تعلیم) کی طرف سے حضرت مولانا قاضی سجاد حسین صاحب (المتوفی ۱۴۱۱ھ) صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی کو اس کتاب کی تحقیق و تعلیق کی ذمہ داری دی گئی اور حکومت کے خرچ پر دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن سے اس کی اشاعت شروع ہوئی، مگر چھ ضخیم جلدوں میں کتاب الوقف دکنی تک اشاعت کے بعد یہ سلسلہ رک گیا، اس کی پانچ جلدیں قاضی صاحب کی حیات میں چھپ گئی تھیں جو اہل علم تک پہنچ گئیں، مگر چھٹی جلد بعد میں شائع ہوئی اور وہ عام نہیں ہو سکی، قاضی صاحب آگے کی تحقیق کرتے کہ اس سے پہلے ہی قضائے الہی نے ان کو آلیا اور پھر کام ادھورا رہ گیا۔

تاہم یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے محقق العصر حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی کے لیے مقدر کر رکھی تھی جس کو موصوف نے نہایت بلند ہمتی کے ساتھ انجام دینے کا بیڑا اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و توفیق سے شبانہ روز جاں گسل محنت اور سخت جدوجہد کے بعد نہ صرف کتاب کو مخطوطہ نسخوں سے مقابلہ کر کے اس کی مکمل تحقیق و تعلیق کی، بلکہ ہر مسئلہ پر نمبر لگا کر اہم مسائل کے دلائل احادیث شریفہ اور آثار صحابہ سے تلاش کر کے حاشیہ میں تحریر کر دیئے، ان کی محنت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حاشیہ پر تحریر احادیث شریفہ، آثار صحابہ جو فقہ حنفی کا مستند ہیں ان کی تعداد دس ہزار سے متجاوز ہے، اس عظیم کام کی انجام دہی میں کس قدر محنت اور لگاتار جاں فشانی کی ضرورت ہوئی ہوگی اس کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جنہیں اس طرح کی علمی مصروفیات سے سابقہ پڑا ہو، درحقیقت یہ کام ایک اکیڈمی کے کرنے کا کام تھا جسے حضرت مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی نے تنہا انجام دیا، الحمد للہ اب ان کی محنت کا ثمرہ یوں ظاہر ہوا کہ عرصہ دراز سے اوچھل عظیم فقہی موسومہ تینس (۲۳) جلدوں میں چھپ کر منصفہ شہود پر آ گیا اور اس کا اجراء بھی حضرت مولانا رابع حسنی ندوی کے ہاتھوں سن ۲۰۱۰ء میں عمل میں آ گیا، یوں لگتا ہے کہ قضائے الہی نے اس کتاب کی تصنیف بھی ایک ہی فرد کے حق میں مقدر کی تھی اور دنیا

کے سامنے دوبارہ عام کرنے کا فیصلہ بھی ایک ہی فرد کی کوشش سے وابستہ کر رکھا تھا۔

(۲) اسی طرح تیسری کتاب جس کا ہم تعارف کرانے جا رہے ہیں اس کا نام ہے، ”الفقہ المیسر“ یہ ندوۃ العلماء کے معروف استاذ حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب مرحوم کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں مصنف مرحوم نے ”نور الایضاح فی فی کے مضامین کو آسان عربی زبان اور عصری اسلوب میں پیش کیا ہے، زبان سلیس اور سہل ہونے کی وجہ سے طالب علموں کے لیے پرکشش اور مفید ہے، اور یہ کتاب ندوۃ العلماء کی بیشتر شاخوں میں داخل نصاب بھی ہے، سب سے بڑی خوبی مصنف کی یہ ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں عام فقہی کتابوں کی پیچیدہ عبارتوں کے طرز کو مکمل طور پر الوداع کہہ دیا ہے، اور عربی زبان کی سہل نگاری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عبارت میں ایک قسم کی حلاوت اور سلاست پیدا کر دی ہے، دوسری اہم خصوصیت اس کتاب کی یہ ہے کہ اس میں مسلک حنفی کے راجح اور مفتی بہ اقوال و آراء کو اختیار کیا گیا ہے، تیسری خصوصیت یہ ہے کہ ابتدائی درجات کے طالب علموں کے لیے طہارت، نماز، روزہ، حج و قربانی سے متعلق اہم مسائل کو نہایت سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

(۳) اسی طرح چوتھی کتاب جس کا ہم تعارف کر رہے ہیں وہ ہے ”السیاحۃ : أحكامها و آدابها فی ضوء القانون و الشریعة“ یہ کتاب فقیہ العصر، ممتاز عالم دین جناب ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں صاحب ندوی کی تصنیف کردہ ہے۔

چونکہ دور جدید میں قومی اور بین الاقوامی سیاحت کو بڑا فروغ حاصل ہو رہا ہے اور روز بروز اس کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے، اس کی نوعیتیں بھی مختلف ہوتی جا رہی ہیں، دنیا کی اکثر حکومتوں نے اس کو تجارت کا ایک بڑا ذریعہ اور آمدنی میں اضافہ کا سبب سمجھ لیا ہے، اور ہر ملک کی حکومت، خواہ مسلم ممالک کی ہوں یا غیر مسلم ممالک کی، اس پر خاص توجہ دے رہی ہیں۔ سیاحت کے لیے لوگ مختلف مقاصد و اغراض سے نکلتے ہیں کچھ لوگ دور دراز ملکوں میں جاتے ہیں، وہاں جا کر نیرنگی زمانہ اور خالق قدرت کی قدرت کا نظارہ کرتے ہیں، تو کچھ لوگ

اپنے ہی ملک میں پائے جانے والے سیاحتی مقامات کی سیر کرتے ہیں اور اس سے لطف اندوز ہو کر اپنا باغم ہلکا کرتے ہیں۔

اس کے مقاصد میں جدید انکشافات کا شوق بھی ہے، جس کی وجہ سے لوگ سمندروں میں، جنگلوں اور پہاڑوں میں چکر لگاتے رہتے ہیں، یہ باتیں اس بات کی متقاضی تھیں کہ اس نئے موضوع پر قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے مسائل پر امت کی صحیح رہنمائی کی جائے اور انہیں سیاحت کے صحیح اغراض ومقاصد اور اس کے قدیم وجدید احکام وقوانین سے آگاہ کیا جائے۔

فقہاء کرام میں اولاً امام حسن شیبائی نے اس موضوع پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے، اس لیے ان کو اس کے احکامات وقوانین کا بانی کہا جاتا ہے، ان کے بعد بھی بہت سے لوگوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا، کچھ لوگوں نے موضوع کا احاطہ کرنے کی کامیاب کوشش کی، البتہ ان کی تصانیف اب نایاب ہیں، اس کے علاوہ بھی دیگر لوگوں نے اس پر لکھا، لیکن موضوع عصر حاضر کے تقاضہ کے لحاظ سے تشنہ معلوم ہوتا تھا، اس کمی کو دور کرنے کی سعادت اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی کے حصہ میں مقدر کی، لہذا انھوں نے خدا کی توفیق سے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور زمانہ کے مزاج کے مطابق اس کے جدید مسائل کی تحقیق کی اور مکمل تجزیہ کے بعد اس کو ایک کتابی شکل میں لایا، انہوں نے اس کتاب میں سیاحت کی لغوی واصطلاحی تعریف، سیاحت کے اغراض ومقاصد، اسلامی اور غیر اسلامی سیاحت کا فرق، موجودہ قوموں میں سیاحت کے معنی اور اس کا مقصد، قومی وبین الاقوامی سیاحت، ان کے انواع واقسام، غیر اسلامی طریقہ سیاحت کی خرابیاں اور اس کے نقصانات پر بڑی محققانہ بحث کی ہے، ان کی کتاب عربی و اردو دونوں زبانوں میں فقہ اکیڈمی انڈیا کی جانب سے چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔

(۴) اسی طرح پانچویں کتاب: ”نظام السفارۃ فی القانون الاسلامی والوضعی“

ہے، یہ کتاب بھی جناب ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں صاحب ندوی کی تصنیف ہے، اولاً اس موضوع پر امام حسن شیبانی نے قلم اٹھایا تھا، بعد کے لوگوں نے بھی ان کی تحریروں سے خوشہ چینی کی کوشش کی اور موضوع پر کافی اہم اور قابل لحاظ باتیں لکھیں۔

سفراء اور سفارتی سرگرمیاں ملک و حکمرانی کا سب سے اہم شعبہ ہے اور ایک ملک کا دوسرے ملک سے رابطہ کا طریقہ ہے، سفیر اور سفراء کے مسلمہ حقوق، ان کی کچھ ذمہ داریاں ہیں، ان کا میدان عمل ہے، ان کے حدود ہیں اور پوری دنیا میں ان پر مکمل طور پر عمل ہوتا ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر جناب ڈاکٹر مفتی شاہ جہاں صاحب ندوی نے اپنی کتاب میں سیر حاصل بحث کی ہے۔

کتاب کا آغاز سفارت کے لغوی و اصطلاحی معنی سے کیا ہے اور سفارت کے مترادف الفاظ، جیسے: ”البرید“ ”المبعوث“ ”الوفد“ ”الإيفاد“ ”الرسول والمرسل“ وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے، تاکہ موضوع کے متعلقات کا احاطہ ممکن ہو اور یہ چیزیں قاری کو موضوع کی معرفت اور اس کے فہم میں معاون ثابت ہوں، پھر سفارت پر کتاب و سنت سے دلائل دیکر اس کی مشروعیت کو ثابت کیا ہے۔

قدیم زمانہ میں سفارت کا نظام، اس سلسلہ میں یونانی اور رومانی سفارتی قوانین کا جائزہ، قرون وسطیٰ میں یورپی سفارتی نظام، اسلام میں سفارتی نظام اور اس کے اصول و آداب، سفارت کے اقسام، جیسے سفارت مؤقت، سفارت مؤبد، سفیر کے اوصاف و کمالات، سفیر کے انتخاب کے اصول و ضوابط، سفراء کے حقوق، جیسے مذہبی آزادی، امن و امان وغیرہ، سفراء کی ذمہ داریاں، جیسے حکومت کے مصالح کا خیال، معاہدات اور امن و امان کی کوشش پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ساتھ ساتھ ان چیزوں کی طرف بھی روشنی ڈالی ہے کہ موفود الیہ حکومت کے قوانین اور وہاں کی حکومت کے دین سے کھلواڑ نہ کرے، حکومت کے قوانین کا احترام کرے، اپنے حدود

عربی زبان میں علماء ہند کی فقہی کاوشیں

مولانا ابصار احمد ندوی ☆

ہندوستان کی سرزمین اسلام کی آمد کے بعد سے ہی علم کی خدمت اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے زرخیز ثابت ہوئی ہے۔ متعدد اہل علم اور اپنے اپنے میدان کے محققین نے اپنے علوم اور تحقیق سے اس سرزمین کو سیراب کیا ہے۔ چنانچہ قرآن ہو یا حدیث، فقہ ہو یا دوسرے اسلامی علوم و فنون، ہر ایک میں یہاں کے علماء و فضلاء نے قابل قدر کارنامہ انجام دیا ہے اور مختلف نوعیت سے اسلامی علوم کی خدمت کی ہے۔ یہ خدمت بھی کسی ایک زبان میں منحصر نہیں ہے، بلکہ مختلف زبان و اسلوب میں اس کا دائرہ وسیع ہے۔

عربی زبان جو قرآن و حدیث کی زبان ہے اس میں بھی علماء ہند کی بے شمار خدمات ہیں بلکہ اسلام کی آمد کے بعد ابتداءً علماء ہند کی اہم خدمت زیادہ تر عربی زبان ہی میں پائی جاتی ہے اور آج الحمد للہ اس کی جڑیں اس ملک میں مضبوط سے مضبوط تر ہو گئی ہیں۔

موضوع کی مناسبت سے اس وقت ہم عربی زبان میں علماء ہند کی ان کاوشوں و خدمات کا تذکرہ کریں گے جو انہوں نے فقہ اور متعلقات فقہ پر، عہد سلطنت، عہد مغلیہ اور مابعد تاحال انجام دی ہیں۔

۱۔ احکام القرآن:

قرآن کریم کی جن آیات کا تعلق فقہی اصول و احکام سے ہے، ان پر بہت سی کتابیں

☆ استاذ تفسیر و فقہ دارالعلوم اسلام نگر، رانچی (جھارکھنڈ)۔

فقہاء احناف و دیگر مذاہب کے فقہاء نے لکھی ہیں، لیکن ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو ان سب کی جامع ہو اور خصوصاً بعد کے مسائل کا حل بھی اس میں موجود ہو، چنانچہ سب سے پہلے اس کا منصوبہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بنایا اور اس کا ایک خاکہ مرتب کیا، مگر کبر سنی اور دیگر وجوہات کی بنا پر وہ اس کام کو خود نہ کر سکے۔ چونکہ یہ ایک اہم کام اور وقت کی ضرورت تھی، لہذا تھانویؒ نے اس کام کے لیے اس وقت کے علماء محققین مولانا ظفر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع، مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہم اللہ کی ایک ٹیم بنائی اور یہ کام ان کے سپرد کیا۔ تھانویؒ مکمل ان کی نگرانی کرتے رہے اور ان کے زیر نگرانی یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا، اور اس کا نام ”احکام القرآن فی نی رکھا گیا۔

اس کتاب میں آیات احکام سے مستنبط ہونے والے اصول و احکام کو درج کیا گیا ہے، آیات کی تشریح کے ساتھ ان سے مستنبط ہونے والے مسائل پر بھی کافی و ثانی بحث کی گئی ہے۔ خاص طور سے ان مسائل پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے جو بعد کی پیداوار ہیں اور علماء متقدمین کی کتابوں میں ان کا تذکرہ نہیں ہے، یا ہے تو صرف اشاراتی طور پر۔ الغرض آیات احکام کی تشریح و تفہیم اور ان سے مستنبط ہونے والے اصول و احکام اور مسائل پر یہ مستند اور علمی حلقوں میں معروف و مقبول کتاب ہے۔ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی نے اس کو پانچ جلدوں میں شائع کیا ہے۔

۲- نیل المرام فی آیات الاحکام:

فقہی احکام سے متعلق آیات کی تشریح اور ان سے مستنبط مسائل پر مشتمل یہ کتاب مشہور عالم دین نواب صدیق حسن خاں کی تالیف ہے۔ اگرچہ یہ کتاب مختصر ہے، مگر اس میں بھی آیات احکام سے مستنبط ہونے والے جدید مسائل پر کہیں کہیں بحث ملتی ہے۔ بعض آیات کی تشریح اور ان سے مستنبط مسائل پر کہیں اختصار سے کام لیا گیا ہے تو کہیں تفصیلی بحث بھی ملتی ہے۔ سورتوں کی ترتیب پر اس کو وضع کیا گیا ہے۔ بہر کیف علمی حلقوں میں اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا

ہے، لیکن معروف و متداول نہیں ہے۔ تلاش بسیار کے بعد ہی قدیم نسخے ملتے ہیں۔

۳- اعلیٰ السنن:

یہ کتاب مشہور و نامور محقق اور حدیث و فقہ پر گہری نظر رکھنے والے عالم دین مولانا ظفر احمد عثمانی کی ہے، کتاب بیس جلدوں میں ہے، پہلی جلد حدیث و اصول حدیث کی بحث پر مبنی ہے۔ دوسری جلد میں فقہ کے اصول و قواعد اور متعلقات فقہ سے بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں فقہ حنفی سے متعلق ہر باب کی احادیث کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ چند ارباب قلم نے فقہ حنفی پر جو اعتراضات کئے ہیں کہ وہ قیاس و آراء کا مذہب و مسلک ہے، ان کا بھرپور علمی جواب احادیث و آثار سے دیا گیا ہے۔ اصول و قواعد کو ذکر کرتے ہوئے ان کے نظائر بھی پیش کئے گئے ہیں، اس طرح یہ کتاب حنفی مسلک پر فقہ الحدیث کی انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ فقہ الحدیث پر فقہ حنفی میں یہ ایک نہایت جامع، علمی و تحقیقی کتاب ہے فقہ حنفی پر علمی و تحقیقی کام کرنے والے اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

اس کتاب کی ترتیب بھی ابواب فقہیہ پر رکھی گئی ہے۔ ہندو بیرون ہند کے مختلف مطابع سے یہ کتاب چھپی ہے۔ لیکن ”ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ فی نی کراچی نے اسے عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کیا ہے۔

۴- آثار السنن:

یہ کتاب اپنے وقت کے محدث و محقق مولانا ظہیر احسن شوق نیوی کی ہے۔ اس کتاب میں بھی ان احادیث و آثار کو جمع کیا گیا ہے جو احناف کی تائید میں ہیں۔ یہ کتاب بھی فقہی ترتیب پر مدون کی گئی ہے اور اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ اس میں صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث سے صرف صحیح اور مستند احادیث و آثار کو ہی لیا جائے۔ طوالت و ثقل کے باعث اسناد

کو حذف کر دیا گیا ہے، لیکن ماخذ کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔ حدیث کے مقام کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے اور اگر کسی طرح کا ضعف ہے تو اس کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اپنی ان خوبیوں کی وجہ سے یہ کتاب علمی حلقوں میں مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، لیکن سوء اتفاق کہ اس کے صرف دو ہی اجزاء پر کام ہو سکا اور یہ کتاب ’’کتاب الصلاة فی نی تک ہی محصور ہو کر رہ گئی، ورنہ فقہ حنفی سے متعلق احادیث پر یہ بڑی خدمت ہوتی۔

۵- فتاویٰ غیاثیہ:

سلطان غیاث الدین بلبن (م ۱۲۸۷ء) کے عہد کی ایک اہم ترین یادگار ’’الفتاویٰ الغیاثیہ فی نی ہے۔ ہندوستان کے تمام مجموعہائے فتاویٰ میں زمانی اعتبار سے اس کا مقام اول ہے۔ اس کے مصنف شیخ داؤد بن یوسف الخطیب ہیں، انہوں نے اس کو سلطان غیاث الدین کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس کا نام ’’الفتاویٰ الغیاثیہ فی نی رکھا۔

فتویٰ کی یہ کتاب نہایت مختصر ہے اور اس میں تقریباً دو سو صفحات ہیں، اپنے اختصار کے باوجود یہ کتاب مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری اور عربی واردو کے دیگر کتب فتاویٰ میں جا بہ جا اس کے حوالے ملتے ہیں، اس میں ایسے مسائل کو جمع کیا گیا ہے جو اس دور میں حل طلب اور کثیر الوقوع تھے، اور خصوصاً ایسے مسائل جو انسانی زندگی کے روزمرہ امور سے متعلق ہیں، چنانچہ مؤلفؒ نے احناف کے مفتی بہ اقوال کو ہی جمع کیا ہے یا بصورت اختلاف رائج قول کو ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جو کوئی بھی قول کسی دوسری کتاب سے نقل کیا گیا ہے تو اس میں اس کتاب کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔

کتاب کے اخیر میں فہرست مضامین بھی شامل ہے۔ بہر کیف یہ کتاب اہل علم و اہل فتاویٰ کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ مکتبہ اسلامی کوئٹہ نے اسے عمدہ اور خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔

۶- فتاویٰ عالمگیری:

مغلیہ سلطنت میں اورنگ زیب عالمگیرؒ کا زمانہ فقہ کی ترویج و ترقی کے لیے سب سے اہم مانا جاتا ہے۔ بادشاہ خود متدین اور علوم اسلامیہ کا قدردان تھا، فقہ سے ان کو کافی دلچسپی تھی، فتاویٰ عالمگیری ان کی ذاتی دلچسپی کا بہترین مظہر ہے۔

عہد عالمگیری کی دو تین تصانیف اہم شمار کی جاتی ہیں، لیکن ان میں سب سے اہم تصنیف فتاویٰ عالمگیری ہے۔ جب اورنگ زیب عالمگیرؒ نے باقاعدہ شرعی نظام رائج کیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ بعض امور ایسے ہیں جن کے متعلق شرعی فیصلے تک پہنچنے میں کافی دقت ہوتی ہے تو انہوں نے اس وقت کے ممتاز و جید علماء کی ایک جماعت تشکیل دی اور حکم دیا کہ فتاویٰ کی ایک ایسی کتاب مدون کی جائے، جس میں باریک سے باریک سماجی، اقتصادی، فوجداری، بین الاقوامی اور دیگر مسائل کا حل پیش کیا گیا ہو اور فقہ حنفی کے مفتی بہ اقوال کو جمع کیا گیا ہو۔ انہوں نے اس جماعت کا سربراہ شیخ نظام الدین برہانپوری (م ۱۶۷۹) کو بنایا اور ان سب کے لیے وظائف مقرر کئے۔ آٹھ سال کی محنت کے بعد فتاویٰ کی یہ کتاب مدون کی گئی، اس کی تیاری میں تقریباً دو لاکھ صرف ہوئے۔ مذکورہ جماعت علماء کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱- مولانا جلال الدین مچھلی شہری	۲- مفتی وجہیہ الدین
۳- علامہ ابوالواعظ بدایونی	۴- مفتی محمد اکرم لاہوری
۵- قاضی محمد حسین جونپوری	۶- شیخ احمد
۷- علامہ محمد غوث کاکوری	۸- شیخ رضی الدین بھاگلپوری
۹- علامہ فصیح الدین پھلواری	۱۰- شیخ عبدالفتاح جونپوری
۱۱- قاضی عصمت اللہ لکھنوی	۱۲- مفتی ابوالبرکات دہلوی
۱۳- قاضی عبدالصمد جونپوری	۱۴- ملا حامد جونپوری
۱۵- قاضی محمد دولت فتح پوری	۱۶- ملا محمد جمیل جونپوری

- ۱۷- قاضی سید عنایت اللہ مونگیری ۱۸- ملا وجیہ الرب
 ۱۹- قاضی سید علی اکبر ۲۰- میر سید محمد قنوجی
 ۲۱- قاضی القضاۃ ملا غلام احمد لاہوری ۲۲- شیخ محمد شفیع بہاری
 ۲۳- مولانا محمد سعید سہانوی ۲۴- شیخ نظام الدین سندھی
 ۲۵- شاہ عبدالرحیم دہلوی ۲۶- شیخ ابوالخیر ٹھٹھوی سندھی
 ۲۷- مولانا سید محمد فائق ۲۸- علامہ ابوالفرج
 ۲۹- ملا ضیاء الدین محدث ۳۰- ملا حیدر قاضی خاں کشمیری

الغرض اس کتاب کو کسی ایک فرد نے نہیں، بلکہ علماء محققین کی جماعت نے تیار کیا ہے۔ اے متعدد ابواب و فصول پر منقسم کیا گیا ہے، کتاب کی تدوین کا طریق کار یہ ہے کہ اہم مسائل پر فقہ کی مشہور اور مستند کتابوں کے اقتباسات مع حوالہ یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ جزئیات کو بھی زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ترتیب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ کوئی بھی مسئلہ بغیر کسی دشواری کے آسانی کے ساتھ تلاش کیا جاسکے، اس کے لیے فہرست مضامین بھی دے دی گئی ہے۔

اپنی ان خصوصیات کی وجہ سے یہ کتاب علماء اور اصحاب افتاء کو بہت ساری کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اردو، فارسی اور انگریزی میں اس کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔

۷- استحباب الدعوات عقیب الصلوات:

یہ کتاب شیخ محمد علی بن مرحوم شیخ حسین سابق مفتی الما لکیہ کی کتاب ”مسک السادات الی سبیل الدعوات فی نی کی تلخیص و اختصار ہے تلخیص کا کام مولانا اشرف علی تھانویؒ نے کیا ہے۔ اس میں دعا کے احکام اور خاص طور سے فرض نمازوں کے بعد امام و مقتدی کے لیے دعا کے استحباب کو ثابت کیا گیا ہے۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو چودہ فصول (اجزاء)

میں منقسم کیا ہے اور پہلی فصل سے آٹھویں فصل تک فرض نمازوں کے بعد دعا کی مشروعیت اور ائمہ اربعہ کے اس پر متفق ہونے کے دلائل پیش کئے ہیں۔ اور نویں فصل سے اخیر تک دعائیں رفع یدین وغیرہ کو ثابت کیا گیا ہے۔

بہر کیف یہ رسالہ فرض نمازوں کے بعد دعا کی مشروعیت پر دلائل اور معلومات سے مزین ہے۔

۸۔ نوازل فقہیہ معاصرہ:

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کو اللہ تعالیٰ نے اجتہادی صلاحیت عطا کی ہے۔ اپنی اس صلاحیت کو بروئے کار لا کر اکثر و بیش تر وہ نئے مسائل پر لکھتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے رشحات قلم کی ایک عظیم شاہکار ”جدید فقہی مسائل نی نی“ ہے، جدید مسائل پر انہوں نے نہایت ہی اختصار و ایجاز کے ساتھ سہل اور عام فہم انداز میں مستند حوالوں اور نظائر کی روشنی میں کیا ہی خوب لکھا ہے۔

اس کتاب میں عبادات، معاملات، معاشیات اور دیگر اجتماعی و طبی مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ ”الفقہ الاسلامی وادلتہ نی نی“ کے مصنف ڈاکٹر وہبہ زحیلی کی نظر سے جب یہ کتاب گذری تو اس کی مقبولیت و ضرورت کے پیش نظر ڈاکٹر صاحب نے عربی زبان میں اس کی طباعت کی خواہش ظاہر کی اور اس کا مقدمہ بھی (بزبان عربی) لکھا۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

”میرے سفر ہندوستان کے موقع پر مجھے کتاب ”جدید فقہی مسائل نی نی“ دیکھنے کا موقع ملا جو علامہ خالد سیف اللہ رحمانی کی تالیف ہے۔ یہ عبادات، معاملات، اقتصادیات، اجتماعی اور طبی مسائل سے متعلق نئے مسائل پر ایک جامع اور حاوی کتاب ہے۔ مجھے اس سے بہت مسرت ہوئی اور اس کی طباعت کی خواہش ظاہر کی۔ میرا خیال ہے کہ مصنف کو من جانب اللہ صحیح حکم بیان کرنے کی توفیق دی گئی ہے نی نی۔“

چنانچہ مذکورہ کتاب کا ترجمہ بزبان عربی ”نوازل فقہیہ معاصرہ نی نی“ کے نام سے

دو جلدوں میں چھپ چکا ہے۔ ترجمہ کا کام ”المعبد العالی الاسلامی حیدر آبادی نی کے استاذ مولانا مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی، مولانا نثار احمد حصیر قاسمی (سابق استاذ) اور مولانا محمد اعظم ندوی نے کیا ہے۔

۹۔ فقہ الحلال والحرام:

یہ کتاب بھی مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی تصنیف ہے اردو زبان میں ان کی معروف کتاب حلال و حرام ہے، یہ اصلاً اسی کا ترجمہ ہے۔ ترجمہ کا کام مولانا نثار احمد حصیر قاسمی سابق استاذ ”المعبد العالی الاسلامی حیدر آبادی نی نے کیا ہے۔ اس کتاب میں اعتقادات، عبادات، معاملات، حیوانات وغیرہ میں حلال و حرام اور دیگر قدیم و جدید مسائل سے بحث کی گئی ہے اس وقت کتاب میں مذکور احادیث کی تخریج کا کام استاذ ”المعبد العالی الاسلامی نی مولانا سید عبد الرشید صاحب کر رہے ہیں۔

۱۰۔ قضایا فقہیہ فی الاقلیات المسلمة:

”قضایا فقہیہ فی الاقلیات المسلمة“ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو خصوصاً ایسے ممالک میں بسنے والے مسلمانوں سے متعلق مسائل پر لکھے گئے ہیں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ ان مسلمانوں کے تعلق سے اس کتاب میں تین خاص بحثیں ہیں۔ پہلی بحث (مقالہ) مسلم اقلیت کے سیاسی مسائل سے ہے۔ دوسری بحث مغربی ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کے اہم مسائل سے ہے، جیسے رویت ہلال، مصارف زکوٰۃ، مختلف قسم کی تصاویر وغیرہ کے احکام، انشورنس کے احکام وغیرہ۔ تیسری بحث غیر اسلامی مملکتوں کے شرعی مسائل سے ہے، جیسے دار الحرب، دار الکفر، دار الامن، دار الاسلام کی تعریف اور ان کے احکام، دار الحرب میں سود کا حکم، بینک انٹرسٹ کا مصرف وغیرہ۔ اس کتاب کے اکثر

مضامین اردو میں لکھے گئے تھے۔ جن کا ترجمہ ”المعبد العالی الاسلامی حیدرآبادی نی کے استاذ مولانا محمد اعظم ندوی، مولانا مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی اور سابق استاذ مولانا ثار احمد حصیر قاسمی نے کیا ہے۔

کتاب عربی میں اسلامک فقہ اکیڈمی (IFA) کی جانب سے نہایت دیدہ زیب انداز میں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔

۱۱- احادیث البدائع:

یہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب بدائع الصنائع کی احادیث کی تخریج ہے اس کی ایک جلد چھپ چکی ہے۔ شروع میں مقدمہ کے بعد ”السنة مکاتبا و منہج الاستدلال بہا فی الفقہ الحنفی نی نی کے عنوان سے فقہ حنفی میں نصوص سے استدلال کے طریق کار پر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے قلم سے تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اس کا ترجمہ مولانا محمد اعظم ندوی نے کیا ہے تو قہ ہے کہ چار مزید جلدیں چھپ کر منظر عام پر آئیں گی۔ یہ وقت کی ضرورت اور اہم علمی کام ہے۔ فی الوقت احادیث کی تخریج کا کام ”المعبد العالی الاسلامی نی نی ہی کے استاذ مولانا سید عبدالرشید صاحب ودیگر ریسرچ اسکالرس کر رہے ہیں، یہ کام مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے زیر نگرانی ہی انجام پا رہا ہے۔

۱۲- بغیۃ الاریب فی مسائل القبلة والمحاریب:

یہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب قبلہ اور سمت قبلہ سے متعلق ہے۔ اس میں سمت قبلہ معلوم کرنے کا طریقہ، قبلہ اور سمت قبلہ میں فرق اور اس سے متعلق امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اس کی طباعت ”المجلس العلمی نی نی ڈی اے ہیل سورت سے ہوئی ہے۔ کتاب کی ضخامت ۱۸۳ صفحات ہے۔

۱۳- قضا یا فقہیہ معاصرہ:

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی جدید علمی دنیا کی معروف شخصیت ہیں۔ آپ کو تفسیر، حدیث اور فقہ پر گہری بصیرت ہے۔ فقہ کے موضوع پر آپ کی کئی اہم تصنیفات ہیں جو علمی دنیا میں اپنا ایک مقام رکھتی ہیں، بلکہ آپ کی اکثر کتابیں فقہی اور جدید مسائل کے حل پر ہی ہیں۔
”قضا یا فقہیہ معاصرہ فی فی بھی جدید مسائل کے شرعی حل پر مبنی علمی دلائل سے مزین کتاب ہے، یہ کتاب مصر کی مشہور یونیورسٹی جامعہ ازہر کے دراسات علیا میں داخل نصاب ہے۔ بعض دیگر ممالک کے مدارس میں بھی یہ کتاب نصاب میں داخل ہے۔

۱۴- المسائل الاستثنائیہ:

اس کتاب میں فقہ حنفی کے اہم مراجع سے ”مسائل استثنائیہ فی فی کو جمع کیا گیا ہے۔
”المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد فی فی کے تین ریسرچ اسکالرس نے مشترکہ طور پر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے زیر نگرانی اس کام کو انجام دیا ہے۔ بڑا ہی وقیع اور اہم کام ہے ایک جلد چھپ چکی ہے امید ہے کہ اور مزید جلدیں چھپ کر منظر عام پر آئیں گی۔

۱۵- الاختلافات الفقہیہ بین الفقہاء الحنفیہ:

اس میں فقہ حنفی کے مراجع و دیگر کتب میں پائے جانے والے فقہاء احناف کے اختلافات کو جمع کر دیا گیا ہے یہ بھی ایک علمی اور وقیع کام ہے، اس کام کو بھی ”المعہد العالی الاسلامی فی فی کے ریسرچ اسکالرس نے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے زیر نگرانی انجام دیا ہے، ایک جلد چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے مزید دو جلدیں آنے کی امید ہے۔

۱۶- مسلم الثبوت:

اصول فقہ کی ایک اہم کتاب مسلم الثبوت ہے۔ عہد عالمگیری کے علمی حلقوں کے

مشہور بزرگ ملا محب اللہ بہاری تھے۔ وہ لکھنؤ اور حیدرآباد دکن کے قاضی بھی رہے۔ پھر اورنگ زیب عالمگیرؒ کی وفات کے بعد کچھ مدت کے لیے ہندوستان کے منصب صدارت پر بھی فائز رہے۔

آپ نے اصول فقہ اور منطق پر کئی کتابیں لکھیں۔ مسلم الثبوت اصول فقہ پر آپ کی مختصر، لیکن انتہائی جامع کتاب ہے اور درس نظامیہ کے اکثر مدارس و دیگر مدارس میں داخل نصاب ہے۔

اس کتاب میں تین بحثیں ہیں، پہلی بحث مقدمہ پر مشتمل ہے جس میں اصول فقہ پر روشنی ڈالی گئی ہے، دوسری بحث میں اصول فقہ کے مبادی و مقاصد زیر بحث لائے گئے ہیں، تیسری بحث جو خاتمہ پر مشتمل ہے اس میں اجتہاد اور اس سے متعلق امور پر بحث کی گئی ہے۔ مختصر یہ کہ یہ کتاب اپنے اختصار کے باوجود انتہائی جامع اور اصول فقہ کی اہم کتاب ہے۔ علامہ بحر العلوم اور دوسرے علماء نے اس پر حاشیے لکھے ہیں۔

۱۷۔ نور الانوار:

نور الانوار حافظ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی کی کتاب ”منار الانوار فی فی کی شرح ہے۔ ملا جیون کے نام سے مشہور اکابر علماء میں احمد بن ابوسعید گذرے ہیں، انہوں نے منار کی مکمل شرح لکھی ہے، نور الانوار انتہائی جامع، مبسوط اور اصول فقہ سے متعلق ضروری معلومات پر مشتمل ہے، یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے بہت سے مدارس میں اصول فقہ میں یہ شامل نصاب ہے۔ اس میں ہر اصول کو مثالوں کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے اور اس کی تفریعات بھی ذکر کی گئی ہیں۔ منار کے متن میں جو تسامحات ہیں انہیں بھی زیر بحث لایا گیا ہے، بعض مقامات پر یہ بحث، فن پر بحث کے بجائے کافی طویل ہو گئی ہے، پھر بھی یہ کتاب اپنے فن میں بہت مفید اور گرانقدر معلومات کا ذخیرہ ہے۔

۱۸- القواعد الفقہیہ :

اس کتاب کے مصنف مولانا علی احمد ندوی ہیں۔ اصلاً یہ ان کا وہ مقالہ ہے جسے انہوں نے ام القری یونیورسٹی مکہ میں شہادۃ الما جستير (ایم اے کی سند) کے حصول کے لیے پیش کیا تھا۔ کچھ حذف و اضافہ کے بعد اسے انہوں نے کتابی شکل میں شائع کروایا۔ فقہی اصول و قواعد پر یہ انتہائی مبسوط اور مفصل کتاب ہے۔ تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے، اصول فقہ کے تمام مباحث اس میں ملتے ہیں، اصول فقہ کی تاریخ و ارتقاء پر مفصل کلام کیا گیا ہے۔ اس فن کی تمام اہم کتابوں کا تعارف اور ان پر تبصرہ شامل کتاب ہے۔ الغرض یہ انتہائی جامع اور تحقیقی کتاب ہے اور اس فن میں تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسے دارالقلم دمشق نے عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کیا ہے۔

۱۹- قواعد الفقہ :

یہ کتاب مولانا محمد امین الاحسان کی تصنیف ہے یہ کافی ضخیم ہے اس کی ضخامت تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں پانچ اہم ابحاث ہیں۔ (۱) پہلی بحث امام کرخیؒ کے اصولوں سے متعلق ہے، (۲) دوسری بحث مختلف فیہ مسائل کے اصول و قواعد سے متعلق ہے، (۳) تیسری بحث ان اصول و کلیات پر مشتمل ہے جو شرح السیر الکبیر، ہدایہ، الاشباہ والنظائر اور مجلۃ الاحکام میں پائے جاتے ہیں، (۴) چوتھی بحث فقہی تعریفات پر مبنی ہے، (۵) پانچویں اور آخری بحث افتاء، اصول افتاء اور مفتی سے متعلق ہے۔

اس کتاب کی ترتیب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ ہر قاعدہ کو حروف تہجی کے اعتبار سے ذکر کیا گیا ہے اور اسے مثالوں سے واضح کیا گیا ہے۔

الغرض قواعد فقہیہ پر لکھی جانے والی یہ اہم کتاب ہے۔

۲۰۔ الموجز فی اصول الفقہ :

اصول فقہ پر عربی میں اس دور میں مرتب کی جانے والی یہ نہایت جامع کتاب ہے۔ اسلامی فقہ اکیڈمی کے سکریٹری برائے سمینار مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب کی یہ تصنیف ہے۔ مولانا کو شروع ہی سے فقہ اور اصول فقہ سے گہری دلچسپی رہی ہے، آپ کی اکثر تصانیف اس کے شاہد عدل ہیں، اصول فقہ سے آپ کی دلچسپی کا بہترین مظہر ”الموجز فی اصول الفقہ“ ہے۔ اس میں آپ نے اختصار کے ساتھ عربی زبان میں اصول فقہ کے اصول وقواعد مرتب کرنے کی بہترین کوشش کی ہے۔ شیخ عبدالفتاح ابو غدہ اور حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمہما اللہ کے مقدمہ کے ساتھ یہ کتاب دار السلام قاہرہ سے شائع ہوئی ہے اور یہ کتاب ۳۵۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۱۔ السعایہ فی کشف مافی شرح الوقایہ :

شرح وقایہ فقہ کی ایسی کتاب ہے جو ہندوستان کے تقریباً تمام مدارس میں داخل نصاب ہے۔ اس کی شروحات عربی واردو میں مختلف علماء نے لکھی ہیں، لیکن عربی میں مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی کی شرح ”السعایہ فی ان سب میں ممتاز ہے۔ تحقیقی دنیا میں مولانا لکھنوی کا نام ہی کافی ہے، آپ کی باتیں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔

”السعایہ فی ان کا شمار مولانا عبدالحی لکھنوی کی بہترین تصانیف میں ہوتا ہے۔ اس میں آپ نے احکام کو تفصیلی دلائل سے ثابت کیا ہے اور اس کے ساتھ مختلف مذاہب نقل کرنے کا خاص اہتمام کیا ہے، ان سے متعلق احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ کسی بھی مسئلہ پر ہونے والے اعتراضات و اشکالات کے علمی جوابات بھی دیئے ہیں، اگر کسی مسئلہ میں کئی آراء ہیں تو ان کی طرف بھی اشارہ کرتے ہوئے راجح اور مرجوح کی وضاحت کر دی ہے۔ الغرض یہ شرح کافی

علمی و تحقیقی ہے، لیکن افسوس کہ ناتمام ہے ”فصل فی القراءۃ فی نی تک ہی یہ محصور ہے اور دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ ہندو بیرون ہند کے کچھ مطالع نے ان دونوں اجزاء کو ملا کر ایک جلد میں شائع کیا ہے۔

۲۲۔ فصول الحواشی:

اصول فقہ کی بنیادی کتابوں میں اصول الشاشی کا اہم مقام ہے اور ہند کے اکثر مدارس میں یہ کتاب بھی داخل نصاب ہے۔ فصول الحواشی، اصول الشاشی کی شرح ہے اس میں متن کی تشریح نہایت ہی وضاحت کے ساتھ کی گئی ہے، اگر کہیں عبارت بوجھل محسوس ہوتی ہے تو اس کی تشریح میں تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔ متن کے تسامحات کی طرف بھی شارح نے اشارہ کیا ہے۔ اس طرح یہ شرح، اصول الشاشی کی بہترین اور اہم شرح کہے جانے کے لائق ہے۔

۲۳۔ متفرقات:

علماء ہند کی فقہی خدمات میں متون و شروحات کے علاوہ حواشی بھی ہیں جن میں سے بعض شرح کے قائم مقام ہیں۔ چند حواشی مع حاشیہ نگار درج ذیل ہیں:

حواشی	مقالہ نگار
۱۔ حاشیہ قدوری	مولانا فیض الحسن صاحب
۲۔ حاشیہ شرح وقایہ	مولانا عبدالحی لکھنوی
۳۔ حاشیہ ہدایہ	مولانا عبدالحی لکھنوی
۴۔ حاشیہ نور الایضاح	مولانا اعجاز علی
۵۔ حاشیہ کنز	مولانا احسن نانوتوی

علاوہ ازیں ہندوستانی علماء کی تالیفات میں رسائل الارکان اور استاذ محمد اکرم ندوی کی

فقہی موسوعات اور علمائے ہند کی کاوشیں

مولانا صفدرز بیرندوی ☆

تمہید:

یہ حقیقت ہے کہ اس دور جدید میں جو بیسویں صدی کے نصف آخر سے شروع ہوتا ہے، دنیا نے ہر شعبہ میں حیرت انگیز ترقی کی ہے، اور ہر سطح پر اور ہر میدان میں انقلابی تبدیلیاں عمل میں آئی ہیں، چنانچہ اس دور میں سائنسی انقلاب کے ساتھ علمی انقلاب بھی آیا، اور علوم و فنون کی ترقیوں کے ساتھ ساتھ خود ان کو پیش کرنے میں تنوع اور جدت پیدا کی گئی، اور آج بھی علمی استفادہ کو آسان سے آسان تر بنانے کی کوششیں جاری ہیں، انسائیکلو پیڈیا کی اسلوب، نظریہ سازی کا اسلوب، رجحانات کا اسلوب، قانونی دفعات کا اسلوب وغیرہ اسی طرح کی کوششیں ہیں، عصر حاضر کے علمی انقلاب کو دیکھتے ہوئے فقہ اسلامی میں اس رجحان کو اپنانے کی ضرورت محسوس کی گئی اور مختلف حلقوں کی جانب سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا کہ انسائیکلو پیڈیا کی طرز پر فقہ اسلامی کی ترتیب جدید انجام دی جائے۔ کیونکہ موسوعات کی طرز کی خوبی یہ ہے کہ اس میں حروف تہجی کی ترتیب سے آسان زبان و اسلوب میں مسائل و معلومات یکجا کر دی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے عام اہل علم کے لیے بھی مطلوبہ معلومات تک رسائی اور استفادہ آسان ہو جاتا ہے اور اصحاب تحقیق کو اس اسلوب میں اسلاف کی محنت پر یکجا نظر ڈالنے کا موقع ملتا ہے۔

موسوعہ کو معلم، دائرۃ المعارف اور انگریزی میں انسائیکلو پیڈیا کہا جاتا ہے، لفظ

قاموس کولغت، ڈکشنری کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں اور کبھی کسی لفظ یا مصطلح کی تفصیلی توضیح و تشریح کی وجہ سے اسے موسوعہ کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ بہر حال موسوعہ یا انسائیکلو پیڈیا اس مجموعہ کو کہتے ہیں جس میں کسی علم یا فن کے تمام پہلوؤں سے متعلق معلومات دی گئی ہوں، یہ کئی موضوعات اور ذیلی عنوانات میں منقسم ہوتا ہے، جس میں کسی ایک موضوع یا ایک مضمون پر تفصیلی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

اس کی روشنی میں موسوعہ فقہیہ کی تعریف یہ ہوگی کہ یہ ایسا مجموعہ ہے جو فقہ کے تمام مبادی و مباحث کے منقولات و معقولات کا جامع ہو اور فقہ کا کوئی پہلو ذکر کرنے سے نہ رہ گیا ہو، اسی طرح اقوال و عبارتیں اولین اور مستند مصادر و مراجع سے لیے گئے ہوں۔

انسائیکلو پیڈیا فی فقہ — عہد بہ عہد:

موسوعاتی طرز کی تصنیفات کی ایک اچھی مثال فقہ حنفی کی مشہور کتاب ”فتاویٰ ہندیہ فی نی ہے، جس کی تصنیف میں ہندوستان کے جید علماء اور فقہاء نے حصہ لیا تھا اور چونکہ یہ کام اورنگ زیب عالمگیرؒ کے حکم سے اور ان کے مصارف پر ہوا تھا اس لیے اس کتاب کو ”فتاویٰ عالمگیری فی نی بھی کہا جاتا ہے۔

اسی طرح اجتماعی طرز پر تیار کئے گئے وہ فقہی قانونی مجموعے بھی ہیں، جنہیں حکومت وقت کی طرف سے لازم قرار دیا گیا اور جو خود قاضیوں اور مفتیوں کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتے تھے، مثلاً فقہی احکام کا ایک مجموعہ ”مجلۃ الأحکام العدلیۃ“ کے نام سے معروف ہے جسے فقہاء کی ایک کمیٹی نے خلافت عثمانیہ کے حکم سے تیار کیا تھا، ”مجلۃ الاحکام العدلیۃ“ کی طرح تین کتابیں اور بھی ہیں: ”مرشد الحیران فی معرفۃ أحوال الإنسان، الأحکام الشرعیۃ فی الأحوال الشخصیۃ اور العدل والإنصاف فی أحكام الأوقاف“ جن میں متعلقہ فقہی احکام کو قانونی اسلوب میں ڈھالا گیا ہے، یہ کتابیں علامہ محمد قدوری باشا کی تصنیف ہیں، لیکن کہا جاتا ہے کہ انہیں ان کتابوں کی تصنیف کے وقت دوسرے علماء کا بھی تعاون حاصل

رہا ہے۔

بہر حال موسوعہ فقہیہ کی تیاری ایک قدیم آرزو رہی ہے، اس لیے اس کی طرف بہت سارے لوگوں نے توجہ دی ہے، جو امت اسلامیہ کی ترقی کے لیے فکر مند بھی رہے اور کوشاں بھی، چنانچہ موسوعہ فقہیہ کے نظریہ کا تذکرہ شیخ محمد راعب الطباخ نے ”الإفصاح لابن ہبیرہ“ کی اشاعت کے وقت اپنے مقدمہ میں کیا تھا، اور شیخ محمد بن حسن الحجوی نے اپنے مقالہ ”منزلة الفقه في الإسلام“ کے آغاز میں اس نظریہ کو کہیں زیادہ واضح طور پر پیش کیا تھا۔ اس نئے علمی منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سب سے پہلی آواز ۱۹۵۱ء کی وہ اپیل تھی جو پیرس میں منعقد کئے گئے ”ہفتہ برائے فقہ اسلامی کانفرنس نی نی کی طرف سے کی گئی تھی، جس میں عالم اسلام خصوصاً مصر و شام کے علماء و فقہاء کی ایک جماعت شریک تھی، اس کانفرنس کی ایک سفارش ایسے فقہی موسوعہ کی تیاری کے سلسلہ میں تھی، جس میں فقہی احکام کو جدید اسلوب اور حروف تہجی کی ترتیب سے پیش کیا جائے۔

۱۹۵۶ء میں اس عالمی تاریخی فیصلہ کو رو بہ عمل لانے کے لیے باضابطہ کوششوں کا آغاز ہوا، اور دمشق یونیورسٹی کی کلیۃ الشریعہ کے تابع ایک کمیٹی نے کوشش شروع کی اور موسوعہ کے نظریہ کو عملی جامہ پہناتے ہوئے پہلا پمفلٹ اس کمیٹی کی طرف سے ”موسوعة الفقه الاسلامی - فکرتھا ومنہجھا“ کے عنوان سے دمشق یونیورسٹی سے ۱۹۵۹ء میں شائع کیا گیا، اور پھر ۱۹۶۱ء میں ایک جز بحوث موسوعہ کے نمونہ کے طور پر لوگوں کی رائے حاصل کرنے کے لیے شائع کیا گیا جسے شام و مصر کے کچھ منتخب فقہاء نے تیار کیا تھا، لیکن سب سے اہم کوشش ”جمعية الدراسات الإسلامية“ قاہرہ کی ہے، جس کے صرف دو جز شائع ہو سکے، اس کے بعد شام میں موسوعہ کے سلسلہ میں کچھ تمہیدی کام منظر عام پر آئے جیسے ”معجم فقہ ابن حزم“ اور ”دلیل مواطن البحث عن المصطلحات الفقهية“۔ مصر کی وزارت اوقاف نے ۱۹۶۱ء میں ”المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية“ کے تحت تشکیل

دی گئی مختلف کمیٹیوں کے ذریعہ موسوعہ کی تیاری کی کوشش شروع کی، لیکن اس کی طرف سے موسوعہ کی صرف پہلی جلد ۱۹۶۵ء میں شائع ہو سکی، جب کہ اس کی پندرہ جلدیں تیار ہو چکی تھیں، جو حرفِ ہمزہ نی نی کی اصطلاحات کی حدود میں ہیں، جو پہلے موسوعۃ جمال عبدالناصر کے نام سے شائع ہوئی تھیں، اور اب موسوعۃ الفقہ الاسلامی کے نام سے شائع ہو رہی ہیں۔

اس کے بعد موسوعہ فقہیہ کی تیاری اور اس کی تکمیل کے منصوبہ کو یقینی بنانے کے لیے ۱۹۶۶ء میں کویت کی وزارتِ اوقاف و اسلامی امور نی نی نے اس منصوبہ کا بیڑا اٹھایا، اور پہلے مرحلے میں پانچ سالوں پر محیط مدت کے دوران خاکہ کی تیاری کا کام مکمل کیا گیا، جس میں ”الغنی لابن قدامہ“ کا ایک فقہی معجم تیار کیا گیا اور اس کے ضمن میں پچاس بحثیں لکھی گئیں، جن میں سے صرف تین بحثیں تمہیدی ایڈیشن کے طور پر شائع کی گئیں، اور ان بحثوں پر پوری دنیا کے منتخب اہل علم سے رائے طلب کی گئی، اور یہ مرحلہ ۱۹۷۱ء کے اواخر تک جاری رہا، اس کے بعد کچھ وقفہ تک انتظار کیا گیا، تا کہ اس پر لوگوں کی مثبت یا منفی آراء سامنے آجائیں، چنانچہ اندرون و بیرون ملک کے اہل علم اور دانشوروں کی طرف سے اس عظیم منصوبہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لیے ایپیلیں اور مخلصانہ تحریریں آئیں، لہذا ۱۹۷۵ء میں بعض تمہیدی کاموں، ماہرین سے رابطہ اور باصلاحیت افراد کو اکٹھا کرنے کا باقاعدہ آغاز ہوا، یہ سلسلہ بعد کے دو سالوں تک جاری رہا، جن کے دوران تجویزیں اور آراء حاصل کی گئیں، اور اس کام کو شروع کرنے کے لیے مناسب ترین طریقہ اختیار کرنے کی غرض سے ان تجاویز پر غور و خوض کیا گیا، اور اس سلسلہ میں متعدد اقدامات کئے گئے، مثلاً ان علمی اداروں اور افراد سے دوسری مرتبہ رابطہ جن کو علم فقہ اسلامی مطالعات اور اسلامی امور سے دلچسپی ہے، اور سابقہ بحثوں میں سے مزید ۹ نمونوں کو منتخب کر کے تمہیدی ایڈیشن کے طور پر شائع کیا گیا، تا کہ مزید آراء اور تجویزیں حاصل کی جاسکیں اور پھر منصوبہ کو رو بہ عمل لانے کے لیے عملی آغاز کا اعلان کیا جاسکے۔

دوسرے مرحلہ میں یکم مارچ ۱۹۷۷ء کو موسوعہ فقہیہ کے لیے عمومی کمیٹی کی تشکیل

وزارت اوقاف کی قرارداد نمبر ۸/۷۷ کے تحت عمل میں آئی، جس کے صدر وزیر اوقاف و اسلامی امور ہیں، ان کے علاوہ مزید آٹھ ممبر ہیں جو وزارت کے اعلیٰ افسران، فقہ کے بعض ماہرین اور شعبہ قضا کے بعض مشیر کاروں پر مشتمل ہے، بہر حال اس مرحلہ میں بحثوں کی تحریر کے لیے ایک واضح خاکہ تیار کر کے اس کے مطابق کام کا آغاز کیا گیا اور اس کی نظر ثانی و توثیق کے لیے عالم اسلام کے ممتاز و ماہر فن علماء و فقہاء کی خدمات حاصل کی گئیں، اور اس طرح مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے موسوعہ فقہیہ کی جمع و ترتیب کا کام باقاعدہ اور منظم انداز میں شروع کر دیا گیا۔ اور جو مصطلحات مکمل ہو جائیں انھیں شائع کر دیا جاتا، اس طرح ۲۰۰۵ء میں تمام مصطلحات ۴۵ جلدوں میں مکمل ہو کر منظر عام پر آ گئیں۔

فقہی موسوعات اور ہندوستانی مصنفین:

اس کے تحت ہم صرف تین موسوعات کا مختصر جائزہ لیں گے، موسوعہ فقہیہ، قاموس الفقہ، بہار شریعت۔

۱۔ موسوعہ فقہیہ (اردو):

اس میں کوئی شک نہیں کہ اردو زبان اس وقت بین الاقوامی زبان کی حیثیت رکھتی ہے، اور برصغیر کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک میں بولی جاتی ہے اور اکثر و بیشتر ممالک میں اردو بولنے والوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے، مختلف موضوعات پر تمام علوم و فنون میں جس قدر سرمایہ اردو زبان میں پایا جاتا ہے وہ قابل تحسین ہے، اسلامی علوم کا ایک بڑا ذخیرہ اس زبان میں تیار ہو چکا ہے، حتیٰ کہ خود فقہ و فتاویٰ کے میدان میں بیش بہا خدمات اس زبان میں موجود ہیں، اس زبان کی وسعت و ہمہ گیری اور اہمیت کے پیش نظر یہ ضروری محسوس ہوا کہ فقہی موسوعہ کے اس عظیم سرمایہ کو اردو میں منتقل کیا جائے، چنانچہ بانی اکیڈمی حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی جرات و ہمت اور گونا گوں صلاحیتوں اور خصوصیات کی وجہ سے سن ۱۹۹۷ء میں کویت

سے شائع شدہ موسوعہ فقہیہ کے ترجمہ کا بیڑا اسلامک فکڈمی انڈیا نے اٹھایا، اور ۲۰۰۸ء میں بہت ہی خوش اسلوبی سے ترجمہ کے کام کو مکمل کر دیا۔ موسوعہ کے ترجمہ کا کام اپنے انجام تک پہنچانے میں اکیڈمی نے تقریباً ۳۴ علماء سے تعاون حاصل کیا، جن میں ۲۴ علماء نے ترجمہ، ۱۱ نے نظر ثانی اور ۹ علماء نے نظر نہائی کے فرائض انجام دیئے۔

اس موسوعہ میں تیرہویں صدی ہجری تک کے فقہ اسلامی کے ذخیرہ کو جدید اسلوب میں پیش کیا گیا ہے اور چاروں مشہور فقہی مسالک (فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی، فقہ حنبلی اور بعض مقامات پر فقہ ظاہری) کے مسائل و دلائل کو سمونے اور سمیٹنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، موسوعہ میں مختلف مسائل کو ان سے متعلق مختلف فقہی اصطلاحات و رجحانات کے ذیل میں ذکر کیا گیا ہے، نہ کہ مذاہب فقہیہ کی ترتیب سے جس کی وجہ سے کسی مسئلہ سے متعلق مختلف فقہی نقطہ نظر واضح صورت میں سامنے آ جاتا ہے، اختلاف و اتفاق کے محل متعین ہو جاتے ہیں اور تکرار مسئلہ سے بڑی حد تک تحفظ ہو جاتا ہے، ہر مسلک کے اقوال اور دلائل اسی مسلک کی مستند ترین کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں، معروضی انداز سے ہر فقہیہ کا نقطہ نظر اور اس کے دلائل موسوعہ میں شامل کئے گئے ہیں، موازنہ و ترجیح کی کوشش نہیں کی گئی ہے، دلائل کے حوالہ جات ہر صفحہ پر درج کئے گئے ہیں، نیز احادیث کی تخریج بھی کی گئی ہے۔

بڑے سائز کے چار سو ساڑھے چار صفحات پر مشتمل موسوعہ کی ہر جلد کے آخر میں سوانحی ضمیمہ شامل کیا گیا ہے، جس میں اس جلد میں مذکور فقہاء کے مختصر سوانحی خاکے مع حوالہ جات درج کئے گئے ہیں۔

اصولی مسائل اور موجودہ دور کے وہ نئے مسائل جن میں اختلاف آراء کی گنجائش ہے ان کو اصل موسوعہ میں شامل نہیں کیا گیا ہے، لیکن انہیں علاحدہ ضمیموں کی صورت میں پیش کرنے کا منصوبہ ہے، اسی طرح مذہبی بحثوں، شخصی ترجیحات اور قانون سازی جیسے موضوعات کو اس فقہی موسوعہ سے باہر رکھا گیا ہے۔

تحریر مسائل کے لیے یہ طریقہ اپنایا گیا ہے کہ کسی ایک فقہی اصطلاح یا لفظ کا پہلے لغوی پھر شرعی معنی و مفہوم بتایا جاتا ہے، پھر اس اصطلاح و لفظ یا اس سے متعلق دیگر فقہی الفاظ کے معانی و مفہیم اور ان کے باہمی فرق پر روشنی ڈالی جاتی ہے، اس کے بعد اس لفظ کے شرعی حکم اور دلائل کا ذکر ہوتا ہے، آخر میں یہ بتایا جاتا ہے کہ فقہاء کرام نے اس لفظ سے متعلق بحث کتب فقہ میں کن کن ابواب و مقامات پر فرمائی ہے۔

تمام مصطلحات کو تین خانوں میں تقسیم کیا گیا ہے: ۱- اصل، ۲- احوال، ۳- دلالہ۔ مصطلحات اصل، وہ ہیں جن میں اس فقہی اصطلاح کے تحت اس سے متعلق تمام امور مثلاً لغوی و اصطلاحی معنی کی تعریف و تشریح، متعلقہ الفاظ، آراء و دلائل اور اس سے متعلق تمام مسائل و احکام وغیرہ کا پوری تفصیل سے احاطہ کیا جاتا ہے۔ مصطلحات احوال وہ ہیں جن میں اس فقہی اصطلاح و لفظ کا بہت ہی اختصار کے ساتھ ذکر ہوتا ہے، اس اصطلاح کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور اس سے متعلق دیگر الفاظ کا ذکر کیا جاتا ہے، اور مختصراً مسائل بھی بیان کئے جاتے ہیں، بلکہ کم ہی مسائل و احکام سے تعرض کیا جاتا ہے، ان مسائل و مباحث کی تفصیل کے لیے دیگران مصطلحات کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے یا حوالہ دے دیا جاتا ہے جن میں ان مسائل پر تفصیلی بحث آچکی ہوتی ہے یا آنے والی ہوتی ہے۔ اور مصطلحات دلالہ میں ان مصطلحات کی طرف صرف رہنمائی کر دی جاتی ہے جن میں اس اصطلاح پر بحث ہوتی ہے، چونکہ دونوں اصطلاحوں میں صرف لفظی فرق ہوتا ہے، اور دونوں کا مدلول ایک ہوتا ہے اس لیے اس کی تفصیل ایک ہی اصطلاح کے تحت بیان کر دی جاتی ہے۔

موسوعہ فقہیہ کی ترتیب الف بائی رکھی گئی ہے، یعنی تمام مصطلحات کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے، یہ عمل موسوعہ کی سب سے اہم خصوصیت ہے، چونکہ اس سے ترتیب اور مسائل کی تلاش آسان ہو جاتی ہے، مصطلحات کی ترتیب کے وقت اس کی موجودہ لفظی ہیئت ترکیبی کو پیش نظر رکھا گیا ہے، نہ کہ لغوی ہیئت ترکیبی کو، جیسے لفظی فی اتلاف فی نی کا تذکرہ

”اتنی نی کے ذیل میں آئے گا، نہ کہ ”تلف نی نی کے ذیل میں، کیونکہ اس طریقہ سے مصطلحات کو پیش کرنے سے تلاش و تحقیق میں مزید آسانی پیدا ہو جاتی ہے، اسی طرح مرکب الفاظ میں ان کے اولین اجزاء کی ترتیب کا لحاظ کیا گیا ہے، پھر اس کے بعد آنے والے حروف کی باہمی ترتیب بھی پیش نظر رکھی گئی ہے، جیسے لفظ ”صلاۃ نی نی اور اس کی طرف اضافت کئے گئے الفاظ، جیسے صلاۃ الفجر اور صلاۃ التور وغیرہ۔ اس طرح پورا موسوعہ فقہیہ ۳۰۱۳ فقہی مصطلحات پر مشتمل ہے، جن میں سے مصطلحات اصلہ کی تعداد ۸۷۵، اور مصطلحات احالہ کی ۱۱۹۰، اور مصطلحات دلالہ کی تعداد ۹۴۸ ہے۔ اور پورے عربی موسوعہ فقہیہ کے مجموعی صفحات کی تعداد ۱۷۶۰۳ ہے۔ اور اردو موسوعہ فقہیہ کے صفحات کی تعداد ۱۸۵۴۵ کے قریب ہے۔ اس کا ایک اجمالی چارٹ/خاکہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

جلد	صفحات اردو/عربی	موسوعہ فقہیہ میر آنے والے اصطلاحات کی تعداد
۱	۳۹۷/۴۹۷	(آئمہ - اجزاء) = اصلہ: ۱۴ - إحالہ: ۵۲ - دلالہ: ۱۳ = ۷۹ مصطلحات
۲	۴۶۴/۶۰۷	(آجل - اذن) = اصلہ: ۲۵ - إحالہ: ۳۸ - دلالہ: ۱۷ = ۸۰ مصطلحات
۳	۴۰۶/۴۹۷	(إرادة - استظهار) = اصلہ: ۲۹ - إحالہ: ۴۱ - دلالہ: ۱۴ = ۸۴ مصطلحات
۴	۳۶۷/۴۶۲	(استعاذۃ - اشتہاء) = اصلہ: ۲۲ - إحالہ: ۳۸ - دلالہ: ۱۷ = ۷۷ مصطلحات
۵	۳۸۲/۴۹۵	(إشراف - إقالہ) = اصلہ: ۲۲ - إحالہ: ۴۸ - دلالہ: ۲۸ = ۹۸ مصطلحات
۶	۳۸۴/۴۹۹	(إقامۃ - أنساب) = اصلہ: ۲۳ - إحالہ: ۵۳ - دلالہ: ۲۶ = ۱۰۲ مصطلحات
۷	۳۷۲/۴۴۶	(إنشاء - أنیم) = اصلہ: ۱۷ - إحالہ: ۳۶ - دلالہ: ۲۷ = ۸۰ مصطلحات
۸	۳۱۴/۳۲۸	(نیر - بیطرۃ) = اصلہ: ۱۴ - إحالہ: ۴۳ - دلالہ: ۳۵ = ۹۲ مصطلحات
۹	۳۱۸/۳۲۴	(بیع - بیعہ) = اصلہ: ۱۸ - إحالہ: ۷۰ - دلالہ: ۱۴ = ۳۹ مصطلحات
۱۰	۳۶۱/۳۸۰	(تأیید - تحیات) = اصلہ: ۲۸ - إحالہ: ۳۵ - دلالہ: ۳۳ = ۹۶ مصطلحات
۱۱	۴۲۳/۴۴۶	(تخارج - تسویۃ) = اصلہ: ۲۴ - إحالہ: ۳۷ - دلالہ: ۲۳ = ۸۴ مصطلحات
۱۲	۳۷۳/۳۸۸	(تشہ - تعلیل) = اصلہ: ۲۶ - إحالہ: ۱۹ - دلالہ: ۱۲ = ۵۷ مصطلحات
۱۳	۳۴۶/۳۵۸	(تعلیم و تعلم - تلوم) = اصلہ: ۲۰ - إحالہ: ۲۴ - دلالہ: ۱۴ = ۵۸ مصطلحات

۱۴	۳۲۳/۳۳۴	(تمائل - تيمَن) = أصليہ: ۲۲۔ إجالہ: ۲۶۔ دلالہ: ۱۱ = ۵۹ مصطلحات
۱۵	۳۴۶/۳۴۶	(مَار - جمَاء) = أصليہ: ۱۰۔ إجالہ: ۳۲۔ دلالہ: ۲۴ = ۶۶ مصطلحات
۱۶	۳۸۲/۳۹۹	(جنائز - حتم) = أصليہ: ۱۶۔ إجالہ: ۱۲۔ دلالہ: ۷ = ۳۵ مصطلحات
۱۷	۳۸۰/۳۸۵	(حجاز - حفيد) = أصليہ: ۱۹۔ إجالہ: ۱۳۔ دلالہ: ۱۲ = ۴۸ مصطلحات
۱۸	۳۸۲/۳۸۵	(حقد - حيوان) = أصليہ: ۲۲۔ إجالہ: ۱۲۔ دلالہ: ۱۰ = ۴۴ مصطلحات
۱۹	۳۴۷/۳۶۸	(خاتم - خلیطان) = أصليہ: ۱۸۔ إجالہ: ۱۴۔ دلالہ: ۲۴ = ۵۶ مصطلحات
۲۰	۳۹۰/۴۰۲	(خمار - دعوۃ) = أصليہ: ۱۹۔ إجالہ: ۲۰۔ دلالہ: ۲۷ = ۶۶ مصطلحات
۲۱	۳۴۲/۳۴۰	(دفع - ذیل) = أصليہ: ۱۲۔ إجالہ: ۲۲۔ دلالہ: ۱۵ = ۴۹ مصطلحات
۲۲	۳۴۹/۳۶۸	(رأس - رفقتہ) = أصليہ: ۱۸۔ إجالہ: ۳۰۔ دلالہ: ۸ = ۵۶ مصطلحات
۲۳	۳۸۳/۴۲۶	(زقنی - زکاة الفطر) = أصليہ: ۱۵۔ إجالہ: ۱۷۔ دلالہ: ۱۰ = ۴۲ مصطلحات
۲۴	۳۹۶/۴۱۰	(زلزلۃ - سريۃ) = أصليہ: ۲۱۔ إجالہ: ۳۰۔ دلالہ: ۲۱ = ۷۲ مصطلحات
۲۵	۴۲۹/۴۰۵	(سعیۃ - شرب) = أصليہ: ۱۸۔ إجالہ: ۳۴۔ دلالہ: ۲۷ = ۷۹ مصطلحات
۲۶	۴۱۴/۴۱۵	(شرط - صرف) = أصليہ: ۲۲۔ إجالہ: ۱۵۔ دلالہ: ۳۳ = ۷۰ مصطلحات
۲۷	۴۰۵/۴۱۰	(صروۃ - صناعۃ) = أصليہ: ۲۳۔ إجالہ: ۱۱۔ دلالہ: ۳۲ = ۶۶ مصطلحات
۲۸	۴۰۵/۴۲۴	(صنچۃ - طلاء) = أصليہ: ۱۳۔ إجالہ: ۱۵۔ دلالہ: ۲۵ = ۵۳ مصطلحات
۲۹	۴۱۰/۴۱۹	(طلاق - عددیات) = أصليہ: ۱۷۔ إجالہ: ۲۰۔ دلالہ: ۲۶ = ۶۳ مصطلحات
۳۰	۳۹۹/۴۱۰	(عدل - عتۃ) = أصليہ: ۲۳۔ إجالہ: ۴۳۔ دلالہ: ۲۸ = ۹۴ مصطلحات
۳۱	۳۹۹/۴۰۹	(عموم - غیلۃ) = أصليہ: ۲۵۔ إجالہ: ۳۳۔ دلالہ: ۲۶ = ۸۴ مصطلحات
۳۲	۴۱۰/۴۳۲	(وَأر - قدوة) = أصليہ: ۲۴۔ إجالہ: ۳۹۔ دلالہ: ۴۴ = ۱۰۷ مصطلحات
۳۳	۳۹۲/۳۸۸	(قذف - قضاء) = أصليہ: ۱۴۔ إجالہ: ۱۰۔ دلالہ: ۱۰ = ۳۴ مصطلحات
۳۴	۳۷۹/۳۹۳	(قضاء الحاجۃ - کفالتہ) = أصليہ: ۱۹۔ إجالہ: ۲۸۔ دلالہ: ۳۰ = ۷۷ مصطلحات
۳۵	۴۲۷/۴۲۶	(کفایۃ - لیلۃ القدر) = أصليہ: ۲۶۔ إجالہ: ۲۶۔ دلالہ: ۱۸ = ۷۰ مصطلحات
۳۶	۴۳۳/۴۵۲	(مأتم - مرض) = أصليہ: ۳۳۔ إجالہ: ۵۴۔ دلالہ: ۵۰ = ۱۳۶ مصطلحات
۳۷	۴۳۳/۴۴۴	(مرض الموت - مصاہرۃ) = أصليہ: ۲۳۔ إجالہ: ۲۶۔ دلالہ: ۳۷ = ۸۶ مصطلحات
۳۸	۴۴۷/۴۲۷	(مصحف - مکوس) = أصليہ: ۲۲۔ إجالہ: ۳۰۔ دلالہ: ۴۳ = ۹۵ مصطلحات
۳۹	۴۸۷/۴۷۶	(ملائکۃ - میّت) = أصليہ: ۱۴۔ إجالہ: ۳۸۔ دلالہ: ۳۰ = ۸۲ مصطلحات
۴۰	۴۳۹/۴۳۷	(نائجۃ - نفاذ) = أصليہ: ۱۵۔ إجالہ: ۲۴۔ دلالہ: ۲۳ = ۶۲ مصطلحات
۴۱	۴۵۹/۴۵۱	(نفاس - نبی عن المنکر) = أصليہ: ۱۳۔ إجالہ: ۱۲۔ دلالہ: ۴ = ۲۹ مصطلحات

۳۲	۳۹۷/۳۹۸	(نواب - ودی) = اصل: ۲۲۔ احوال: ۱۷۔ دلالہ: ۹ = ۳۷ مصطلحات
۳۳	۴۳۹/۴۴۱	(ودیعہ - وضو) = اصل: ۱۱۔ احوال: ۶۔ دلالہ: ۲ = ۱۹ مصطلحات
۳۴	۲۶۱/۲۵۷	(وضیعت - وقف) = اصل: ۶۔ احوال: ۳۔ دلالہ: ۰۰ = ۱۰ مصطلحات
۳۵	۴۰۲/۳۸۸	(وکالت - یوم النحر) = اصل: ۱۸۔ احوال: ۶۔ دلالہ: ۵ = ۲۹ مصطلحات
مجموع	۱۷۶۰۳/۱۸۵۴۵	(تراجم فقہاء) (اصل: ۸۷۵) (احوال: ۱۱۹۰) (دلالہ: ۹۴۸) = ۳۰۱۳ مصطلحات

بہر حال اسلامک فقہ اکیڈمی نے اس عظیم الشان موسوعاتی ذخیرہ کو اردو زبان میں منتقل کر کے جو علمی کام ہندوستان میں انجام دیا ہے وہ یقیناً علمی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور اس پورے عظیم فقہی ذخیرہ کے زیور طبع سے آراستہ ہونے کے بعد علمی اور تحقیقی اداروں اور لائبریریوں کے لیے یہ ایک عظیم اور مفید اضافہ ہوگا۔

۲۔ قاموس الفقہ :

یہ شرعی فقہی انسائیکلو پیڈیا ۵ جلدوں پر مشتمل ہے، جو عصر حاضر کے ممتاز فقیہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی تصنیف کردہ ہے، اس قاموس کی تیاری میں کم و بیش ۲۵ سال کا عرصہ لگا، جیسا کہ مولانا نے خود ہی لکھا ہے کہ ”قاموس الفقہ فی فی کے کام کا تصور جب ذہن میں ابھر تو رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ کا زمانہ تھا۔۔۔ اور آج جب یہ آخری سطور لکھ رہا ہوں تو ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ کا آفتاب اپنی تابناک کرنوں کو سمیٹنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ۵ جلدوں کی تیاری میں پچیس سال کے قیمتی اوقات صرف ہونے سے کام کی پختگی اور معلومات کی گہرائی و گیرائی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

جلد اول میں صفحات کی تعداد ۵۴۶، اور مصطلحات کی تعداد ۴۸ ہے، جلد دوم میں صفحات کی تعداد ۵۵۰، اور مصطلحات کی تعداد ۳۷۲ ہے، جلد سوم میں صفحات کی تعداد ۵۰۸، اور مصطلحات کی تعداد ۲۰۴ ہے، جلد چہارم میں صفحات کی تعداد ۶۰۰، اور مصطلحات کی تعداد

۳۱۳ ہے، اور جلد پنجم میں صفحات کی تعداد ۶۲۰، اور مصطلحات کی تعداد ۲۲۲ ہے۔ اس طرح قاموس الفقہ کے ۲۸۴۲ صفحات میں ۱۱۵۹ مصطلحات سے بحث کی گئی ہے۔ اس کی پانچویں جلد کے اخیر میں مراجع و مصادر دیئے گئے ہیں جو ۳۶۳ سے ۳۸۲ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں، اسی طرح اخیر میں اشاریہ اور انڈیکس بھی دیا گیا ہے جو ۳۸۳ سے لے کر ۴۶۰ صفحات تک پر محیط ہے۔

پہلی جلد میں لفظ ”اللہ“ نی نی سے لفظ ”اجیر“ نی نی تک کی اصطلاحات کا ذکر ہے، دوسری جلد میں ”احتباء“ نی نی سے ”تسم“ نی نی تک پر بحث کی گئی ہے، تیسری جلد میں ”ثبات“ نی نی سے لے کر ”ریق“ نی نی تک کی اصطلاحات شامل ہیں۔ چوتھی جلد میں ”زاع“ نی نی سے لے کر ”لیلہ البراءۃ“ نی نی تک کی اصطلاحات دیئے گئے ہیں، اور پانچویں جلد لفظ ”ماء“ نی نی سے لے کر ”یوم“ نی نی تک کی اصطلاحات پر محیط ہے۔

جلد اول کے شروع میں ہی قاموس الفقہ کی پانچوں جلدوں کی فہرست عناوین دے دی گئی ہے، جو صفحہ ۵ سے صفحہ ۱۵۸ تک پر محیط ہے، اس کے بعد تقریظات، قاموس الفقہ کا تعارف، صاحب کتاب کے بارے میں، سخنہائے گفتنی، حرف آخریں، فقہی اصطلاحات، فقہ اسلامی — تعارف اور تاریخ، پیش لفظ ۴۱۰ صفحات تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد اصل اصطلاحات کی بحث ۴۱۱ سے شروع ہوتی ہے جو پہلی جلد کے ۵۴۶ صفحات تک چلے گئے ہیں۔ قاموس الفقہ کے مطالعہ سے کئی چیزیں ابھر کر سامنے آئیں، مثلاً:

- ۱- مصنف نے موسوعاتی اسلوب کی رعایت کی ہے اور اپنی پوری تحریر میں سلاست و روانی کو برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔
- ۲- مصطلح کے ذیل میں تفصیلات ذکر کرنے میں ہندوستانی مزاج کو بھی نظر رکھا گیا ہے۔
- ۳- مصطلح کی تشریح کے دوران قاری کے ذہنی سطح کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

- ۴- متداول اور رائج مصطلحات کو زیادہ سے زیادہ سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔
- ۵- متروک مصطلحات یا بھرتی کے مصطلحات کو ذکر کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔
- ۶- مصطلح کی تشریح میں بے جا طوالت سے بچنے کی کوشش کی گئی ہے، البتہ جن مسائل سے آدمی عام طور پر دوچار ہوتا رہتا ہے ان میں مصنف نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور شرعی رہنمائی پیش کی ہے۔
- ۷- مسائل اور متقدمین کی آراء کو پیش کرتے وقت مرعوبیت کو حاصل نہیں ہونے دیا گیا ہے، بلکہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اپنا موقف اور اپنی رائے واضح طور پر پیش کیا ہے اور اسے مدلل طور پر بیان کیا ہے۔
- ۸- بعض مسائل کو بیان کرتے وقت مولانا کی اجتہادی شان واضح طور پر نظر آتی ہے۔
- ۹- مسائل کو بیان کرتے وقت مکمل طور پر شرعی رہنمائی کی ہے تاکہ عام لوگوں کو ان پر عمل کرنے میں کوئی تذبذب نہ ہو۔
- ۱۰- عام طور سے مسائل میں حنفی فکر کو واضح اور نمایاں کر کے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ان تمام کی مثالیں طوالت کے خوف سے چھوڑی جا رہی ہیں، انشاء اللہ آئندہ ان پر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے گی۔

قاموس الفقہ کی تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ دوران مطالعہ یہ چیز بھی سامنے آئی کہ ”اللہ فی نی تقریظات اور تعارف کے صفحات تلے دہتا ہوا سامحوس ہوا۔ اور تجویز دینے کی خواہش ہوئی کہ فہارس اور تعارف و تقریظات کو الگ کر کے شائع کیا جائے اور اصل کتاب کے ساتھ مولانا کا صرف مقدمہ ”فقہ اسلامی“ تاریخ اور تعارف فی نی ہی کافی ہے، جو بہت ہی مفصل، معلوماتی ہے اور جس میں فقہ اسلامی ایک امتیازی شان اور انوکھے اسلوب میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔

اسی طرح عربی عبارتوں کو پھر سے دیکھنے کی ضرورت ہے کہ جلد اول صفحہ ۳۴۲ پر ایک عبارت اس طرح نظر آئی: عاب التفتہ قوم لا عقول لہم أن لا یری ضوءہا من لیس ذابصر - وما علیہ اذا عابوہ من ضرر ماضر شمس الضحیٰ وہی طالعة - غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شعر ہے اور اس کی ترتیب الٹ گئی ہے، اور جسے شاید اس طرح ہونا چاہئے:

عاب التفتہ قوم لا عقول لہم وما علیہ اذا عابوہ من ضرر
ماضر شمس الضحیٰ وہی طالعة أن لا یری ضوءہا من لیس ذابصر

۳- بہار شریعت:

مفتی محمد امجد علی اعظمی قادری رضوی کی یہ تصنیف ۴ جلدوں سے پھیل کر ۲۰ جلدوں کی انسائیکلو پیڈیا کی صورت اختیار کر لی ہے۔ ایک غیر سیاسی تحریک ”دعوت اسلامی فی فی کے نام سے ہے، جس کے بانی مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی ہیں۔ اس تحریک کے تحت ایک تحقیقی مجلس ”المدینۃ العلمیۃ فی فی کے نام سے قائم کی گئی جس کے تحت قائم پانچ شعبوں میں سے پانچواں شعبہ ”شعبہ تخریج فی فی نے اس کتاب کو تحقیق و تخریج کے بعد ۲۰ جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اور ناشر کی جگہ پر ”مکتبۃ المدینۃ فی فی کراچی کا نام مذکور ہے۔

ان ۲۰ جلدوں میں جن احکام و مسائل سے بحث کیا گیا وہ کچھ اس طرح ہیں:

- حصہ ۱- اسلامی عقائد (۱۴۳ صفحات)
- ۲- احکام و مسائل طہارت (۱۲۳ صفحات)
- ۳- احکام و مسائل نماز (۱۹۳ صفحات)
- ۴- احکام و مسائل نماز (۲۳۹ صفحات، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء)
- ۵- احکام و مسائل زکوٰۃ و روزہ۔
- ۶- احکام و مسائل حج و زیارت۔

- ۷— احکام و مسائل نکاح
- ۸— احکام و مسائل طلاق
- ۹— احکام و مسائل عتق، قسم، منت، حدود، تعزیر، جہاد، جزیہ، مرتد
- ۱۰— احکام و مسائل لقطہ، مفقود، شریکت، اوقاف، مسجد، قبرستان، متولی (۱۷۲ صفحات)
- ۱۱— احکام و مسائل خرید و فروخت (۲۸۳ صفحات)
- ۱۲— احکام و مسائل کفالت، حوالہ، قضا، گواہی، وکالت
- ۱۳— احکام و مسائل دعوی، حلف، اقرار، صلح
- ۱۴— احکام و مسائل مضاربہ، ودیعت، عاریت، ہبہ، اجارہ
- ۱۵— احکام و مسائل بلوغ، حجر، ماذون، شفعہ، قربانی، عقیقہ
- ۱۶— احکام و مسائل حظ و اباحت
- ۱۷— احکام و مسائل تحری، احیاء موات، شرب، اشربہ، شکار
- ۱۸— احکام و مسائل جنایات، قصاص، دیت، حادثات
- ۱۹— احکام و مسائل وصیت
- ۲۰— احکام و مسائل میراث

جگہ جگہ نظر ڈالنے سے یہ محسوس ہوا کہ یہ انسائیکلو پیڈیا علمی کے ساتھ ساتھ مناظرانہ اسلوب بھی لیے ہوئے ہے، اور بعض مقامات پر تو اہلسنت والجماعت کے بعض گروپوں کو کفر و شرک تک پہنچا کر چھوڑا ہے، ویسے عمومی طور پر مسائل پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

۴- کتب فتاوی:

اسی طرح ہمارے اکابر کے کتب فتاوی بھی اور دیگر فقہی موضوعات پر لکھی گئی کتابیں اپنے موضوعاتی تنوع کے اعتبار سے کسی انسائیکلو پیڈیا سے کم نہیں ہیں۔ انہیں بھی موضوع بحث

اسلامک فقہ اکیڈمی اور نئے مسائل کا حل

مولانا محمد نصر اللہ ندوی ☆

اجتماعی اجتہاد کی کوششیں اور اسلامک فقہ اکیڈمی:

وطن عزیز میں جدید مسائل کو حل کرنے کیلئے اجتماعی غور و فکر اور اجتہاد کی شاندار روایت ملتی ہے۔ ماضی میں فتاویٰ عالمگیری کی تدوین اجتماعی کوشش کا نتیجہ تھی۔ آزادی کے بعد یہاں پیدا ہونے والے جدید مسائل یہاں کے حالات کی رعایت کے ساتھ حل کرنے کی اجتماعی کوشش کی پہلی مثال مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء ہے، جس کا قیام مشہور مفکر و عالم دین مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی تحریک پر ۱۹۶۳ء میں ہوا تھا۔ ۱۹۷۰ء میں مسلمانوں کی مشہور تنظیم جمعیتہ علمائے ہند کے تحت مولانا محمد میاں نے ادارہ مباحث فقہیہ کی بنیاد رکھی۔ ان دونوں اداروں کی رفتار ابھی سست رویا تقریباً موقوف تھی کہ ہندوستان کے افق پر اسلامک فقہ اکیڈمی کا آفتاب پوری شان و شوکت کے ساتھ طلوع ہوا جس کی ضیاء پاش کرنوں نے پورے ملک کو جگمگا دیا۔ اور یہاں کے علمی سمندر کی خاموش سطحوں میں تموج پیدا کر دیا۔ اس کے مؤقر سمیناروں نے تاریخ اسلام کی ابتدائی دور کی یاد تازہ کر دی۔ اس کی کوششوں سے زندگی میں توانائی آئی۔ سوچنے اور غور و فکر کرنے کا انداز بدلا۔ اہل علم ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔ مسلک کے فاصلے مٹنے لگے۔ علماء اور دانشوران ایک دوسرے کے ساتھ شانہ بشانہ نظر آنے لگے۔ اور ہر ایک نے دوسرے کی اہمیت کو سمجھا۔ اس طرح فقہ اسلامی کا اجتہادی کارواں چل پڑا (عصر حاضر

کے مسائل، ان کا حل اور مسئلہ اجتہاد ص ۳۱۰)۔

اسلامک فقہ اکیڈمی، تعارف و خدمات:

یہ اس وقت وطن عزیز میں اجتماعی اجتہاد کا ایک مشہور اور معتبر ادارہ ہے۔ اسکی شہرت ہندوستان سے نکل کر عالم عربی، افریقہ اور امریکہ وغیرہ دنیا کے مختلف خطوں میں پہنچ چکی ہے۔ اس کے سمیناروں میں عالمی شہرت کی حامل شخصیات شریک ہوتی ہیں۔ اس کے فیصلوں کو دیگر ممالک میں بھی قبولیت حاصل ہے۔

اکیڈمی نے اپنے قیام کے مختصر عرصہ میں بڑی فعالیت، منصوبہ بندی اور وسیع تیاری نیز مجتہدانہ بصیرت کے ساتھ ملک کے مختلف شہروں میں اکیس عالمی سمینار منعقد کئے اور تقریباً ستر اہم و جدید موضوعات پر فیصلے لیے گئے۔

اکیڈمی کا قیام ۱۹۸۹ میں ہوا۔ اس کا ابتدائی خاکہ مسلم پرسنل لا کے اجلاس کے موقع پر حیدر آباد میں حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلامی نے اپنے چند رفقاء کے ساتھ مل کر بنایا تھا۔ بعدہ پھلواری شریف پڑنے میں حضرت قاضی صاحب نے باضابطہ ادارہ قائم کیا اور اس کا نام مرکز البحث العلمی رکھا۔ اسی نام کے تحت دہلی کے انسٹی ٹیوٹ آف انجکٹیو اسٹڈیز کے تعاون سے پہلا فقہی سمینار حضرت قاضی صاحب^۲ اور ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب کے مشترکہ تعاون اور جدوجہد سے منعقد ہوا۔

ہندوستان میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا سمینار تھا جس میں ملک کے تمام اکابرین، ممتاز علماء و مفتیان کرام اور مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے اہل علم ایک ساتھ جمع تھے۔ ان کے شانہ بشانہ جدید علوم کے ماہرین بھی شریک سمینار تھے۔ عالم عرب کے متعدد فضلاء و فقہاء بھی رونق سمینار تھے۔ مکمل علمی تیاری کے نہایت خوشگوار علمی فضاء میں چار دنوں تک مناقشہ کا سلسلہ جاری رہا۔ اعضاء کی پیوند کاری، برتھ کنٹرول اور پگڑی، اس اولین سمینار کے موضوع تھے۔ ماہرین کی توضیحات اور تصویر مسئلہ علماء اہتمام کے ساتھ سن رہے تھے، اور بلا تکلف اپنی

رائے ان معلومات کے مطابق دے رہے تھے۔ اور ماہرین علماء کے بیان کردہ حکم شرعی کو بسرو چشم قبول کر رہے تھے۔ اس طرح یہ پہلا سمینار اختتام پذیر ہوا اور پورے ملک میں اسکی خبر پھیل گئی۔ ہر طرف سے اسکی تحسین و ستائش ہونے لگی۔ اسکے سنجیدہ انداز بحث، آزادانہ علمی نقاش اور علماء و دانشوروں کے ساتھ ساتھ مختلف فقہی مسالک و رجحانات کی نمائندگی کو لوگوں نے وقت کی آواز اور ضرورت قرار دیا۔

پہلے سمینار کے بعد ضرورت محسوس کی گئی کہ ”مرکز البحث العلمی فی فی کا دائرہ وسیع کیا جائے؛ چنانچہ اس کو ”مجمع الفقہ الاسلامی فی فی کا نیا قالب دیا گیا۔ جون ۱۹۸۹ میں باضابطہ اس کا رجسٹریشن کرایا گیا اور ملک کے ممتاز علماء اور اہم شخصیات میں سے سترہ افراد پر مشتمل اس کا بورڈ آف ٹرسٹیز بنایا گیا (بحث و نظر، مجاہد نمبر، ص ۸۵ تا ۸۷)۔

اسی وقت سے مجمع الفقہ الاسلامی (اسلامک فقہ اکیڈمی) کا سمینار تقریباً ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ ایک سمینار میں تین چار موضوعات زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ اس کا اکیسواں سمینار جامعہ اسلامیہ بخاری، اندور میں منعقد ہوا۔ جس میں نشہ آور اشیاء، خلع اور فسخ نکاح اور نکاح اور نکاح کے موضوعات پر فیصلے کئے گئے۔

اکیڈمی کے ان سمیناروں میں جو مقالات پیش کئے گئے ان کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے۔ دینی مراکز اور مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے جن اہل علم اور اصحاب افتاء نے شرکت کی ہے مجموعی طور پر ان کی تعداد پانچ سو سے زائد ہے۔ بیرون ملک سے سمینار میں شریک ہونے والے فضلاء کی تعداد تیس سے زائد ہے (عصر حاضر کے مسائل، ان کا حل اور مسئلہ اجتہاد ص ۳۱۲)۔

اکیڈمی کے موضوعات بحث و تحقیق:

اسلامک فقہ اکیڈمی کی جانب سے اب تک اکیس فقہی سمینار منعقد کئے گئے۔ اور ان میں متنوع موضوعات پر غور و خوض کرنے کے بعد اجتماعی فیصلے لیے گئے۔ جن موضوعات پر اب

تک فیصلے کئے گئے وہ درج ذیل ہیں:

ضبط ولادت، (پہلا سمینار ۱۹۸۹ء، دہلی) پگڑی، اعضاء کی پیوند کاری، کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت، مہر، سود سے متعلق مسائل، بینک انٹرسٹ، تجارتی سود اور اسلامی شریعت، بین الاقوامی تجارت پر سود، غیر سودی بکاری کے لیے پروجیکٹ کی تیاری، دارالاسلام، دارالحرب اور مختلف ممالک کی حیثیت کا تعین، (دوسرا سمینار ۱۹۸۹ء، دہلی) بینک کاری، ضرورت، رہنما خطوط، مرابحہ، غیر سودی امدادی سوسائٹیاں، حقوق کی بیع، دینی و عصری اداروں کے طلبہ کی بابت تجاویز، (تیسرا فقہی سمینار، بنگلور ۱۹۹۰ء) انشورنس، اسلامی بینکنگ کا مسئلہ، دو ملکوں کی کرنسی کا ادھار تبادلہ (چوتھا فقہی سمینار حیدر آباد، ۱۹۹۱ء) انشورنس حاجت اصلیہ، دین (قرض) کی زکاة، تجارت میں پیشگی دی ہوئی قیمت اور کرایہ، دوکان و مکان میں دی گئی ڈپوزٹ رقم پر زکاة، ہیرے و جواہرات پر زکاة، پراڈونٹ فنڈ پر زکاة و وظیفہ طلبہ، حیثیت سفراء و محصلین اور مہتمم مدرسہ، اموال مدرسہ، کمیشن پر زکاة، مال حرام کی زکاة، فی سبیل اللہ سے کیا مراد ہے؟ (پانچواں فقہی سمینار اعظم گڈھ، ۱۹۹۲ء) عشری و خراجی اراضی، ادائیگی خراج کا طریقہ اور خراج سے سرکاری محصول کی منہائی، زمینی پیداوار، درخت و سبزیوں پر عشر مزراعت والی کاشت عشر، اخراجات زراعت کی منہائی نصاب، کھانا، مچھلی و ریشم پر عشر، مکان چھت، گرد و پیش کی افتاد اراضی اور اراضی اوقاف پر عشر، اسلامی مالیاتی ادارہ اور کمپنیز کے شیرز (چھٹا فقہی سمینار عمر آباد، ۱۹۹۳ء) ضرورت و حاجت، مشینی ذبیحہ (ساتواں فقہی سمینار، بھروچ، گجرات ۱۹۹۵ء) طبی اخلاقیات اور اطباء کے فرائض، اسلامی نقطہ نظر سے اطباء کے لیے ضابطہ اخلاق کی تدوین، ایڈز، عرف و عادت، عرف کی حقیقت اور اس کے مختلف قسمیں، عرف کے معتبر ہونے کی شرطیں، عرف اور شرعی دلائل میں تعارض، عرف کی تبدیلی سے حکم میں تبدیلی، اشراط فی النکاح، یوپی زمینداری ایکٹ کی بابت تجاویز (آٹھواں فقہی سمینار، علیگڈھ ۱۹۹۵ء) شیرز کی شرعی حیثیت، پانی میں رہتے ہوئے مچھلی کی بیج، قبضہ سے پہلے خرید

وفروخت، مشینی ذبیحہ (نواں فقہی سمینار، جے پور ۱۹۹۶) مسائل اوقاف، حج و عمرہ کے مسائل، بیع بالتقسیت، کلوننگ، اعلامیہ برائے اتحاد امت (دسواں فقہی سمینار، ممبئی ۱۹۹۷) نکاح میں ولایت کے مسائل، نکاح میں کفالت کے مسائل، ضعف احادیث کے احکام (گیارہواں فقہی سمینار، پٹنہ ۱۹۹۹) اختلاف ائمہ کی شرعی حیثیت، طلاق سکران، انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ (بارہواں فقہی سمینار، بستی، ۲۰۰۰) انقلاب ماہیت، اموال زکاۃ کی سرمایہ کاری، جبری شادی، جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عقود و معاملات کا شرعی حکم، جہیز کی حرمت، مسجد کی شرعی حیثیت (تیرہواں فقہی سمینار، بلج آباد ۲۰۰۱) مسلم و غیر مسلم کے تعلقات، اسلام اور امن عالم، عصری مشکلات کے حل کے لیے وقف کا قیام، جلاٹین اور دیگر کیمیا وی اشیاء کا کھانے پینے میں استعمال (چودہواں فقہی سمینار حیدر آباد ۲۰۰۲) انشورنس، بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ، ڈی، این، اے ٹسٹ، جنیٹک سائنس، (پندرہواں فقہی سمینار، ۲۰۰۶، میسور) رمی ہمارا مسئلہ، نیٹ ورک مارکیٹنگ، موت کی حقیقت اور مصنوعی آلہ تنفس، (سولہواں فقہی سمینار، ۲۰۰۷، اعظم گڑھ) مسافت سفر کا آغاز، جائے ملازمت کا حکم، روزہ میں جدید طریقہ علاج کا استعمال، (سترہواں فقہی سمینار ۲۰۰۸، برہان پور) قیدیوں کے حقوق، تعلیمی قرض، خواتین کی ملازمت (اٹھارواں فقہی سمینار، ۲۰۰۹، مددورائی) تورق کا مسئلہ، کاروبار میں والد کے ساتھ اولاد کی شرکت، موجودہ کرنسی کی شرعی حیثیت، (انیسواں فقہی سمینار، ۲۰۱۰) (گجرات) مختلف النوع ملازمتیں، آبی وسائل، مشترکہ و جداگانہ خاندانی نظام، تفریح و سیاحت، اسکے احکام و شرعی ضوابط، (بیسواں فقہی سمینار ۲۰۱۱، رامپور) نشہ آور اشیاء، احکام و مسائل، خلع اور فسخ نکاح، تکافل (اکیسواں فقہی سمینار ۲۰۱۲ جامعہ اسلامیہ بخاری، اندور)۔

اکیڈمی کے فیصلے:

یہ اکیڈمی کے ذریعہ سمیناروں میں غور و خوض کے لیے اختیار کئے گئے موضوع

ہیں۔ ان پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ موضوعات کے انتخاب میں توازن کو برقرار رکھا ہے۔ زندگی کے مختلف میدانوں کے موضوعات اختیار کئے گئے ہیں، تاکہ سماج کے ہر طبقہ اور ہر میدان سے جڑے لوگوں کے مسائل پر غور و خوض اور فیصلہ ہو سکے۔

اکیڈمی کے ذریعہ اختیار کئے گئے موضوعات کی تعداد ساٹھ سے متجاوز ہے۔ ان میں ان مسائل کو زیادہ غور و خوض کا موضوع بنایا گیا جو زیادہ شدت کے ساتھ اور زیادہ بڑے پیمانہ پر مسلم معاشرہ کو درپیش تھے۔

اکیڈمی نے اب تک نئے مسائل کے حل میں جو کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں، وہ بلاشبہ لائق تحسین اور قابل ستائش ہیں؛ تاہم اکیڈمی کے سامنے اب بھی نئے چیلنجز اور مسائل درپیش ہیں جو فوری حل کے طالب ہیں۔ یہ مسائل پہلے کے مقابلہ کئی گنا زیادہ اور نازک ہیں؛ اس لیے ابھی کسی منزل پر پڑاؤ، یا ٹھہراؤ کی گنجائش نہیں ہے؛ بلکہ ہر منزل پر تازہ دم ہو کر آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔

خوش آئند بات ہے کہ اکیڈمی کے علمی سفر میں جوانوں کا جوش و خروش اور بوڑھوں کا ہوش و دنوں دوش بدوش ہیں؛ اس لیے یہ امید کی جاتی ہے کہ اکیڈمی کا کارواں پورے آب و تاب اور شان و شوکت کے ساتھ رواں دواں رہے گا۔ اور اجتماعی اجتہاد کے افق پر ایک روشن سورج بن کر چمکتا رہے گا، اور نوپیش آمدہ مسائل میں ملت اسلامیہ کو اپنی بصیرت افروز رہنمائی سے سرفراز کرتا رہے گا۔

موسوعہ فقہیہ - ایک تعارف

مولانا محمد نوشاد عالم ندوی، قاسمی ☆

اسلامی قوانین جسے ہم ٹی ٹی فقہ اسلامی ٹی ٹی کہتے ہیں، کئی مذاہب فکر اور مکاتب و مسالک میں بٹے ہوئے ہیں، اور ان میں سے ہر مکتب فکر تنہا اس تہذیب عجیب کی یلغار کا مواجہہ کرنے سے قاصر نظر آ رہا ہے، چنانچہ ضرورت تھی کہ تمام فقہی - خاص طور پر مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکیہ، حنابلہ و ظاہریہ) کا انسائیکلو پیڈیا Encyclopedia of aslamic jurisprudence مرتب کیا جائے، تاکہ اس سے ہر شخص آسانی استفادہ کر سکے، نیز جو دور جدید میں، جدید طرز اسلوب پر مسائل کا کافی و شافی حل پیش کر سکے۔

چنانچہ اسلامی ممالک خاص طور پر مصر و شام، سعودی عرب، عراق، خراسان، سمرقند و بخاری، ہندوستان و پاکستان، جو فکر اسلامی کے مرکز تصور کیے جاتے رہے ہیں، جہاں کثیر تعداد میں علماء نے اس سلسلے میں بیش بہا، کتابیں وراثت میں چھوڑی ہیں، میں اسکی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، اور ہر فقیہ کی یہ دیرینہ خواہش تھی کہ ایک ٹی ٹی فقہی موسوعہ ٹی ٹی مرتب کیا جائے، اسی کے پیش نظر سب سے پہلے ۱۹۷۷ء میں ”لاباوی“ میں منعقد وکلاء اور دانشوروں نے مصادر قوانین سازی میں ”فقہ اسلامی ٹی ٹی کو ایک اہم مصدر تصور کیا۔

پھر ۱۹۴۸ء میں ”پیریس ٹی ٹی میں ”انٹرنیشنل وکلاء کانفرنس ٹی ٹی میں تشریح اسلامی اور دوسری تشریعات میں تقابلی مطالعہ کرنے کے لیے وکلاء کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، تاکہ دنیا

کو اس عظیم خزانہ سے فیضاب ہونے کا موقع فراہم ہو سکے۔

چنانچہ ۱۹۵۱ء میں ”پیریس نی نی میں منعقد دوسرے انٹرنیشنل کانفرنس برائے ”قوانین کا تقابل و توازن“ نے یہ تجویز پاس کی کہ ”فقہ اسلامی“ ایسے قوانین کا مجموعہ ہے، جس کی نظیر دنیا نہیں پیش کر سکتی، نیز یہ بھی کہ اس میں مذاہب فقہیہ کا ئی اختلافِ مفاہیم و معلومات“ اصول قانون کا ایک بیش بہا خزانہ ہے، اور یہ کہ ئی فقہ اسلامی نی نی ہی حیاتِ مستجدہ کی تمام ضروریات کا حل پیش کر سکتا ہے، لیکن فقہی کتابیں ایک خاص علمی و منطقی اسلوب اور قدیم طرزِ تحریر کی حامل ہیں، اس سے استفادہ ہر کسی کے بس کا نہیں ہے، اس لیے اس کانفرنس میں یہ اعلامیہ جاری کیا گیا کہ فقہ اسلامی کا معجم تیار کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، جو فقہی مباحث و مسائل کو عام فہم اور سہل و شگفتہ اسلوب میں مرتب کرے۔

۲۔ موسوعہ فقہیہ اور ہندوستان:

فقہی انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب و تدوین کی آرزو ایک مدت سے مسلمانوں کی دلی تمنا تھی، جسے شرمندہ تعبیر کرنے کی دنیائے اسلام کے مختلف افراد اور اداروں نے کوششیں کیں، لیکن اس سلسلہ میں کی جانے والی وہ کوششیں بار آور نہ ہو سکیں۔

ہندوستان میں اس سلسلہ میں سب سے پہلی کوشش ”اورنگ زیب عالمگیر کی زیر سرپرستی کی گئی، چنانچہ ”فتاویٰ ہندیہ نی نی اس کا زندہ جاوید شاہد ہے، لیکن وہ موسوعہ کی خصوصیات کا حامل نہیں ہے، اسی طرح بعد کے دور میں بہت ساری فقہی کوششیں سرزمینِ ہند میں ہوتی رہی ہیں، جس کے نتیجے میں فقہ و فتاویٰ کی بڑی بڑی ضخیم جلدیں وجود میں آئیں، لیکن وہ دلی تمنا پوری نہیں ہو پائی، جو ”فقہی انسائیکلو پیڈیا نی نی کے سلسلہ میں دلوں میں اگلڑائیاں لے رہی تھی۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے ”موسوعہ فقہیہ کویتہ“ کے اردو ترجمہ کا کام انجام دے کر ”فقہ اکیڈمی آف انڈیا نی نی نے گویا ہندوستان کی طرف سے اس فرضِ کفایہ کو ادا کر دیا جو ان کے علماء کے کندھوں پر تھا۔

زیر بحث مقالہ میں ”موسوعہ فقہیہ کویتہ نی نی کا ایک تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

۳۔ موسوعات فقہیہ کسے کہتے ہیں؟

موسوعہ فقہیہ ایسا مجموعہ ہے جو فقہ کے تمام مبادی و مباحث کے منقولات و معقولات کا اس قدر جامع و مانع ہو کہ فقہ کا کوئی موضوع تشنہ نہ رہ گیا ہو، نیز اقوال مستند مراجع و مصادر کے ساتھ درج کیے گئے ہوں۔

موسوعہ فقہیہ، دوسرے مدونات، مطولات اور امہات مراجع فقہ سے اس طور پر منفرد ہوتا ہے کہ وہ موسوعہ کی تمام خصوصیات یا اکثر خصوصیات کے حامل نہیں ہوتے ہیں، مثلاً جامعیت و شمولیت، مصطلحات کی ”الف بائی نی نی“ ترتیب، عام فہم اسلوب نگارش، اقوال میں موازنہ و مقارنہ نہ کرنا، معتبر و مستند مراجع پر استناد وغیرہ، اسی طرح ”موسوعہ فقہیہ“ معاجم و مفہر سات سے، تشریح و توضیح کلمات کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔

نیز ”موسوعہ فقہیہ نی نی مسلم سوسائٹی کے تمام مسائل و پرالہمس کا بھی حل پیش کرتا ہے، جس طرح عقائد و عبادات، معاملات، اخلاق و آداب اور تہذیب و ثقافت پر تفصیلی معلومات پیش کرتا ہے۔

۴۔ موسوعہ فقہیہ کی خصوصیات و امتیازات:

موسوعہ، معلمہ، انسائیکلو پیڈیا، دائرۃ المعارف کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:

- ☆ جامعیت و ہمہ گیریت۔
- ☆ مرتب علی حروف تہجی۔
- ☆ آسان و سلیس اسلوب بیان۔
- ☆ متداول و قابل اعتماد مراجع و مصادر سے مستنبط۔
- ☆ مباحث و مسائل اور معلومات کے بیان میں مکمل ربط۔

☆ سہل ترتیب۔

☆ موازنہ و مقارنہ سے احتباب۔

☆ جدت و ندرت۔

۵۔ موسوعہ فقہیہ کی اہمیت:

انسانوں کے لیے فلاح دارین دین اسلام پر عمل پیرا ہونے میں ہی ہے، اسلام پر عمل کرنے کے لیے اسلامی علوم میں سے جس شاخ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، وہ علم فقہ ہے، کیونکہ علم فقہ ہی انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی مسائل کا جزئی و فروعی مسائل کا حل پیش کرتا ہے، فقہ ہی کے ذریعہ انسان اشیاء کی حلت و حرمت، طہوریت و عدم طہوریت معلوم کر سکتا ہے، گویا فقہ کی ضرورت انسان کو پانی و کھانے سے بھی زیادہ ہے، اسی کے پیش نظر اس پر آشوب و پر فتن دور میں نت نئے مسائل کے حل کے لیے ایک فقہی انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia of Islamic jurisprudence) کی اشد ضرورت تھی۔

۶۔ فقہی انسائیکلو پیڈیا / موسوعہ فقہیہ کے اغراض و مقاصد:

اس کے بے شمار اغراض و مقاصد ہیں، جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں:

- ☆ امت مسلمہ، نیز اسلامی کتب خانوں کو ان فقہی خزانوں کو ایسا نایاب تحفہ پیش کرنا، جس کی تشکیل و ساخت عمدہ ہو، مباحث و موضوعات کے بیان میں گہرائی ہو، فکر و نظر میں اجتماعی جدوجہد کا حامل ہو۔
- ☆ اعلیٰ تعلیم و تشریع کے میدان میں متخصصین و محققین کو دراسات شرعیہ کی تحقیق و تنقیح کے میدان میں براہ راست اصل مراجع و مصادر سے رجوع و استفادہ کے مواقع فراہم کرنا
- ☆ فقہی سرمایہ کی ترتیب و پیش کش جدید انداز میں کرنا، تاکہ اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔

- ☆ قضایا معاصرہ کے حل میں اصل مراجع و مأخذ سے مراجعت کو آسان کرنا۔
- ☆ آئین و قوانین کی شریعت اسلامیہ کے مطابق تشکیل جدید کرنا، اور تمام شعبہ جات کو اس پر منطبق کرنا۔
- ☆ دیگر علوم و فنون کی طرح فقہ اسلامی کو نئے اسلوب و طرز بیان اور اچھوتے انداز میں پیش کرنا۔
- ☆ مالیاتی اداروں، بینکوں کو روایتی تطبیقات کے مقابلہ میں جدید اصطلاحات سے متعارف کرانا۔
- ☆ طبی دنیا میں آئے دن آنے والی نئی تحقیق سے متعلق احکامات و مباحث پیش کرنا۔
- ☆ فقہ اسلامی کو روایتی کتابوں سے موسوعات میں منتقل کرنا۔
- ☆ انٹرنیشنل کانفرسوں اور قوانین و آئین سازی کے موازنہ و مقارنہ کے میدان میں فقہ اسلامی کی اہمیت اجاگر کرنا۔
- ☆ مختلف فقہی مذاہب کے درمیان غیر جانبدارانہ مقارنہ و موازنہ کے ذریعہ ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کی اہمیت پر زور دینا۔

۷۔ تدوین موسوعہ فقہیہ کے اسباب و محرکات:

اس کو دو حصوں میں تقسیم جاسکتا ہے:

الف: موضوعی اسباب - ب: تاریخی اسباب۔

الف: موضوعی اسباب :

- ☆ چونکہ فقہی مدونات سے کما حقہ مستفیض ہونا ہر کس و ناکس کے بس میں نہیں ہے، خاص طور پر جزییات و فروعات کو سمجھنے میں بے انتہا دشواریاں ہوتی ہیں، جس سے اس میدان میں غوطہ زن افراد بخوبی واقف ہیں۔

- ☆ ”قدیم مدونات نی نی موضوع کے مناسبت سے باب در باب ہیں، مصطلحات یعنی عناوین رنسیہ کے طور پر نہیں ہیں۔
- ☆ اسلوب بیان پیچیدہ، قدیم اور منطقی ہے۔
- ☆ کچھ رموز و اشارات ایسے ہیں جن سے اکثر لوگ ناواقف ہیں، گا ہے بگا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فقہ اپنے تدوینی دور کے لیے خاص تھا۔
- ☆ بعض غیر مسلم محققین کا شریعت اسلامیہ کے سلسلے میں غیر منصفانہ نظریہ ایک تو مستشرقین کے تحقیق شدہ مسودہ پر حد درجہ اعتماد، دوسرے اصل مراجع و مأخذ تک عدم رسائی یا علمی بے بضاعتی، یا اندرونی بغض و حسد کی وجہ سے پیدا ہوا۔ مذکورہ بالا موضوعی اسباب ہیں۔

ب : تاریخی اسباب و محرکات :

تدوین موسوعہ فقہیہ کا تاریخی پس منظر اس تجویز و قرار داد سے شروع ہوتا ہے جو ”انٹرنیشنل اکیڈمی برائے موازنہ قوانین نی نی کی دوسری کانفرس ہے، جو ۱۹۵۱ء میں پیریس میں ہوئی تھی، جس کا عنوان تھا ”ہفتہ برائے فقہ اسلامی نی نی جس میں دنیا کے بیشتر ممالک کے اسکالرس، خاص طور پر مصر و شام کے ماہرین فقہ شریک تھے، جس میں پانچ اہم موضوع پر جامع بحث و مباحثہ ہوئے اور فقہ اسلامی کو بہت سراہا گیا، اور اس بات پر زور دیا گیا کہ فقہ اسلامی کو انسائیکلو پیڈیا کے طرز پر مدون کرنے کی ضرورت ہے، جبکہ اس سے قبل بھی چند مشاہیر نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا، جیسے شیخ محمد سعید البانی، مؤلف ”عمدة التحقيق بين التقليد والتلفيق“، شیخ محمد بن الحسن الحجوي، مؤلف ”الفکر السامی فی تاریخ الفقہ الاسلامی نی نی اور بعد کے دور میں شیخ محمد راغب الطباخ وغیرہ۔

۸- شام کی پیش رفت :

چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے دمشق یونیورسٹی کے شرعیہ کالج نے پیش قدمی کی، اس نے موسوعہ فقہیہ تیار کرنے کے لیے اپنے کالج کے اساتذہ کی ایک کمیٹی برائے لائحہ عمل تشکیل دی، جسکے نتیجے میں کمیٹی نے اس کام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مندرجہ ذیل خطہ پیش کیا :

- ☆ مصطلحات جمع کرنا۔
- ☆ موضوعات کی ترتیب۔
- ☆ بحوث و مقالات لکھوانا۔
- ☆ بحوث و مقالات پر نظر ثانی و ثالث کے بعد قابل نشر بنانا۔
- ☆ موسوعہ عربی زبان میں مرتب کیا جائے، پھر اسے دوسری زبانوں میں منتقل کیا جائے۔

۹۔ مصر و شام کی مشترکہ کوشش :

۱۹۵۸ء میں مصر و شام کا ایک جمہوری وفاق قائم ہوا، اور نئی نئی موسوعہ فقہیہ نی نی کی تدوین کے لیے ایک مجلس اعلیٰ تشکیل دی گئی، جسکے ماتحت دونوں ہی ملکوں کے ماہرین فقہ کی ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی، جسکے کدوکاوش کے شرہ کے طور پر ۱۹۶۱ء میں چند حروف پر مشتمل فقہی ابواب کے نو (۹) مباحث سے مرکب بطور نمونہ ایک جلد منظر عام پر آئی، پھر اسکے مطالعہ و نقاش کے بعد ”موسوعہ فقہیہ نی نی کے لیے مندرجہ ذیل خطہ پیش کیا گیا۔

- ۱۔ موسوعہ کے مواد، حروف، معجم، یعنی حروف تہجی کے مطابق ہوں۔
- ۲۔ مصطلحات علیحدہ ہوں، ابواب فقہیہ کے اسماء سے۔
- ۳۔ موسوعہ آٹھ فقہی مذاہب کا جامع ہو۔
- ۴۔ احکام و مسائل کے دلائل بلا موازنہ و مقارنہ، معتدل صورت میں پروئے گئے ہوں۔
- ۵۔ اصول فقہ پر بھی سیر حاصل گفتگو ہو،

۶۔ موسوعہ کا کام آراء و اختلافات کا مقارنہ نہ ہو، نہ ہی مختلف فقہی مذاہب کے درمیان موازنہ ہو، نہ ہی ترجیحی صورت کا ذکر کرنا ہو۔

پھر مصر و شام کا اس سلسلہ میں جمہوری وفاق ٹوٹ گیا، شام نے علیحدہ اس پر کام کرنا شروع کر دیا جسکے چند سال بعد شام کی طرف سے ٹی ٹی معجم فقہ ابن حزم نی نی اور ٹی ٹی موطن البحث عن المصطلحات الفقہیہ نی نی منظر عام پر آئے۔

جہاں تک مصر کا تعلق ہے تو اس کی وزارت اوقاف کی زیر سرپرستی ٹی ٹی موسوعہ فقہیہ نی نی کے لیے، ۱۹۶۱ء میں جو اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اسکی طرف سے ۱۹۶۶ء میں ایک جلد شائع ہو سکی، اور اب تک اس کی پندرہ جلدیں ہی آسکی ہیں، جو ابھی تک ٹی ٹی ہمزہ نی نی کے مصطلحات کی حدود میں ہیں، نیز اپنے منہج سے ذرا ہٹا ہوا بھی ہے، کیونکہ اس میں مذاہب کے درمیان طویل و عریض بحثیں آگئی ہیں۔

۱۰۔ موسوعہ فقہیہ کویتیتہ :

۱۹۶۷ء میں اس بات کی پرزور اپیل کی گئی کہ کاش، اسلامی ممالک میں سے کوئی بھی ملک موسوعہ فقہیہ کے پروجیکٹ کو مکمل کر کے عہدہ برآں ہو۔ چنانچہ مذکورہ بالا پروجیکٹس کے عدم تکمیل اور اس کی ناگزیر اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ”وزارت اوقاف و اسلامی امور کویت نی نی نے ۱۹۶۶ء کے اواخر میں، ایک جامع ”انسائیکلو پیڈیا آف فقہ نی نی مرتب کرنے کا عزم مصمم کیا۔

جس کے بعد پانچ سال تک اس پروجیکٹ پر غور و فکر اور تھوڑا بہت کام ہوتا رہا، جسکے نتیجے میں اس کا خط تیار ہوا اور ”المعنی لابن قدامہ نی نی کی تلخیص کر کے فقہی معجم تیار کیا گیا، تاکہ اس پر نقاش و تبادلہ آراء کر کے ”موسوعہ نی نی کا ایک جامع خطہ بنایا جاسکے۔

چنانچہ ۱۹۷۱ء میں اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے علمی قوتیں و قابلیتیں جمع کر کے کام شروع کر دیا گیا، پانچ سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد، ۱۹۷۷ء میں اسکی پہلی جلد

منظر عام پر آئی، جسے کویت میں منعقد ”قمہ مؤتمر اسلامی فی فی میں شرکت کرنے والے زعماء وقائدین کی خدمت میں پیش کیا گیا، جسے خوب داد تحسین ملی، اور یہ اقرار واعتراف کیا گیا کہ بلاشبہ ”وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت فی فی اس قرض کو ادا کرنے کے قابل ہے جو امت مسلمہ کے کندھوں پر فرض کفایہ ہے، یعنی فقہی مدونات کو موسوعات کی دنیا میں منتقل کرنا۔

۱۱۔ موسوعہ فقہیہ کے تدوینی مراحل:

”موسوعہ فقہیہ کویت فی فی مندرجہ ذیل تدوینی مراحل سے گذرا ہے :

الف۔ مصطلحات کی جامع و مانع فہرست:

سب سے پہلے تقریباً پانچ ہزار (۵۰۰۰) مصطلحات فقہیہ، مختلف کتب فقہ و معاجم فقہیہ، خاص طور پر مجتم فقہ ابن حزم ”المحلی فی فی سے جمع کیے گئے، جسے دمشق یونیورسٹی کے شرعیہ کالج نے بطور نمونہ تیار کیا تھا۔

ب۔ موضوعات کی خطہ سازی:

دوسرے نمبر پر، اہمیت کے پیش نظر موضوعات کا خطہ تیار کیا گیا، تاکہ بحوث و مقالات کا دائرہ حجم ایک حد کے اندر ہو، نیز مختلف مضمون نگار کے تیار کردہ مواد کے درمیان باہمی ربط و ہم آہنگی، اور اسلوب بیان میں یکسانیت پیدا کی جاسکے۔

ج۔ بحوث و مقالات کی تیاری:

تیسرے نمبر پر، مواد کی فراہمی و مسودہ سازی کے لیے پانچ ماہرین فقہ کی خدمات حاصل کی گئیں، تاکہ وہ موسوعہ کے آفس میں رہ کر ہمہ وقت مضمون نگاروں و قلم کاروں کی رہنمائی و سرپرستی کریں، پھر عالم اسلام، بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک سے تقریباً ”۷۰“ بڑے بڑے

فقہیہ واسکالرس کے ذریعہ مسودہ تیار کیا گیا۔

د۔ مواد و مسودات کی تصحیح و تنقیح:

چوتھے نمبر پر، مضامین کے مسودات کی اصل مراجع و ماخذ سے مراجعت و تصحیح و تنقیح کے لیے مختلف ماہرین فقہ، جامعہ کویت کے اساتذہ اور وزارت عدل و انصاف کے ایڈوائزرز پر مشتمل ایک مستقل کمیٹی تشکیل دی گئی۔

ہ۔ یکسانیتِ اسلوب بیان و تخریج آیات و احادیث:

پانچویں نمبر پر، طرزِ تحریر و اسلوب بیان میں یکسانیت و ہم آہنگی پیدا کرنے، نیز آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ کی تخریج کرنے، نیز مضامین کے اندر مذکور اعلام و اشخاص کے تراجم، اور دیگر فی امور کے لیے ایک الگ کمیٹی تشکیل دی گئی۔

ز۔ موسوعہ کی طباعت:

موسوعہ کی طباعت کے لیے خاص پریس قائم کیا گیا، تاکہ یہ ایک ممتاز اور قابلِ دید شکل میں منظر عام پر آ سکے۔

۱۲۔ موسوعہ فقہیہ کویت کے ترتیبی پہلو:

۱۔ موسوعہ کی الف بائی ترتیب:

اس موسوعہ کے اندر مصطلحات کی ترتیب یعنی الفاظ کو بطور عنوان بنایا گیا ہے، اور مخصوص علمی مفاہیم کے ساتھ مربوط رکھا گیا ہے، پھر ان مصطلحات کو دیگر انسائیکلو پیڈیا، انڈیکس و معاجم کی طرح حروفِ تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے، تاکہ مسائل کی تلاش آسان ہو، بر خلاف قدیم فقہیہ کتابوں کے، کہ جن کی ترتیب ابواب و کتب پر ہے، جس سے غیر متخصصین فقہ کے لیے استفادہ کرنا آسان نہیں ہے، نیز مصطلحات کی ترتیب میں اس بات کا بھی لحاظ رکھا

گیا ہے کہ وہ اصطلاح پورے حروف کے ساتھ ہو یعنی اس کی موجودہ ہیئت ترکیبی کو پیش نظر رکھا گیا ہے، نہ کہ اس کے مادۂ اصلیہ کے لحاظ سے۔ کیونکہ بسا اوقات غیر متخصص کے لیے اصطلاحات کے اشتقاق کی اصل معلوم کرنا بھی دشوار ہوتا ہے، مثلاً اتلاف“ کا تذکرہ ”آء نی نی کے ذیل میں آئے گا، نہ کہ ”تلف“ کے ذیل میں، اسی طرح ”اجراء“، ”ابراء نی نی“ اثبات نی نی ”ابضاع نی نی وغیرہ، الفاظ کہ ان میں سے ہر لفظ کے الف کی رعایت کی گئی ہے، نہ کہ ان کے اصل مادہ کی۔

پھر لفظ جن حروف پر مشتمل ہے ان کی ترتیب کے مختلف طریقوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نطق کو ترجیح دینے کا اصول اپنایا گیا ہے، کیونکہ جانب نطق کی رعایت ہی وہ اصل ہے جس پر عربی زبان میں کتابت کا استناد ہوتا ہے، مرکب الفاظ میں ان کے اولین اجزاء کی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے، پھر اسکے بعد آنے والے حروف کی باہمی ترتیب بھی پیش نظر رکھی گئی ہے، جیسے لفظ ”صلاۃ نی نی اور اس کی طرف اضافت کیے گئے الفاظ (جیسے صلاۃ الفجر، صلاۃ الظہر، وغیرہ) یعنی ترتیب ”نظام کلمی نی نی پر ہے، نہ کہ ”نی نی نظام حرفی نی نی پر، نیز جہاں دو کلمات ایک جیسے جمع ہو گئے ہیں، تو تعداد حروف میں جو کم ہے اسے پہلے رکھا گیا ہے۔

پھر مصطلحات کو اس کے تنظیمی پہلو کا لحاظ کرتے ہوئے، اصطلاحات کی آپس میں وضاحت کی مقدار اور بعض کے بعض پر مرکوز ہونے کے اعتبار سے تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

الف۔ اصلی اصطلاحات:-

ب۔ فرعی (حوالے) کی اصطلاحات:

ج۔ اصطلاحات دلالت:

الف۔ اصلی اصطلاحات سے مراد وہ اصطلاحات ہیں جن کا بیان پوری تفصیل کے ساتھ ان کا تذکرہ آتے ہی کیا جاتا ہے، یعنی موضوع وار مرتب متعدد عنوانات کے ذیل میں ذکر

ان کے احکام کی تفصیل بیان کرنے میں مدد ملی جاتی ہے۔

ب۔ فرعی (حوالے) کی اصطلاحات:۔ یہ وہ مصطلحات ہیں جن کا اجمالی بیان ”مختصر نوٹس نی نی کی صورت میں کیا جاتا ہے، اس میں اصطلاح کی لغوی و شرعی تعریف بیان کی جاتی ہے، اور اس سے تعلق رکھنے والے دیگر الفاظ سے اس کے فرق کو واضح کیا جاتا ہے، پھر اس کا اجمالی حکم ذکر کیا جاتا ہے، اور کبھی کبھی ادلہ یا مراجع سے تعرض کیے بغیر اس مصطلح سے متعلق قائمہ عامہ کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے۔

ج۔ اصطلاحات دلالت:۔ یہ وہ اصطلاح ہے، جس کا ذکر صرف ان جگہوں کی طرف اشارہ کے لیے کیا جاتا ہے جو اسکے موضوع کے بحث کے لیے اختیار کیا گیا ہے، یہ الفاظ اصلیہ یا فرعیہ کے متبادل و مترادف ہوتے ہیں، جیسے ”قراض نی نی“ مضاربہ نی نی کے ساتھ، اور نی نی کراء نی نی ”اجارہ نی نی کے ساتھ۔

۱۳۔ موسوعہ کے محتویات:

موسوعہ کا موضوع:۔ یہ موسوعہ تیرھویں صدی ہجری تک کے فقہی ذخائر کی نئی ترتیب و تدوین پر مشتمل ہے، ساتھ میں اسلوب بیان میں ازاول تا آخر یکسانیت و ہم آہنگی کا بھرپور التزام کیا گیا ہے۔

لیکن اسکے علاوہ فقہ سے متعلق کچھ ایسی قسمیں ہیں جنکی طبیعت اور خطہ موسوعہ کی پابندی کے پیش نظر انھیں اصل موسوعہ سے علاحدہ رکھنے کا فیصلہ کیا گیا، لیکن ان اقسام کو اس بنیاد پر کہ وہ ایک ہی اسکیم کے تحت آتی ہیں اور قدیم مراجع سے مستفاد ہیں، موسوعہ کے اندر داخل رکھنے کا بھی فیصلہ کیا گیا، تو موسوعہ کے مجموعی مشتملات کو دیکھتے ہوئے، ان اقسام موسوعہ کے مصطلحات کے بین ضروری اجمالی گفتگو کے بعد ضمیموں کی صورت اختیار کی گئی، اور انہیں ملحقات یا ضمیمہ کا نام دیا گیا، اسی طرح فقہ کے کچھ ابواب ایسے ہیں جنکا تعلق موسوعہ سے نہیں ہے، بلکہ

مخصوص کتابوں سے ہے، تو انہیں اس میں شامل نہیں کیا گیا، جیسے اصحاب مذاہب ائمہ کے تفردات، رسم المفتی (اصول افتاء وترجیح) اور اجماعات، نیز الغار فقہیہ (یعنی فقہی پہیلیاں) اور حیل و شروط یعنی دستاویز و وثائق وغیرہ۔

۱۴۔ وہ اشیاء جو موسوعہ سے خارج ہیں:

مندرجہ ذیل چیزیں خاص طور پر موسوعہ کے مشتملات سے باہر ہیں:

الف۔ مذہبی مناقشات۔

ب۔ ترجیح اقوال۔

ج۔ قانون سازی۔

الف۔ مذہبی مناقشات: تمام مذاہب اور ان کے رجحانات پر استدلال خود اصحاب مذاہب کے پیش کردہ نقلی و عقلی دلیلوں پر کیا گیا ہے، ایسا طریقہ استدلال نہیں اختیار کیا گیا ہے جس میں دوسروں کے پیش کردہ دلائل پر مذہبی مقابلہ آرائی اور رد و قدح کے انداز پر گفتگو کا پیرایا اختیار کیا گیا ہو۔

ب۔ شخصی ترجیح: شخصی ترجیح کو بھی موسوعہ کے موضوع سے باہر رکھا گیا ہے، اس سے مراد ہر ایسا قول ہے جو پچھلی تیرہ صدیوں میں فقہائے مذاہب سے منقول نہیں ہوا، اس طرح کے اقوال کی مناسب جگہ جدید مسائل سے متعلق ضمیمہ ہے، اور کسی مضمون نگار کی شخصی رائے بدرجہ اولیٰ موسوعہ میں شامل کیے جانے کے لائق نہیں، چنانچہ ایسی کوئی شخصی رائے موسوعہ میں نہیں لکھی گئی ہے، سوائے اس صورت کے کہ وہ منقول فقہی مذاہب سے اصول کے مطابق بحث نگار نے جو سمجھا ہے اسے بیان کرنے کی ضرورت پیش آجائے، اور وہ بھی ایسی عبارت میں پیش کیا گیا ہے جس سے اس کے شخصی فہم کا ثمرہ ہونا ظاہر ہو جائے، نیز مسائل خلافیہ میں مختلف آراء پیش کرنے کے بعد جمہور کی رائے کو قابل ترجیح سمجھا گیا ہے۔

ج۔ قانون سازی: قانون سازیاں یا تو انسانوں کی وضع کی ہوتی ہوں، یا شرعی ہوں۔ وضعی قانون سازی کو چونکہ فقہ اسلامی تسلیم نہیں کرتا، اسی لیے انہیں موسوعہ میں داخل نہیں کیا گیا ہے۔

اگر وہ شرعی ہوں تو اس لیے کی اکثر ان کا دار و مدار جدید اجتہاد یا عصری تخریجات پر ہوا کرتا ہے اور اس اعتبار سے اسکے مصادر اس دائرے سے خارج ہیں جن کی تحدید زمانہ کے لحاظ سے اصل موسوعہ کے لیے کی گئی ہے، مزید یہ کہ یہ قانون سازیاں مختلف اسلامی ممالک میں مختلف ہوا کرتی ہیں اور بہت ساری ترمیمات کی شکار ہوتی ہیں، اس طرح کہ اس کا قدیم حصہ ان امتیازی وصف کے ختم ہونے کے بعد کم اہمیت کا حامل رہ جاتا ہے، اور اس کی یہ امتیازی صفت اس کے اندر پایا جانے والا لزوم ہے، جو خصوصاً اسکے مطابق حکم کی تخصیص سے پیدا ہوتی ہے۔

جدید قانون سازی کو موسوعہ کے دائرے سے خارج رکھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان بعض قانونی مصطلحات کی طرف اشارہ بھی نہ آئے، جن کا بیان ایسی فقہی اصطلاح کو (جولفظی اعتبار سے اسکے موافق ہو) ان قانونی یا عرفی معانی سے جو فقہاء کی مراد نہیں ہوتے ممتاز کرنے میں مدد دے۔

۱۵۔ موسوعہ کے معلقات / ضمیمے:

اس میں مختلف فہرست جات شامل ہیں، مثلاً ”فہرست اعلام فی“ ”فہرست برائے باحثین فی“ خواہ آفس کے عملہ میں سے ہوں یا باہر کے ”فہرست مراجع و ماخذ فی“ مع ذکر اسم مؤلف و ناشر، و سنہ طباعت ”فہرست مضامین بالتفصیل فی“ ”اصول فقہ اور اس کے ملحقات فی“ ”نئے مسائل فی بطور ضمیمہ کے اس موسوعہ سے ملحق ہیں۔

الف۔ تراجم شخصیات: موسوعہ میں اس کو اس وجہ سے شامل کیا گیا ہے کہ اس کا التزام آج کل ایڈیٹ ہو کر آنے والی تمام کتابوں میں کیا جاتا ہے، اسی لیے اس موسوعہ میں ان اعلام کی سوانح نگاری کا التزام کیا گیا ہے، جن کا موسوعہ کی بحثوں میں ذکر آیا ہے، لیکن سوانح صرف

فقہاء کی لکھی گئی ہے، دیگر لوگوں کی نہیں، وہ بھی اختصار کے ساتھ، تاکہ ان کا تعارف ہو جائے اور ایک دوسرے سے ممتاز بھی، خصوصاً اس وقت جب بہت سے فقہاء کی نسبتیں اور مشہور نام ایک جیسے ہوتے ہیں، نیز ان کی مشہور تصانیف اور فقہ میں ان کے مقام و مرتبہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے، تاکہ ان کی طرف سے کسی ترجیح یا تخریج کے نقل کے وقت اس کی رعایت کی جائے، یہ تراجم بطور ضمیمہ موسوعہ کے تمام اجزاء میں پھیلے ہوئے ہیں، چنانچہ ہر جزء میں اس شخص کا ترجمہ لکھا گیا ہے، جس کا پہلی بار ذکر آتا ہے، ان کے حالات زندگی لکھنے میں بھی حروف تہجی کی ترتیب کی رعایت کی گئی ہے، لیکن جن کا تذکرہ دوبارہ آئندہ کسی جزء میں آتا ہے تو اس جزء کے تراجم کی ترتیب میں ان کا نام لکھ کر یہ اشارہ کر دیا جاتا ہے کہ فلاں جگہ ان کے حالات لکھے جا چکے ہیں۔

ب۔ نئے مسائل : نئے مسائل سے مراد وہ واقعات و حوادث ہیں، جو اس دور میں پیدا ہوئے، اور جن کا کوئی واضح اور تفصیلی حکم پچھلی تیرہ صدیوں میں مدون کیے جانے والے قدیم مراجع فقہ میں موجود نہیں ہے، ان کے سلسلہ میں یہ طے کیا گیا ہے کہ انہیں اصل موسوعہ سے الگ مستقل ضمیمہ میں لکھا جائے، کیونکہ ان مسائل کے اکثر مراجع موسوعہ کے مقررہ عہد کے دائرہ سے باہر ہیں، اور یہ عموماً نئے شخصی اجتہاد کا ثمرہ ہیں، اگرچہ اصول استنباط کے مطابق ہوں، نیز ان کی اساس مناقشوں، ترجیح اور انتخاب پر رکھی گئی ہے، اس لیے اصلی موسوعہ سے انہیں الگ بیان کرنا ضروری تھا، تاکہ اس فقہی ذخیرہ سے وہ علاحدہ رہیں جن کو موسوعہ متضمن ہے۔

ج۔ فقہ میں استعمال کیے جانے والے غریب الفاظ :

فقہ میں استعمال کیے جانے والے غریب الفاظ کے تعارف کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ قدیم مراجع فقہیہ جن کی مدد لے کر اس موسوعہ کی معلومات تیار کی گئی ہے، ان کے سمجھنے میں آسانی ہوگی ”دوسرے اس ضمیمہ میں ان الفاظ کے لغوی معانی کو مکمل طور پر بیان کیا جائے، جن کا استعمال

فقہاء بکثرت کرتے ہیں، تا کہ ان الفاظ سے ان کی مراد واضح ہو جائے، خاص طور پر ان صورتوں میں جب فقہاء اس لفظ کو اسکے کسی ایک پہلو (اصطلاح) کے لیے استعمال کرتے ہوں، اور ان مقاصد کی شناخت کا حق ادا نہیں ہو سکتا، جب تک عمومی طور پر لغت فقہ کا استعمال اس طرح نہ کیا جائے کہ مؤلفات میں بکھری ہوئی متفرق اور مکرر معلومات کو جامع ہوں، یعنی وہ مخصوص فن کی مصطلحات کو بتانے والی لغوی معجم کا درجہ اختیار کر چکی ہو، جیسے مطرزی کی ”المغرب“ اور نسفی کی ”طلبہ الطالبہ فی نی حنفیہ کے لیے، اور جیسے ازہری کی ”الزہر فی نی اور فیومی کی ”المصباح فی نی شافعیہ کے لیے، اور ”المطلع فی نی حنابلہ کے لیے، اور اموی تونسکی ”تنبیہ الطالب لفہم ابن الحاجب فی نی مالکیہ کے لیے وغیرہ۔

ضمیمہ کے مشمولات میں، ان شاء اللہ، وہ الفاظ بھی ہوں گے جنہیں فقہاء اصطلاحی تعبیرات اور متداول صیغوں کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

۱۶- موسوعہ فقہیہ کویت کی خصوصیات و امتیازات:

اس کے مندرجہ ذیل میزات و خصوصیات ہیں۔

۱- جزئیات و فروعات کا تفصیلی بیان۔

۲- احکام کے دلائل کا بیان، کتاب و سنت، اجماع و قیاس سے مدلل و مبرہن۔

۳- تخریج آیات و احادیث۔

۴- ائمہ اربعہ و دیگر فقہاء کے آراء کا دلائل کے ساتھ ذکر۔

۵- شگفتہ اسلوب بیان۔

۶- جدید مسائل کا بیان ضمیمہ میں۔

۷- مواد و مباحث کے عرض میں مکمل امانت و دیانت داری۔

۹- توثیق ادلہ۔

۱۰- مختلف مذاہب کے اقوال کے نقل کے دوران اس مذہب کی کم سے کم تین

امہات کتب سے مراجعت۔

۱۱۔ احکام کے دلائل کا بالترتیب ذکر، یعنی پہلے دلائل قرآن سے، پھر احادیث سے، پھر اجماع و قیاس سے۔

۱۲۔ موسوعہ فقہیہ اور فقہ اسلامی کے دیگر جدید مؤلفات کے درمیان موازنہ: فقہ اسلامی میں جدید مؤلفات یا تو عادی و روایتی ہیں، یا موسوعی طرز کے ہیں۔

الف۔ عادی و روایتی فقہی کتابیں:

الف: یہ زیادہ تر رسائل ہیں جو ایم اے/ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں، جو یا تو ایک ہی موضوع پر منحصر ہیں یا چند باہم مربوط موضوعات پر مشتمل ہیں، جس کا جامعیت و شمولیت میں موسوعہ سے مقارنہ بھی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اسیں اجمالی طور پر بحثیں کیجاتی ہیں، جس پر نقاش بھی مشرف اور مناقشہ کمیٹی کی طرف سے ہوتا ہے، جبکہ موسوعہ مختلف کمیٹیوں کی تنقید و تنقیح کے مراحل سے گذرتا ہے، تاکہ اسکے مضامین و مباحث بلا تاویل قابل اعتماد ہوں اور موسوعی خصائص کے حامل ہوں۔

ب۔ شریعت سے مستمد قوانین کے شروحات:

جوان قوانین کے دفعات و نصوص کی توضیح و تشریح تک محدود ہوتے ہیں، وہ بھی توضیحی مذکرات، یا شراح کی شخصی ترجیحات پر مشتمل ہوتے ہیں۔

ج۔ فقہ کے نصابی مقررات: یہ بھی چند ابواب کا مجموعہ ہوتے ہیں، جو ایک ہی مؤلف کی کد و کاوش کا ثمرہ ہوتا ہے، نیز دائرہ کار کے محدود ہونے کی وجہ سے اکثر اصل و قابل اعتماد مراجع و مأخذ سے مراجعت و نظر ثانی کے حامل بھی نہیں ہوتے ہیں۔

د۔ جدید فقہی کتابیں: فقہ اسلامی کے موضوع پر بعض کتابیں بہت ہی جامع ہیں،

جیسے

☆ ”فقہ السنہ“ از سید سابق، تین (۳) جلدوں میں۔
☆ ”الفقہ علی المذاہب الاربعہ فی فی از عبد الرحمن الجزیری، چار (۴) جلدوں میں۔

☆ ”الفقہ الاسلامی والدلع فی فی از ڈاکٹر وہبہ زحیلی، دس (۱۰) جلدوں میں: یہ کتاب اپنے تفصیلی و ذیلی عناوین کی وجہ سے بہت ممتاز ہے، جس کے مصطلحات تقریباً ۳۰۰ صفحات میں پھیلے ہوئے ہیں، جس کی وجہ سے یہ ایک متوسط موسوعہ کی فہرست میں شامل کیے جانے کی مستحق ہے۔

☆ ”جوہر الفقہ فی فی از مفتی محمد شفیع دیوبندی، سات (۷) ضخیم جلدوں میں، یہ بھی ایک طرح کی انفرادی موسوعاتی کوشش میں شمولیت کی حیثیت رکھتی ہے۔
☆ ”بہشتی زیور فی فی خاص طور پر خواتین کے لیے۔
☆ ”قاموس الفقہ فی فی از فقیہ الہند مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، پانچ (۵) ضخیم جلدوں میں۔

لیکن یہ سبھی کتابیں فقہی انسائیکلو پیڈیا کی تمام خصوصیات و امتیازات کی حامل نہیں ہیں۔

۱۹۔ موسوعہ فقیہ کویت کا اردو ترجمہ:

الف۔ موسوعہ کا اردو ترجمہ: ”وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت فی فی اور فی فی فقہ اکیڈمی آف انڈیا فی فی کے تعاون سے مکمل ہو گیا ہے، ترجمہ نہایت ہی اعلیٰ معیار کا ہے، ترجمہ کے لیے ہندوستان بھر کے ممتاز ماہرین علماء کی خدمات حاصل کی گئی ہیں، ترجمہ ہونے کے بعد، اس سلسلہ میں ممتاز ماہرین سے نظر ثانی کرائی گئی ہے، پھر کویت کی وزارت اوقاف و اسلامی امور نے ترجمہ کے بارے میں مزید اطمینان حاصل کرنے کے لیے مستقل نظر ثانی کمیٹی

تشکیل دی ہے۔

موسوعہ کے اردو ترجمہ سے جہاں ایک طرف جدید اور سہل اسلوب میں اسلامی فقہ و قانون کے مکمل سرمایہ سے اردو طبقہ کے لیے استفادہ ممکن ہو سکے گا، اور ماہرین قانون کے لیے یہ موسوعہ ایک قیمتی تحفہ ثابت ہوگا، وہیں دوسری طرف اس کے ذریعہ باصلاحیت علماء اور نئی نسل کی ابھرتی ہوئی خفیہ صلاحیتوں سے روشناس و مستفید ہونے کا موقع بھی ملے گا۔

ب۔ اردو موسوعہ کی طباعت:

”فقہ اکیڈمی آف انڈیا“ نے مختلف ماہرین کی مدد سے اس کا ترجمہ، نظر ثانی و ثالث کے بعد اس کام کو مکمل کر لیا ہے، اور اب اشاعت شروع ہو گئی ہے، سر دست چند جلدیں کتابی شکل میں آئی ہیں، جب کہ اکثر جلدوں کی ”سی ڈی نی نی“ شائع کر دی گئی ہے۔ مطبوعہ اردو موسوعہ فقہیہ نی نی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ”ان پیج“ میں کمپوز کیا گیا ہے، اور جس کسی نے بھی ”پی ڈی ایف نی نی بنائی ہے، بڑی غلطی یہ کی ہے کہ ”ان پیج“ سے امیج فائل حاصل کر کے تمام صفحات کے امیجیز سے ”پی ڈی ایف نی نی بنائی ہے، کاش راست ”ان پیج“ سے بنائی جاتی تو پرنٹنگ خوب صاف اور واضح آتی، نیز اگر انہیں ”یونیکوڈ کنفوٹنگ کر دی جائے تو بہت اچھا ہوگا۔

مراجع و مصادر:

- ۱۔ موسوعہ فقہ عمر بن الخطابؓ - از ڈاکٹر محمد رؤاس قلعه جی۔
- ۲۔ الاجماع فی الفقہ الاسلامی از سعدی ابو حبیب۔
- ۳۔ معجم لغۃ الفقہاء، از ڈاکٹر حامد صادق فتنی، وڈاکٹر محمد رؤاس قلعه جی۔
- ۴۔ موسوعہ الفقہ الاسلامی (موسوعہ جمال عبدالناصر)۔
- ۵۔ الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ۔

اردو زبان میں لکھی جانے والی فقہ سلفی کی اہم کتابیں

ڈاکٹر محمد مبین سلیم ☆

اہل حدیث یا سلفی تحریک بنیادی طور پر قرآن و حدیث کی اتباع کی دعوت ہے، چونکہ یہ بات ان کے مسلمات و امور متفقہ میں سے ہے، یہی تقلید جامد سے براء کا ذریعہ ہے (۱) نیز یہ اتباع بلا واسطہ مجتہد مطلوب و مرغوب ہونے کے ساتھ شعار فکر ہے، جیسا کہ محمد حسین بٹالویؒ نے تفصیلی بحث کی ہے (۲)۔ مگر اس کے ساتھ تقلید وقت لاعلمی کی چار قسمیں ہیں جسے حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے معیار الحق میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے:

قسم اول: واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہدین اہل سنت میں سے۔
لاعلیٰ التعین جس کو شاہ ولی اللہ نے عقد المجید میں کہا کہ یہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے بہ اتفاق امت۔

قسم دوم: مباح ہے اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے بشرطیکہ مقلد اس تعین کو امر شرعی نہ سمجھے۔

قسم سوم: حرام و بدعت ہے اور وہ تقلید ہے بطور تعین بزعیم و جوب کے برخلاف قسم ثانی کے۔

قسم چہارم: شرک ہے اور وہ ایسی تقلید ہے کہ وقت لاعلمی کے مقلد نے ایک مجتہد کی

اتباع کی پھر اس کو حدیث صحیح غیر منسوخ غیر معارض مخالف مذہب اس مجتہد کے معلوم ہوگئی تو اب وہ مقلد (بدستائیز عذرات کے) یا تو حدیث کو قبول ہی نہیں کرتا یا اس میں بدون سبب تاویل و تحریف کر کے اس حدیث کو طرف قول امام کے لے جاتا ہے، غرض وہ مقلد مذہب اپنے امام کو نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح امام شوکانی نے ’القول المفید فی فی میں بحث کی ہے (۳) اس تمہید کے بعد یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ معروف طرز فقہ پر سلفی تصنیفات فقہ کی تعداد کم ہونا چاہیے، البتہ اگر فقہ حدیث، مجموعہ مسائل و فتاویٰ کو شامل کیا جائے تو کافی ذخیرہ موجود ہے۔ فقہ سلفی پر لکھی جانے والی کتابوں کو مندرجہ طریقہ پر ترتیب دیا جاسکتا ہے۔

پہلا مجموعہ: عام فقہی تصنیفات اردو:

۱۔ کتاب کا نام: قرآن و حدیث کی روشنی میں احکام و مسائل، جلد ۱۔ ۲
مصنف: عبدالمنان نور پوری، ناشر: المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، صفحات:
جلد ۱/ ۶۳۴۔ جلد ۲/ ۸۶۶

یہ کتاب سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو بذریعہ خطوط آپ سے کیے گئے۔ یہ صرف فقہی احکام پر مشتمل نہیں، بلکہ اس میں عقائد سے لے کر زندگی کے تمام معاملات تک کے مسائل شامل ہیں۔ ہر سوال کا جواب منہج سلفی کے مطابق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیا گیا ہے جس سے فاضل مؤلف کے قرآن و حدیث پر عبور، نصوص کے استحضار، تفقہ و استنباط کے ملکہ اور قوت استدلال کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ کتاب کا نام: احکام و مسائل کتاب و سنت کی روشنی میں
مصنف: ابوالحسن مبشر احمد ربانی، نظر ثانی: حافظ عبدالسلام بن محمد، ناشر: دارالاندلس،
لاہور، صفحات: ۷۹۰

یہ کتاب روزمرہ کے مسائل سے متعلق فتاویٰ کا شاندار مجموعہ ہے جو محقق عالم، فضیلۃ الشیخ ابوالحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجلۃ الدعوة اور ہفت روزہ غزوہ میں سالہا

سال سے شائع ہوتے رہے۔ ان دونوں مجلوں میں بکھرے ہوئے ان اُمول موتیوں کا جامع مجموعہ اس کتاب کی صورت میں شائع کیا گیا ہے جو کہ ہزار ہا فتاویٰ جات سے انتخاب ہے، نیز ہر فتویٰ مدلل اور کتاب و سنت کے دلائل سے بھرپور ہے۔ اختلافی مسائل پر فریق مخالف کے شبہات پیش کر کے ان کا رد بھی کیا گیا ہے۔

۱۔ ۳ کتاب کا نام: شرعی احکام کا انسائیکلو پیڈیا

مصنف: ابن بشیر الحسینی، نظر ثانی: شیخ زبیر علی زئی، ناشر: احیاء السنہ پبلی کیشنز،

قصور: صفحات: ۲۲۸

اس کتاب میں اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صحیح احکام کا انتخاب کیا گیا ہے اور اس کی تحقیق و تخریج بھی کی گئی مثلاً نیت کے احکام، رات کو پیش آنے والے ۲۶۵ مسائل کا شرعی حل، چہرے کے احکام، زکوٰۃ کے احکام اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے احکام کو بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ ۴ کتاب کا نام: فقہ السنہ حصہ اول و دوم

مصنف محمد عاصم الحداد، ناشر الفیصل ناشران و تاجران کتب، صفحات: ۷۵۳

فقہی احکام پر اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، پہلا حصہ طہارت، نماز اور جنازہ کے مسائل کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، جبکہ دوسرے حصے میں زکوٰۃ، رمضان اور حج و عمرہ کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ مصنف نے متن میں احناف، مالکیہ، شوافع، حنابلہ اور جمہور اہل حدیث کا جن مسائل میں اتفاق ہے، ان کو قلم بند کیا ہے اور جن مسائل میں اختلاف موجود ہے، اس کو متن کے بجائے حاشیہ میں جگہ دی ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ ہر مسئلہ میں ہر مسلک کے متعلق قرآن و حدیث سے اس کی بنیاد کا ذکر کیا جائے اور یہ وضاحت بھی کی جائے کہ اگر دوسرے مسلک والوں کی بنیاد کسی اور آیت اور حدیث پر ہے تو اختلاف کا بنیادی سبب کیا ہے۔

۱۔ ۵ کتاب کا نام: برصغیر میں علم فقہ

مصنف: محمد اسحاق بھٹی، ناشر: کتاب سرائے بیت الحکمتہ لاہور، فضلی بک کراچی، ۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء، صفحات: ۳۹۳

زیر نظر کتاب معروف مؤرخ و سوانح نگار جناب محمد اسحق بھٹی صاحب کی تصنیف ہے، جس میں برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ کی نشر و اشاعت اور اس سے متعلقہ اہم کتب کا تعارف کرایا گیا ہے۔ ابتدا میں علم فقہ کے معنی و مفہوم پر روشنی ڈالی گئی ہے، پھر مآخذ فقہ، اجتہاد اور استنباط میں اختلاف پر بحث کی ہے۔ اصحاب فتویٰ صحابہ و تابعین اور مختلف علاقوں میں مراکز فقہ کی بھی نشاندہی کی ہے، اس کے بعد ائمہ اربعہ کے مناجع فقہ کا تذکرہ ہے۔ بعد ازاں برصغیر میں فقہ کی آمد کا تاریخی پس منظر بیان کیا ہے اور پھر گیارہ فقہی کتابوں کا تعارف کرایا ہے۔ ان میں الفتاویٰ الغیاثیہ، فتاویٰ امینیہ، فتاویٰ بابرہ اور فتاویٰ عالمگیری اہم ہیں۔

۱۔ ۶ کتاب کا نام: فہم الحدیث، جلد اول و دوم

مصنف: میاں محمد جمیل ایم اے، ناشر: ابوہریرہ اکیڈمی لاہور، اشاعت چہارم، ۲۰۰۵ء، جلد ۱ صفحات: ۶۴۴، جلد ۲ صفحات: ۵۹۶

زیر نظر کتاب ”فہم الحدیث“ فی فی میں حدیث کی معتبر کتابوں سے احادیث صحیحہ کا انتخاب کیا گیا ہے اور ہر گوشہ زندگی سے متعلق حدیثیں جمع کی گئی ہیں، احادیث کا ترجمہ اور تشریح عام فہم ہے، ابتداء میں باب کا مفہوم اور آخر میں باب کا خلاصہ ہے، سلفی منہج فقہ کا خصوصی اہتمام ہے، مصنف نے ابتدائی تعارف میں ہی یہ دعویٰ کیا ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کو کم از کم ۸۰ فیصد مسائل کسی عالم دین سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

دوسرا مجموعہ: تصنیفات فتاویٰ اردو:

۲۔ ۱ کتاب کا نام: فتاویٰ علمائے حدیث، جلد ۱-۱۴

مصنف: علی محمد سعیدی خانیوال، ناشر: مکتبہ سعیدیہ خانیوال ملتان ہر جلد کی سن

اشاعت مختلف ہے جو ۱۹۷۲ء تا ۱۹۸۷ء۔

صفحات جلد ۱/۱۴۰، ج ۲: ۲۶۰، ۲۴۵/۳، ج ۴: ۳۱۵، ج ۶: ۴۷۹، ج ۷: ۳۴۷، ج ۸: ۱۱۵، ج ۹: ۳۹۶، ج ۱۰: ۳۰۱، ج ۱۱: ۴۴۰، ج ۱۲: ۲۸۳، ج ۱۳: ۲۲۳۔

علمائے اہل حدیث کا منہج فتاویٰ یہ ہے کہ وہ فتویٰ کے ساتھ قرآن و سنت کے دلائل بھی ذکر کرتے ہیں، انہوں نے برصغیر میں قرآن و حدیث پر مبنی دلائل پر فتویٰ نویسی کو رواج بخشا، زیر نظر کتاب فتاویٰ علمائے حدیث فی ایک حسین مجموعہ ہے جس میں درجن سے زائد فتاویٰ جات کو یکجا صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی نے جن فتاویٰ کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے، وہ یہ ہیں: فتاویٰ عزیز، فتاویٰ نذیریہ، فتاویٰ شیخ حسین عرب، فتاویٰ غزنویہ، مجموعہ فتاویٰ نواب صدیق حسن خاں، فتاویٰ ثنائیہ، فتاویٰ ستاریہ، فتاویٰ مولانا عبد الجبار عمر پوری، فتاویٰ دلیل الطالب، فتاویٰ تنظیم اہل حدیث، فتاویٰ الاعتصام، فتاویٰ اہل حدیث، سوہدرہ، فتاویٰ اہل حدیث دہلی، فتاویٰ ترجمان اہل حدیث دہلی، فتاویٰ گزٹ اہل حدیث دہلی، فتاویٰ محدث دہلی، فتاویٰ دین فطرت اور فتاویٰ صحیفہ اہل حدیث کراچی۔

۲-۲ کتاب کا نام: فتاویٰ اصحاب الحدیث، جلد اول و دوم

مصنف: ابو محمد حافظ عبدالستار حماد، ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور، جلد اول ۲۰۰۷ء، جلد

دوم ۲۰۰۹ء، ۵۲۳۱-۵۰۴/۲

مرتب فتاویٰ جامعہ سلفیہ فیصل آباد پاکستان فتویٰ کمیٹی سے، ۱۹۸۷ء میں وابستہ ہوئے پھر مارچ ۲۰۰۱ء سے ہفت روزہ اہل حدیث سے وابستہ ہو کر مستقل اس میں فتویٰ نویسی کے ذریعہ خدمت خلق کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ پہلی جلد میں مارچ ۲۰۰۱ء تا جنوری ۲۰۰۵ء کے فتاویٰ کو فقیہی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے، دوسری جلد میں بعد کے فتاویٰ کو جگہ دی گئی ہے۔ منہج فتویٰ سلفی ہے جس کی وضاحت ابتدا میں ہی موجود ہے۔

۲- ۳ کتاب کا نام: فتاویٰ محمدیہ منہج سلف صالحین کے مطابق

مصنف: مفتی محمد عبید اللہ خاں عقیف، ترتیب و تخریج: مبشر احمد ربانی، ناشر: مکتبہ

قدوسیہ، لاہور ۲۰۱۰ء، صفحات ۸۷۳

زیر نظر مجموعہ پہلی جلد ہے، اس کے بعد تقریباً اتنے ہی صفحات پر مشتمل دو جلدیں عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہوں گی، جیسا کہ اس کے حرفے چند میں وضاحت ہے۔ کتاب کا منہج فتویٰ سلفی ہے اور حلقہ میں مقبول ہے۔ ایک مقالہ بعنوان: استاذ محترم اور فتویٰ نویسی از ابوالحسن مبشر احمد ربانی ہے، اس میں فتویٰ کی تعریف اہمیت، شروط و اوصاف کے ساتھ مصنف کے طریقہ پر کلام ہے، مصنف کے حالات پر بھی بحث ہے، شروع کے صفحات میں اہم شیعہ سنی موضوعات پر تفصیلی مدلل بحث کے بعد اصل فتاویٰ کو فقہی ترتیب سے بیان کیا گیا ہے۔

۲- ۴ کتاب کا نام: فتاویٰ الدین الخالص (اردو) جلد ۱

مصنف: ابو محمد امین اللہ پشاوری ترجمہ: مولانا عبدالقیوم شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ اسلام

آباد، ناشر: مکتبہ محمدیہ، پشاور سن اشاعت سرورق پر موجود نہیں البتہ تعارف مترجم میں ۲۰۱۰ء

مکتوب ہے، صفحات: ۴۵۴

زیر نظر کتاب میں فتویٰ کا مدار کتاب و سنت پر رکھا گیا ہے جو منہج سلفی کا معیار ہے، فتویٰ میں مذکور احادیث کی تخریج کی گئی ہے اور اس کی صحت و ضعف کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس میں احکام کے ساتھ ساتھ عقیدہ، حدیث، تفسیر اور معرفت کے فرق بھی شامل ہیں۔ مذاہب مروجہ میں سے کسی خاص مسلک کی پابندی کا التزام نہ کر کے دلیل کو اہمیت دی ہے۔ اختصار و تطویل سے اجتناب کیا ہے۔

۲- ۵ کتاب کا نام: فتاویٰ ثنائیہ، مدنیہ جلد ۱

مصنف: حافظ ثناء اللہ مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی، ترتیب و تخریج: مولانا عابد الہی،

ناشر: دارالارشاد، لاہور مقدمہ میں ۲۰۰۲ء درج ہے، صفحات ۸۹۰۔

زیر نظر فتاویٰ حافظ ثناء اللہ خاں مدنی کے قلم سے ہے۔ آپ جماعت اہل حدیث کے اکابر مفتیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے یہ فتاویٰ الاعتصام اور محدث میں شائع ہوتے رہے ہیں جنہیں کتابی صورت میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ تقریباً ۹۰۰ صفحات پر مشتمل یہ عظیم الشان فتاویٰ کی پہلی جلد ہے، ناشر کی تصریح کے مطابق جلد ہی مزید مجلدات بھی منظر عام پر آجائیں گی۔ ان فتاویٰ کا منہج سلفی ہے نیز فتویٰ دیتے ہوئے فقہ الواقع اور مقاصد شریعت کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے، ابتدا میں فتویٰ کی اہمیت سے بھی بحث کی گئی ہے، اس جلد میں زیادہ تر عقائد فی سے متعلق فتوے ہیں تاہم دیگر فقہی مسائل بھی موجود ہیں۔

۲-۶ کتاب کا نام: فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الاحکام جلد اول و دوم

مصنف: حافظ زیر علی زئی، ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور ۲۰۰۹ء، صفحات:

جلد ۱/ ۶۸۵، صفحات: ۵۶۷/۲

یہ ان فتوؤں کا مجموعہ ہے جو مصنف محترم سے مختلف مواقع پر دریافت کیے گئے اور مختلف رسائل و جرائد میں نشر ہوتے رہے، فتویٰ نویسی کا منہج سلفی ہے۔ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد میں عقائد، طہارت، نماز، دعا اور جنازے کے مسائل ہیں دوسری جلد میں نکاح و طلاق، جہاد، اخلاق و آداب اور خرید و فروخت جیسے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

تیسرا مجموعہ: تصنیفات جزیریہ فقہیہ اردو:

جزئیات پر بہت سی کتابیں پائی جاتی ہیں، چند بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

۳-۱ کتاب کا نام: مختصر طہارت کے مسائل برائے خواتین

مصنف: عبدالوکیل ناصر، ناشر: ادارہ اشاعت قرآن و حدیث، پاکستان تاریخ

اشاعت موجود نہیں، صفحات: ۳۶

زیر نظر کتابچہ میں مصنف نے طہارت سے متعلقہ خواتین کے چند مخصوص مسائل کو منہج

سلفی کے مطابق انتہائی اختصار سے بیان کیا ہے۔

۳۔ کتاب کا نام: صلوٰۃ النبی ﷺ
مصنف: محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی: ناشر: طارق اکیڈمی فیصل آباد، مکتبہ دارالسلام،
لاہور، طباعت سوم ۲۰۰۳ء، صفحات ۱۴۵
مولانا محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی کا شمار اہل حدیث کے مستند علماء میں ہے۔ منہج سلفی کی
روشنی میں لکھی جانے والی کتب میں سے غالباً اردو زبان میں یہ پہلی جامع ترین کتاب ہے جو
۱۹۳۲ء کے لگ بھگ لکھی گئی ہے اور پہلی دفعہ شائع ہوئی ہے۔
۳۔ کتاب کا نام: نماز نبوی صحیح احادیث کی روشنی میں
مصنف: ڈاکٹر سید شفیق الرحمن، ترتیب و تخریج: الشیخ ابوطاہر زبیر علی زئی، نظر ثانی: الشیخ
عبدالصمد رفیقی، ناشر: مکتبہ دارالسلام، لاہور، صفحات ۳۰۲
منہج سلفی کے مطابق انتہائی آسان اور عام فہم انداز میں نماز کے متعلق تقریباً تمام
موضوعات کو جمع کر دیا گیا ہے۔

۴۔ کتاب کا نام: نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟
مصنف: حافظ ثناء اللہ ضیاء، ناشر: مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد، صفحات ۹۱
۵۔ کتاب کا نام: نور العینین فی مسئلۃ رفع الیدین عند الركوع وبعده فی الصلوٰۃ
مصنف: حافظ زبیر علی زئی، ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور، صفحات ۳۹۳
۶۔ کتاب کا نام: صلوٰۃ الرسول
مصنف: حکیم محمد صادق سیالکوٹی، ناشر: جمعیت احیاء التراث الاسلامی، کویت، صفحات:

۱۶۲

۷۔ کتاب کا نام: صلوٰۃ الجنائزہ کا مسنون طریقہ
مصنف: ڈاکٹر ابوجابر عبداللہ دامانوی، ناشر: مدرسہ ام المؤمنین حفصہ بنت عمر
فاروق، صفحات: ۴۹

- ۸-۳ کتاب کا نام: انوار المصابیح بجواب رکعات تراویح
مصنف: نذیر احمد رحمانی، ناشر: ادارہ اشاعت قرآن وحدیث، پاکستان، صفحات:
۴۳۴
- ۹-۳ کتاب کا نام: فضائل ومسائل رمضان المبارک مع التحقيق فی رکعات تراویح
مصنف: حافظ عبدالغنی، ناشر: کلیۃ القرآن والحديث: صفحات ۲۰:
- ۱۰-۳ کتاب کا نام: صلوٰۃ المسلم
مصنف: ابوالحسن مبشر احمد ربانی، ناشر: دارالاندلس، لاہور، صفحات ۱۲۷:
- ۱۱-۳ کتاب کا نام: اثبات رفع الیدین
مصنف: ابو خالد نور گھر جاکھی، نظر ثانی: حافظ عبدالحمید گوندل، محمد صادق خلیل سندھی،
ناشر: دارالتقویٰ، کراچی، صفحات ۶۵:
- ۱۲-۳ کتاب کا نام: مسائل عیدین
مصنف: پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی، ناشر: مجلس التحقيق الاسلامی، لاہور، صفحات ۹۲:
- ۱۳-۳ کتاب کا نام: میں نماز کیوں پڑھوں؟
مصنف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی، ترتیب و تخریج: حافظ محمود الخضری، ناشر: انصار
السنة پہلی کیشنز، لاہور، صفحات: ۲۴۸
- ۱۴-۳ کتاب کا نام: رفع الیدین
مصنف: ابو عدنان محمد منیر قر، ناشر: توحید پہلی کیشنز، بنگلور، صفحات ۱۲۰:
- ۱۵-۳ کتاب کا نام: نماز پنجگاہ کی رکعتیں مع نماز وتر و تہجد
مصنف: ابو عدنان محمد منیر قر، ناشر: توحید پہلی کیشنز، بنگلور، صفحات ۹۷:
- ۱۶-۳ کتاب کا نام: نماز مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
مصنف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی، ترتیب و تخریج: حافظ حامد محمود الخضری، ناشر:

انصار السنہ پہلی کیشنر، لاہور، صفحات ۴۶۹:

۳۔۱۷ کتاب کا نام: مسنون رکعات تراویح مع فضائل ومسائل رمضان
مصنف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی، ترتیب و تخریج: حافظ حامد محمود الخضری، ناشر:
انصار السنہ پہلی کیشنر، لاہور، صفحات ۶۴:

۳۔۱۸ کتاب کا نام: فقہ صیام
مصنف: عبدالہادی عبدالخالق مدنی، ناشر: احساء اسلامک سینٹر، صفحات ۶۶:
۳۔۱۹ کتاب کا نام: درود شریف کے مسائل
مصنف: محمد اقبال کیلانی، ناشر: مکتبہ دار السلام، لاہور، صفحات ۵۶:
۳۔۲۰ کتاب کا نام: زکوٰۃ کی کتاب
مصنف: حافظ عمران ایوب لاہوری، ترتیب و تخریج: علامہ ناصر الدین الالبانی، ناشر:
فقہ الحدیث پہلی کیشنر، صفحات: ۳۰۱

۳۔۲۱ کتاب کا نام: طہارت کے مسائل
مصنف: محمد اقبال کیلانی، ناشر: حدیث پہلی کیشنر لاہور، صفحات: ۹۵
۳۔۲۲ کتاب کا نام: زکوٰۃ کے مسائل
مصنف: محمد اقبال کیلانی، ناشر: حدیث پہلی کیشنر لاہور، صفحات: ۹۶
۳۔۲۳ کتاب کا نام: التحقیق الحسن فی نفی الدعاء الاجتماعی بعد الفرائض والسنن
مصنف: حکیم مولوی عماد الدین قریشی، ناشر: قریشی دواخانہ شریعت خان روڈ، ثروہ
بلوچستان، صفحات: ۲۴۸

۳۔۲۴ کتاب کا نام: تنقیح الکلام فی تائید توضیح الکلام
مصنف: ارشاد الحق اثری، ناشر: ادارہ علوم اثریہ، فیصل آباد، صفحات ۳۹۴:
زیر تبصرہ کتاب دراصل فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر لکھی گئی جامع و مستند، سنجیدہ

وٹھوس علمی دلائل سے مزین کتاب ”توضیح الکلام فی نی کے جواب میں حبیب اللہ ڈیروی صاحب کی جانب سے لکھی جانے والی کتاب ”توضیح الکلام پر ایک نظر فی نی کا جواب ہے۔

۲۵۔ کتاب کا نام: توضیح الکلام فی وجوب القرآن خلف الامام

مصنف: ارشاد الحق اثری، ناشر: ادارہ علوم اثریہ، فیصل آباد، صفحات: ۱۰۳۱

نماز سے متعلق مسائل میں ایک اہم اختلافی مسئلہ فاتحہ خلف الامام یعنی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا ہے۔ اس موضوع پر فریقین کی بیسوں کتابیں موجود ہیں۔ فاتحہ خلف الامام کا انکار کرنے والوں کی طرف سے اس سلسلہ کی جامع کتاب ”احسن الکلام فی نی شائع ہوئی ہے جس کا کچھ جواب ”خیر الکلام فی نی میں حافظ محمد گوندلوی صاحب نے بخوبی دیا ہے، لیکن ”احسن الکلام فی نی کے نئے ایڈیشن میں ”خیر الکلام فی نی پر بھی اعتراضات کے گئے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ”توضیح الکلام فی نی اسی ”احسن الکلام فی نی کے محدثانہ جائزے اور تنقید متین پر مشتمل ہزار سے زائد بڑے سائز کے صفحات پر پھیلی ہوئی منہج سلفی پر ایک علمی تحقیق ہے۔

۶۲۔ کتاب کا نام: حج اور عمرہ کے مسائل

مصنف: محمد اقبال کیلانی، ناشر: حدیث پبلی کیشنز، لاہور، صفحات: ۲۳۱

زیر تبصرہ کتاب میں احادیث کی تصحیح و تضعیف کے لیے زیادہ اعتماد شیخ البانی کی تصانیف پر کیا گیا ہے۔ منہج سلفی کے مطابق حج و عمرہ کے عملی و علمی مسائل پر جامع تصنیف ہے۔

۲۷۔ کتاب کا نام: مختصر صحیح نماز نبوی

مصنف: حافظ زبیر علی زئی، ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور، صفحات: ۳۳

۲۸۔ کتاب کا نام: رمضان المبارک، فضائل، فوائد و ثمرات، احکام و مسائل اور

کرنے والے کا کام

مصنف: حافظ صلاح الدین یوسف، ناشر: مکتبہ دار السلام، لاہور، صفحات: ۸۰

یہ کتاب حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کے چار مختلف کتابچوں کا مجموعہ ہے جو

انہوں نے رمضان المبارک کے حوالہ سے مختلف اوقات میں تحریر فرمائے تھے۔ مصنف نے رمضان المبارک کے حوالہ سے مختصر انداز میں کافی طویل بحثوں کا احاطہ کر دیا ہے۔

۲۹۔ کتاب کا نام: روزوں کے مسائل

مصنف: محمد اقبال کیلانی، ناشر: حدیث پبلی کیشنز، لاہور، صفحات ۱۰۴:

۳۰۔ کتاب کا نام: استخارہ، احکام و مسائل

مصنف: محمد اختر صدیق، ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور، صفحات ۳۲:

۳۱۔ کتاب کا نام: نوافل کی جماعت کے ساتھ فرض نماز کا حکم

مصنف: نذیر احمد رحمانی، ناشر: ادارہ علوم اثریہ، فیصل آباد، صفحات ۱۵۲:

یہ کتاب دراصل حضرت مولانا نذیر احمد کا ایک مفصل فتویٰ ہے جو ایک استفتاء کا جواب ہے۔ کیا عشا کی نماز تراویح پڑھانے والے امام کی اقتدا میں ادا کی جاسکتی ہے؟ اور کیا مقتدی کی نیت میں توافق ضروری ہے یا نہیں؟ جس پر حنفی مسلک کے معروف عالم دین مولانا شبیر احمد عثمانی نے تعاقب کرتے ہوئے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کی۔ مولانا رحمانی نے اس کا جواب الجواب کافی تفصیل سے دیا جس میں تمام سوالات کے جوابات دیتے ہوئے سیر حاصل بحث کی۔ مولانا رحمانی کا یہ جواب اور اس کا جواب الجواب مرتب انداز میں اس کتاب میں پیش کر دیا گیا ہے۔ کتاب کے شروع میں مولانا نذیر احمد رحمانی کے حالات زندگی کو بھی قلمبند کر دیا گیا ہے۔

۳۲۔ کتاب کا نام: اعتکاف فضائل و مسائل

مصنف: ارشاد الحق اثری، ناشر: ادارہ تحقیقات سلفیہ، کراچی، صفحات ۶۴:

۳۳۔ کتاب کا نام: رسول اکرم ﷺ کا صحیح طریقہ نماز

مصنف: رئیس احمد ندوی، ناشر: صہیب اکیڈمی، شیخوپورہ، صفحات: ۷۵۱

یہ کتاب دراصل مولانا مفتی جمیل ندیری صاحب کی کتاب کا جواب ورد ہے۔

- ۳۔ ۳۴ کتاب کا نام: ٹوپی و پگڑی یا ننگے سر نماز؟
مصنف: ابوعدنان محمد منیر قر، ناشر: توحید پبلی کیشنز، بنگلور، صفحات ۴۸:
- ۳۔ ۳۵ کتاب کا نام: القول السدید فیما یتعلق بتکبیرات العید
مصنف: عبدالرحمن مبارکپوری، ناشر: مکتبہ السنۃ الدار السلفیہ، کراچی، صفحات ۸۲:
- ۳۔ ۳۶ کتاب کا نام: نماز تراویح: قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں
مصنف: ابوعدنان محمد منیر قر، ناشر: توحید پبلی کیشنز، بنگلور، صفحات ۵۶:
- ۳۔ ۳۷ کتاب کا نام: رکعات التراویح مع اضافات وضمیمہ
مصنف: حافظ عبداللہ محدث غازی پوری، ناشر: مکتبہ السنۃ الدار السلفیہ، کراچی،
صفحات: ۱۰۶
- ۳۔ ۳۸ کتاب کا نام: تحیۃ المسجد
مصنف: ممتاز احمد عبداللطیف، ناشر: مرکز اصلاح التعلیمی الخیری، انڈیا،
صفحات: ۱۷:
- ۳۔ ۳۹ کتاب کا نام: نماز سے پہلے
مصنف: انس بن عبد الحمید القوز، ناشر: مکتبہ دار السلام، لاہور، صفحات ۲۹:
- ۳۔ ۴۰ کتاب کا نام: بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم
مصنف: حافظ زبیر علی زئی، ناشر: مکتبہ الحدیث، حضور ضلع انک، صفحات ۴۷:
- ۳۔ ۴۱ کتاب کا نام: فاتحہ خلف الامام بشمول دو فتوے سکنت اور آمین
مصنف: ابو محمد بدیع الدین راشدی، نظر ثانی: مولانا ذوالفقار طاہر، ناشر: جمعیت اہل
حدیث، سندھ، صفحات ۶۶:
- ۳۔ ۴۲ کتاب کا نام: کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟
مصنف: حافظ صلاح الدین یوسف، ناشر: مکتبہ دار السلام، لاہور، صفحات ۶۶:

- ۴۳۔ کتاب کا نام: مردوزن کی نماز میں فرق
مصنف: محمد حنیف منجا کوٹی، ناشر: توحید پبلی کیشنز، بنگلور، صفحات: ۴۲
- ۴۴۔ کتاب کا نام: نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام
مصنف: حافظ زبیر علی زئی، ناشر: مکتبہ الحدیث، حضور ضلع انک، صفحات: ۶۴
- ۴۵۔ کتاب کا نام: نماز و روزہ کی نیت
مصنف: ابوعدنان محمد منیر قر، ناشر: توحید پبلی کیشنز، بنگلور، صفحات: ۷
- ۶۴۔ کتاب کا نام: نشاط العبد بجمہر ربنا ولک الحمد
مصنف: ابو محمد بدیع الدین راشدی، ناشر: مکتبہ الدعوة السفیة، ٹیاری، سندھ،
صفحات: ۵۸

- ۴۷۔ کتاب کا نام: قضائے عمری
مصنف: ابوانشاء قاری خلیل الرحمن جاوید، ناشر: جامعہ الاحسان الاسلامیہ، کراچی،
صفحات: ۸۲

- ۴۸۔ کتاب کا نام: رکوع میں آکر ملنے والے کی رکعت؟ جانبین کے دلائل کا
جائزہ

- مصنف: ابوعدنان محمد منیر قر، ناشر: توحید پبلی کیشنز، بنگلور، صفحات: ۱۳
- ۴۹۔ کتاب کا نام: نماز تراویح
مصنف: ابوعدنان محمد منیر قر، ناشر: توحید پبلی کیشنز، بنگلور، صفحات: ۱۰۶
- ۵۰۔ کتاب کا نام: رکوع سے سجدے میں جانے کی کیفیت
مصنف: ابوعدنان محمد منیر قر، ناشر: توحید پبلی کیشنز، بنگلور، صفحات: ۳۲
- ۵۱۔ کتاب کا نام: عصر حاضر میں اجتماعی اجتہاد ایک تجزیاتی مطالعہ — پارٹ ۱-۲
مصنف: محمد زبیر تیبی، ناشر: شیخ زائد اسلامک سینٹر، لاہور، ۲۳۴، ۲۷۹/۳

۵۲۔ ۳ تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق از مولانا محمد رئیس ندوی، ادارۃ الجھوت الاسلامیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، دوسرا طبعہ ۱۹۹۵ء، صفحات: ۵۲۸

۵۳۔ ۳ فقہ مطلقہ کتاب وسنت کی روشنی میں از مولانا محمد رئیس ندوی، ادارۃ الجھوت الاسلامیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، دوسرا طبعہ ۱۹۹۵ء، صفحات: ۵۲

چوتھا مجموعہ: مترجم تصنیفات فقہ:

۱۔ ۲ کتاب کا نام: فقہ الحدیث جلد ۱۔ ۲

مصنف: حافظ عمران ایوب لاہوری، ترتیب و تخریج: علامہ ناصر الدین البانی، ناشر: فقہ الحدیث پبلی کیشنز، جلد ۱، صفحات: ۵۲، جلد ۲: ۸۱۶

الدرر البہیہ فی امام شوکانی کی فقہی مسائل پر ایک بہت ہی جامع اور درسی کتاب ہے۔ محترم جناب حافظ عمران ایوب لاہوری صاحب نے امام شوکانی کی اس کتاب کا ترجمہ اور ایک تفصیلی شرح فقہ الحدیث کی کے نام سے دو جلدوں میں مرتب کی ہے جس میں ایک ہی مسئلہ کے بارے میں متفرق فقہاء، فقہی مذاہب اور مسالک کی آراء اور ان کے دلائل کے احصاء کی کوشش کی گئی ہے۔ اہل حدیث میں شیخ عاصم الحداد کی فقہ السنہ کی کے بعد تقابلی فقہ پر لکھی جانے والی یہ معتبر کتاب ہے۔

۱۔ ۲ کتاب کا نام: فقہ کتاب وسنت

مصنف: محمد صبحی بن حسن حلاق، مترجم: مولانا عمر فاروق سعیدی، نظر ثانی: مفتی عبدالولی خاں، ناشر: مکتبہ دار السلام، لاہور، صفحات ۷۱۲:

زیر نظر کتاب یمن کے معروف عالم دین محمد صبحی بن حسن حلاق کی صحیح احادیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل پر مشتمل ایک نہایت مستند تصنیف ہے۔ مولانا عمر فاروق سعیدی نے اس کتاب کا نہایت رواں اور سلیس اردو ترجمہ کیا ہے۔ کتاب کا مدعا یہ ہے کہ مسلمان اپنے ہر عمل میں کتاب وسنت کے احکام کو ملحوظ رکھیں۔ عام فقہی کتب کی طرح اس کتاب کا آغاز بھی

’کتاب الطہارۃ فی سہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور نکاح و طلاق کے مسائل زیر بحث آئے ہیں۔ اسی طرح طب و لباس اور متعدد موضوعات کے احکام و مسائل بیان کرتے ہوئے جہاد پر ختم کیا گیا ہے۔

۲-۴ کتاب کا نام: فقہ وحدیث

مصنف: ابو محمد بدیع الدین راشدی، مترجم: مولانا ذوالفقار علی طاہر، ناشر: جمعیت اہل حدیث، سندھ، صفحات: ۲۱۸

زیر نظر کتاب میں حدیث وفقہ کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے جس سے تردید احناف مقصود ہے، کتاب سندھی زبان میں لکھی گئی ہے اور مصنف نے کتاب کو چار اجزاء میں مرتب کیا ہے۔

(ا) ہدایہ کے سو مسائل کا ذکر جو احادیث نبویہ کے صریح خلاف ہیں۔

(ب) حنفیہ کے چالیس اخلاق سوز مسائل کا بیان جو حیاء، اخلاق اور تہذیب و شائستگی سے حد درجہ گھرے ہوئے ہیں

(ج) دس ایسے مسائل جو ابوحنیفہ، صاحبین (امام یوسف، امام محمد) اور امام کرخی کے درمیان مختلف فیہ ہیں۔

(د) تیس ایسے مسائل جو کتاب وسنت کی تعلیمات کے بالکل متضاد ہیں۔

ان میں سے صرف پہلے جزء کا اردو ترجمہ ہوا ہے اور اس کتاب کی ترتیب یوں ہے کہ ایک صفحہ پر حدیث نبوی بیان ہوئی ہے اور اس سے اگلے صفحہ پر ہدایہ کی وہ عبارت مذکور ہے جو مصنف کے فہم سے حدیث کے صریح خلاف ہے۔ کتاب عوامی ذہن کی عکاسی کرتی ہے۔

۳-۴ کتاب کا نام: ضیاء الکلام فی شرح عمدۃ الاحکام

مصنف: تقی الدین ابی الفتح، مترجم: ابو ضیاء محمود احمد غضنفر، نظر ثانی: حافظ محمد انور زاہد، ناشر: نعمانی کتب خانہ، لاہور، صفحات: ۶۶۸:

احکام الحدیث پر مدون مجموعوں میں سے ایک اہم مجموعہ ”عمدۃ الاحکام فی کلام خیر

الانام فی نی ہے جسے امام عبدالغنی المقدسی متوفی ۴۰۰ھ نے مرتب کیا ہے۔ اس مجموعہ حدیث کی خصوصیت اور امتیاز یہ ہے کہ یہ صحیحین میں منقول احکام سے متعلقہ روایات پر مشتمل ہے۔ پس اس پہلو سے یہ ایک انتہائی مستند کتاب ہے۔ مختلف زمانوں میں اہل علم نے اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کی عربی شروحات لکھی ہے۔ مولانا محمود احمد غضنفر صاحب نے اس کا اردو ترجمہ اور شرح لکھی ہے۔ اس کی ترتیب اس طرح ہے کہ سب سے پہلے حدیث بیان کی جاتی ہے۔ اس کے بعد معنی الحدیث فی کے عنوان سے اس کا ترجمہ بیان کیا گیا ہے۔ اسکے بعد مفردات الحدیث فی کے نام سے حدیث کے مشکل الفاظ کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے بعد معنی المفہوم الحدیث فی حدیث کا ایک عمومی مفہوم بیان کیا گیا ہے اور سب سے آخر میں احکام الحدیث فی کے عنوان سے حدیث سے مستنبط شدہ مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے۔

پانچواں مجموعہ: مترجم تصنیفات فتاویٰ

۵۔ کتاب کا نام: فتاویٰ بن باز، جلد اول و دوم، مصنف: عبدالعزیز بن عبداللہ بن

باز، ناشر: مکتبہ دارالسلام، لاہور، ۲۶۸/۱، ۲۶۸/۲، ۳۳۶/۲

مملکت سعودی عرب میں اپنے وقت کے افتاء کے بورڈ کے سربراہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے فتاویٰ کو ادارہ دارالسلام نے اردو قالب میں پیش کیا ہے۔ کتاب کو دو جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی جلد کا اردو ترجمہ مولانا عبدالرحمن کیلانی نے کیا ہے جس میں عقیدہ، طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزے، حج، نکاح و طلاق، رضاعت اور لباس وغیرہ جیسے موضوعات پر سوالات کے کتاب و سنت کی روشنی میں جوابات دیے گئے ہیں جبکہ دوسری جلد کا ترجمہ کرنے کی سعادت محترم عطاء اللہ ساجد کو حاصل ہوئی ہے اور نظر ثانی کے فرائض مولانا صفی الرحمن مبارکپوری نے ادا کیے ہیں۔ پہلی جلد میں عقیدہ پر بہت تھوڑے فتوے شامل کیے گئے تھے، اس لیے اس کی دوسری جلد میں پورا کیا گیا ہے اور عقیدے کے بہت سے سوالات کے جوابات شامل کیے گئے ہیں، خصوصاً مسئلہ تکفیر پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ علاوہ ازیں متعدد

فروق اور بدعات سے متعلق بھی فتوے شامل کتاب ہیں۔

۵-۲ کتاب کا نام: مقالات و فتاویٰ

مصنف: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، مترجم: محمد خالد سیف، ناشر: مکتبہ دار السلام، لاہور، صفحات: ۴۷۰

زیر نظر کتاب سعودی عرب کے جلیل القدر عالم اور مفتی اکبر شیخ ابن باز کے فتاویٰ و ملاقات اور تنبیہات و نصائح کا مجموعہ ہے جس میں عقائد، عبادات، معاملات پر شیخ کے دقیق مضامین کے علاوہ عصر حاضر سے متعلق مسائل کے بارے میں فتاویٰ ہیں۔

۵-۳ کتاب کا نام: فتاویٰ مکیہ، مترجم: شعبہ نشر و اشاعت میں تحریری و تقریری خادم بغیر نام کے

مصنف: محمد بن صالح العثیمین، ناشر: شعبہ نشر و اشاعت مرکز الدعوة والارشاد، صفحات: ۳۷

شیخ محمد بن صالح العثیمین سعودی عرب کے نامور عالم اور جلیل القدر فقیہ تھے۔ اس میں ۵۰ سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

۵-۴ کتاب کا نام: قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل جلد اول ودوم مصنف: صالح بن فوزان الفوزان، مترجم: مولانا فاروق اصغر صام، ترتیب و تخریج: حافظ اقبال صدیقی مدنی، ناشر: مکتبہ دار السلام لاہور، صفحات: ۵۳۲

زیر نظر کتاب مصنف کے لیکچرز اور تقاریر کا مجموعہ ہے جو ریڈیو پر نشر ہوئے بعد ازاں انہیں کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

۵-۶ کتاب کا نام: فتاویٰ اسلامیہ، جلد ۱-۴

مصنف: محمد بن عبدالعزیز المسند، مترجم: مولانا محمد خالد سیف، نظر ثانی: ابو عبد اللہ محمد عبد الجبار، ناشر: مکتبہ دار السلام، لاہور، صفحات: ۵۵۰/۲، ۵۵۴/۳، ۵۶۲/۴، ۵۶۲/۵

زیر نظر فتاویٰ جات شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، شیخ محمد بن صالح العثیمین، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین، الحجۃ الدائمہ للافتاء والارشاد سعودی عرب کے مجموعہ فتاویٰ کا ترجمہ ہے۔

۵۔ کتاب کا نام: ارکان اسلام سے متعلق اہم فتاویٰ
مصنف: عبدالعزیز بن باز، مترجم: ابوالکرم بن عبدالحلیل، عقیق الرحمن الاثری،
ترتیب و تخریج: محمد بن صالح بن عبدالعزیز الشالیج، ناشر: مکتبہ دعوت توعیۃ الجالیات، ربوہ،
ریاض، صفحات ۲۸۹:

چھٹا مجموعہ: مترجم تصنیفات جزئیہ فقہیہ:

۶۔ ۱ کتاب کا نام: توحید سے جاہل شخص کے بارے میں شرعی حکم
مصنف: ابو عبداللہ بن عبدالرحمن بن عبدالحمید المصری، مترجم: خلیل الرحمن قدر، نظر
ثانی: محمود الحسن الحمیری، ناشر: ادارۃ البحوث الاسلامیہ، صفحات: ۴۱
۶۔ ۲ کتاب کا نام: درآمدہ گوشت کی شرعی حیثیت
مصنف: عبداللہ بن محمد بن حمید، مترجم: محمد منیر قر، ناشر: توحید پبلی کیشنز، بنگلور، صفحات:

۷۹

۶۔ ۳ کتاب کا نام: محرمات (حرام اشیاء و امور)
مصنف: محمد بن صالح المنجد، مترجم ام محمد شکیلہ قر، ناشر: توحید پبلی کیشنز، بنگلور،
صفحات ۱۴۵:

چند سطور کتاب کے بارے میں: اس میں ۸۹ کے قریب حرام چیزوں کا بیان ہے۔

۶۔ ۴ کتاب کا نام: مختصر کتاب الجنائز
مصنف: علامہ ناصر الدین البانی، مترجم: ابو عبدالرحمن شبیر احمد نورانی، نظر ثانی: ابو محمد
بدیع الدین راشدی، ناشر: مکتبہ دعوت توعیۃ الجالیات، ربوہ، ریاض، صفحات ۱۶۴:

- ۶-۵ کتاب کا نام: ارکان اسلام و ایمان
مصنف: محمد بن جمیل زینو، مترجم: حافظ محمد عبداللہ، ترتیب و تخریج: حافظ آصف اقبال، ناشر: مکتبہ دارالسلام، لاہور، صفحات ۲۹۲:
- ۶-۶ کتاب کا نام: نماز نفل کتاب و سنت کی روشنی میں
مصنف: ڈاکٹر سعید بن علی بن وہف القحطانی، مترجم: حافظ محمد اسحاق زاہد، نظر ثانی: حافظ محمد محمود شریف، ناشر: وزارت اسلامی امور و اوقاف، سعودی عرب، صفحات ۱۸۷:
- ۶-۷ کتاب کا نام: روزے کے ستر مسائل
مصنف: محمد بن صالح المنجد، مترجم: شمس الحق اشفاق اللہ، نظر ثانی: مشتاق احمد کریبی، ناشر: مکتبہ دعوت توعیۃ الجالیات، ربوہ، ریاض، صفحات ۵۵:
- ۶-۸ کتاب کا نام: مختصر مسائل و احکام طہارت و نماز
مصنف: محمد بن صالح العثیمین، مترجم: ابو عدنان محمد منیر قر، ناشر: توحید پبلی کیشنز، بنگلور، صفحات ۲۸:
- ۶-۹ کتاب کا نام: نماز میں خشوع اور عاجزی یعنی سینے پر ہاتھ باندھنا
مصنف: ابو محمد بدیع الدین راشدی، مترجم: مولانا ذوالفقار طاہر، ناشر: جمعیت اہل حدیث، سندھ، صفحات ۳۴:
- ۶-۱۰ کتاب کا نام: تحفہ نماز مغرب
مصنف: ابو محمد بدیع الدین راشدی، مترجم: مولانا ذوالفقار طاہر، نظر ثانی: الشیخ محمد یعقوب طاہر، ناشر: جمعیت اہل حدیث، سندھ، صفحات ۴۲:
- زیر نظر کتاب میں مصنف نے ترتیب و احادیث رسول، آثار صحابہ و تابعین اور مذاہب اربعہ کے موقف کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ یہ مغرب کے فرائض سے پہلے دو رکعات سنت عہد نبوی ﷺ میں رائج تھی اور اہل علم اس کے قائل و عامل تھے۔

۶-۱۱ کتاب کا نام: نماز کی مسنون دعائیں

مصنف: ابو محمد بدیع راشدی، مترجم: حافظ عبدالحمید گوندل، نظر ثانی: جمعیت اہل حدیث، سندھ، ناشر: جمعیت اہل حدیث، سندھ، صفحات: ۵۰:

۶-۱۲ کتاب کا نام: نماز نبوی

مصنف: ابو محمد بدالدین راشدی، مترجم: مولانا عبداللطیف اختر، نظر ثانی: ابوالمنیب محمد علی خاں صحنیلی، ناشر: جمعیت اہل حدیث، سندھ، صفحات: ۴۰:

۶-۱۳ کتاب کا نام: نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ

مصنف: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، مترجم: ابوالکرم عبدالجلیل، ناشر: وزارت اسلامی امور و اوقاف، سعودی عرب، صفحات: ۲۳:

۶-۱۴ کتاب کا نام: بے نمازی کا شرعی حکم و نماز باجماعت کی اہمیت و فضیلت مع نماز

مسنون

مصنف: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، مترجم: ابو عبدالرحمن شبیر بن نور، ناشر: دار الکتاب والسنة، صفحات: ۳۲:

یہ کتاب تین کتابوں کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے پہلا حصہ جو بے نمازی کے شرعی حکم کے بارے میں ہے۔ یہ حصہ الشیخ صالح العثیمین کی تحریر ہے اور نماز باجماعت کی اہمیت و فضیلت والا حصہ الشیخ عبداللہ بن عبدالعزیز بن باز کا تحریر کردہ ہے اور ان دونوں حصوں کا ترجمہ جناب ابو عبدالرحمن شبیر بن نور صاحب نے کیا ہے اور اس کا تیسرا حصہ نماز مسنون کے نام سے ہے جو کہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی تحریر ہے۔ زیر نظر کتاب میں مصنف نے شیخ محمد بن صالح العثیمین اور شیخ عبدالعزیز بن باز کے فتاویٰ جات کی روشنی میں نماز کی اہمیت و فضیلت اور تارک نماز کا حکم تفصیلاً بیان کیا ہے۔

۶-۱۵ کتاب کا نام: نماز نبوی احادیث صحیحہ کی روشنی میں

جدید فقہی رجحانات کے موضوع پر اردو کتابیں ایک تعارف

مولانا منور سلطان ندوی ☆

بیسویں صدی کے نصف اخیر سے فقہ کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے، جب مختلف اسباب و عوامل کی بنیاد پر روایتی جمود ٹوٹا، غور و فکر اور تحقیق و اجتہاد کی راہیں وا ہوئیں، جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ جدید مسائل کے حل پر توجہ ہوئی اور انفرادی و اجتماعی اجتہاد کا سلسلہ شروع ہوا، بلکہ مختلف جہتوں سے قابل قدر علمی و تحقیقی پیش رفت ہوئی، بہت سے نئے موضوعات سامنے آئے، اس درمیان بعض رجحانات بھی ابھر کر سامنے آئے، بعض خاص اصطلاحات مروج ہوئیں، نظریہ سازی، فقہ الاقلیات، مقاصد شریعت، فقہ الاولیات فقہ الموازنات وغیرہ نے تو باضابطہ ایک موضوع کی شکل اختیار کر لیا، جن پر خاصہ تحریری سرمایہ تیار ہو چکا ہے، علامہ قرضاوی اور دیگر فقہاء نے دوسرے فقہی رجحانات بھی پیش کئے، مثلاً تاصیل، فقہ التیسیر، فقہ الاولیات وغیرہ، ان کے علاوہ تلفیق، دوسرے مسلک پر فتویٰ، مسالک اربعہ کے بجائے مسالک ستہ، مسالک شمانیہ اور پھر ان مسالک کی تحدید کے بغیر صحابہ کی آراء کی تلاش جیسے رجحانات بھی معروف ہوئے، ان سب کے اثرات جدید فقہی لٹریچر میں واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

اس مقالہ میں نظریہ سازی، مقاصد شریعت اور فقہ الاقلیات کے موضوع پر لکھی جانے والی اردو کتابوں پر ایک نظر ڈالیں گے۔

فقہی نظریات:

فقہی نظریات کی تعریف کرتے ہوئے شیخ مصطفیٰ زرقاء لکھتے ہیں:

فقہ کے اساسی نظریات سے ہماری مراد وہ بڑے بڑے دستور اور مفاہیم ہیں جن میں سے ہر ایک ایسا قانونی نظام تشکیل دیتا ہے جو نظام فقہ اسلامی کے جسم میں اس طرح پھیلا ہوا ہے جس طرح مختلف قسم کے اعصابی نظام، انسانی جسم کے مختلف اطراف اور گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور اس نظام کے عناصر اس موضوع سے تعلق رکھنے والے مختلف احکام میں حکمراں ہیں، مثلاً ملکیت اور اسباب ملکیت کا نظریہ، عقد، قواعد عقد اور نتائج عقد کا نظریہ، اہلیت کا نظریہ اور اس کی مختلف قسمیں، مراحل اور عوارض، نیابت اور اس کے احکام کا نظریہ، باطل، فاسد اور موقوف کا نظریہ... اور اس طرح دوسرے بڑے بڑے نظریات جن پر اسلامی فقہ کا شاندار محل تعمیر ہوا ہے اور تمام فقہی مسائل و حوادث کے حل میں انسان ان نظریات کے اثرات سے دوچار ہوتا ہے (المدخل الفقہی العام)۔

نظریات کے موضوع پر عربی میں ڈھیر سا کام ہوا ہے، اردو میں گنتی کے چند کتابیں منظر عام آئی ہیں، جو اس طرح ہیں:

۱۔ فقہ اسلامی کی نظریہ سازی:

یہ دکتور جمال الدین عطیہ کے ان محاضرات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے قطر یونیورسٹی کے ”کلیہ الشریعہ نی نی کے طلبہ کے سامنے فقہی نظریات کے عنوان سے پیش کیے تھے، تین ابواب پر مشتمل اس کتاب کی حیثیت دراصل اس موضوع پر ایک تمہید کی ہے، پہلے باب کا عنوان فقہی نظریات اور علم اصول فقہ ہے جس میں اصول فقہ کی ابتداء، اس فن میں تصنیف و تالیف کے طریقے اور ترتیب و موضوعات کو بیان کیا ہے، دوسرے باب میں فقہ کے علاوہ دیگر علوم اسلامیہ میں فقہی نظریات کی تلاش کی ہے اور آخری باب میں فقہی نظریات کی موجودہ

صورت حال پر بحث کی ہے۔

اس عنوان کو اختیار کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے مصنف کتاب لکھتے ہیں:

لوگوں میں مشہور ہے کہ اسلامی شریعت میں عمومی نظریات نہیں ہیں، بلکہ اسلامی شریعت زندگی کے مختلف میدانوں سے تعلق رکھنے والے فرعی احکام کے مجموعہ کا نام ہے، ہم اس کتاب کے پہلے اور دوسرے باب میں جائزہ لیں گے کہ نظریہ سازی کے میدان میں فقہائے سلف کی کوشش کہاں تک پہنچی ہے، اس جائزہ سے یہ حقیقت بھی کھلے گی کہ مذکورہ بالا مقولہ علی الاطلاق درست نہیں ہے... (ص: ۷)

دور حاضر میں جو علمی کاوشیں سامنے آئی ہیں مصنف نے انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: اول: تحدیث، دوم: جدید مسائل سے متعلق اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت، سوم: موازنہ اور تقابلی مطالعہ، اخیر میں فقہ اسلامی اور فقہی نظریات کے موضوع پر عصر حاضر کے مصنفین کی تحریروں کی ایک طویل فہرست دی ہے، صاحب کتاب نے قواعد فقہیہ پر بھی تفصیلی بحث کی ہے۔

اصل کتاب عربی میں الت نظیر الفقہی کے نام سے شائع ہوئی تھی، اسلامک فقہ اکیڈمی نے اس کا ترجمہ شائع کیا ہے۔

۲- اس موضوع پر دوسری کتاب بھی آپ کی ہی ہے، ”اسلامی شریعت کا عمومی نظریہ نی نی کے عنوان سے فقہ اکیڈمی سے شائع ہوئی ہے، یہ بھی مصنف کے محاضرات کا مجموعہ ہے، جسے بعد میں کتابی شکل دی گئی ہے اور پھر اس کے بعد اردو قالب دیا گیا، اور مذکورہ دونوں کتابوں کو اردو کا جامہ اسلامک فقہ اکیڈمی کے علمی امور کے سکریٹری اور دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاذ حدیث و فقہ حضرت مولانا عتیق احمد بستوی قاسمی نے پہنایا ہے۔

شریعت کے عمومی نظریات کے بارے میں دکتور جمال الدین عطیہ لکھتے ہیں:

عمومی نظریات سے ہماری مراد وہ عام تصور ہے جو اک نظام قانون کی حیثیت سے

اسلامی شریعت کے بنیادی خطوط کی وضاحت کرتا ہے، اس اعتبار سے یہ عمومی نظریہ اصول فقہ کو شامل ہے، کیونکہ اصول فقہ کے مباحث اس نظریہ کے عام منصوبے میں نمایاں مقام پاتے ہیں، حالانکہ شریعت کا یہ عمومی نظریہ استنباط احکام ہی کے اندر محدود نہیں ہے، شریعت کا نظریہ عام اس سے بلند نظریہ سے پھوٹتا ہے۔ (ص ۶۶)

کتاب بارہ فصلوں پر مشتمل ہے، پہلی فصل میں اسلامی شریعت کی خصوصیات و امتیازات کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے اس کا وضعی قوانین سے موازنہ کیا ہے، شریعت کے مآخذ کے ضمن میں اولوالامر، اجتہاد، مجتہدین کی قانون سازی اور قاضیوں کے فیصلوں پر بڑی محققانہ بحث کی ہے، اس کے علاوہ عرف و استحسان کو بھی بیان کیا ہے۔

آپ نے حکم شرعی کے دائرہ کی دو تقسیم کی ہے، مکانی اور زمانی، مکانی دائرہ میں بین الاقوامی تعلقات کے بارے اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے دارالاسلام، دارالحرب، دارالعهد اور حقوق سے متعلق بڑی عمدہ بحث کی ہے، اور مکانی دائرہ میں نسخ کی بحث ہے۔

۳۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی کتاب ”اسلام کا نظریہ ملکیت“ اسی زمرہ کی کتاب

ہے۔

مقاصد شریعت:

مقاصد اور اسرار شریعت کا موضوع متقدمین کے یہاں خوب خوب ملتا ہے، بیسویں صدی کے نصف اخیر میں یہ ایک مستقل موضوع کی شکل میں ابھرا، علامہ محمد طاہر بن عاشور تیونس (۱۸۷۹ء-۱۹۷۳ء) نے ۱۹۶۶ء میں مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ کے نام سے کتاب لکھی، اس کے بعد مراکش کے علاء فاسی (۱۹۰۸ء-۱۹۷۴ء) کی کتاب ”مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ و مکارمہانی فی شائع ہوئی، ان دونوں کتابوں نے علماء کی توجہ اس موضوع کی طرف مبذول کرائی، اس کے بعد سے مسلسل یہ اہل علم کی توجہ کا مرکز رہا، عربی سے یہ موضوع اردو میں منتقل ہوا، عربی زبان میں اس موضوع پر اتنا کام ہو چکا ہے کہ اس موضوع پر کتابوں اور مقالات کی

صرف فہرست دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے، ”المعہد العالمی للفکر الاسلامی شمالی امریکہ نی نی اور“ معہد الدرسات مقاصد الشریعہ نی نی اور دیگر ادارے صرف اسی موضوع پر کام کے لیے وقف ہیں۔

۱۔ مقاصد شریعت: تعارف اور تطبیق ناشر: اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی، ۲۰۰۴ء
اسلامک فقہ اکیڈمی نے ۲۰۰۳ء کے اواخر میں پہلے پہلے مقاصد شریعت کے تعارف کے لیے ایک فقہی ورکشاپ منعقد کیا تھا، یہ اسی ورکشاپ کے مقالات و محاضرات کا مجموعہ ہے، مقاصد کے موضوع پر اردو میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے، کتاب کے مشتملات درج ذیل ابواب میں منقسم ہیں:

مقاصد شریعت: ضرورت اور عصری معنویت

مقاصد شریعت: اساس اور مدارج

مقاصد شریعت: تاریخی تناظر

مقاصد شریعت: تطبیق اور استفادہ

مقاصد شریعت: تاثرات اور نتائج

مقاصد شریعت: چند نئی کتابیں، ایک جامع تعارف

یہ کتاب مقاصد کو سمجھنے اور سمجھانے کی ایک بہترین کوشش ہے، اکثر محاضرات و مقالات میں اسرار و حکم اور مقاصد گڈ منظر آتا ہے جبکہ بیرون ہند کے علماء کی تحریریں خالص فنی اور موضوعاتی ہیں، اس میں خاص طور پر مقاصد کے موضوع پر ہونے والے علمی و تحقیقی کاموں کا تسلسل دکھایا گیا ہے، دوسری طرف اس کے اساس اور مدارج پر بھی بحث کی گئی ہے، ساتھ ہی امام شاطبی اور امام طاہر ابن عاشور کے نظریات کا تعارف کرایا گیا ہے اور اخیر میں اس موضوع سے متعلق پانچ اہم کتابوں کا خلاصہ بھی درج ہے۔

۲۔ مقاصد شریعت عصری تناظر میں ڈاکٹر جمال الدین عطیہ

ناشر اسلامک فقہ اکیڈمی، ۲۰۰۴ء

اصل کتاب عربی میں ”نحو تفعیل المقاصد“ کے نام سے ہے، جس کی تلخیص اور اردو ترجمانی ہشام الحق ندوی نے کی ہے، مصر کے مفتی اعظم ڈاکٹر علی جمعہ نے اپنے پیش لفظ میں کتاب کا جامع تعارف کرایا ہے، ہم یہاں انہی کے الفاظ مستعار لیتے ہیں، ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

مصنف نے تین فصلوں میں اس موضوع پر بحث کی ہے، ہر فصل ایسے مباحث پر مشتمل ہے جن میں تفصیل سے مقاصد کے مسائل کو زیر بحث لایا ہے۔

پہلی فصل میں چند محوری مسائل ذکر کیے گئے ہیں، اس کے تحت مقاصد کے تعیین اور اثبات میں عقل، فطرت اور تجزیہ کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے، نیز مقاصد کی درجہ بندی، ہر مقصد کے وسائل کی درجہ بندی اور ان کے تطبیق پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

دوسری فصل میں مصنف مقاصد کے جدید تصور کو زیر بحث لائے ہیں، اس کے تحت انہوں نے مقاصد کی پانچ روایتی اقسام، ان کی محدودیت، مقاصد کی دیگر انواع و اقسام، اور مقاصد کے چار مجوزہ گوشوں: فرد، خاندان، امت اور انسانی سماج پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، اس طرح انہوں نے مقاصد کے دائرہ کو وسیع کرتے ہوئے ان کو پہلے سے زیادہ مؤثر اور فعال بنا دیا ہے۔

تیسری فصل میں مقاصد کو مؤثر اور فعال بنانے کے طریقوں پر تفصیلی گفتگو کی ہے، اس ضمن میں مقاصد کے استعمال کی موجودہ صورت، اجتہاد مقاصدی، فقہی نظریہ سازی، فرد اور جماعت کی مقاصدی ذہنیت اور علم مقاصد کے مستقبل پر روشنی ڈالی ہے۔ (ص ۹: ۱۰)

مؤلف نے پانچ کلی مقاصد کو چار گوشوں میں تقسیم کر کے ان سے متعلق مقاصد کی تعیین کی ہے:

فرد سے متعلق مقاصد اس طرح ہیں:

تحفظ جان، تحفظ عقل، تحفظ تدین، تحفظ عزت اور تحفظ مال۔
خاندان سے متعلق مقاصد اس طرح ہیں:
مرد و عورت کے درمیان جنسی تعلق کی تقسیم
تحفظ نسل
سکون، مودت اور رحمت کا ماحول
تحفظ نسب
خاندان میں تدین کی حفاظت
بحیثیت ایک ادارہ کے خاندان کی تنظیم
خاندان کے مالی پہلو کی تنظیم
امت سے متعلق مقاصد اس طرح ہیں:
امت کی اجارہ جاتی تقسیم
تحفظ امن
انصاف کا قیام
دین و اخلاق کا تحفظ
تعاون، تکافل اور امداد باہمی
علم کی اشاعت اور امت کی عقل کی حفاظت
انسانیت سے متعلق مقاصد:
تعارف، تعاون اور ہم آہنگی
روئے زمین پر انسان کے لیے عمومی خلافت کا قیام
انصاف پر مبنی عالمی امن کا قیام
عالمی سطح پر حقوق انسانی کا تحفظ

دعوت اسلامی کی اشاعت (ص ۶۹: ۸۹)

۳۔ فقہ مقاصد از ڈاکٹر جاسر عودہ مترجم: الیاس نعمانی ندوی

ناشر: المعهد العالمی للفکر الاسلامی ۲۰۰۸ء

معاصر فقہی دنیا میں ڈاکٹر جاسر عودہ ایک معروف نام ہے، یہ کتاب اصلاً آپ کے ایم اے کا مقالہ ہے، جو بعد میں ترمیم و اضافہ کے ساتھ کتابی شکل میں شائع ہوئی ہے، رفیق محترم مولانا الیاس نعمانی ندوی نے اسے اردو کا جامہ پہنایا ہے، یہ کتاب مقاصد کے موضوع پر اس لیے بھی بہت اہم ہے کہ اس میں مقاصد کے تصور کو بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے، یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ مقاصد کا ایک خاص تصور پیش کیا ہے، کتاب کے بیشتر مباحث ایسے ہیں جن پر غور کرنا اور تنقیدی نظر ڈالنا ضروری ہے۔

عودہ صاحب نے کتاب کی تالیف کے چار مقاصد بیان کئے ہیں:

پہلا مقصد یہ ہے کہ مقاصد شریعت کو احکام کا مدار ٹھہرا کر فقہ اسلامی کی لچک اور تمام حالات اور زمانوں کے قابل عمل ہونے کی حفاظت کی جائے۔

اس مقصد کی تکمیل کس طرح ہوگی، اس بارے میں لکھتے ہیں:

”فتاویٰ کے ظاہر پر عمل ان کے صدور کے وقت جیسے حالات اور عرف میں تو صحیح ہے، لیکن حالات و زمانہ مکمل تبدیل ہو جائیں اور اس کے نتیجے میں زمینی حقائق بھی بدل جائیں تو پھر انہی فتاویٰ کے ظاہر صحیح نہیں ہے نی نی

دوسرا مقصد یہ ہے کہ تعارض موہوم سے صرف نظر کر کے تمام نصوص پر عمل کیا جائے، اس کی ضرورت اس لیے ہے کہ بلا دلیل شرعی محض اپنی ذاتی رائے کی بنیاد پر کسی آیت محکم یا صحیح حدیث کو مرجوح و منسوخ قرار دے کر اس کا اہمال یا الغا کرنا اصولی طور پر صحیح نہیں ہے۔

تیسرا مقصد ہے فروعی اختلاف کو کم کرنا، اس کے لیے مشورہ یہ ہے کہ مقاصد کو ان کے مرجع کی حیثیت دلائی جائے، کیونکہ فروع میں اختلاف طبیعتوں، عقلوں اور اخذ کرنے کی

صلاحیتوں میں تفاوت کا فطری نتیجہ ہے۔

اور چونکہ مقصد یہ ہے کہ مسلم اقلیتی ممالک میں احکام اسلامی کو ان کے اہداف و مقاصد کے ساتھ پیش کیا جائے، کیونکہ یہ عقلی منہج کے قریب ہے۔ (صفحہ ۱۵-۱۶)

یہ مقاصد بظاہر بڑے اچھے ہیں، مگر ان مقاصد کو بروئے کار لانے کا جو طریقہ بیان کیا ہے ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جس پر کلام نہیں کیا جاسکتا ہے، مثلاً پہلے مقصد کی تکمیل میں بیان کیا گیا کہ فتاویٰ کے ظاہر پر عمل صحیح نہیں ہے، اس کا مقصد اگر حالات کی تبدیلی کا اثر بتانا ہے تو یہ فقہاء کے یہاں پہلے سے موجود ہے، اور اگر یہ مقصد نہیں ہے تو ظاہر ہے اس میں پورے فقہی سرمایہ پر از سرے نو غور کرنے کی دعوت ہے۔

دوسرے مقصد کے سلسلہ میں احادیث کے درمیان تعارض کے وقت ترجیح و تطبیق کا جو اصول بتایا گیا ہے وہ احناف کے یہاں مروج اور معمول بہا اصول کے خلاف ہے، اور اس پر عمل کی صورت میں بہت سے مجتہد فیہ مسائل میں تبدیلی واقع ہوگی۔

مؤلف نے نسخ کو خاص طور پر بحث کا موضوع بنایا ہے، انہوں نے نسخ کے موجودہ اصول پر خوب خوب تنقید کی ہے:

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ نسخ کا حق صرف شارح کو حاصل ہے، لہذا ہر آخری حکم کو سابق حکموں کا نسخ نہیں کہا جاسکتا، نیز ظاہری تعارض کو دور کرنے کے لیے یا محض ایک دلیل کے دوسرے دلیل سے زمانی تاخر کی بناء پر نسخ کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے، الایہ کہ عبارت النص میں حکم کی تبدیلی اور ابدیت کی صراحت ہو۔ (ص ۲۴۱)

مسلم اقلیتوں سے متعلق متعدد مسائل پر مقاصد کی روشنی میں غور کیا ہے، لیکن یہاں بھی ان کے نتائج سے اتفاق مشکل ہے۔

مؤلف نے اس بات کی وضاحت میں پوری کوشش صرف کی ہے کہ احکام کا مدار (مناط) علت کے بجائے مقاصد کو بنایا جائے، یا کم از کم علت کے ساتھ مقاصد کو بھی

شامل رکھا جائے، اور دوسری جس بات پر زور دیا ہے وہ یہ ہے کہ صحیح نصوص کو بلا دلیل شرعی منسوخ نہ مانا جائے۔

اس کتاب میں اور بھی متعدد نظریاتی اصول اور تجاویز کا ذکر ہے، جن پر غور و فکر کرنا بہت ضروری ہے، خصوصاً نسخ اور ترجیح سے متعلق آراء اہل علم کی توجہ کے مستحق ہیں، میری ناقص معلومات کے مطابق اب تک اس حوالہ سے قلم نہیں اٹھایا گیا ہے۔

۴۔ شریعت کے مقاصد عامہ ڈاکٹر یوسف حامد العالم

المعهد العالمی للفکر الاسلامی ۲۰۰۸ء

اصل کتاب ”المقاصد العامہ للشریعة الاسلامیة فی نی کے نام سے ہے جسے مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی اور مولانا ہشام الحق ندوی نے اردو کا جامہ پہنایا ہے، یہ کتاب ایک تمہید، دو ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، تمہید میں اسلامی شریعت کی عمومی خصوصیات اور شرعی دلائل کو بیان کیا ہے، پہلا باب اغراض اور مصالح کے بیان پر مشتمل ہے، دوسرے باب میں مقاصد کے پانچ کلیات پر بڑی محققانہ اور سیر حاصل بحث کی ہے، ان کلیات کے وجود اور عدم دونوں پہلوؤں کو موضوع بحث بنایا ہے۔

کتاب کے درمیان بعض معاصر مسائل سے بھی تعرض کیا ہے، جیسے عقل کے حواس اور موجی سے ربط و تعلق کا مسئلہ، مؤلف نے وسائل ادراک کے تین دائرے متعین کئے ہیں جو حواس سے شروع ہو کر عقل سے گزر کر وحی پر ختم ہوتے ہیں، مؤلف موصوف کا خیال ہے کہ معاشرہ کا بگاڑ ان دائروں کے حدود اور ان کے باہمی ربط کو ٹھیک ٹھیک نہ سمجھنے یا ان کے بارے میں تعارض اور تضاد کی غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا نتیجہ ہے۔ (کتاب مذکور، ص ۶۸۸)

۵۔ مقاصد شریعت کی تفہیم ناشر: منظور اکیڈمک اینڈ ریسرچ کنسلٹنٹ، ۲۰۰۸ء

اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر محمد فہیم اختر ندوی ہیں، انہوں نے مقاصد کے موضوع پر لکھی جانے والی پانچ اہم عربی کتابوں کو سامنے رکھ کر یہ کتاب تیار کی ہے، یہ گویا ان تحریروں کا

خلاصہ ہے، مؤلف نے مقاصد سے متعلق تمام مباحث کا تعارف کرایا ہے، مقاصد سے متعلق افکار و نظریات، اصول و قواعد اور ان کی عصری تطبیق جیسے مباحث کو تفصیل سے بیان کیا ہے، کتاب کی جامعیت کو دیکھ کر یہ کہنا بالکل بجاہت ہے کہ یہ موضوعات اردو میں پہلی بار اتنی تفصیل سے آئے ہیں، البتہ مؤلف نے ان موضوعات کو بحث اور تحلیل و تجزیہ کا موضوع نہیں بنایا ہے۔

افکار و نظریات میں امام شاطبی اور امام ابن عاشور کے نظریات کو قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے، جس میں ان حضرات کی آراء کا پورا مغز قارئین کے سامنے آجاتا ہے، معاصر علماء نے اس موضوع پر جو اضافہ کیا ہے اور جو ان کے نظریات ہیں ان کو بھی ذکر کیا ہے، یہ مباحث تجزیہ کے متقاضی تھے، مگر یہاں بھی تعارفی اسلوب ہے۔

مقاصد سے متعلق اصول و قواعد بڑا اہم موضوع ہے، مصنف نے خود اس کی اہمیت کا اعتراف کیا ہے، آپ لکھتے ہیں:

یہ قواعد و ضوابط اس لیے بھی ضروری ہیں کہ ان کے بغیر مقاصد ایک ایسا آلہ بن جاتا ہے جس کے ذریعہ احکام شرع کو با مطلب بنانے کے بجائے شریعت کی جواب دہی گردن سے اتار پھینکا جاسکتا ہے۔ (ص: ۱۱)

اسی طرح مقدمہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

بعض حلقوں نے بعض ایسی چیزوں کو مقاصد کا ڈھیلا ڈھالا لباس پہنا کر اسلام میں داخل کیا ہے جو غلط اور غیر شرعی ہیں۔ (ص: ...)

آخری باب کا عنوان عصری تطبیق ہے، اس میں طب، سماجی مسائل، نکاح، خواتین کا مقام، طلاق، ذات پات کا مسئلہ، تعلیمی مسائل، عدالتی مسائل اور رفاہی مسائل کے عنوان سے مسائل کی ایک طویل فہرست دی گئی ہے، اگر ان میں سے چند کی تطبیق کی جاتی تو اردو قارئین کے سامنے مقاصد کی بہتر تصویر آجاتی۔

مقاصد کے اولین نقوش کے عنون سے امام باقلانی کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں: اصول فقہ میں آپ کا مقام ایک نقطہ تحول کی حیثیت رکھتا ہے، ان کی کتابوں نے بعد کے ادوار پر اثرات چھوڑے۔ (ص ۱۴۴)

دیگر اہل علم کی کوششوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مقاصد کے موضوع پر قدیم و جدید علماء نے بڑا سرمایہ تیار کیا ہے، متقدمین میں عزالدین بن عبدالسلام، شہاب الدین قرافی اور ابن تیمیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان کے بعد سب سے اہم نام امام شاطبی کا ہے، مؤلف کے بقول فکر مقاصد کے سفر میں یہ پہلی منزل ہے جہاں ٹھہر کر موضوع کا تفصیلی مطالعہ ہوتا ہے اور روشن خیالات سے آگہی حاصل ہوتی ہے، اس سفر کی دوسری منزل علامہ تیونس شیخ محمد بن عاشور ہیں جنہوں نے امام شاطبی کے کام پر نہ صرف وسیع اضافہ کیا، بلکہ ان کے افکار کو عملی مثالوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش بھی کی، اس لیے ابن عاشور کی آراء کا مطالعہ چشم کشا اور بصیرت افروز ہے۔ (ص ۱۸۰)

مؤلف نے امام شاطبی اور شیخ ابن عاشور کے نظریات کو خاص طور پر تفصیل سے بیان کیا ہے، ابن عاشور کے کاموں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ابن عاشور کے کاموں میں ایک قابل قدر اور نیا پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے مقاصد کے کام کو آگے بڑھایا، اب تک شریعت کے مقاصد کو پانچ امور کے اندر محدود بتایا جاتا ہے، حالانکہ مقاصد کی پانچ امور میں تقسیم ایک اجتہادی امر تھا، ابن عاشور نے اپنے زمانہ کے حالات و وسائل کو پیش رکھتے ہوئے مقاصد کی از سر نو تقسیم کی، انہوں نے دو مقاصد کا اضافہ کیا، یہ تھے مساوات اور آزادی۔ (ص ۲۱۸)

بیسویں صدی میں مقاصد عام فقہاء و اصولیین کے فکر و خیال کا موضوع بنا، اور اس موضوع پر خوب لکھا گیا، مؤلف نے اس دور کی تحریروں کی تین نوعیت بیان کی ہے، زیادہ تر کتابیں مقاصد کے تعارف پر ہیں، جن میں مقاصد کی تاریخ، تعارف اور متقدمین کے کاموں

کا تعارف کرایا گیا ہے، دوسری وہ کتابیں ہیں جن میں مقاصد پر لکھنے والوں کی آراء اور نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے، اور تیسری نوعیت کی وہ کتابیں ہیں جن میں مقاصد کے تطبیقی پہلو پر گفتگو کی گئی ہے۔ (ص ۲۱۹)

معاصرین کی تحریروں میں ایک بحث یہ بھی آئی ہے کہ مقاصد کو علم اصول فقہ کا حصہ مانا جائے یا اسے ایک الگ علم قرار دیا جائے؟ جیسا کہ ابن عاشور نے اس کی دعوت دی ہے، اس پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ (ص ۲۱۹)

مقاصد شریعت کے اصول و قواعد کیا ہوں گے، اس بارے میں لکھتے ہیں:

مقاصد شریعت کے موضوع پر کام کرنے والوں کے سامنے اس کے اصول و ضوابط اور قواعد کا رہنا اس لیے ضروری ہے کہ مقاصد شریعت کسی ایسے نظریے کا نام نہیں ہے جو غیر منضبط ہو، ڈھیلا ڈھالا ہو، نہ ہی یہ ایسا لباس ہے جسے ہر جگہ فٹ کیا جاسکتا ہو، اس کے محکم اصول و ضوابط ہیں، اور معتنق قواعد اس کے پیچھے کار فرما ہیں، اور اس دائرہ میں رہ کر ہی مقاصد شریعت کا نظریہ کام کرتا ہے، اگر یہ قواعد اور اصول و ضوابط پیش نظر نہ ہوں تو خطرہ ہے کہ مقاصد شریعت کو ایک ایسا آلہ نہ بنالیا جائے جس کے ذریعہ اسلامی شریعت کے پائیدار احکام کی بنیادیں منہدم کر دی جائیں، اور شریعت کے نصوص اور محکم احکام پر عمل سے گریز کی راہ ہموار کر لی جائے۔ (ص ۲۴۱)

اس تمہید کے بعد مؤلف نے ڈاکٹر عبدالرحمن کیلانی کی کتاب ”قواعد المقاصد عند الامام الشاطبی فی نی کا اختصار سے تعارف کرایا ہے۔

۶۔ مقاصد شریعت پروفیسر نجات اللہ صدیقی ناشر مرکزی مکتبہ اسلامی، ۲۰۰۹ء

پروفیسر نجات اللہ صدیقی صاحب علمی دنیا میں صاحب فکر محقق کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، اسلامی معاشیات آپ کا اختصاصی موضوع ہے، جس پر آپ کی کاوشیں گراں قدر ہیں، جس کے اعتراف میں آپ کو فیصل ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔

مقاصد شریعت پر آپ نے جو مباحث پیش کئے ہیں وہ واقعی آپ کی فکر اور تحقیق کی آئینہ دار ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جن سے اتفاق فقہ کے عام طالب علم کے لیے بھی مشکل ہے، لیکن اس کے باوجود یہ کتاب مقاصد کے موضوع پر اہم اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس کتاب کی تالیف کا مقصد بیان کرتے ہوئے پروفیسر صاحب نے دو بڑی اہم وجہیں لکھی ہیں، جس سے آپ کی فکر کا اندازہ ہوتا ہے:

اول یہ کہ نئے پیش آمدہ مسائل میں حکم شرعی کی تلاش میں ان مقاصد اور حکمتوں سے استفادہ کے طریقے بتائے جائیں۔

دوسرے کہ مقاصد کی بحث فقہی احکام تک محدود نہیں ہے بلکہ دعوت و تربیت اور اصلاح معاشرہ جیسے اہم کاموں میں بھی مقاصد شریعت سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے (ص: ۱۱)

کتاب کے ابواب پر ایک نظر ڈالنے سے موضوع کی وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، ابواب اس طرح ہیں:

- مقاصد شریعت ایک عصری مطالعہ
- مقاصد شریعت اور معاصر اسلامی فکر: وقائع اور امکانات
- مقاصد شریعت کی پہچان اور تطبیق میں عقل اور فطرت کا حصہ
- مقاصد شریعت کے فہم و تطبیق میں اختلاف کا حل
- مقاصد شریعت کی روشنی میں اجتہاد کی حالیہ کوششیں
- مقاصد شریعت کی روشنی میں معاصر اسلامی مالیات کا جائزہ
- مقاصد شریعت اور مستقبل انسانیت
- مقاصد شریعت: فہم اور تطبیق

مؤلف کی رائے ہے کہ مقاصد کی فہرست میں اضافہ کی ضرورت ہے، آپ لکھتے ہیں:

روایتی فہرست میں سارا زور دفع مضرت پر ہے، جلب منفعت کا پہلو دب گیا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ موجودہ عالمی اور قومی سطح کے مسائل میں ماحولیاتی تلوث پر کنٹرول، کائنات کے قدرتی وسائل کا بچاؤ، عمومی اور کھلی تباہی مچانے والے اسلحوں کے استعمال اور ان کی پیداوار پر پابندی اور موجود نیوکلیائی ہتھیاروں، نیز کیمیائی اور حیاتیاتی اسلحوں کا تلف کیا جانا اور اقوام عالم کے باہم امن و چین سے رہ سکنے کے دوسرے تقاضے پورے کرنے سے یہ بہتر ہے کہ ان امور سے مناسبت رکھنے والی اسلامی تعلیمات کو اہمیت کے ساتھ پیش کیا جائے، مسئلہ یہ نہیں ہے کہ منطقی طور پر کیا بات کس بات سے نکالی جاسکتی ہے، اہم بات یہ ہے کہ نئے حالات میں اسلام اور مسلمانوں کو سیاسی، معاشی اور سماجی امور میں دنیا کی رہنمائی کے لیے کس طرح سے زیادہ مدد مل سکتی ہے، ہمارے خیال میں گلوبلائزیشن کے چیلنجوں سے عہدہ برآ ہونے میں مقاصد شریعت کی فہرست میں ان چیزوں کے اضافہ سے مدد ملے گی جن کی مقصودیت کو کتاب و سنت کی سند تو حاصل ہے مگر اب سے پہلے ان کو زیادہ اہمیت دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی (ص ۳۸):

آپ نے اس فہرست میں جن باتوں کا اضافہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

- ۱۔ انسانی عز و شرف
- ۲۔ بنیادی آزادیاں
- ۳۔ عدل و انصاف
- ۴۔ ازالہ غربت اور کفالت عامہ
- ۵۔ سماجی مساوات اور دولت و آمدنی کی تقسیم میں پائی جانے والی ناہمواری کو بڑھنے سے روکنا
- ۶۔ امن و امان اور نظم و نسق

۷۔ بین الاقوامی سطح پر باہم تعامل اور تعاون (ص ۳۹):

اس کتاب کے بہت سے مباحث بڑے چشم کشا ہیں، لیکن اسی کے ساتھ بہت سے مباحث ایسے بھی ہیں جنہیں قبول کرنا آسان نہیں ہے، استاذ محترم مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے اس کتاب کا علمی جائزہ لیا ہے، جو مختلف رسائل میں شائع ہو چکا ہے، ڈاکٹر محی الدین غازی نے اس کتاب کے حوالہ سے چند معروضات پیش کئے ہیں، آپ کا یہ مضمون بھی بعض رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔

مقاصد شریعت سے متعلق کتابوں کے مطالعہ کے دوران یہ احساس رہا کہ:

الف۔ مقاصد سے متعلق زیادہ تر کتابوں میں مقاصد کی اہمیت پر گفتگو کی گئی ہے، مگر مقاصد کا اصل تصور کیا ہے، اور اس کی بنیادی حدود خال کیا ہیں؟ اس سلسلہ میں منضبط بات نہیں ملتی، مختلف کتابوں میں مختلف باتیں درج ہیں، مسائل کے حل میں مقاصد کا لحاظ رکھنے والی بات تو ٹھیک ہے، مگر کیا مقاصد کی روشنی میں حل شدہ مسائل پر بھی غور کیا جائے گا، اور اگر ایسا کیا جائے گا تو ظاہر ہے بہت سے مسائل میں احکام بدل جائیں گے، اس کا کیا حل ہے؟ کیا مقاصد کی روشنی میں پورے فقہی سرمایہ کی تجدید مقصود ہے؟ یہ بحث تشنہ ہے۔

ب۔ مقاصد کے حدود اور اصول و شرائط کیا ہوں گے؟ اس سلسلہ میں بھی کوئی اطمینان بخش تحریر نہیں آئی ہے، یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ بعض مصنفین مقاصد کے لحاظ میں اتنی وسعت دیتے ہیں کہ حجاب پر بھی سوالیہ نشان لگ جاتا ہے؟ اور بعض کے نزدیک اس موضوع کی الگ سے کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

ج۔ مقاصد سے متعلق بعض موضوعات مثلاً نسخ کی بحث، ترجیح کے اصول، مقاصد کو علت بنانے کی تجویز وغیرہ ایسے موضوعات ہیں جن پر گہرے علم رکھنے والے علماء کا غور و فکر ضروری ہے، راقم کے ناقص خیال میں اس سمت اب تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔

د۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ مقاصد کی تحریک جن ممالک سے اٹھی ہے وہاں اس کی جتنی ضرورت ہے کیا اتنی ضرورت یہاں بھی ہے یا نہیں؟ یہ بات بھی توجہ طلب ہے۔

فقہ الاقلیات:

۱۔ فقہ الاقلیات: تعارف، تجزیہ اور حل از: ڈاکٹر جمال الدین عطیہ محمد

ناشر: آئی او ایس اسنٹر فار عربک اینڈ اسلامک اسٹڈیز، نئی دہلی

یہ کتاب اقلیتوں کو درپیش حقیقی مسائل سے متعلق ہے، ڈاکٹر منظور عالم صاحب مصنف اور کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

ڈاکٹر جمال الدین عطیہ مصر کے مشہور اسلامی محقق ہیں، اور جدہ فقہ اکیڈمی کے شعبہ تحقیق و ریسرچ کے سربراہ ہیں، اور جنہوں نے فقہ اسلامی کی نظریہ سازی پر متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں، انہوں نے فقہ الاقلیات کے موضوع پر زیر نظر تصنیف میں دنیا کی تہذیبی، لسانی، نسلی، اور مذہبی اقلیتوں کے وجود کے حق، تحفظ کے حق، اور خود اختیاری کے حق کی وضاحت کرتے ہوئے اقلیتوں کے اکثریت میں انضمام کے خطرہ پر بھی شرح و بسط سے روشنی ڈالی ہے، ساتھ ہی انہوں نے اس کے انسداد کے لیے ضروری اور مناسب تجاویز بھی پیش کی ہیں (پیش لفظ)۔

خود مصنف کتاب تحریر کرتے ہیں:

میں نے یہاں جو انداز اپنایا ہے اس میں اقلیتوں کے موضوع پر فقہی نقطہ نظر سے ایک مبسوط خاکہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اس نقطہ نظر کے آثار پچھلی صدی ہی میں ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے، میں نے اس فقہی نظریہ کے ثبوت میں ٹھوس اصول شرعیہ پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے، ساتھ ہی مقاصد شریعت اور کلیات سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے، اور اس پورے عمل کے لیے اقلیتی مسائل کا ہر پہلو اور ہر جہت سے ہمہ گیر جائزہ لیا ہے، مزید یہ بھی پیش نظر رکھا کہ اس تعلق سے عصری اور تاریخی کیا کیا سرگرمیاں روبہ عمل آئی ہیں اور علاقائی قوانین اور بین الاقوامی قراردادوں میں کس قسم کے حل پیش کیے گئے ہیں۔

(ص ۹:)

مؤلف نے مسلم اقلیات کی بحث پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ مذہبی، لسانی، ثقافتی اور نسلی اقلیات کو سامنے رکھ کر گفتگو کی ہے، اس کتاب کا ترجمہ مولانا امتیاز عالم قاسمی نے کیا ہے۔

۲۔ فقہ الاقلیات: تعارف، اصول اور تطبیق از: ڈاکٹر صلاح الدین سلطان

ایفا پبلیکیشنز، ۲۰۱۲ء

یہ کتاب تین فصلوں پر مشتمل ہے، پہلی فصل میں کتاب میں مذکور اصطلاحات کی وضاحت کی گئی ہے، دوسری فصل میں اقلیتوں کی فقہ سے متعلق دس ضوابط بیان کیے گئے ہیں، اور تیسری فصل میں فقہ الاقلیات سے متعلق چند تطبیقی مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

مؤلف کتاب نے فقہ الاقلیات کے لیے جن ضوابط کو بیان کیا ہے وہ بہت اہم ہیں، ان ضوابط میں سے چند اس طرح ہیں:

ہم وطنی کے تصور کا استحکام

وطن کی فلاح و بہبود سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کا پختہ شعور

نص اور عملی صورت حال دونوں کے بیک وقت گہرے فہم کی ضرورت

عمومی مسائل کے حل میں اجتماعی اجتہاد کی طرف رجوع

اجتہاد میں شرعی دلیل کے ساتھ قلبی خشیت

عبادات اور معاملات دونوں میں فقہ المقاصد کو بنیادی حیثیت دینا

مختلف مسالک کی باہمی قربت

فقہ التیسیر کا انتخاب

ممنوعات کے شرعی متبادل کے سلسلہ میں انتخاب

اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم وطنی کے تصور کو مستحکم کرنا فقہ الاقلیات کے لیے

ضروری ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ شرعی نصوص کے ساتھ اس معاشرہ کے سیاسی

، اور سماجی حالات کا گہرا مطالعہ کیا جائے، جہاں وہ اقلیت رہ رہی ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ مولانا ہشام الحق ندوی نے کیا ہے۔

۳۔ فقہ الاقلیات: دعوت فکر و نظر ترتیب: پروفیسر محسن عثمانی ندوی

ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف آئی جیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی ۲۰۰۹

انسٹی ٹیوٹ آف آئی جیکٹیو اسٹڈیز کی طرف سے فرنگی محل لکھنؤ میں ۲۰۰۹ء میں فقہ الاقلیات کے موضوع پر ایک سمینار ہوا تھا، اسی سمینار کے مقالات کا یہ مجموعہ ہے، جسے معروف صاحب قلم پروفیسر محسن عثمانی ندوی نے مرتب کیا ہے۔

کتاب میں درج ایک اقتباس سے اس موضوع کو سمجھنے میں آسانی ہوگی:

فقہ الاقلیات فقہ ہی کی ایک شاخ ہے، جس کا مقصد و مآخذ کتاب و سنت ہی ہے، اور وہ ایسے اصول ہیں جن کے نتیجے میں تنگی و حرج کو دور کیا جاتا ہے، اور جس میں حاجت کے احکام کو ضرورت کے حکم پر منطبق کیا جاتا ہے، معاملات میں عموم بلوی کا اعتبار کیا جاتا ہے، مکان کی تبدیلی کا حکم زمان کی تبدیلی پر منطبق کیا جاتا ہے، اور مفسد کو دور کیا جاتا ہے، اور ہلکے ضرر کو اور کمزور شر کو قبول کیا جاتا ہے، اس کو بعض لوگ فقہ الموازنات کہتے ہیں۔۔۔ فقہ الاقلیات کی اگر قواعد اصول کی بات کریں تو وہ کوئی نئے اصول یا فقہی قاعدہ کو ایجاد یا پیدا نہیں کرنا چاہتی بلکہ وہ اصولی فقہی سرمایہ میں موجود قواعد سے استفادہ کرتے ہوئے ایسے رہنما خطوط دریافت کرنا چاہتی ہے جس سے اقلیتوں کی مشکلات کو حل کرنے میں مدد ملے۔ (ص ۳۰: ۳۱)

اس مجموعہ میں فقہ الاقلیات کے تعارف اور تاریخ کے ساتھ مسلم اقلیتوں کے سیاسی، سماجی، ثقافتی، عمرانی اور فقہی مسائل میں فقہ الاقلیات سے رہنمائی جیسے موضوعات شامل ہیں، جس سے فقہ الاقلیات کا پورا تصور سامنے آتا ہے، البتہ تطبیق کے طور پر جو مثالیں درج ہیں ان میں متعدد مثالیں محل نظر ہیں۔

فقہ الاقلیات کے موضوع پر راقم کو یہ تین کتابیں مل سکیں، ان کتابوں کو دیکھنے سے یہی تاثر ابھرتا ہے کہ مقاصد کی طرح یہاں بھی مسائل کی کوئی تحدید نہیں ہے، جس صاحب قلم کو جو حکم مشکل لگے اسے وہ فقہ الاقلیات میں شامل کر کے رفع حرج کرنے کا مشورہ دینے لگتے ہیں، کن مسائل میں مسلم اقلیتی معاشرہ اور اکثریتی معاشرہ کے درمیان فرق ہوتا ہے یا ہونا چاہیے، اس کی تحدید ضروری ہے، اور دوسری بات یہ کہ کیا ہندوستان میں بھی فقہ کی اس شاخ کو فروغ دینے کی ضرورت ہے، جیسا کہ یورپ میں ہے، یا یہ باتیں منہج اجتہاد میں پہلے سے موجود ہیں، ان باتوں کی وضاحت ہونی چاہیے۔

یہاں یہ اعتراف ضروری ہے کہ برصغیر ہندو پاک میں اسلامک فقہ اکیڈمی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے ذریعہ نہ صرف جدید مسائل میں تحقیق و اجتہاد کے دروازے کھلے بلکہ علم و تحقیق کے بہت سے نئے گوشے بھی اہل علم تک ان کی وساطت سے پہنچے، فقہ سے متعلق جدید رجحانات سے اگر یہاں کے اہل علم واقف ہوئے ہیں تو یہ اسی فقہ اکیڈمی اور آئی او ایس کے ذریعہ، یہ ساری کتابیں انہی دو اداروں کی علمی سوغات ہے، اس حوالہ سے بھی ان اداروں کا نام فقہ اسلامی کی تاریخ میں زندہ رہے گا، ان اداروں اور بطور خاص اسلامک فقہ اکیڈمی نے ان جدید موضوعات کو برصغیر کے اہل علم میں متعارف کرایا ہے، کیا یہی بہتر ہوتا کہ اکیڈمی ان مباحث کے اصول و ضوابط اور اس کے منہج بحث کو بھی متعین کرنے کا سامان فراہم کر دے۔

ہندوستان میں انگریزی زبان میں فقہی خدمات ایک جائزہ

محمد قمر الدین قاسمی ☆

تاریخ بتاتی ہے کہ ہمارا ملک ہندوستان ہمیشہ سے علم و ہنر کا گہوارہ رہا ہے، اس ملک کے باشندگان کا علم و ثقافت سے گہرا رابطہ رہا ہے۔ اس ملک کی تاریخ بہت قدیم رہی ہے۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اسی ملک ہندوستان کے سرحدیپ (موجودہ سری لنکا) میں اتارے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان اور پہلے پیغمبر ہیں، گویا ہندوستان کو پہلے انسان اور پہلے پیغمبر کی میزبانی کا شرف حاصل ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے باشندگان فہم و ذکاوت، ہنر و دانش مندی، حکمت و دانائی، بصیرت و بصارت میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ہندوستان کا کیا مقام ہے اور اس کی فضیلتیں کیا کیا ہیں اس کی تفصیل ”سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان“ (مولانا آزاد بلگرامی) کی کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اس ملک کا رابطہ عالم عرب اور عالم اسلام سے بڑا گہرا رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام بڑی تیزی سے اس ملک میں پھیلا اور اسلام کے آتے ہی یہاں کے مسلمان اللہ تعالیٰ کے حقیقی پیغام کو پھیلانے میں لگ گئے، اور انہیں حضرات کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم حقیقی معبود

کے پرستار ہیں۔

ہندوستان میں اسلام کی آمد کے ساتھ ہی یہاں کے لوگوں نے اپنی اپنی زبانوں میں اللہ اور اس کے رسول کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانا شروع کر دیا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں نے تفسیر، احادیث نبویہ، فقہ اسلامی اور دیگر اسلامی علوم کے میدان میں وہ کام کر دکھایا جس پر نہ صرف ہندوستان نازاں ہے، بلکہ پورا عالم اسلام اور عالم عرب انگشت بدنداں ہے۔

ہندوستان کی اس زرخیز زمین نے ان علماء کرام اور اصحاب علم و فضل کو جنم دیا جنہوں نے اپنی بصیرت، دقت نظری، بالغ نظری اور الہی مدد سے قرآن کریم کے سینکڑوں ترجمے مختلف زبانوں میں کئے، سیرت نبویہ کو اجاگر کیا، فقہ اسلامی کو موضوع سخن بنایا، اور ایسے علمی کارنامے انجام دیئے جو اسلامی دنیا میں مصادر اور مراجع کی حیثیت رکھتے ہیں۔

فقہ اسلامی، اسلامی علوم کا ایک اٹوٹ حصہ ہے، جو تقلبات زمانہ کے ساتھ مسلم سوسائٹی کو درپیش نئے مسائل کا حل ڈھونڈتا ہے اور مرضیات الہی پر چلنے کا راستہ ہموار کرتا ہے۔ یوں تو باشندگان ہندوستان کی خدمات علوم اسلامیہ کے تمام گوشوں پر محیط ہیں، مگر فقہ اسلامی ان کی توجہ کا خاص مرکز رہا ہے، شاید اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ حملوں کے خوف سے سینٹرل ایشیا، مثلاً بلخ و بخارا، سمرقند اور مرغینان کے علاقوں سے جن اصحاب و فضل کی مہاجرت ہوئی وہ اسی ہندوستان کی طرف ہوئی، چنانچہ علماء کی ایک بڑی جماعت ہندوستان میں سکونت پذیر ہوئی اور اس طرح فقہ حنفی کو یہاں رواج ملا۔ البتہ جنوبی ہندوستان میں دیگر مسالک مثلاً شافعی المسلک اور مالکی المسلک لوگ بھی بڑی تعداد میں بسے ہیں۔

ویسے تو ہندوستانی عوام کو علم و ہنر سے شروع ہی سے وابستگی رہی ہے، لکھنے پڑھنے صنعت و حرفت اور ایجادات و اکتشافات کا سلسلہ ہمیشہ سے رہا ہے؛ جب اسلام اس ملک میں آیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کرنے کا ذوق و شوق مسلمانوں میں پروان چڑھا؛

لیکن اگر تاریخی اعتبار سے بات کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے باضابطہ نظام تعلیم کا آغاز دراصل قطب الدین ایبک کے زمانے میں ہوا۔

اگر ہم فقہ کی بات کریں تو تاریخ بتاتی ہے کہ سلاطین ہند کو فقہ سے خاصا لگاؤ رہا ہے۔ سلاطین ہند نے اپنی جان و مال سے علمی اثاثوں کو یکجا کیا، علمی حلقوں کو وسیع کیا، کتابوں کی فراوانی میں دل کھول کر حصہ لیا، درس و تدریس کے لیے مدارس اور مکاتب کے جال بچھا دیئے اور ان کی نظر جملہ علوم اسلامیہ پر رہی ہے، مگر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان کی دلچسپی فقہ اسلامی کے ساتھ سب سے زیادہ رہی ہے۔ یہ سلاطین ہند اپنے روزمرہ کے حالات و کوائف اور مملکتی امور میں علماء کرام سے مشورہ لیا کرتے تھے، اور آمدہ مسائل کا حل ڈھونڈتے تھے۔ کچھ سلاطین ہند تو ایسے گزرے ہیں جنہیں خود فقہ اسلامی پر مکمل عبور رہا ہے؛ چنانچہ سلطان محمد تغلق کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کو فقہ حنفی کی شاہکار کتاب ”ہدایہ فی نی مکمل یاد تھی، اور ان کو علوم اسلامیہ سے اس قدر دلچسپی تھی کہ ان کے بارے میں امام شوکانیؒ نے لکھا ہے کہ: ”کان جواداً، متواضعاً، عالماً بفقہ الحنفیۃ، مشار کافى الحکمة“ (البدراطلاع ۱۸۰۲)۔

اس کے علاوہ جلال الدین اکبر کی علوم عقلیہ میں دلچسپی اور فقہ اسلامی سے لگاؤ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ سلطان اتمش، غیاث الدین بلبن، سکندر لودھی، بابر اور دیگر سلاطین ہند نے علوم اسلامیہ کی ترویج کے لیے بیت المال کے دہانے کھول دیئے تھے۔ فقہ اسلامی کے میدان میں اورنگ زیب عالمگیر کا کارنامہ تو بڑا شاہکار رہا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جو الفتاویٰ الہندیہ کے نام سے بھی مشہور و معروف ہے، انہی کی بار آور کو ششوں کا ثمرہ ہے۔ عالمگیر نے اپنے وقت کے تیس ممتاز ہندوستانی علماء کرام کو جمع کیا تھا اور ان تمام علماء کرام نے مجموعی محنت سے شیخ نظام الدین برہان پوری کی نگرانی میں عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا فتاویٰ عالمگیری کے نام سے تیار کی جو فقہ حنفی کی ایک مستند کتاب شمار کی جاتی ہے۔ اسی طرح شیر شاہ سوریؒ کو بھی اسلامی علوم فنون سے کافی دلچسپی تھی۔

ان سلاطین کے ساتھ ساتھ علماء اور اصحاب افتاء پر اگر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ ان حضرات نے ایسی ٹھوس علمی کتابیں لکھیں جن کو آج سند کا درجہ حاصل ہے، مثلاً: سراج الدین عمر بن اسحاق (المتوفی ۷۷۳ھ) کی کتاب ”زبدۃ الأحکام فی اختلاف الأئمة الأعلام فی فی، علامہ الاندلیبی کی مشہور کتاب: ”الفتاویٰ التاتاریخیہ فی فی شیخ محب اللہ بہاری کی اصول فقہ میں: ”مسلم الثبوت فی فی جو اسم بامسمیٰ ہے، شیخ نظام الدین انصاری سہا لوی (المتوفی ۱۱۶۱ھ) جو مشہور معقولی اور منقولی تھے کی اصول فقہ میں مشہور کتاب ”شرح المنار فی فی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مشہور کتاب: ”الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف فی فی اور: ”عقد الجدید فی احکام الاجتهاد والعقلید فی فی، شیخ عبد العلی بن نظام الدین (م-۱۲۲۵ھ) ملقب بہ بحر العلوم کی مشہور کتاب: ”الأركان الأربعة فی فی، صاحب ”نور الأنوار فی فی علامہ عبدالحی فرنگی محلی کا شرح وقایہ پر حاشیہ جو ”عمدة الرعاۃ فی فی کے نام سے ہے اور مشہور محدث صدیق حسن خان کی فقہ میں کتاب: ”حسن الأسوة بما ثبت من اللہ ورسوله فی النسوة“ وغیرہ اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ ہندوستان کا حصہ اسلامی فقہ کے میدان میں کافی زیادہ رہا ہے۔

یہاں یہ بات بتانا ضروری ہے کہ صوفیاء کرام کو بھی فقہ اسلامی سے کافی دلچسپی رہی ہے؛ چنانچہ شیخ نصیر الدین احمد چراغ دہلوی کے مشہور شاگرد رشید حضرت نظام الدین اولیاء کو ان کی تفقہ کی وجہ سے ابوحنیفہ ثانی کہا جاتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ ہندوستان میں ہر خواص و عوام کو فقہ اسلامی سے کافی وابستگی اور دلچسپی رہی ہے جس پر مذکورہ بالا اصحاب علم و فضل کی خدمات کی چھلکیاں شاہد عدل ہیں۔

فقہ کی شروعات:

ویسے تو اسلام کی ہندوستان میں آمد کے وقت ہی سے فقہ اسلامی کو اس کا مطلوبہ مقام حاصل رہا ہے، اگر فقہ اسلامی کو اس کی ترقی اور استحکام کے پس منظر میں دیکھا جائے تو ہمیں پتہ

چلتا ہے کہ ہندوستان میں فقہ اسلامی کا استحکام عہد سلطنت کے آغاز یعنی ۱۲۰۶ھ سے شروع ہوتا ہے، چنانچہ اس زمانہ میں وسطی ایشیائے علماء اور اصحاب افتاء کی ہندوستان میں آمد شروع ہوئی تھی۔

فقہی خدمات مختلف زبانوں میں:

شروعاتی دور میں علمائے کرام نے جو بھی فقہی خدمات انجام دی، وہ علمی حلقوں، درس و تدریس، افتاء نویسی اور تصنیف و تالیف کی شکل میں تھیں۔ فقہ میں جو بھی کتابیں لکھی گئیں یا حواشی لکھے گئے شروحات لکھی گئیں وہ یا تو عربی زبان میں تھیں یا فارسی میں۔ سترہویں صدی عیسوی میں فقہی تصنیفات و تالیفات کا کام اردو میں شروع ہو گیا تھا۔ ۱۸۳۷ء میں فارسی سرکاری زبان نہیں رہی، اور مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد مغربی استعماری دور میں ہندوستانی مسلمانوں نے اردو زبان کو اپنی تدریسی، تصنیفی اور تالیفی زبان بنالیا، اس طرح عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں فقہ اسلامی کا ایک پورا کتب خانہ تیار ہو گیا۔ بعض علاقائی زبانوں میں بھی فقہ اسلامی میں کام ہوئے۔

فقہی خدمات انگریزی زبان میں:

علماء کرام نے ہمیشہ وقت کے تقاضے کے مطابق زمانے کے اسلوب و زبان میں دینی اور فقہی خدمات انجام دیا ہے؛ چنانچہ جب ہندوستان کی سرکاری زبان فارسی تھی تو علمائے کرام نے فارسی کو ذریعہ درس و تدریس، تصنیف و تالیف بنایا۔ انگریزوں کے سامراجی تسلط کے بعد علماء کرام نے اردو کو دینی خدمات کا ذریعہ بنایا؛ چنانچہ مختلف اسلامی علوم و فنون اور فقہ اسلامی میں ہزاروں کتابیں وجود میں آئیں۔

اس لیے ہمیں ان مسلم سلاطین کے زمانے میں کوئی بھی فقہی کتاب براہ راست انگریزی زبان میں لکھی ہوئی نہیں ملتی، البتہ کچھ اسلامی قانون کی کتابیں ضرور لکھی گئیں مثلاً:

(1) Personal law of the Muhammadans

برطانوی استعماری دور کی عدالتوں میں اسلامی قوانین کی تشریح کے لیے سید امیر علی نے اس کتاب کو لکھا تھا۔ اس کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ سید امیر علی نے مسلم پرسنل لاء سے متعلق احکام کو شیعہ اور سنی دونوں نقطہ ہائے نظر سے وضاحت کر دی ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے جو جامع الأحکام فی فقہ الاسلام فی نی کے نام سے ہے۔

(2) The Principle of Muhammdan law for students

یہ کتاب سید علی رضا کی ہے۔ اور برطانوی استعمار کے دور کے وکلاء، اساتذہ اور طلبہ کے لیے لکھی گئی تھی۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ سید امیر علی نے اصول شرع محمدی کے نام سے کر دیا ہے اس کتاب میں شیعہ و سنی سے متعلق مباحث کی تشفی بخش تفصیل ہے۔

انگریزوں کے استعماری اور استبدادی دور میں انگریزی زبان میں کوئی دینی فقہی کتاب تو نہیں لکھی گئی، البتہ کچھ اہم کتابوں کے انگریزی میں ترجمے ہوئے؛ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ”الہدایہ“ کا انگریزی ترجمہ Charles Hamilton نے کیا۔ مگر یہ بات واضح رہے کہ یہ انگریزی ترجمہ براہ راست عربی کتاب سے نہیں ہوا تھا، بلکہ الہدایہ کے فارسی ترجمے کے ذریعہ سے انگریزی میں ہوا، اور مکمل کتاب کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ ہاں! اب اس مکمل کتاب کا ترجمہ جناب عمران احسن خان (پاکستان) نے کر دیا ہے۔ اسی طرح ”فتاویٰ عالمگیری فی نی“ کے کچھ مخصوص ابواب کا ترجمہ بھی انگریزی زبان میں ہوا ہے جس کا تفصیلی علم مجھے نہیں ہے۔

لہذا اگر یہ کہا جائے کہ انگریزی زبان میں جو کچھ بھی فقہی خدمات ہوئی ہیں وہ آزادی کے بعد ہوئی ہیں تو بجا ہوگا۔ گویا انگریزی زبان میں موجود اسلامی فقہی خدمات Post-independent دور میں ہوئی ہیں۔

انگریزی میں فقہی خدمات ۱۹۴۷ء کے بعد:

یہ عجیب بات ہے کہ جن ممالک پر انگریزوں کا تسلط رہا ہے ان ممالک میں آج

انگریزی زبان ایک عزت و وقار کی زبان بن گئی ہے اور یہ مسلم ہے کہ علماء کرام متباض وقت رہے ہیں، وقت اور تقاضے کے مطابق زندہ زبان اور اسلوب میں دینی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ آزادی سے پہلے انگریزی زبان میں صرف چند کتابیں لکھی گئیں، مگر آزادی کے بعد علمائے کرام اور دانشوران قوم و ملت نے انگریزی زبان کی طرف خاص توجہ دی اور اس ضمن میں عظیم علمی کارنامہ انجام دیا۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ انگریزی زبان میں جس قدر کام ہونا چاہیے تھا اتنا نہیں ہوا مگر جو کام بھی ہوا وہ اطمینان بخش ہے۔

موجودہ وقت میں چونکہ انگریزی زبان کی اہمیت ہندوستان میں کچھ زیادہ بڑھ گئی ہے، عوام الناس اردو اور ہندی میڈیم اسکولوں میں اپنے بچوں کو پڑھانے کے بجائے انگریزی میڈیم کو ترجیح دینے میں فخر محسوس کرتے ہیں؛ چنانچہ ہندی اور اردو جو ہماری مادری زبانیں ہیں کے بجائے طلبہ انگریزی زبان میں معلومات کو حاصل کرنے میں زیادہ آسانی محسوس کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ وقت کے نباضوں نے اس جانب بھی توجہ دی اور مختلف اہم فقہی کتابیں انگریزی زبان میں وجود میں آئیں۔ ہندوستانی علماء کرام کی اردو یا فارسی میں فقہی خدمات کا انگریزی ترجمہ برطانیہ، امریکہ اور ساؤتھ افریقہ میں تو بہت ہو رہا ہے؛ مگر زیر نظر مقالے میں ہم صرف ان فقہی خدمات کا جائزہ لے رہے ہیں جو ہندوستان میں براہ راست انگریزی میں لکھی گئیں یا انگریزی میں ترجمہ ہوئیں۔

راست انگریزی میں فقہی خدمات:

براہ راست انگریزی زبان میں جن اسکالرز نے دینی، علمی اور فقہی خدمات انجام دیا ان میں جناب پروفیسر محمد نجات اللہ صدیقی کا نام سب سے زیادہ روشن ہے۔ آپ عظیم ماہر اقتصادیات ہیں، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں پروفیسر رہ چکے ہیں۔ سعودی عرب میں بھی تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں اور ان کی علمی خدمات کے اعتراف کے لیے یہ بات کافی ہے کہ ان کو شاہ فیصل اوارڈ مل چکا ہے۔ آپ کی چند مشہور کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

- (1) Recent theories of Profit: A critical examination.
- (2) Economic Enterprise in Islam.
- (3) Muslim Economic thinking.
- (4) Banking without interest.
- (5) Insurance in Islamic Economy.
- (6) Role of state in Islamic Economy.
- (7) Riba, Bank Interest and the Rationale of its Prohibition.
- (8) Some Aspects of Islamic Economy.

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ کے سابق صدر جناب پروفیسر ظفر الاسلام اصلاحی صاحب بھی اپنی خدمات کی وجہ سے معروف و مشہور ہیں، آپ نے ہندوستان کے عہد وسطیٰ کے مسلم حکمرانوں کی فقہ اور علوم اسلامیہ سے شغف، دلچسپی اور معاصر مسائل کے تفصیلی تعارف کے لیے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے Socio- Economic Dimension of Fiqh. اسی طرح آپ کی ایک دوسری کتاب بھی ہے جو عہد سلطنت کی فتاویٰ نویسی کی تاریخ پر ایک مفصل دستاویز ہے جس کا نام ہے:

Fatawa literature of the Saltanate Period.

ان حضرات کے علاوہ جناب پروفیسر اوصاف صاحب جو ماہر اقتصادیات ہیں اور جامعہ ہمدرد سے منسلک ہیں، کی بھی انگریزی زبان میں عظیم خدمات ہیں؛ چنانچہ ان کی درج ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

Economic conditions of Indian Muslims, Present situation and future potentials.

Islamic Banking and Finance: Fundamentals and Contemporary issues.

دارالعلوم دیوبند کے فاضل حضرت مفتی برکت اللہ قاسمی اور محدث کبیر حضرت مولانا

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی صاحب بھی مغربی ممالک میں اپنی خدمات بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

انگریزی زبان میں ترجمہ شدہ فقہی کتابیں:

ذیل میں ان کتابوں کا تعارف کرارہا ہوں جو اردو یا عربی زبان سے انگریزی زبان میں ہندوستان میں ترجمہ ہو کر منظر عام پر آئیں اور قبول خاص و عام ہوئیں۔

۱۔ Heavenly ornaments

یہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی مشہور کتاب بہشتی زیور کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اس کا ترجمہ جناب محمد مصروف خاں اور دیگر لوگوں نے بھی کیا ہے۔

۲۔ Rights in Islam

یہ بھی حضرت تھانویؒ کی اردو کتاب کا انگریزی ترجمہ ہے۔

۳۔ Nikah in Islam

یہ کتاب بھی حضرت تھانویؒ کی اردو کتاب کا انگریزی ترجمہ ہے۔

۴۔ یہ امام ابو یوسفؒ کی ”کتاب الخراج فی فی کا انگریزی ترجمہ ہے جس کا ترجمہ جناب پروفیسر محمد نجات اللہ صدیقی نے کیا ہے۔

۵۔ Lessons in Islam

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی مشہور کتاب تعلیم اسلام کا انگریزی ترجمہ ہے۔ ترجمہ کا کام جناب صبیح الدین احمد انصاری دہلی نے انجام دیا ہے۔

۶۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے زیر نگرانی علماء کرام نے ایک مجموعہ تیار کیا ہے جو مجموعہ قوانین اسلامی، کے نام سے موسوم ہے، ہندوستان میں عدالت عظمیٰ اور دیگر عدالتوں اور عام فائدے کے لیے مسلمانوں کی شخصی اور پرسنل لاء سے متعلق دفعہ وار مسائل کا استقصاء ہے۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ جناب پروفیسر محمد طاہر محمود صاحب نے کیا ہے۔ اور آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ سے شائع ہوئی ہے۔

۷۔ What is Islam

حضرت مولانا منظور احمد نعیمی کی مشہور کتاب اسلام کیا ہے؟ کا انگریزی ترجمہ ہے، جو اسلام کی بنیادی چیزوں کے تعارف پر مشتمل ہے۔

۸۔ Every day Fiqh

حضرت مولانا محمد یوسف اصلاحی صاحب کی اردو میں ”آسان فقہ فی نی کا انگریزی ترجمہ ہے جو ۲/ جلدوں میں دستیاب ہے۔

۹۔ Purdeh and the States of women in Islam

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی مشہور کتاب پردہ کا انگریزی ترجمہ ہے۔

۱۰۔ The rights and duties of spouses

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ”کتاب فی نی حقوق الزوجین کا انگریزی ترجمہ ہے۔

۱۱۔ Common short Comings Committed in

inheritance (Meeath)

اس کتاب کے مصنف علی محمد علیانی ہیں۔ اور انگریزی ترجمہ ”مرکز المعارف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ سوسائٹی ممبئی فی نی کے جناب مفتی نظر کلیم قدسی قاسمی نے کیا ہے (ان کا ایک حادثہ میں انتقال ہو گیا اللہ ان کی مغفرت کرے آمین)۔ یہ کتاب ”مرکز المعارف فی نی سے طبع شدہ ہے اور میراث کے موضوع پر سوال و جواب کے پیرائے میں ایک اچھی کتاب ہے۔

۱۲۔ Post- Emigration Islamic conduct

یہ کتاب حضرت مفتی شبیر احمد قاسمی، استاد مدرسہ شاہی مراد آباد کی اردو کتاب کا انگریزی ترجمہ ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی کی انگریزی زبان میں فقہی خدمات:

ہندوستان میں فقہ اسلامی میں اسلامک فقہ اکیڈمی کی خدمات کا بڑا نام ہے سمینار،

سمپوزیم اور ورکشاپ اور ان کے ذریعہ نئے مسائل کے حل کی تلاش میں اس کا بڑا کردار ہے۔ عربی اور اردو زبان میں اکیڈمی کی خدمات کے علاوہ اس اکیڈمی نے بہت بنیادی کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ بھی کرایا ہے۔ ذیل میں ان چند کتابوں کا ذکر ہے جن کا ترجمہ اردو زبان سے ہوا ہے۔

- 1- Contemporary Medical Issues.
- 2- Islamic shariah Guidance of AIDS.
- 3- Cloning in the light of Shariah.
- 4- The Islamic concept of Animal Slaughter.
- 5- Islam and Inter-community relationship.
- 6- Juristic decisions.
- 7- Interest Free Banking.
- 8- Use of Internet.
- 9- World Peace and Islam.
- 10- Islamic Banking.
- 11- Invironmental Issues.

انگریزی زبان میں ہندوستانی اداروں کی فقہی خدمات:

ہندوستانی اسلامی اداروں میں ذریعہ تعلیم اب تک فارسی، عربی اور اردو رہی ہے، دینی علمی تصنیفی خدمات بھی زیادہ تر انہیں زبانوں میں انجام دی جاتی رہی ہیں۔ ادھر کچھ عرصوں سے امت مسلمہ کی ضرورت کے پیش نظر کچھ اداروں نے انگریزی زبان میں بھی امت مسلمہ کی پیاس بجھانا شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں دارالعلوم دیوبند کا نام نہایت روشن ہے۔ فقہ و فتاویٰ کے میدان میں ہندوستان کا نام دارالعلوم دیوبند کے بغیر نامکمل ہے دارالعلوم دیوبند کا دارالافتاء پورے ہندوستان میں مشہور و معروف ہے۔ اردو، عربی کے علاوہ یہاں کا دارالافتاء انگریزی زبان میں بھی جوابات فراہم کرتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کی ویب

سائٹ پر تقریباً چھ ہزار فتاویٰ انگریزی زبان میں اپ لوڈ ہو چکے ہیں اور دارالعلوم کے Fatwaonline کے تحت پوری دنیا کے کسی بھی گوشے سے مستفتی اپنے سوالات کے جوابات معلوم کر سکتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مستفتی اردو، عربی یا انگریزی میں استفسار کرتا ہے، اگر سوال اردو، عربی میں ہوتا ہے تو مفتیان دارالعلوم اس کا جواب از خود لکھ دیتے ہیں اور اگر استفسار انگریزی زبان میں ہوتا ہے تو علماء کرام کی ایک ٹیم اس سوال کا ترجمہ اردو میں کرتی ہے، پھر اس کا جواب دارالافتاء کی طرف سے اردو میں دیا جاتا ہے اور اس کا ترجمہ انگریزی میں کراکرای میل کر دیا جاتا ہے اس طرح سے دارالعلوم دیوبند کی یہ عظیم خدمت لائق ستائش ہے۔

ایک دوسرا ادارہ مرکز المعارف ممبئی بھی ہے جو انگریزی زبان میں آن لائن دارالافتاء کے ذریعہ امت کی پیاس بجھا رہا ہے۔ ادارہ ایک انگریزی ماہنامہ Eastern Crescent بھی شائع کرتا ہے اور اس شمارے کے اخیر میں Religious Discourse کے نام سے ایک کالم ہوتا ہے جس میں مختلف استفسار کے جوابات شائع ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں علماء کرام کی ایک ایسی ٹیم تیار ہو چکی ہے جن کو دینی علمی بصیرت کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان میں اچھا خاصا ملکہ حاصل ہے اور جو مختلف مدارس میں اور ذاتی طور پر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

خلاصہ کلام:

چونکہ ہندوستان میں شروع کے ادوار میں انگریزی زبان کی ضرورت نہیں تھی، اس لیے عہد وسطیٰ میں فارسی اور اردو کے ذریعہ فقہی خدمات انجام دی گئیں۔ مگر موجودہ دور میں انگریزی زبان ایک ضرورت بن گئی ہے جس سے چھٹکارا نہیں۔ لہذا نئی نسل کو نظام زندگی سمجھانے کے لیے انگریزی زبان میں فقہ اسلامی کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اب

جدید مسائل کے حل میں علماء ہند کا حصہ

مولانا محمد قمر الزماں ندوی ☆

انسانی زندگی مسائل کا مجموعہ ہے، معاشی اور اقتصادی نظام میں تبدیلی ذرائع و وسائل میں اضافہ، رسم و رواج اور مزاج و مذاق میں تغیر و تبدیلی، سماجی و اخلاقی قدروں میں فرق، جدید تمدن اور صنعتی انقلاب نے اس زمانے میں نئے مسائل پیدا کر دیے ہیں، لیکن بالغ نظر اور حوصلہ مند علماء نے ہمیشہ ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی اور ہر دور کے جدید مسائل کا شرعی حل تلاش کیا۔

اس باب میں علماء ہند کو ایک خاص امتیاز اور مقام حاصل ہے، ان سطور میں اس سلسلہ کی بعض اہم کتابوں کا محض سرسری تعارف مقصود ہے (حقیقت یہ ہے کہ جدید مسائل کے حل پر اردو زبان میں ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے، لیکن راقم الحروف کو مدرسہ کی لائبریری (سید قطب الدین مدنی لائبریری) میں جو کتابیں دستیاب ہو سکیں صرف ان ہی کتابوں کا تعارف کرایا جا رہا ہے، کتابوں کی نایابی کی وجہ سے تمام کتابوں کا احاطہ نہیں ہو سکا جس کا بڑا افسوس ہے) نہ تجزیہ اور نہ تفصیلی تبصرہ پیش نظر ہے۔ تعارف اس لیے کہ اہل ہمت کے لیے مہمیز کا کام کرے، خلف اپنے سلف کو دیکھ کر حوصلہ پائیں اور پہلے بزرگوں اور علماء و فضلاء کی خدمات میں تسلسل کو باقی رکھیں۔

حوادث الفتاویٰ:

یہ مشہور و معروف کتاب حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ہے، آپ کی یہ تصنیف عصر حاضر کے جدید مسائل پر ہے، حضرت موصوف نے مختلف مسائل پر سیر حاصل بحث کیا ہے، خصوصاً درزیوں کی مشین کی قسطوں پر خرید و فروخت، تجارتی کارخانوں کے ٹکٹ کی سلسلہ وار خرید و فروخت، حصص (کمپنی) اور گورنمنٹ کو قرض دینے کا حکم جیسے مسائل اس کتاب کے اہم مباحث ہیں۔

جواہر الفقہ :

اس شہرہ آفاق اور مشہور و معروف کتاب کے مصنف بالغ نظر عالم دین مفسر قرآن مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ ہیں۔ مفتی صاحب موصوف حکیم الامت کے ہی ساختہ پرداختہ اور ان کے گویا شنی یا مثیل تھے۔ آپؒ نے فقہی میدان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، وہ محتاج تعارف نہیں، آپ کی ۷۰ سے اوپر فقہی تصانیف ہیں، جواہر الفقہ دراصل آپ کے منتخب اور چیدہ چیدہ مقالات کا مجموعہ ہے جس کو آپ نے وقت اور حالات کے تحت پیدا ہونے والے مسائل کے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔ بقول حضرت مولانا علی میاں ندویؒ، ان کے مجموعہ فتاویٰ (امداد المفتین) کے علاوہ جواہر الفقہ کی پانچ جلدیں ان کی ژرف نگاہی، تفقہ، عالم سے باخبری اور مسلمانوں کے مسائل سے نہ صرف واقفیت، بلکہ ان کے حل کی فکر مندی کا ثبوت ہیں، عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل اور گتھیوں کے سلجھانے اور ان کے تحقیقی و فقہی علمی جوابات، آسان زبان اور سہل اسلوب میں پیش کرنے میں مفتی صاحب کو امتیاز حاصل تھا۔

تحدید نسل اور اسلامی تعلیمات :

اس کتاب کے مصنف مشہور عالم دین اور مفتی وفقیہ مولانا عبید اللہ اسعدی استاذ حدیث وفقہ جامعہ عربیہ ہتھوراباندہ ہیں۔ مولانا اسعدی اسلامک فکڈمی کے رکن رکیں اور کئی بیش قیمت کتابوں کے مؤلف ہیں۔

اس کتاب میں جو ۱۵۲ صفحے پر مشتمل ہے تحدید نسل، اسقاط حمل اور نس بندی کے مسائل پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا اسعدی نے اپنی اس کتاب میں مسئلہ زیر بحث کے تمام گوشوں کو اچھی طرح واضح اور منفتح کر کے پیش کیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد احساس ہوتا ہے کہ اب اس سلسلہ میں کسی طالب حق کے لیے دوسری کتاب کی ضرورت فقہی اور شرعی نقطہ نظر جاننے کے واسطے باقی نہیں چھوڑی۔ کتاب کے شروع میں حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ و استاذ فقہ و تفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء کا فاضلانہ مقدمہ ہے جو خود اس موضوع پر بہت ہی ہمہ جہت اور فیصلہ کن تحریر ہے۔

فیملی پلاننگ اور اسلام:

یہ کتاب مشہور عالم فقہیہ زمانہ اور اہل قلم حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی ہے۔ مولانا رحمانی نے ضبط ولادت پر ایمر جنسی کے ایام میں ایک مقالہ تحریر کیا تھا جس میں فقہی حیثیت سے گفتگو کی گئی تھی، بعد میں یہ کتابی شکل میں رضوی کتاب گھر در بھنگہ سے شائع ہوئی۔ مذاہب اربعہ کی نقول و آراء کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ماہنامہ ”زندگی نی نی رام پور میں بالاقساط طبع ہو چکی ہے۔

چند اہم فقہی مسائل بدلتے ہوئے حالات میں:

یہ کتاب مشہور عالم دین، بہار واڑیہ کے سابق قاضی شریعت، مسلم پرسنل لا بورڈ کے سابق صدر اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے بانی و سابق جنرل سکریٹری حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کی ہے، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، اپنے زمانہ میں علماء اور اہل علم کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس کتاب میں نماز جمعہ کے مسائل، فیملی پلاننگ کی شرعی حیثیت، تحکیم کے شرعی اصول، خلع میں قاضی کے اختیارات، ظلم و زیادتی کی وجہ

سے فسح نکاح اور بیوی کی تادیب کے شرعی حدود، نیز ویران مساجد و مقابر کے احکام پر مدلل روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب اہل علم اور خصوصی فقہ و افتاء میں مشغول لوگوں کے لیے بہت ہی اہم اور مفید ہے۔

موجودہ دور کے جدید مسائل کا شرعی حل:

اس کتاب کے مصنف مشہور عالم دین آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن رکیں اور متعدد شاہکار اور علمی کتابوں کے مؤلف و مصنف مولانا برہان الدین سنبھلی ہیں۔ مولانا موصوف نے اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ اپناتے ہوئے موجودہ دور کے جدید مسائل کا تشفی بخش جواب دیا ہے، خصوصاً بینکنگ کے مسائل (سودی کاروبار لین دین) حق تصنیف کی شرعی حیثیت، اسقاط حمل، پوسٹ مارٹم، نسبندی اور عزل جیسے اہم مسائل پر بہترین بحث کی گئی ہے۔ کتاب اہل علم اور عوام الناس دونوں کے لیے یکساں مفید ہے۔

الحیلۃ الناجزہ:

یہ کتاب حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کی زمانہ شناسی اور حساس و فکر مند طبیعت کا ایک جیتا جاگتا نمونہ ہے، جس میں دنیا بھر کے معتمد علماء کی آراء جمع کر کے آج کی مظلوم منکوحہ عورت کی متعدد دشواریوں کا آسان حل پیش کیا گیا ہے۔

مفقود الخیر، تفویض طلاق، تفریق بین الزوجین اور اس باب سے متعلق بہت سے مشکل مسائل کا حل آپ نے اس کتاب میں پیش فرما دیا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب کا کام اپنے عزیز ترین شاگرد مولانا مفتی شفیع صاحب^۲ اور مولانا عبد الکریم کتھلی سے لیا اور یہ کتاب پہلی بار ۱۳۵۱ھ میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب ۲۰۲ صفحات پر مشتمل ہے، جو مختلف رسالوں کا مجموعہ ہے۔ چند اہم مباحث حسب ذیل ہیں: عنین، مجنوں، مفقود، متعنت، غائب غیر مفقود کے احکام، خیاب بلوغ، خیاب کفائت اور حرمت مصاہرت کے احکام اور حکم الازدواج مع اختلاف دین الازدواج وغیرہ۔

پاکستان سے جو نسخہ (ایڈیشن) شائع ہوا ہے۔ اس میں ”اسلام میں خلع کی حقیقت“ نی نی کے عنوان سے ایک اور رسالہ بھی منسلک کر دیا گیا ہے، جو مولانا تقی عثمانی صاحب کے قلم سے ہے جس کو مولانا عثمانی نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک فیصلہ کے دلائل پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جتنے فتوے دیے گئے ہیں، اس میں تمام مستند ہندوستانی علماء کی تصدیقات اور دارالافتاء کی مہر ثبت ہے نیز فقہ مالکی کے مستند فتاویٰ سے مدد لی گئی ہے، اس کتاب کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ برصغیر اور حجاز کے علماء و عوام پر ایک ایسا احسان ہے جو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔

معاشرتی مسائل دین فطرت کی روشنی میں:

۲۳۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی کی ہے جو مجلس تحقیقات و شریات اسلام لکھنؤ سے چھپی ہے اور مسلسل چھپ رہی ہے۔
حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی نے اس کتاب میں زندگی کے اہم ترین مسائل شادی بیاہ مع تعدد ازدواج، طلاق وراثت وغیرہ اسلامی تعلیمات کی روشنی، سنجیدہ علمی و عقلی انداز میں دیگر مذاہب و اقوام کے معاشرتی قوانین کے تقابلی مطالعہ کے ساتھ پیش کیا ہے، نیز ”مسلم پرسنل لانی“ پر جناب پروفیسر آصف علی فیضی صاحب کے مقالہ کا جواب اور اس کا علمی و تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے فاضلانہ و عالمانہ مقدمہ نے کتاب کی قدر و قیمت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

بینک انشورنس اور سرکاری قرض:

یہ کتاب بھی مولانا برہان الدین سنبھلی کے چند مقالات و مضامین کا مجموعہ ہے، مولانا

مدظلہ نے دور حاضر کے درجنوں مسائل کو بڑی کامیابی کے ساتھ حل فرمایا ہے، ان میں سے ایک مسئلہ بینک انشورنس اور سرکاری قرضے کا بھی ہے۔ مولانا نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس موضوع پر بہت ہی مفصل اور جامع گفتگو کی ہے۔ اس کتاب کے مرکزی اور اہم عناوین اور موضوعات حسب ذیل ہیں۔ بینک عصر حاضر کی ضرورت، انشورنس فقہی نقطہ نظر سے، انشورنس اسلامی معیشت میں اور فقہی جائزہ، مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کی وہ تجاویز بھی ہیں جو وقت کے مستند علماء ومفکرین نے مورخہ ۱۶/۱۵/۱۹۶۵ء میں متفقہ طور پر پاس کی تھیں۔ وہ تجاویز بھی منسلک کر دی گئی ہیں۔

بلاشبہ یہ کتاب (اس موضوع پر) وقت کی اہم ضرورت کی تکمیل اور فقہی ذخیرہ میں بیش قیمت اور گراں قدر اضافہ ہے۔

رؤیت ہلال کا مسئلہ:

رؤیت ہلال کا مسئلہ عصر حاضر کا انتہائی حساس مسئلہ ہے، عالم اسلام اور برصغیر میں کچھ عرصہ سے عوام و خواص کا مرکز توجہ بنا ہوا ہے۔ حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی استاذ تفسیر وحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء و رکن اساسی پرسنل لاہور ڈیو ففہ اسلامی پر گہری نظر رکھتے ہیں اور زمانہ کے نبض شناس عالم ہیں، آپ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے، یہ کتاب ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے، مولانا مدظلہ نے وسیع اور گہرے مطالعہ اور متوازن فکر و نظر اور تدبر کے ساتھ ان عنوان پر خامہ فرسائی کی ہے، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے اس کتاب کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔

باخبر حضرات کا عام احساس یہ ہے کہ جتنا کارآمد مواد اور مفید معلومات اس میں آگئے ہیں وہ یکجا کسی دوسرے مضمون یا رسالہ میں نظر نہیں آئے، جو اردو زبان میں ماضی قریب میں لکھا گیا ہو (دیباچہ رؤیت ہلال کا مسئلہ ص ۱۷)

کتاب کے شروع میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا طویل دیباچہ ہے اور

کتاب کے آخر میں مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کی وہ تجویز ہے جو اس موضوع پر منعقدہ ۳۷/۴ مئی ۱۹۶۷ء کو پاس ہوئی تھی، اس کتاب میں اختلاف مطالع، ثبوت روایت کے احکام، ریڈیو، فون، ٹی وی اور وائرلیس وغیرہ کی خبروں کے احکام پر بڑی مدلل، عالمانہ اور متوازن گفتگو کی گئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اردو زبان میں اس موضوع پر ایک قیمتی اضافہ ہے۔

جدید مسائل کے شرعی احکام:

اس کتاب کے مصنف مولانا مفتی شفیع صاحب^۲ ہیں۔ یہ کتاب موجودہ دور کے ان مسائل کا مجموعہ ہے جن کو مفتی صاحب نے موقع بہ موقع تحریر فرمایا تھا، ٹرین، ہوائی جہاز، بحری جہاز کے متعلق احکام، روایت ہلال، پرائیویٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود، مشین ذبیحہ، ووٹ، ووٹر اور امیدوار کی شرعی حیثیت وغیرہ جیسے پچاس سے زائد مسائل، جو حضرت مفتی صاحب کی مختلف تصنیفات میں بکھرے ہوئے تھے، جن کو مفتی صاحب کے مسٹر شد مولانا اقبال صاحب قریشی نے بڑی عرق ریزی اور احتیاط کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور دلائل وغیرہ حذف کر کے صرف خلاصہ احکام نقل کیا ہے، تاکہ عوام مستفید ہو سکیں۔

رمضان کے شرعی احکام:

اس کتاب کے مؤلف مفتی محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی استاذ المعتمد العالی الاسلامی حیدرآبادی نی ہیں، اور اسی ادارے کے شعبہ نشر و اشاعت سے شائع ہوئی ہے اور کل صفحات ۴۷۶ ہیں۔ رمضان اور روزہ کے مباحث و مسائل پر یہ کتاب انتہائی جامع اور مفصل ہے، اور روزہ اور رمضان کے تعلق سے جتنے جدید مسائل ہیں سبھی اس میں آگئے ہیں۔ شاید اس موضوع پر اتنی مفصل اور جامع کتاب شائع نہ ہوئی ہو، مصنف نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے رمضان المبارک اور اس کے متعلق احکام و مسائل (روایت ہلال، روزہ، تراویح، اعتکاف، صدقہ فطر اور عید الفطر کے شرعی مسائل) کو بہت سلیقہ سے اس کتاب میں مرتب کر دیا ہے اور خاص طور پر

رمضان المبارک اور روزے کے نئے مسائل کو اس کتاب میں شامل کیا ہے۔ ہر بات مستند حوالہ جات کی روشنی میں لکھی گئی ہے، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مولانا عتیق احمد بستوی کے پیش لفظ اور تقریظ نے کتاب کی اہمیت کو دوبالا کر دیا ہے۔ کتاب کے چند جدید مباحث و مسائل حسب ذیل ہیں: روزہ کی حالت میں انہیلر کا استعمال، روزہ کی حالت میں انڈوس کو پی، روزہ کی حالت میں انجکشن، انٹرنیٹ کے ذریعہ رویت ہلال کی اطلاع، برصغیر کا مطلع، روزہ کی حالت میں گلوکوز چڑھانا، غیر مسلموں کی اشیاء سے افطار کا حکم، روزہ کی حالت میں آکسیجن پہنچانا یا بھپارہ لینا وغیرہ۔

منتخبات نظام الفتاویٰ:

اس کے مصنف مولانا مفتی نظام الدین صاحب^۲ ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے (سابق) صدر مفتی اور استاذ رہ چکے ہیں۔ یہ کتاب (نظام الفتاویٰ) عہد جدید کی نئی ایجادات اور حالات و زمانہ کی تبدیلیوں کے زیر اثر پیدا ہونے والے جدید مسائل اور زندگی کے نئے ڈھانچے سے وابستہ احکام و مسائل کا مجموعہ ہے۔ مفتی نظام الدین صاحب^۲ کے ان فتاویٰ کی ورق گردانی اور زیر بحث مسائل کی فہرست پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف بلند علمی ذوق اور سنجیدہ فقہی مذاق کے حامل تھے اور رفتار زمانہ پر وسیع نظر رکھتے تھے۔ اس مجموعہ فتاویٰ کو عام کتب فتاویٰ کے مقابلے میں ایک گونہ امتیاز حاصل ہے، کیونکہ اس میں صرف وہ فتاویٰ ہیں جو جدید مسائل سے متعلق ہیں۔ یہ فتاویٰ دو جلدوں میں ہیں۔ پہلی جلد میں زیر بحث مسائل کے کچھ عنوانات اس طرح ہیں۔ شیراز و بونڈز کی شرعی حیثیت، حق تصنیف، مشینی ذبیحہ، بیمہ زندگی کا شرعی حکم، اعضاء کی پیوند کاری، نسبندی کا شرعی حکم وغیرہ، جبکہ دوسری جلد میں انشورنس کا شرعی حکم، پرائیویٹ فنڈ کا شرعی حکم، کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ کا حکم، تجارتی بینک و سودی بینک کا حکم اور دودھ بینک وغیرہ۔ دونوں جلدیں قاضی پبلیشر سے چھپی ہیں۔

مباحث فقہیہ (فقہی مضامین و مقالات کا مجموعہ):

یہ کتاب جو فقہ اور اصول فقہ سے متعلق چند جدید مسائل و مقالات کا مجموعہ ہے جو مختلف مواقع اور حالات کے پیش نظر لکھے گئے ہیں۔ اس کے مصنف قاضی مجاہد الاسلام قاسمی ہیں۔ فقہی مضامین و مقالات کے اس مجموعہ کو حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے مرتب کیا ہے، اور کتاب کے شروع میں مرتب کتاب کا قیمتی جامع اور معلومات افزا مقدمہ بھی ہے جس میں مصنف کی حیات و خدمات پر بہتر انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے اور حضرت قاضی صاحب (مصنف کتاب) کا پیش لفظ بھی ہے جسے انہوں نے اپنی زندگی کے اخیر ایام میں لکھا تھا۔ فروری ۲۰۰۲ء میں اسلامک فقہ اکیڈمی کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ کتاب ۶ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب اصول فقہ سے متعلق، دوسرا باب اوقاف و عبادات سے متعلق، تیسرا باب عائلی زندگی کے شرعی قوانین سے متعلق، چوتھا باب اسلام کے عدالتی نظام سے متعلق ہے، پانچواں باب طبی مباحث پر ہے جبکہ چھٹا باب معاشی مسائل سے متعلق ہے۔ کتاب میں بطور خاص عبادات، معاملات، معاشیات، طبی اخلاقیات اور اوقاف سے متعلق جتنے نئے مسائل ہیں، ان پر معلومات افزا بحثیں ہیں۔

کتاب العشر والزکوۃ:

یہ کتاب مایہ ناز اور محقق عالم مولانا عبدالصمد رحمانی کی ہے۔ یہ کتاب ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے اور پانچ ابواب پر منقسم ہے۔ عشر وزکوۃ کے پیش آمدہ مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ مولانا مرحوم نے یہ کتاب اس وقت تصنیف فرمائی تھی جب آپ امارت شرعیہ کی نظامت کا فریضہ انجام دے رہے تھے، اس ذمہ داری کے دوران مولانا نے اسلام کے نظام زکوۃ اور عشر کی اہمیت کا عملی طور پر جو اندازہ لگایا یہی اس تالیف کا محرک بنا۔ پوری کتاب حوالہ جات سے مزین ہے، فقہاء کے اختلاف کے درمیان تطبیق پیدا کی گئی ہے اور زکوۃ کے اجتماعی نظام پر

محققانہ بحث کی گئی ہے، کتاب کی سب سے اہم بحث ہندوستانی زمینات کے متعلق ہے کہ وہ عشری ہیں یا خراجی ہیں، سچائی یہ ہے کہ اس موضوع پر مصنف کی تحریر حرف آخر ہے۔ آخری باب مصارف زکوٰۃ پر ہے اور لائق مطالعہ ہے۔ کتاب کے شروع اور آخر میں مستند علماء کی آراء بھی درج ہیں اور مقدمہ علامہ سید سلیمان ندویؒ کے قلم سے ہے۔

مسئلہ رویت ہلال:

مذکورہ موضوع پر اردو زبان میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں مولانا محمد میاں صاحبؒ کی رویت ہلال خاص اہمیت کی حامل ہے جس میں بڑے شرح و بسط سے مسئلہ زیر بحث کے احکام اور جدید وسائل و اسباب کے اس پر اثرات و نتائج کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کتاب مولانا مرحوم کی فقہی بصیرت کی شاہکار ہے، زبان و ادب کی حلاوت بھی ہے اور اظہار بیان کی چاشنی بھی۔

جدید فقہی مسائل (اضافہ شدہ ایڈیشن):

عصر حاضر کے تمام مسائل پر محیط اور جامع دلنشین اسلوب اور سہل زبان میں لکھی گئی اس کتاب کے مصنف استاذ محترم حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (اطال اللہ بقاءہ) ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جس نے عوام و خواص سے قبول عام حاصل کیا ہے اور ہر طرف سے صدائے آفریں سنی ہے۔ کسی نے کہا، بڑا قابل قدر کام ہے، کسی نے فرمایا: ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہے، کسی نے تبصرہ کیا: یہ شمع راہ ہے، کسی نے خامہ فرسائی کی یہ احسان عظیم ہے، کسی کی نگاہ نے بتایا: ماقول و دل کی تصویر تو کسی نے مشورہ دیا یہ عوام و خواص کے لیے مفید ہے۔

یہ کتاب شروع میں دو حصوں پر مشتمل تھی۔ پہلی جلد ۳۱۸ صفحات پر اور دوسری جلد ۱۳۶ صفحات پر مشتمل تھی۔ پھر نئی طباعت میں صفحات کا اضافہ ہوتا رہا پھر جب مصنف موصوف کو متعدد نئے مسائل پر تفصیلی تحریریں لکھنے کا موقع ملا تو موصوف نے بعض اہل علم کی رائے پر

جدید فقہی مسائل کا پہلا حصہ اصل نام سے طبع کرایا اور جدید مسائل سے متعدد تفصیلی تحریروں کو الگ الگ عنوان سے جمع کر کے شائع کرا دیا۔ اس طرح جدید فقہی مسائل کا ایک حصہ ہوگا (اضافہ شدہ ایڈیشن) لیکن اس کتاب کے علاوہ جدید مسائل کا سلسلہ درج ذیل کتابوں پر مشتمل ہوگا۔

جدید فقہی مسائل، اسلام اور جدید معاشی مسائل، اسلام اور جدید سماجی مسائل، اسلام اور جدید میڈیکل مسائل، اسلامی عبادات اور جدید مسائل۔ مصنف کی اجازت سے مکتبہ نعیمیہ دیوبند سے جدید فقہی مسائل کی اشاعت کا یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اب تک اس کی پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

اس کتاب کی تین اہم خصوصیات ہیں۔ مولانا موصوف نے نہایت بیدار مغزی کے ساتھ ہر شعبہ زندگی کے تمام نئے مسائل کا احاطہ فرمایا ہے، ہر بات کو دلیل اور حوالہ کے ساتھ پیش کیا ہے اور سب سے اہم چیز یہ کہ زبان میں اختصار کہ طبیعت نہ اکتائے اور نہ مفہوم کو سمجھنے میں دقت ہو، نیز فقہ جیسے خشک موضوع کو مصنف موصوف نے ایسی آسان اور سہل زبان کے سانچے میں ڈھالا ہے جو مؤلف کا ہی حصہ ہے۔

حلال و حرام:

اس کتاب کے مؤلف و مرتب بھی مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ہیں۔ مولانا موصوف نے اس شاہکار تصنیف میں حلال و حرام حظر و اباحت کے تقریباً تمام قدیم و جدید مسائل پیش کر دیے ہیں، حوالات کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔ زبان انتہائی آسان اور سہل استعمال کیا ہے تاکہ عوام الناس بھی آسانی سے مسائل کو سمجھ سکیں۔ لباس و زینت، گھریلو استعمال کی چیزیں، کسب و معاش کے مختلف ذرائع، صنعت و تجارت، ناجائز اور جائز ملازمت، شعر و شاعری، خورد و نوش، طب و علاج، تفریح و ادب، نکاح و طلاق، آداب و اخلاق کا حکم اور تربیت اولاد کی ضرورت اور طریقہ وغیرہ جیسے موضوعات پر بڑی محققانہ بحث کی ہے، یہ کتاب اس لائق ہے کہ

ہر گھر میں ہو اور ہر فرد کے مطالعہ میں ہو اور ان حلال و حرام اور حظر و اباحت کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی گزارنے کی کوشش ہو۔ یہ کتاب اکثر مکتبوں اور کتب خانوں میں دستیاب ہے۔ کتب خانہ نعیمیہ سے چھپی ہے اور کل صفحات ہیں ۷۸۔

حلال و حرام (اردو ترجمہ):

حلال و حرام کا علم دین کے فرائض میں شامل ہے، حلال و حرام کی تمیز کے بغیر نہ اسلام معتبر ہے اور نہ کوئی عبادت ہی مقبول ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ انسانیت کی تکمیل بھی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ موضوع کی اہمیت اور ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے عالم عرب کے مشہور داعی، ادیب اور مبلغ ڈاکٹر علامہ یوسف القرضاوی نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور کمال جامعیت کے ساتھ اس موضوع کے تمام گوشوں کا احاطہ کیا اور حلال و حرام کے تمام نئے مسائل پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ ضرورت تھی کہ اردو خواں طبقہ بھی اس کتاب سے مستفید ہو، اس ضرورت کو شمس پیرزادہ صاحبؒ نے پوری کردی اور بہت ہی سلیقہ سے کتاب کو اردو کے قالب میں ڈھال دیا۔ ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔ علامہ قرضاوی نے جن کو قدرت کی طرف سے تفقہ فی الدین کی دولت نصیب ہوئی ہے اس کتاب میں حلال و حرام کے جن مسائل کو موضوع تحریر بنایا ہے، وہ چند یہ ہیں۔ لباس وزینت، گھریلو استعمال کی چیزیں، کتاپانے، فوٹو گرافی، کسب معاش کے مختلف ذرائع، کتابیہ سے نکاح، متعہ، تعدد ازدواج، فیملی پلاننگ، قتل اولاد، زراعت، صنعت، تجارت و ملازمت کے مختلف مسائل وغیرہ۔

ڈاکٹر قرضاوی صاحب کی تحریر سے سو فیصد اتفاق تو ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ مجتہد سے خطا و صواب دونوں ہی کا احتمال ہے، یہی وجہ ہے کہ کتاب کی اشاعت کے بعد ہی علمی حلقوں کی طرف سے بعض مسائل کے بارے میں سخت اعتراضات آئے اور ڈاکٹر قرضاوی صاحب نے جا بجا جواب دینے کی کوشش بھی کی لیکن سچ یہ ہے کہ وہ جوابات حلق سے نیچے نہیں اترتے۔

فاضل مترجم مولانا شمس پیرزادہؒ نے ترجمے کے ساتھ ساتھ بعض مفید حواشی اور تبصرے بھی کیے ہیں جس سے کتاب کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے، کتاب کے شروع میں مختار احمد ندوی کا مقدمہ ہے جس میں کتاب اور صاحب کتاب کا مختصر تعارف بھی آ گیا ہے۔ یہ کتاب الدار السلفیہ بمبئی سے چھپی ہے، کل صفحات ۴۳۲ ہیں۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل:

اس کتاب کے مصنف مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ ہیں، یہ کتاب نو جلدوں میں ہے جو کتب خانہ نعیمیہ سے شائع ہوئی ہے۔ ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ نی نی یہ کتاب دراصل ان سوالات و جوابات کا مجموعہ ہے جو مولانا لدھیانوی مرحومؒ روزنامہ جنگ نی نی کراچی میں فقہی سوالات کے جوابات لکھا کرتے تھے۔ مولانا یوسف لدھیانویؒ برصغیر ہندوپاک میں اپنے علمی تجربہ، وسعت مطالعہ، قلم کی پختگی کی بنا پر ممتاز مقام رکھتے تھے، اس مجموعہ میں ایمانیات اور عقائد اور فقہی احکام سے تعلق رکھنے والے ایسے مسائل ہیں، جو عام طور پر فقہ و عقائد کی کتابوں میں نظر نہیں آتے، لیکن عام ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں، مولانا مرحوم نے اس طرح کے سوال کا جواب بھی لکھا ہے۔ مولانا مرحوم نے فرق باطلہ کے رد پر خاص توجہ دی ہے لیکن دوسرے مسائل پر عام طور پر بہت مختصر گفتگو کی ہے اور حوالہ جات کا اہتمام بھی نہیں کیا گیا ہے، اس سے تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ اگر حوالہ جات کی تخریج کر دی جائے تو کتاب کی اہمیت و وقعت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ یہ سوال و جواب کا ایک مفید مجموعہ ہے جس میں بہت سے نئے مسائل آ گئے ہیں۔

سوال و جواب کتاب و سنت کی روشنی میں:

آپ کے مسائل اور ان کا حل (سوال و جواب) کا ایک قابل قدر مفید اور مستند مجموعہ حال ہی میں منظر عام پر آیا ہے، ”سوال و جواب“ کتاب و سنت کی روشنی میں نی نی جو چار

جلدوں میں ہے، یہ صاحبزادہ قاری عبدالباسط صاحب (مقیم جدہ) کے جوابات ہیں جو خلیج مشہور اور منفرد اردو روزنامہ ”اردو نیوز“ نی میں دیے جاتے ہیں، یہ ایک وسیع مجموعہ ہے اور خلیج میں بسنے والے تارکین وطن کی رہنمائی کے لیے چراغ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ مولانا محمد عابد ندوی (مقیم جدہ) نے اسے مرتب کیا ہے اور ترتیب میں مولانا مفتی اشرف علی قاسمی نے تعاون کیا ہے۔ دیوبند اور ملک کے دیگر بڑے مکتبوں میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ اس مجموعہ میں حوالہ جات کا اہتمام ہے۔ زبان سہل اور عوام و خواص کے لیے یکساں مفید ہے اور زندگی کے لیے بہترین رہنما بھی۔ میرے پاس کتب خانہ نعیمیہ دیوبند کا نسخہ (ایڈیشن) ہے جو چار جلدوں میں ہے، جن میں مشاہیر علماء مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا محمد سالم قاسمی (وقف دیوبند)، مولانا سید انظر شاہ کشمیری اور مولانا مفتی ظفر الدین صاحب کے تقاریظ ہیں۔

احکام و مسائل:

ماہنامہ زندگی (رام پور) میں ”رسائل و مسائل“ نی کالم کے تحت شائع ہونے والے سوالات و جوابات کا مجموعہ ”احکام و مسائل“ نی ہے۔ مصنف کتاب مولانا سید احمد عروج قادریؒ کا شمار ہندوستان کے مشہور اہل علم و اصحاب قلم میں ہوتا ہے۔ (آپ باضابطہ اور مستند عالم دین تھے) سادہ اور دلنشین پیرایہ میں لکھے گئے آپ کے جوابات قارئین اور عام اہل علم کے لیے دلچسپی کا باعث ہوتے تھے۔ ماہنامہ ”زندگی“ نو نی کے مدیر مولانا جلال الدین انصاری کی ایما پر مولانا ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی نے آپ کی علمی و فقیہی تحریروں کو جمع کیا جو ”احکام و مسائل“ نی کے نام سے ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب دو حصوں میں ہے۔ جلد اول تفسیر، عقائد، سیرت اور معاشیات سے متعلق تحریریں ہیں جبکہ دوسری جلد میں معاشرتی مسائل، نکاح، طلاق، رضاعت، وراثت، عقیقہ اور لباس وغیرہ سے متعلق ہے۔ مصنف نے سوالات کے جوابات میں کتاب و سنت کے بعد کتب فقہ سے بھی مراجعت کا اہتمام کیا ہے اور یہ سوال و جواب کا ایک بہتر مجموعہ ہے جس میں بہت سے نئے مسائل آگئے ہیں۔

رسائل و مسائل:

ہندو پاک کی ایک اہم شخصیت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی ہے۔ قلم و تحریر کا عمدہ ذوق پایا ہے اور کئی اہم کتابوں کے مصنف ہیں۔ تفسیر و حدیث کے علاوہ فقہ اسلامی سے بھی دلچسپی تھی۔ جب آپ نے ”ترجمان القرآن“ نی نی کی ادارت سنبھالی تو اس میں مستقل عنوان ”رسائل و مسائل“ نی نی کا رکھا جس میں آپ فقہی، سیاسی اور تحریکی سوالات کے جواب دیا کرتے تھے، آزادی کے بعد یہ رسالہ دکن سے لاہور (پاکستان) منتقل ہو گیا۔ آپ کی ان ہی فقہی تحریروں کا پانچ جلدوں میں مشتمل مجموعہ ”رسائل و مسائل“ نی نی ہے۔ خالص فقہی مجموعہ نہیں ہے بلکہ سیاسی تحریکی سوالات کے جواب بھی ہیں۔ آپ کی یہ کتاب آپ کی مقبول کتابوں میں سے ایک ہے، البتہ آپ کی بعض آراء جمہور کے خلاف ہیں۔ مولانا مرحوم کے بعد اس کا چھٹا اور ساتواں حصہ جو جسٹس ملک غلام محلی کے قلم سے ہے، بھی طبع ہو چکا ہے اور اس کا نہج بھی وہی ہے جو خود مولانا مودودیؒ کا ہے۔ جن فقہی مباحث پر آپ نے قلم اٹھایا ہے اور قارئین کے سوالات کے جوابات دیے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں۔ انسانی وضع قطع، اسلام اور آلات موسیقی، الکحل آمیز ادویہ کا استعمال، پوسٹ مارٹم اور بعض شرعی مسائل، بیہ کی شرعی حیثیت، ضبط ولادت وغیرہ۔

سود:

اس کتاب کے مصنف بھی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ہیں۔ مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی سے اس کتاب کے درجنوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا مرحوم کی اس کتاب کو زبردست شہرت ملی۔ اس موضوع پر بیش بہا اور قیمتی تصنیف ہے۔ اس کتاب کا اصل موضوع تو سود کے عمل اور معاشی نقصانات اور سود کی معقولیت پر جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں، ان کا رد و ابطال ہے اور کتاب کا ایک حصہ مولانا مناظر احسن گیلانی کی اس تحریر کی تردید میں ہے جس میں مولانا مرحوم

نے ہندوستان میں بینک کے سود کو جائز قرار دیا تھا، اس تردیدی تحریر میں مصنف نے فقہی اور شرعی اعتبار سے سود کی حقیقت، بین الاقوامی تعلقات اور نظام حکومت کے اعتبار سے مختلف مسئلوں کے شرعی احکام پر عمدہ بحث کی ہے۔

مسئلہ سود:

سود کے موضوع پر لکھی گئی اس کتاب کے مؤلف مولانا مفتی شفیع صاحب^۲ ہیں۔ یہ کتاب اس موضوع پر بہت اہم، مفید، بلکہ کافی وشافی ہے۔ سود کی شرعی حیثیت، قدیم طرز کی مہاجنی، سود اور جدید قسم کے تجارتی بینکوں کے سود کی مفصل تحقیق اور عام شبہات کا جواب، سود کی دینی و نبوی خرابی سے عنوانات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، پوری کتاب لائق مطالعہ ہے۔ یہ کتاب کل ۱۴۸ صفحات پر مشتمل ہے، اعتقاد پبلشنگ نئی دہلی - ۲ سے چھپی ہے۔

کتاب الفتاویٰ (۶ جلد):

اس اہم اور شہرہ آفاق کتاب کے مؤلف و مصنف مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ہیں، آپ نے اس کتاب میں زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق قدیم و جدید سوالات کا جواب اور مسائل کا حل کتاب و سنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب دراصل حضرت الاستاذ کے وہ فتاویٰ ہیں جو حیدر آباد کے کثیر الاشاعت روزنامہ ”منصف نی نی“ کے جمعہ ایڈیشن ”مینارہ نور نی نی“ میں ”آپ کے شرعی مسائل نی نی“ کے عنوان سے ۱۹۹۸ء سے شائع ہو رہے ہیں۔ مولانا مولوی عبداللہ مظاہری نے بڑے لگن اور محنت سے ان فتاویٰ کو مرتب کرنے کا بیڑ اٹھایا اور ان کو ۶ ضخیم جلدوں میں بڑے سلیقے سے مرتب کر دیا۔ یہ بڑا ہی قیمتی ذخیرہ ہے اور عوام ہی نہیں خواص کے لیے بھی لائق مطالعہ اور قابل استفادہ ہے۔ اس کتاب میں (بقول مرتب) تین طرح کے سوالات و جوابات ہیں۔ (۱) اکثر سوالات و جوابات وہ ہیں جو روزنامہ منصف میں ۲۰۰۳ء تک چھپ چکے ہیں، (۲) کچھ وہ ہیں جو ”افکار ملی“ ماہنامہ جریدہ دہلی نی نی میں چھپے

ہیں، (۳) بعض وہ ہیں جو کسی بھی جریدہ میں اب تک شائع نہیں ہوئے ہیں۔ عام فقہی ترتیب کے مطابق ہی اس کتاب کی ترتیب رکھی گئی ہے، البتہ ایمانیات اور علم سے متعلق سوالات و جوابات کو پہلے رکھا ہے۔ کتاب کے شروع میں مصنف کتاب کا انتہائی جامع، وقیع اور شاندار مقدمہ ہے جس میں مصنف کتاب نے فتویٰ کی حقیقت، دور نبوی اور عہد صحابہ میں فتویٰ نویسی، منصب افتاء کی اہمیت اور کار افتاء کی نزاکت، موجودہ دور میں کار افتاء، عالم عرب اور فتاویٰ کے مجموعے، برصغیر میں فتاویٰ کی کاوشیں اور فتویٰ شرعی احکام جیسے موضوعات پر فاضلانہ اور محققانہ بحث کی ہے۔ مرتب کتاب نے مولانا رحمانی کے فتاویٰ خصوصیات اور امتیازی پہلو پر بہت اچھا اور عمدہ لکھا ہے۔ کتاب الفتاویٰ یہ ایسی کتاب ہے جو ہر شخص کے پاس ہو اور ہر لائبریری میں ہو۔ عوام و خواص دونوں کے لیے انتہائی مفید اور خاصے کی چیز ہے۔ یہ کتاب کتب خانہ نعیمیہ سے چھپی ہے اور قارئین کی آسانی کی خاطر تمام جلدوں کی فہرست پہلی جلد کے شروع میں شامل کر دی گئی ہے۔ چھٹی جلد کے آخر میں تمام ابواب کی اجمالی فہرست، نیز مآخذ و مراجع کی فہرست منسلک ہے تاکہ صاحب ذوق حضرات کو اصل کتابوں سے براہ راست رجوع ہونے میں آسانی ہو، نیز مراجعت میں سہولت کے لیے ہر جلد کے سب ٹائٹل اور سرورق کے کنارے پر اس جلد میں آنے والے (تمام) ابواب کا عنوان دے دیا گیا ہے تاکہ جس باب کا مسئلہ دیکھنا ہو، اسی کے مطابق جلد میں تلاش کیا جائے۔

علمائے دیوبند کے اہم کتب فتاویٰ - ایک تجزیہ

مولانا شمس تیریز مظاہری ☆

فقہ اسلامی نے انسانی معاشرہ کی صحیح اور بروقت رہنمائی میں جو اہم کردار ادا کیا ہے وہ محتاج تعارف نہیں۔ علماء دیوبند نے اب تک قدیم و جدید مسائل کو حل کرنے کی جو مفید کوششیں کی ہیں انہیں میں علماء دیوبند کے وہ کتب فتاویٰ ہیں جن میں لاکھوں مسائل کو جمع کر دیا گیا ہے تاکہ آنے والی نسلیں ان سے استفادہ کرتی رہیں۔ اور علمائے شریعت کی رہنمائی میں منازل حیات طے کرتی رہیں۔ علمائے دیوبند کے ذریعہ جو فتاویٰ اکٹھا ہوئے ہیں اور جن میں سے زیادہ تر کتابی شکلوں میں مرتب ہو چکے ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جن کا احاطہ اگرچہ ناممکن نہیں، لیکن مشکل اور دقت طلب ہے البتہ ان میں سے بعض اہم کتابوں کا محض سرسری تعارف مقصود ہے۔ تجزیہ اور تفصیلی تبصرہ ہرگز مقصد نہیں، کیونکہ اس کے لیے تمام کتابوں کا استیعاب ناگزیر ہے۔

فتاویٰ عزیزی:

یہ کاوش مشہور عالم دین، خانوادہ علم و عمل کے روشن چراغ اپنے زمانہ کے نامور فقیہ اور محدث حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ہے۔ یہ فتاویٰ دراصل فارسی زبان میں تھے جس کا اردو ترجمہ بھی اسی نام سے شائع ہوا ہے۔ اس میں خاص طور سے نکاح و طلاق اور خرید

وفروخت کے مسائل جمع کئے گئے ہیں اس کے علاوہ شرک اور مروجہ بدعات کے رد پر شاہ صاحب کے قیمتی فتاویٰ بھی ہیں۔ نیز اسی مجموعہ میں شاہ صاحب کے بعض علمی رسائل بھی جو فقہ و افتاء ہی سے متعلق مسائل پر ہیں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ:

تحقیقی اور فقہی مسائل کا یہ گرانقدر مجموعہ، فقیہ النفس، عارف باللہ حضرت مولانا رشید صاحب گنگوہیؒ کے قلم سے نکلا ہوا ہے۔ چونکہ آپ احمد رضا خاں بریلوی کے ہم عصر تھے۔ اس لیے آپ کے فتاویٰ کا ایک بڑا حصہ اعتقادات اور بدعات کی بحثوں پر مشتمل ہے۔ تفسیر وحدیث کے متعلق بھی بعض استفتاء کا جواب آپ نے نہایت محققانہ انداز سے دیا ہے۔ آپ نے اپنے فتاویٰ میں تصوف کے صحیح اسلامی تصور پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ تقلید و اجتہاد کے باب میں اجماع و قیاس کے حجت ہونے کو کتاب و سنت کی روشنی میں سمجھانے کی آپ نے کوشش فرمائی ہے۔ حقوق، معاشرت، عبادات، معاملات، بیع و شراء اور وراثت کے متعلق مسائل سے بھی آپ نے بھرپور آگہی فرمائی ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:

برصغیر ہندوپاک کی معروف دینی درسگاہ، ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے مرتب شدہ انتہائی اہم، وسیع اور گرانقدر معلومات کا خزینہ، اہم اور مستند مراجع سے بہرہ ور بے شمار فقہی جزئیات کو محیط ”فتاویٰ دارالعلوم دیوبند“ نی ہے۔ بقول سابق مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند اور مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی ظفر الدین صاحب دارالعلوم کے احاطہ میں بیٹھ کر یہاں کے شعبہ دارالافتاء کی مہر سے جو فتاویٰ ملک و بیرون ملک میں بھیجے گئے، جس کی ابتداء رئیس المفتین حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب سے ہوئی۔ یہی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے نام سے مشہور ہے۔ صاحب فتاویٰ حضرت مفتی صاحب کی جلالت شان اور علمی منزلت پر حضرت

مولانا قاری طیب صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے جس تاثر کا اظہار فرمایا ہے وہ ان کے حذاقت علمی اور طلاقت لسانی کی شہادت کے لیے کافی ہے۔ حضرت قاری صاحبؒ فرماتے ہیں: دارالعلوم دیوبند جیسے علمی مرکز کے دارالافتاء کے لیے ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جس میں خود بھی مرکز بن جانے کی صلاحیتیں موجود ہوں اور علم و تفقہ کے امتیازی استعداد کے ساتھ صلاح و تقویٰ اور برگزیدگی کی شانیں اس میں موجود ہوں، چنانچہ دارالعلوم کی جاذبیت اور مقبولیت کا کرشمہ ظاہر ہوا اور ایک ایسی شخصیت کا انتخاب عمل میں آیا جو گویا ازل سے اسی عہدہ ہی کے لیے پیدا کی گئی تھی۔ وہ ذات گرامی حضرت مفتی اعظم ہند مولانا الحاج الشیخ عزیز الرحمن صاحب عثمانی دیوبندی نور اللہ مرقدہ کی ہے جو جماعت دیوبند میں مفتیان ہند کے استاذ و مربی تھے۔ فتاویٰ دارالعلوم کا یہ کمال ہے کہ اس میں عرف زمانہ سے صرف نظر نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اگر کسی مسئلہ کے دو مختلف مفتی بہ پہلو ہیں تو ایسے موقع پر سہل پہلو کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس فتاویٰ میں باب و فصل قائم کیا گیا ہے پہلے ہر کتاب الگ کی گئی ہے مثلاً کتاب الطہارۃ، کتاب الصلاۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح وغیرہ ہر کتاب میں مختلف ابواب قائم کئے گئے ہیں، جیسے کتاب الطہارۃ میں باب الوضوء، باب الغسل، باب المیاء، باب التیمم وغیرہ پھر ہر باب میں فصلیں قائم کی گئی ہیں، مثلاً باب الوضوء میں فصل اول فرائض وضو، فصل ثانی سنن وضو، فصل ثالث مستحبات وضو، فصل رابع مکروہات وضو وغیرہ۔

نظام الفتاویٰ:

”نظام الفتاویٰ فی فی ممتاز عالم، صاحب فکر و نظر، فقہ و فتاویٰ کے رمز شناس حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ کی ۳۱ سالہ علمی، دینی، تحقیقی اور فقہی خدمات کا نتیجہ ہے جو انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کے مسند صدارت پر فائز رہ کر انجام دیئے ہیں۔“ نظام الفتاویٰ فی فی کی یہ اہم خصوصیت ہے کہ اس میں لکھے ہوئے فتاویٰ، جامع، مکمل اور مدلل ہیں۔

حوالہ جات کا زبردست اہتمام کیا گیا ہے۔ سلف کے طریقوں کو سامنے رکھ کر مسائل کا حل تلاش کرنے کی کامیاب سعی کی گئی ہے اور جمہور کے مسلک کو اختیار کر کے رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔ اسے دوسرے فتاوے کی کتابوں پر اس طور پر ایک گونہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں خاص طور سے جدید مسائل کے متعلق فتاوے جمع کئے گئے ہیں، مثلاً شیراز و بونڈز کی شرعی حیثیت، حق تصنیف، مشینی ذبیحہ، بیمہ زندگی کا شرعی حکم، اعضاء کی پیوند کاری، نسبندی کا شرعی حکم، کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ کا حکم، تجارتی بینک و سودی بینک کا حکم، رویت ہلال اور اختلاف مطالع کا مسئلہ وغیرہ پر متعدد فتاوے موجود ہیں۔ ان فتوؤں کے مطالعہ کے بعد ہر شخص اس بات کی شہادت دے سکتا ہے کہ یہ کتاب مصنف کے بلند علمی ذوق اور سنجیدہ فقہی مزاج کی غماز ہے۔

فتاویٰ محمودیہ:

نوجلدوں میں کم و بیش تینتیس سو مسائل کا احاطہ کرنے والی یہ کتاب ذہن ثاقب اور مجتہدانہ بصیرت کے حامل، ۱۸ سال تک دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کی سرپرستی فرما کر اس کی عظمت رفتہ کو بحال کرنے والے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کی ہے۔ حضرت مفتی صاحب دارالعلوم کے منصب افتاء پر ایسے پر آشوب حالات میں متمکن ہوئے کہ ایک طرف دارالعلوم کو فقیہ عصر، نابغہ روزگار حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحبؒ کے انتقال کے بعد ان کے جانشین کی سخت ضرورت تھی تو دوسری طرف مخالفین کا ایک بڑا طبقہ حضرت نانوتویؒ کی بعض کتابوں کو مطعون کرنے میں مصروف کار تھا ان حالات میں سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ دارالعلوم کے دارالافتاء کی صدارت ایسی جامع اور باکمال شخصیت کے سپرد کی جائے جو نباض زمانہ ہونے کے ساتھ ساتھ علم تفسیر، علم حدیث، اور علم فقہ پر بیک وقت ید طولی رکھتا ہو۔ چنانچہ اکابر دارالعلوم کی نگاہیں حضرت مفتی صاحب پر پڑیں اور بصد اصرار آپ

کو دارالعلوم کے اس عظیم اور جلیل منصب کے لیے راضی کر لیا گیا۔ حضرت مفتی صاحب کے فقیہانہ بصیرت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ قطب عالم، شیخ وقت حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کو آپ کے علم و تفقہ پر بھرپور اعتماد تھا۔ بقول قاضی شہر کا پیور حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب دامت برکاتہم: درجنوں علماء اور فقہاء موجود ہوتے، لیکن جب کوئی ضرورت پیش آتی تو حضرت شیخ فرماتے کہ ہمارے مفتی صاحب کو بلاؤ۔ کمال مہارت کی اس سے بڑھ کر سند اور کیا ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ محمودیہ میں جہاں ایک طرف طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جنازہ، نکاح و طلاق، ذبائح، حدود و تعزیرات اور خرید و فروخت کے مسائل پر بحث کی گئی ہے وہیں خاص طور سے فرق باطلہ کا تنقیدی محاسبہ، تفسیر و حدیث کے متعلق بعض اشکالات و اعتراضات کے جوابات، اور تقلید کی شرعی حیثیت و ضرورت اور اہمیت جیسے اہم مضامین پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

احسن الفتاویٰ:

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ کے قلم گہر بار سے نکلا ہوا فتاویٰ کا یہ مجموعہ کتب فتاویٰ میں کافی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کے قلم کا اصل مرکز فرقہ باطلہ ضالہ کی تردید، بدعات و رسوم کی بیخ کنی، اسلام کے خلاف نئے پیدا ہونے والے فتنوں کا منہ توڑ جواب، مضبوط اور بر محل دلائل کی روشنی میں ان کا استیصال اور بروقت احتساب ہے۔ ان فتوؤں میں خاص طور پر آپ کے اخاذ اور خداداد ذہن کا واضح اثر محسوس ہوتا ہے۔ ان کتابوں کا سرسری مطالعہ کرنے والا شخص یہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ صاحب قلم کس قدر بیدار مغز، زمانہ شناس، تہذیب و تمدن کے تغیرات سے واقف اور بصیرت و آگہی کی صلاحیت سے بھرپور ہے۔ فتاویٰ کی ترتیب اس طرح ہے۔ جلد اول (اہم ابواب) ایمان و عقائد اور رد بدعات، جلد دوم: طہارت و نماز اس کے علاوہ استقبال قبلہ پر آپ کی فاضلانہ اور محققانہ بحث اور بعض معترضین کے جوابات۔ جلد سوم: نماز کے متعلق متعدد مسائل و فتاویٰ، قراءت فاتحہ خلف الامام اور

تعداد رکعات تراویح، جلد چہارم: زکوٰۃ و صدقات، روزہ اور حج کے متعلق عمومی مسائل اس کے علاوہ مطلع کا اختلاف اور رویت ہلال جیسے اہم مسائل پر مفید رسائل۔ جلد پنجم: نکاح و طلاق، حضانت، نفقات اور حدود و تعزیرات حوالہ جات کا کافی اہتمام ہے۔ اخذ و استنباط کی قوت، دلائل کی پختگی، اختصار اور تحریر کی جامعیت اس باوقار مجموعہ کی اہم خصوصیات ہیں۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم رقمطراز ہیں: حضرت تھانویؒ اور ان کے تلامذہ کے بعد جو فتاویٰ شائع ہوئے ہیں ان میں علم و تحقیق کے معیار کے اعتبار سے فتاویٰ کا سب سے اہم مجموعہ ”حسن الفتاویٰ فی نی“ ہے جس کی آٹھ جلدیں آچکی ہیں۔ یہ فتاویٰ شرح و تحقیق، نئے مسائل پر گفتگو اور بعض اختلافی مسائل میں سیر حاصل بحث، نیز فرق باطلہ پر مدلل رد کے اعتبار سے ایک اہم ترین مجموعہ ہے اس مجموعہ میں کئی اہم فقہی رسائل بھی شامل ہیں۔

کفایت المفتی:

علم و فضل اور تفقہ فی الدین کی امتیازی خصوصیت کے حامل حضرت العلامة مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ ۱۳۱۵ھ میں ازہر ہند دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد تقریباً پچیس سال بعد مدرسہ امینیہ دہلی میں درس و تدریس کی خدمت کے ساتھ ساتھ دارالافتاء کی خدمت پوری ذمہ داری، تندہی اور ذوق و شوق سے انجام دیتے رہے اور عمر مبارک کے آخری لمحات تک صبر و توکل کے ساتھ انہیں مشاغل میں منہمک رہے۔ درس و تدریس اور فتاویٰ کی عظیم ذمہ داری کے ساتھ جمعیۃ علماء ہند کی تاسیس سے لے کر تقریباً ۲۰ سال تک اس کی صدارت کا بارگراں بھی آپ کے دوش ناتواں پر رہا، آپ کے فتویٰ نویسی کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا آپ نے ہر وقت، ہر حال اور ہر مقام پر فتویٰ لکھا ہے۔ یہاں تک کہ مرض وفات میں بھی مسائل بتانے اور سمجھانے کا مشغلہ جاری رہا۔ پہلی جلد میں ایمانیات و عقائد پر سیر حاصل بحث ہے دوسری جلد میں کتاب العلم، کتاب السلوک

والطریقۃ، کتاب التفسیر والتجوید، کتاب الحدیث والآثار، کتاب التاریخ والسیر، کتاب الجہاد، کتاب الحدود والجنایات، کتاب الاکراہ والاضطرار، کتاب اللقیط واللقط، کتاب الیمین والنذر جیسے اہم مضامین شامل ہیں۔ تیسری جلد نماز سے متعلق اور چوتھی جلد جنازہ، روزہ، زکوٰۃ اور حج و زیارت کے متعلق مسائل سے آراستہ ہے۔ پانچویں جلد میں نکاح اور پردہ سے متعلق احکام ہیں، چھٹی جلد میں طلاق، خلع و فسخ اور مفقود الخبر وغیرہ کی اہم جزئیات ہیں۔ ساتویں جلد وقف اور معاش اور آٹھویں جلد میں خرید و فروخت سے متعلق اہم مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ نویں جلد میں حلال و حرام کے باب میں کئی اہم اور مشہور مسائل سے متعلق فتاویٰ ہیں۔ مرتب فتاویٰ نے پہلی ہی جلد میں نو جلدوں کے عناوین کو سہولت کے پیش نظر بیان کر دیا ہے، مرتب فتاویٰ صاحبزادہ محترم حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن واصف صاحب^۲ مقدمہ میں فرماتے ہیں: فتاویٰ کو درج کرنے میں کافی احتیاط برتی گئی ہے۔ جو فتاویٰ باہر سے حاصل ہوئے ان میں صرف انہیں فتاویٰ کو شامل مجموعہ کیا گیا ہے جو خاص حضرت مفتی اعظم^۳ کے قلم مبارک کے تحریر کئے ہوئے تھے تالیف کے وقت اگر کسی تحریر کے متعلق پورا یقین حاصل نہیں ہوا تو اس کو الگ کر دیا گیا ہے جن سوالات کی عبارتیں بہت طویل تھیں ان کو حتی الامکان مختصر کر دیا گیا ہے، لیکن صرف اس قدر کہ سائل کا مقصد فوت نہ ہونے پائے جو فتاویٰ عربی یا فارسی زبان میں ہیں ان کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے تبویب کے لیے عنوانات قائم کرنے میں اس امر کا خیال رکھا گیا ہے کہ عام فہم ہوں۔ جزئیات کو زیادہ سے زیادہ عنوانات پر تقسیم کیا گیا ہے تاکہ مسائل کو تلاش کرنے میں سہولت ہو۔

امداد الفتاویٰ:

بیعت وارشاد کی مسند سے ہزاروں نفوس کی روحانی تربیت کرنے والے اعظیم مربی، علم و فضل، ورع و تقویٰ اور دیانت و احتیاط جیسی صفات کے حامل حکیم الامت حضرت العلامة مولانا اشرف علی تھانوی^۴ کے قلم سے نکلا ہوا امداد الفتاویٰ فی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ جس میں

احکام و مسائل، تفسیر آیات، تشریحات احادیث، فرق باطلہ کے ابطال اور عقیدہ توحید کی تصحیح کے علاوہ حکمت و معرفت اور احکام شرعیہ کے اسرار و رموز گنجینہ گرانمایہ ہے۔ طہارت، اذان و اقامت، نماز، جمعہ و عیدین، روزہ، زکوٰۃ، حج، حدود و تعزیرات اور وقت کے لاتعداد مسائل اس مجموعہ کی زینت ہیں، خرید و فروخت، اجارہ، رہن، ذبائح وغیرہ کے احکام و فتاویٰ ہیں۔ عقائد و کلام اور دیگر علمی و فقہی مسائل بھی اس مجموعہ میں شامل ہیں۔ فتاویٰ میں حوالہ کا کافی اہتمام ہے۔ مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فتاویٰ بیان کرنے میں کافی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ :

یہ فتاویٰ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاچپوریؒ کے قلم سے نکلا ہوا وہ مجموعہ ہے جس میں آپ کی فقیہانہ بصیرت، دیانت و احتیاط، نظر کی وسعت اور فکر کی گہرائی کے بے شمار نمونے ملتے ہیں۔ جلد اول: کتاب الایمان، کتاب العلم اور کتاب الطہارۃ و کتاب الصلاة جیسے اہم موضوع پر مشتمل ہے۔ جلد دوم میں زکوٰۃ و روزہ، حج، نکاح و طلاق، خرید و فروخت اور میراث وغیرہ کے ابواب مرقوم ہیں۔ تیسری اور چوتھی جلد میں بھی مذکورہ مسائل ہی کسی قدر شرح و بسط کے ساتھ مذکور ہیں۔ چوتھی جلد میں تفسیر بالرائے، تقلید، فقہ و تفقہ کی اصل حیثیت وغیرہ موضوعات پر مفید تحریریں جمع ہیں۔ پانچویں جلد میں ایک اہم تحریر ”ایک مجلس کی تین طلاق نی نی کے مسئلہ پر ہے جس میں عقائد، رد بدعت، اور حلال و حرام کے باب میں بے شمار مسائل و فتاویٰ ہیں اور ایمان و ندور، احکام مساجد اور اجارہ وغیرہ کے ابواب ہیں۔ تحریر میں جامعیت اور مسائل میں شرح و بسط کے ساتھ محقق و مدلل بحث اس مجموعہ فتاویٰ کی اہم خصوصیت ہے۔

فتاویٰ عثمانی :

دور جدید کے انتہائی بیدار مغز اور دور اندیش و درویش صفت عالم دین، پوری دنیا میں

ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کی ترجمانی کرنے والے عظیم محقق، مصنف اور رمزشناس حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی ذات عالیہ محتاج تعارف نہیں۔ آپ تصوف و ارشاد میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کے علوم و معارف کے ترجمان اور علم فقہ، تفسیر اور علوم القرآن میں اپنے عظیم اور جلیل القدر والد ماجد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ کے جانشین اور علم الحدیث میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی علمی روایات کے حامل اور امین ہیں۔ آپ کے فتاویٰ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں تحقیق اور اعتدال کا وصف نمایاں ہے۔ جدید مسائل پر بھی کئی فتاویٰ ہیں خاص طور پر فقہ المعاملات جو آپ کا خاص موضوع ہے اس کے متعلق کئی جدید فتاویٰ ہیں اس کے علاوہ کئی فتاویٰ پر پاکستان کے جید اور نامور علماء کے تصدیقی دستخط موجود ہیں جس سے ان فتاویٰ کے درجہ استناد میں مزید تقویت پیدا ہو جاتی ہے۔

کتاب الفتاویٰ:

دور حاضر کے بالغ نظر، صاحب فکر، ممتاز فقیہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم کے فتوؤں کا مجموعہ ہے۔ جسے ان کے شاگرد رشید مفتی محمد عبد اللہ سلیمان مظاہری نے ترتیب دیا ہے۔

جس میں عام فقہی ترتیب کے مطابق ہی ترتیب رکھی گئی ہے۔ البتہ ایمانیات اور علم سے متعلق سوالات و جوابات کو پہلے رکھا گیا ہے۔ چھ جلدوں میں مرتب فتاویٰ کا یہ ضخیم مجموعہ امت کی رہنمائی کا ایک عظیم کام ہے۔ جس میں نئے اور سلگتے ہوئے مسائل کا حل بھی ہے اور اس کا مطالعہ کسی بھی مفتی کو فقیہی منہج سمجھانے کا بہت اہم ذریعہ بھی ہے۔ ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے سابق صدر مفتی جناب مولانا مفتی ظفر الدین صاحب مفتاحیؒ فرماتے ہیں: ”مولانا کے فتاویٰ پر غاکسار کو کچھ لکھنا نہیں ہے، اس لیے کہ مرتب نے ان فتاویٰ کی خصوصیات اور امتیازات پر بڑی اچھی اور دقیق بحث کی ہے۔“

خلاصہ کلام یہ کہ علمائے دیوبند کے یہ کتب فتاویٰ امت کے تمام تر مسائل کو قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں سلجھانے کا ایک عظیم ذریعہ ہیں۔ اسلاف امت کا امت پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے کافی عرق ریزی اور محنت و مجاہدہ کے ذریعہ امت محمدیہ ﷺ کی ایسی رہنمائی فرمائی ہے کہ کسی بھی شعبہ میں امت کو یتیم ہونے نہیں دیا ہے۔ اس مقالہ کو اگرچہ مراجع و مصادر کی کمی کے پیش نظر اتنا جامع نہیں بنایا جاسکا جس کا یہ حقدار تھا۔ ترتیب میں بھی تقدیم و تاخیر کا بھرپور احساس ہے لیکن جو کچھ بھی لکھا گیا وہ فائدے سے خالی نہیں۔

مراجع و مصادر:

مقدمہ نظام الفتاویٰ

مقدمہ فتاویٰ محمودیہ

مقدمہ احسن الفتاویٰ

مقدمہ کفایت المفتی

مقدمہ فتاویٰ رشیدیہ

مقدمہ فتاویٰ عثمانی

مقدمہ کتاب الفتاویٰ

فتاویٰ کی اردو کتابوں پر ایک طائرانہ نظر مقالہ از مولانا احمد عبد المجیب قاسمی ندوی (استاذ دارالعلوم سیل السلام حیدرآباد)



☆ مفتی عمر بن یوسف فلاحی کوکنی

اسلامی علوم کے مصادر و مآخذ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ دو ایسے چشمے ہیں جن کے سوتے تھمتے نہیں، عہد رسالت ہی سے امت ان سے سیراب ہوتی رہی اور ان شاء اللہ تا قیامت یہ سلسلہ فیض جاری رہے گا۔

ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں ائمہ اربعہ کی تقلید کرنے والوں کا ایک جم غفیر اور سواد اعظم رہا ہے۔۔۔۔۔۔ ہماری اس سر زمین ہند میں امام اعظمؒ کے اجتہادات پر عمل کرنے والوں کی اکثریت ہر زمانہ میں رہی ہے، البتہ بعض علاقے خصوصاً بحیرہ عرب کے ساحلی باشندوں کے وہ ہیں جن میں امام مظلومی حضرت امام محمد بن ادریس شافعیؒ کے مقلد ہیں، مثلاً صوبہ مہاراشٹر کا ”علاقہ کوکن نی فی ضلع اورنگ آباد، ناندیڑ اور اکولہ کے بعض مقامات، گوا، صوبہ کرناٹک میں شہر بھٹکل اور اس کے مضافات، صوبہ کیرالا، صوبہ تامل ناڈو میں مدراس (چنئی) کے مضافات، حیدرآباد میں صلاحہ و بارکس وغیرہ میں اکثریت ”فقہ شافعی نی فی“ کے نقطہ نظر سے عمل کرنے والوں کی ہے۔

ان محدود اوراق میں سب سے پہلے خطہ کو کون میں ”فقہ شافعی فی فی کے نقطہ نظر سے
قدیم و جدید علمائے کرام کی گراں قدر خدمات و مساعی جمیلہ کو تفصیل و اجمال دونوں طریقے پر
پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(۱) شافعی تعلیم الدین:

یہ کتاب بنیادی عقائد اور عبادات کے اہم ابواب پر مشتمل ہے، جو تین حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا اور دوسرا حصہ سوال و جواب کے انداز میں اور تیسرے حصہ میں ہر باب میں نہایت ہی سلیس اور سادہ انداز میں مسائل لکھے گئے ہیں۔ اور آخر میں ”سوالات فی فی کے عنوان سے پختگی کے لیے چند سوالات قائم کئے گئے ہیں۔

اس کتاب کے بارے میں ”دعائیہ کلمات فی فی میں بقیۃ السلف فخر کوکن امام و خطیب جامع مسجد ممبئی حضرت مولانا سید شوکت علی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں : ”رسالہ تعلیم الدین ماشاء اللہ بنیادی معلومات اسلام پر مشتمل ہے، جو آج کے زہر آلود غیر اسلامی طرز سے بچنے کے لیے جامع رسالہ ہے۔“ مکاتب دینیہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے لیے بہت مفید ہے، نیز بڑی عمر کے ناواقف حضرات کے لیے بھی مختصر بنیادی معلومات فراہم کرنے میں اہم ہے، اسی لیے خطہ کوکن کے بہت سے مکاتب میں داخل نصاب ہے۔

مؤلف کتاب:

حضرت مولانا سید عبد المنعم صاحب نظیر دامت برکاتہم آپ خطہ کوکن کے صاحب علم و عمل، خداترس، تصنیف و تالیف کا عمدہ ذوق رکھنے والے عالم ربانی ہیں۔ آپ سرزمین مہاراشٹر کی مشہور و معروف دینی درس گاہ ازہر کوکن فی فی جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن فی فی میں اپنی مقبول تدریسی خدمات کے ساتھ صدر المدرسین اور معتمد تعلیمات کے منصب پر ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۴ء پھر ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۱ء تقریباً ۹ سال فائز رہے، فی الحال چند سال سے U.K. میں دعوتی و اصلاحی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی تصنیفات بھی عوام و خواص میں درجہ قبول حاصل کر چکی ہیں۔

(۲) تحفۃ الباری فی الفقہ الشافعی:

یہ کتاب فقہ کی ابتدائی تمہیدی گفتگو کے ساتھ ازاول تا آخر تمام ابواب فقہیہ پر محیط ہے، تقریباً ایک ہزار صفحات کے ضخیم مجموعہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصہ میں ارکان اسلام و ابتدائی بنیادی عقائد کے ساتھ عبادات کے جملہ مسائل بالترتیب و التفصیل جمع کئے گئے ہیں اور آخر میں جدید مسائل سے متعلق ضمیمہ ملحق ہے، دوسرے حصہ میں بیوع سے متعلق تمام ابواب کا تفصیلی بیان اور بعض متفرق جدید مسائل، تیسرے حصہ میں تمام ابواب نکاح، جنایات، اضحیہ، عقیقہ، دعوی و قضاء اور مسائل فرائض کا تفصیلی بیان ہے۔

اکثر و بیشتر ہر باب کی ابتداء میں لغوی و اصطلاحی تعریف کے ساتھ ادلہ اربعہ شرعیہ (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس) کی روشنی میں اس عنوان کی شرعی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے، پھر بیان مسائل میں زبان نہایت ہی شستہ و سلیس اور عام فہم استعمال کی گئی ہے، تاکہ ہر پڑھنے والے کے لیے ذاتی مطالعہ ہی سے اکثر حصہ سمجھ کر عمل کرنا آسان ہو۔ موقع بہ موقع مسائل دلائل کے ذریعہ مدلل اور باب سے متعلق جزئیات و فروعات کا کافی حد تک احاطہ کرنے کے ساتھ احکام کی حکمتوں و مصلحتوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، غرضیکہ ”فقہ شافعی“ فی میں جامع مفصل و مستند مسائل کا ”موسوعہ“ ہے اور بندہ کی ناقص جستجو کے مطابق ”فقہ شافعی“ فی میں تمام ابواب پر محیط مستند و مدلل مسائل کا مجموعہ بہ زبان اردو اس سے پہلے سرزمین ہند میں امت کے نظر نواز نہ ہو سکا، پہلی بار ایسے جامع ترین ”موسوعہ“ فی سے خواص و عوام یکساں فیض یاب ہوئے ہیں۔

اس کتاب کے بارے میں:

پیر طریقت مرجع امت، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری ادام اللہ فیوضہم علیہا مذکورہ کتاب کے ”کلمات

بابرکت نی نی میں فرماتے ہیں: ”کتاب دیکھ کر دل بایں معنی خوش ہو گیا کہ احقر کی دیرینہ تمنا پوری ہوتی نظر آئی، زیر نظر کتاب میں انھوں نے فقہی احکام کے ساتھ ساتھ اس کی مصالح و علل پر بھی روشنی ڈالی ہے، بقدر ضرورت دلائل بھی ذکر فرمائے ہیں اور زبان بھی آسان اور عام فہم ہے۔“

فقہ العصر حضرت الاستاذ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی اس کتاب کی گراں قدر تقریظ میں رقم طراز ہیں:

”یہ کتاب ”فقہ شافعی نی نی کے نقطہ نظر سے احکام شرعیہ کے بیان پر مشتمل ہے، اردو زبان میں گو کہ فقہ شافعی کی اور بھی کئی کتابیں ہیں، لیکن امید ہے کہ جزئیات کے احاطہ، مواد کی کثرت اور اسناد کے اعتبار سے ان شاء اللہ یہ کتاب نقش ثانی نقش اول سے بہتر کا مصداق ہوگی۔ مصنف نے فقہی احکام کے ساتھ ساتھ اس کی حکمتوں اور مصلحتوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اسلام کے مزاج و مذاق کو بھی واضح کیا ہے، مسئلہ کے متعلق ضروری دلائل بھی ذکر فرمائے ہیں، زبان بھی سہل اور عام فہم ہے، امید ہے کہ یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لیے عموماً اور شافعی بھائیوں کے لیے خصوصاً مفید ثابت ہوگی۔“

نیز سابق استاذ حدیث و تفسیر جامعہ حسینیہ شریوردھن حال مقیم الکویت، سرزمین کوکن کے مقبول و مایہ ناز عالم دین حضرت مولانا ثار احمد بن عبد الشکور دروگے حفظہ اللہ اپنے مخصوص ادبی ذوق کے ساتھ اس کتاب کی قبیح تقریظ میں خامہ فرسائیں: ”مولانا موصوف نے برسوں کی غواصی و غوطہ زنی، کتب بینی و ورق گردانی اور شب بیداری سے ایسا بیش بہا علمی شاہکار اور درّ تاجدار پیش کیا ہے، جس سے ہر گھر کو روشن ہونا از حد ضروری ہے، یہ کتاب بے شمار مسائل اور دلائل و براہین کا عظیم مجموعہ ہے جو اس کے قبل ناپید تھانی تھی۔“

اسی طرح جوان ہمت بلند حوصلہ و فکر مولانا ابوالحسن علی ندوی اسلامک اکیڈمی بھٹکل کے جنرل سیکریٹری حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ندوی حفظہ اللہ اپنے پراثر تقریظی کلمات

میں تحریر فرماتے ہیں:

”ضرورت اس بات کی تھی کہ ایک مفصل اور جامع کتاب موجودہ تقاضوں کے پس منظر میں لکھی جائے، جس سے عوام و خواص بیک وقت استفادہ کر سکیں اور اس میں عبادات کے علاوہ معاملات، لین دین اور دیگر فقہی مباحث کا بھی احاطہ ہو۔ کوکن کے مسلمان اس اعتبار سے خوش نصیب ہیں کہ یہ سعادت ان کے حصہ میں آئی اور وہاں سے اس کی تالیف و تدوین اور اشاعت کا اہم فریضہ انجام پایا اور جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے شیخ الحدیث محترم مولانا ابراہیم صاحب زید لطفہ جو خود ”جامعہ اسلامیہ بھٹکل نی نی“ میں میرے زمانہ طالب علمی میں زیر تعلیم تھے، ان کے لیے اس گراں قدر خدمت کو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا، انھوں نے بڑے سلیقہ کے ساتھ دلائل کی روشنی میں ششہ اردو میں فقہ شافعی کے تمام ابواب کا احاطہ کرتے ہوئے ”تحفہ الباری نی نی“ کے نام سے اس کام کو انجام دیا۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے بیک وقت ہمارے علماء و طلباء رجوع کر سکتے ہیں اور عوام الناس بھی اس سے براہ راست استفادہ کر سکتے ہیں۔“

اس کتاب کی طباعت و اشاعت سب سے پہلے ۲۰۰۲ء میں ہوئی، کتاب کی جامعیت اور افادہ عام ہونے کی وجہ سے بعض دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا جا رہا ہے، انگریزی ترجمہ بھی جاری ہے اور ہندی زبان میں حصہ اول (عبادات) کا ترجمہ مکمل ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔۔۔۔۔ ہندی ترجمہ کی سعادت جامعہ حسینیہ کے محترم فاضل مفتی رضوان احمد چوگلے صاحب زید مجددہ کے حصہ میں آئی۔

مؤلف کتاب :

۱۹۹۰ء تا حال ازہر کوکن جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کی مسند شجیت حدیث پرفائز ذی وقار شخصیت صاحب ورع و تقویٰ، عالم باعمل، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب خطیب متعنا اللہ بعلومہ ہیں۔

آپ دارالعلوم اشرفیہ راندیر کے فاضل ہیں اور طویل عرصہ سے جامعہ حسینیہ عربیہ میں شیخیت حدیث جیسے اعلیٰ و باوقار عہدہ پر فائز ہیں، طلبہ میں آپ کے اسباق بہت مقبول ہیں اور بہت سے طلبہ دامن تربیت سے وابستہ رہ کر آج کو کن کے علاقوں میں اعلیٰ دینی خدمات انجام دے رہے ہیں نی نی۔

بقول حضرت مولانا نثار صاحب دروگے: ”مولانا علم کا بحر زار ہیں جس میں بلا کی گہرائی ہے نی نی۔“

(۳) معرفۃ الارکان:

یہ کتاب بنیادی عقائد کے ساتھ عبادات ہی کے اہم ابواب پر حاوی ہے، جس میں بہ انداز سوال و جواب سلیس و شستہ زبان کے ساتھ عام فہم تعبیرات کا لحاظ کیا گیا ہے۔ ابتدائی درجات کے طلبہ اور مسائل سے ناواقف حضرات کی تعلیم دین کے لیے نہایت سودمند ہے، اس کتاب کے بارے میں مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن حضرت مولانا امان اللہ صاحب بروڈ فرماتے ہیں: ”مولانا کی موجودہ کتاب ”معرفۃ الارکان نی نی نہایت شستہ و شگفتہ بیان میں لکھی گئی ہے، کہیں الجھاؤ تصنع نہیں معلوم ہوتا، اسلام کے ارکان خمسہ سے متعلق ضروری مسائل کو انتہائی سلیس انداز میں پیش کیا ہے، طلبہ مدارس کے علاوہ عمومی اعتبار سے بھی مفید ہے، تقریباً ۱۰۶ صفحات پر مشتمل یہ کتاب پہلی بار ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء میں منظر عام پر آئی۔“

(۴) طہارت نسواں:

یہ کتاب محض عورتوں کے بنیادی حیض، نفاس جیسے مسائل کا قیمتی و مختصر مجموعہ ہے اسلوب تحریر سادہ اور سہل ہونے کی وجہ سے عورتوں کے لیے اپنے ذاتی مطالعہ کے ذریعہ سمجھنا بھی آسان ہے۔ پہلی بار یہ کتاب ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔

مؤلف معرفۃ الارکان وطہارت نسواں:

استاذ محترم حضرت مولانا نثار احمد دروگے صاحب حفظہ اللہ، آپ خطہ کوکن کی ذی علم و عمل اور طبقہ عوام و خواص میں مقبول شخصیت ہیں، کچھ عرصہ قبل جامعہ حسینیہ عربیہ میں تفسیر و حدیث کی کامیاب تدریسی خدمات کے ذریعہ تشنگان علوم نبوت کو فیض یاب فرمایا، فی الحال کویت میں دعوتی و اصلاحی سرگرمیوں کے ساتھ مقیم ہیں۔

(۵) منیۃ الطالب و منۃ الممالک:

فقہ شافعی کی ایک مستند کتاب ”عمدة السالک و عدة الناسک فی نی جامعیت اور اسلوب بیان کی عمدگی کی وجہ سے فقہ شافعی کے نقطہ نظر کے حامل اکثر دینی مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب ہے، اسی کتاب کی یہ اردو شرح ہے، جس میں ترجمہ کے ساتھ مختصر تشریح کی روشنی میں حل عبارت کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، اس کو ۴ جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے، اس کتاب کے بارے میں حضرت الاستاذ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم کلمات تقریظ میں فرماتے ہیں:

”راقم الحروف پورے مسودہ کو تو نہیں دیکھ سکا، لیکن جا بجا نظر ڈالی اور خوشی ہوئی کہ موصوف نے واضح اور سلیس ترجمہ کیا ہے، ایسی تشریح کی ہے جو زیادہ طویل نہ ہو اور نہ بہت مختصر، مستند کتابوں سے فقہی جزئیات کا اضافہ بھی کیا ہے، اس طرح یہ کتاب اساتذہ و طلبہ اور عوام سمجھوں کے لیے مسائل و احکام کا مفید مجموعہ بن گیا ہے نی۔

پہلی بار یہ کتاب ۱۴۲۷ھ ۲۰۰۶ء میں منظر عام پر آئی۔

مؤلف کتاب:

جامعہ حسینیہ کے فاضل محترم ”مولانا مفتی نور محمد بن یوسف پٹیل زید مجدہ“ ہیں،

پنویل شہر میں خدمت امامت و خطابت سے امت کو فیضیاب کر رہے ہیں۔

(۶) تحفۃ الطالب:

یہ کتاب نصابی نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے، جس میں بنیادی اسلامی عقائد کے ساتھ عبادات کے مسائل مختصر و جامع انداز میں جمع کئے گئے ہیں، ہر سبق کے آخر میں پختگی کے لیے سوالات بھی قائم کئے گئے ہیں، مزید چہل حدیث، مختصر آداب زندگی اور مسنون دعاؤں کو بھی لاحق کیا گیا ہے، ابتدائی درجات کے طلبہ اور مسائل سے ناواقف حضرات کے براہ راست استفادہ کے لیے نہایت نفع بخش ہے، مؤلف موصوف نے تقریباً دو سو صفحات کو تین حصوں میں مرتب کیا ہے۔

اس کتاب کے بارے میں شیخ الحدیث جامعہ حسینیہ ٹی ٹی حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب خطیب مدظلہ العالی، اپنی تقریظ عالی میں فرماتے ہیں:

”علاقہ کوکن کے باشندوں کی ضروریات کے پیش نظر فقہ شافعی کی رو سے مسائل کے معتبر مجموعے کو سلیس اور سلجھے ہوئے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، ان شاء اللہ یہ کوشش کامیاب اور مقبول ہوگی۔“ اسی بناء پر بعض مدارس دینیہ و مکاتب قرآنیہ میں یہ کتاب داخل نصاب ہے۔

مؤلف کتاب:

جامعہ حسینیہ کے فاضل محترم ٹی ٹی حضرت مولانا داؤد بن عمر مروڑ کر صاحب حفظہ اللہ، ہیں، مدرسہ اشرفیہ لوئر ٹوٹریل مہاڈ، رائے گڈھ کی ذمہ داری اہتمام کے ساتھ اپنے اصلاحی و تربیتی بیانات سے امت کو مستفیض کرتے رہتے ہیں۔

(۷) شافعی فقہ :

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں عبادت کے اہم مسائل کو جمع کیا گیا ہے، ابتداء میں عقائد و ایمانیات کے ساتھ چند فقہی اصطلاحات بھی شامل کی گئی ہیں، دوسرے حصہ میں نکاح، معاملات اور ذبیحہ کے ساتھ بعض جدید مسائل بھی لاحق کئے گئے ہیں، یہ کتاب نصابی نقطہ نظر سے مرتب کی گئی ہے، اسی لیے بعض دینی مدارس و مکاتب میں داخل نصاب ہے، نیز ناواقف حضرات کے استفادہ کے لیے بھی بہت مفید ہے، افادیت کی بنا پر دوسری بعض زبانوں، مثلاً کنٹر اور ملیالم میں بھی اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

مؤلف کتاب:

سرزمین ہند کی مشہور دینی درس گاہ جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے سابق استاذ حدیث و فقہ ”حضرت مولانا ایوب صاحب ندوی دامت برکاتہم“ ہیں۔ آپ کا بھٹکل ہی کی زرخیز زمین سے تعلق ہے۔ جامعہ اسلامیہ کو طویل عرصہ تک اپنی گراں قدر خدمات سے منور کیا، نیز ملک کے مختلف مقامات پر آپ کے اصلاحی و تربیتی ملفوظات و رہبری کو قبول عام و خواص حاصل ہے۔

صوبہ مہاراشٹر کے خطہ کوکن میں قدیم و جدید علمائے شوافع کی عرق ریزی و ژرف نگاہی کے نتیجے میں جو کتابیں (سوائے شافعی فقہ) منظر عام پر آئیں، ان میں سے چند موجودہ و متداول و مشہور کتابوں کا مع مولفین کچھ بسط و تفصیل کے ساتھ تذکرہ قلم بند کیا گیا، اس کے علاوہ کچھ ایسی کتابیں ہیں، جو منظر عام پر آچکی ہیں من جملہ ان کے بعض دستیاب ہیں اور بعض نایاب۔

جن کتابوں تک بندہ ناچیز کی رسائی ہو سکی طوالت کے خوف سے اب ان کا صرف کتاب کا نام مع مؤلف سرسری تذکرہ کیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	اسمائے کتب	اسمائے مؤلفین
۱	خیر المتاع فی احکام النکاح	شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم صاحب
۲	الحج والعمرة اور رسالہ احکام قربانی	شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم صاحب
۳	آسان شافعی فقہ (۴ حصہ)	مفتی محمد نور یوسف پٹیل
۴	قربانی کے شافعی مسائل	// //
۵	رمضان کے شافعی مسائل	// //
۶	وضوء اور غسل کے شافعی مسائل	// //
۷	زکوٰۃ کے شافعی مسائل	// //
۸	نماز کے شافعی مسائل	// //
۹	عورتوں کے شافعی مسائل	// //
۱۰	تحفۃ الحاج	مولانا داؤد عمر مرڈکر
۱۱	رسالہ احکام میت	مفتی رفیق پورکر
۱۲	ترجمہ کتاب الام باب الحيض تک	مولانا عصمت بویرے
۱۳	شافعی بہشتی زیور	// //

وہ کتابیں جو ”کتب خانہ جامع مسجد ممبئی“ میں محفوظ ہیں، لیکن عامۃً دستیاب نہیں

۱۴	سرتاج ترجمہ تحفۃ المحتاج (۱ جلد)	مولوی غلام احمد تلیائی
۱۵	احکام دینیہ	قاضی شہاب الدین مہری
۱۶	ارکان الصلاة	ابراہیم وزیر میاں رومانی
۱۷	تحفۃ ابراہیم خانہ	مولوی اسماعیل کوکنی

۱۸	تحفۃ احمدیہ	//	//
۱۹	تحفۃ اہل حق	//	//
۲۰	فرائض قادریہ	//	//
۲۱	انوار الاسلام	//	//
۲۲	جواہر المصنوعۃ فی فقہ شافعیہ	حاجی محمد علی حافظ	
۲۳	تحفۃ الزوجین	مولانا محمد اسحاق	
۲۴	تحفۃ الاخوان	محمد ابراہیم باعکظہ	
۲۵	تحفۃ الاخیار	محمد اسماعیل مہمطو لے	
۲۶	شافعی مذہب کا رسالہ (تین حصے)	مولوی عبدالستار خاں	
۲۷	دفع البہتان	مولوی محمد یونس حافظ	
۲۸	رمضان کی نماز وتر کا رسالہ	قاضی محمد یوسف مرگے	
۲۹	ارکان اسلام	ابراہیم دلوی	
۳۰	شہابیہ	قاضی شہاب الدین مہری	
۳۱	مصباح الہدایۃ	//	//
۳۲	فقہ محدومی	شیخ مخدوم علی مہانگی	
۳۳	معلم الاسلام	حاجی میاں تاتلی	
۳۴	وضاحت الاسلام	عبدالحمید خطیب	

اس کے علاوہ بعض کتب وہ ہیں جو قدیم اسلوب پر فقہ شافعی میں لکھی گئی ہیں، لیکن جامع مسجد ممبئی کے گراں قدر کتب خانہ کے شعبہ مخطوطات میں تحقیق و طباعت کی دنیا میں آنے کی منتظر ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

مخطوطات:

(۱) شرح بالفصل مصنف: ملا عبد اللہ واعظی تلوجکر و محمد حسین اونونیکر

سن تصنیف: نامعلوم صفحات: ۳۱۱

سطریں: ۱۳ خط نسخ سائز: ۷×۸

ان بزرگوں کے ناموں کے ساتھ تلوجکر اور اونونیکر کے جوا القاب لگائے گئے ہیں، ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حضرات کوکن سے تعلق رکھتے تھے۔

اس کتاب کا موضوع ”فقہ شافعی فی نی نی ہے۔ بحث فی نی طہارت فی نی سے شروع ہوئی اور فی نی حج فی نی پر جا کر ختم ہوئی ہے، اس کتاب میں متن و شرح ساتھ ساتھ چلتے ہیں، دونوں میں فرق کرنے کی غرض سے عربی متن کے الفاظ پر سرخ روشنائی سے خط کھینچے گئے ہیں، زبان قدیم دکنی ہے۔

(۲) مختصر شہابی فی المسائل الفقہیہ	
مصنف:	قاضی شہاب الدین مہری
سن تصنیف: ندارد	صفحات: ۳۰۰
سطریں: ۱۳	خط نسخ سائز: ۸×۶

(۳)	فقہ حسینی		
مصنف:	قاضی غلام حسین مہری		
سن تصنیف: ۱۲۴۳ھ	مطابق ۱۸۲۷ء		
صفحات: ۴۴۰	سطریں:	۱۳ خط نستعلیق	سائز: ۶×۹

(۴)	ترجمہ کفایت الاسلام		
	مصنف: سن تصنیف:	نامعلوم	
صفحات: ۱۳۴	سطریں :	۱۱ خط نسخ	سائز: ۸×۶

(۵)	مجموع المسائل		
	مصنف :	رحمت	
	سن تصنیف:	تقریباً ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۳ء	
صفحات: ۳۹۵	سطریں :	۱۲ خط نستعلیق	سائز: ۷×۹
(۶)	نور الاسلام		
	مصنف :	غلام احمد روگھے	
	سن تصنیف:	تقریباً ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء	
صفحات: ۸۵	سطریں :	۱۱ خط نستعلیق	سائز: ۵×۸

(جملہ مخطوطات کی تفصیل کے لیے دیکھئے: کتب خانہ جامع مسجد ممبئی کے اردو مخطوطات: ۵۰ تا ۵۰۳- از: ڈاکٹر حامد اللہ

ندوی)

صوبہ کیرالا:

صوبہ کیرالا میں قدیم شافعی آبادی ہے اور قدیم و جدید بہت سے اہل علم حضرات نے فقہ شافعی میں اپنی گراں قدر خدمات سے امت کو فیض یاب کیا ہے، صوبہ کیرالا کی تمام تصنیفات و تالیفات کا یہاں احاطہ مشکل ہے، تاہم اپنی ناقص جستجو و تلاش کے مطابق جن کتابوں کی معرفت ہو سکی، ان کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے، نیز فتح المعین کے علاوہ کتابوں پر تجزیہ و تبصرہ بھی بندہ عاجز کے لیے دشوار ہے، کیوں کہ ان کتب فقہیہ کا براہ راست مطالعہ اور استفادہ، ان تک

رسائی نہ ہونے کی وجہ سے ممکن نہ ہو سکا۔ برادر مکرم ”مفتی اسماعیل سلمہ کیرلوی فاضل و مفتی جامعہ حسیہ نی نی نے نہایت جانفشانی سے کیرالا کے بعض کتب خانوں سے ”ملیالم زبان نی نی میں لکھی ہوئی مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابوں کی ایک فہرست تیار کی جو پیش خدمت ہے، فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔

(۱) فتح المعین بشرح قرۃ العین بمہمات الدین:

فقہی سرمایہ کی ممتاز و شہرہ آفاق کتاب ”فتح المعین نی نی یہ دراصل ”قرۃ العین بمہمات الدین“ کی شرح ہے جس میں رائج مذہب کے بیان کا اہتمام کیا گیا ہے الا شاذ و نادر، اکثر ابواب میں عنوان کی مشروعیت پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے، مؤلف موصوف نفس مسئلہ بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں، اکثر و بیشتر دلیل مسئلہ سے تعرض نہیں کرتے ہیں، فقہ شافعی کی کتب مختصرہ میں بہت ہی اہم و نافع کتاب ہے، اس کی نظیر بہت کم مشاہدہ میں آتی ہے، چنانچہ ”صاحب تاریخ الابراہی نی نی رقم طراز ہیں: ”فتح المعین بشرح قرۃ العین الذی لم یوجد له نظیرہ فی مختصرات الفقہ علی مذهب الامام الشافعی رضی اللہ عنہ، نعم ما قیل فیہ فتح المعین شأنہ عجیب حوی من الفقہ ما لم یحوہ کتب

(تاریخ الابراہم ممن تدرس کتبہم فی دیار ملیبار: ۲۷۷)

غرضیکہ متاخرین شوافع میں سے علامہ ابن حجر ہیتمی کی مایہ ناز مفصل کتاب ”تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج“ کا یہ خلاصہ و اختصار ہے، اسی لیے اہل علم کے درمیان یہ کتاب ”بنت التحفۃ“ کے نام سے مشہور ہے۔

مؤلف کتاب:

العالم العلامة البحر الفہامۃ الكامل الفرید ذو الحظ الكثير الشیخ زین الدین المخدوم الصغیر احمد بن الشیخ محمد الغزالی الجوبانی ابن الشیخ زین

الدين المخدم الكبير على بن الشيخ أحمد المعبري۔ (تعارف کے لیے دیکھئے :
تاریخ الابرار: ۲۲۷-۲۲۵ - نزهة الخواطر و بهجة المسامع والنواظر : ۱/۱
(۳۴۱)

آپ کے اسم والد کے بارے میں ازالہ وہم:

آپ کے والد کا نام فی فی محمدؑ یہی صحیح ہے، کیونکہ بذات خود مؤلف موصوف ہی نے
اپنی کتاب ”الاجوبة العجيبة“ میں اس کی تصریح کی ہے، اور شالیاتی ”شارح مرشد
الطلاب فی فی وغیرہ حضرات اہل علم نے بھی اس کی تائید کی ہے۔۔۔۔۔ جو حضرات آپ کے
والد کے نام میں ”عبد العزیز فی فی“ نقل کرتے ہیں، وہ درست نہیں، گرچہ محشیان یعنی علامہ قلیوٹی
وعمرہ اور صاحب نہایہ الزین نے اس کو نقل کیا ہے، کیونکہ ”عبد العزیز“ آپ کے چچا ہیں نہ کہ
والد جو ”مسک الاتقیاء فی فی“ کے مصنف ہیں (دیکھئے: تاریخ الابرار ممن تدرس کتبہم فی دیار
ملیار: ۲۲۵)۔

آپ کی مزید تصنیفات: ☆ احکام احکام النکاح * المنهج الواضح بشرح
احکام احکام النکاح * الأجوبة العجيبة۔
(۲) صاحب فتح العین کے دادا ”المخدم الكبير فی فی“ اپنے وقت کے مشہور و
معروف صاحب التصانیف عالم ربانی تھے۔

آپ کا نام: ابو یحیی زین الدین المخدم الكبير على بن الشيخ أحمد
المعبري الشافعي المليباری۔

آپ کی بعض فقہی تصنیفات:

* كفاية الفرائض فی اختصار الكافي فی الفرائض للامام الصردي۔
☆ حاشیہ توافیة محققہ علی الارشاد لابن المقرئ من الطهار قالی الحیض۔

(تعارف کے لیے دیکھئے: تاریخ الابرار: ۲۰۸-۲۰۵)

(۳) تصنیفات الشیخ أبو السعادة أحمد کویا الشالیاتی الملیباری :

(۱۳۰۲-۱۳۷۴)

★ الفتاوی الازهریة

★ خیر الادلة فی هدی استقبال القبلة

★ الکلام الحاوی فی رد الفتاوی والدعاوی

★ القصيدة الازهریة فی حکم الطلاق فی الکلمات الملیباریة

★ حکم الطهرتین

★ ترویج الجنان فی احکام رمضان

(۴) تصنیفات الشیخ ابی محمد القادری الملیباری:

★ الاضواء السواطع فی تقریب جمع الجوامع۔ هذه حاشية على شرح العلامة

شمس الدين محمد بن احمد المحلى المسمى بالبروق اللوامع على متن جمع

الجوامع للسبکی۔

★ المفاتيح الوهية على الفرائض المحمدية۔

★ قطع الاوهام فی میراث ذوی الارحام

(۵) النجوم الطوالع فی تراجم اعلام جمع الجوامع للفاضل عبد

الغفور الثقافی کانوری۔ ط: مكتبة البدرية كوتكل

(۶) رسالة تحفة أحباب تالیف رمب فی بیان صحة جمعة الجمهور على

المذهب۔ للشيخ شهاب الدين ابی الفيض الباقری ط: مكتبة البستان للنشر

والدعاية كیرالا الهند

(۷) نتیجة المنقول والمأثور فی ركعات سيد الشهور۔ لعبد القادر

القاسمى الينملى المليبارى

(٨) ماذا وظيفة الفقهاء للشيخ ويران كنى الكيپتى المليبارى

(٩) حاشية على مقدمة تحفة المحتاج لابن حجر رحمته الله للشيخ احمد

كوتى مسليار (بانغل)

(١٠) تصنيفات الشيخ عبد القادر الفضفري

★ مجموع الفتاوى ★ تحفة الصبيان ★ مجمع الفوائد

(١١) تصنيفات الشيخ چاللكت كنچ احمد الحاجى

★ رسالة الدعوى فى القبله ★ حاشية على رسالة ماردينى

(١٢) تصنيفات الشيخ عبد البارى (الوالكلى)

★ المتفرد فى الفقه ★ جمع البارى

(١٣) تصنيف الشيخ ابوبكر (E.K.) المشهور بشمس العلماء

★ الاربعة المتناسبة فى بيان الاوقات والقبله شرح رسالة الماردىنى ★ خطبة الجمعة

(١٤) تصنيفات الشيخ القاضى محمد

★ مقاصد النكاح ★ ملقط الفرائض

(١٥) تأليفات الشيخ عمر القاضى

★ مقاصد النكاح ★ كتاب الذبح والاصطياد

(١٦) تصنيفات الشيخ فخر الدين كويا كوتى تنغل

★ مناسك المليبارى ★ ويتليم

(١٧) تصنيفات الشيخ احمد الصغير

★ الفية فى علم الفرائض (منظوم) ★ فيض البارى

- (١٨) تصنيفات الشيخ عبد الله مولوى (چالكت)
- ★ ترجمة تحفة المحتاج ★ ترجمة اعانة الطالبين
- (١٩) الشيخ عبد القادر مسليار (تيناتكل)
- ★ احكام النكاح (عربى)
- (٢٠) الشيخ حسن مسليار (وليم كوت)
- ★ احكام الصلوة (عربى)

أصحاب الفتوى فى كير لافى القرن التاسع عشر :

- (١) محمد شيخ تنغل (كنور)
- (٢) قاضى محى الدين (كالكوت)
- (٣) كم كوتى مسليار (بونانى)
- (٤) احمد كوتى حاجى (كالكوت)
- (٥) قاضى عبد الله (تليشرى)
- (٦) الشيخ احمد مخدوم المعبرى (فنانى)
- (٧) بتيكت احمد مسليار (ترر نغاتى)
- (٨) احمد كوتى مسليار (ناور كضنگرا، ملبار)

كتب الفتاوى المهمة :

- (١) فتاوى الشيخ اسماعيل نيلىكوت ، وله ايضا ”فقه السنة“
- (٢) فتاوى محى السنة للشيخ عبد القادر القاسمى الپنملى
- (٣) فتاوى الشيخ عبد النجيب المليبارى

المصادر والمراجع:

- (۱) علماء العظام فی کیرالا (مالا یا ضمیمہ) لنیلکوت احمد علی مسلیار
(۲) روی و ضک) مصباح الطريق فی اعلام ائمة کیرالا: للدکتور سید علی الفیض (بتکاد
(۳) تاریخ ثقافة المسلمین فی کیرالا (ملیا لم) للشیخ C.N. احمد مولوی
(۴) تاریخ العالم الاسلامی للشیخ عبدالرحمن باوی مسلیار

صوبہ تامل ناڈو:

- (1)NAGARKOIL-KANYAKUMARI
(2)KAYLPATTINAM-TUTCURIN
(3)KEELAKKARAI-RAMANADHAPURAM (4)SATTAN
KULAM-TUTCURI (5)CHENNAI (6)ERUVADI-THIRU NEVEL
(7)ALUR-KANYAKUMARIN
(8)S.P PATTINAM-RAMANADHA PURAM
(9)ADIRAMPATTINAM-TANJAUR (10)UDANKUDI-TUTCURIN
(11)MELAPPALAYAM-THIRUNELVELI.

یہ اضلاع اور اس کے مضافات ساحلی علاقے میں بھی اکثریت ”فقہ شافعی“ کی ہے۔ یہ علاقے بھی قدیم زمانہ سے ارباب حل و عقد اور علمائے حق سے آباد رہے ہیں، جو ہر دور میں اپنی کامیاب تصنیفی و تالیفی کوششوں کے ذریعہ افراد امت کی رہبری کرتے رہے ہیں، ان کی سعی پیہم کے نتیجے میں چھوٹی بڑی تالیفات کے ذریعہ فقہی سرمایہ میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے، ان تالیفات تک بھی زبان و لغت سے ناواقفیت کی بناء پر رسائی نہ ہو سکی اور ان کا مطالعہ و مشاہدہ ممکن نہ ہوا، البتہ جامعہ حسینیہ کے متخصص فی الفقہ برادر مکرم مفتی فاروق صاحب سلمہ کی عنایت و توجہ سے مذکورہ علاقہ میں مؤلفہ کتب کی ایک فہرست میسر ہوئی، جس کی روشنی میں چند کتابوں کا سرسری تعارف پیش خدمت ہے:

(۱)	اسم الكتاب:	فتح الدیان فی خیر الادیان

المصنف:	العالم العروس سيد محمد لثي
اللغة:	عرب تمل
تاريخ الولادة والوفاة:	ولد ١٢٣٢ الهجرى فى المحرم وتوفى ١٦ ١٣ فى ١٥ رجب
سنة الطباعة	١٢٩١ الهجرى

(٢)	اسم الكتاب:	فتح المتين
	المصنف:	العالم العروس سيد محمد لثي
	اللغة:	عرب تمل
	تاريخ الولادة والوفاة:	ولد ١٢٣٢ هـ فى المحرم وتوفى ١٣١٦ فى ١٥ رجب
	سنة الطباعة	

(٣)	اسم الكتاب:	فتح السلام
	المصنف:	العالم العروس سيد محمد لثي
	اللغة:	عرب تمل
	تاريخ الولادة والوفاة:	ولد ١٢٣٢ هـ فى المحرم وتوفى ١٣١٦ فى ١٥ رجب
	سنة الطباعة	١٢٩١ هـ
(٤)	اسم الكتاب:	مغانى ملح التبيان فى شرح فتح الديان

المصنف:	العالم العروس سيد محمد لبي
اللغة:	عرب تمل
تاريخ الولادة والوفاة:	ولد ١٢٣٢ هـ في المحرم وتوفي ١٣١٢ في ١٥ رجب
سنة الطباعة	١٣٠٣ هـ جري

(٥)	اسم الكتاب:	فتح الرحمن في اختلاف الائمة الاعيان (الفقه على المذاهب الاربعة)
	المصنف:	حبيب محمد
	اللغة:	عرب تمل
	تاريخ الولادة والوفاة:	
	سنة الطباعة	١٢٩٥ هـ

(٦)	اسم الكتاب:	مسائل الدين
	المصنف:	محمد لبي
	اللغة:	عرب تمل
	تاريخ الولادة والوفاة:	
	سنة الطباعة	

(٧)	اسم الكتاب:	مناسك الحج
	المصنف:	محمد لبي

اللغة:	عرب تمل
تاريخ الولادة والوفاة:	
سنة الطباعة	

(٨)	اسم الكتاب:	احكام الحج والعمرة والمواهب الانوارية
	المصنف:	شيخ احمد
	اللغة:	عرب تمل
	تاريخ الولادة والوفاة:	
	سنة الطباعة	

(٩)	اسم الكتاب:	عمدة الصبيان
	المصنف:	تميم عالم صاحب
	اللغة:	عرب تمل
	تاريخ الولادة والوفاة:	ولد ١٢٨٢ هجرى وتوفى ١٩٢٢ م
	سنة الطباعة	

(١٠)	اسم الكتاب:	فتح المجيد
	المصنف:	نوح بن عبد القادر
	اللغة:	عرب تمل
	تاريخ الولادة والوفاة:	ولد ١٨٣٧ م وتوفى ١٩٠٦ م
	سنة الطباعة	

(١١)	اسم الكتاب:	ترجمة فتح المعين
	المصنف:	نوح بن عبد القادر
	اللغة:	عرب تمل
	تاريخ الولادة والوفاة:	ولد ١٨٣٤م وتوفي ١٩٠٦م
	سنة الطباعة	

(١٢)	اسم الكتاب:	تحفة التاملين في ترجمة فتح المعين
	المصنف:	احمد محي الدين الملقب بسند عالم صاحب
	اللغة:	عرب تمل
	تاريخ الولادة والوفاة:	وتوفي ١٩٢١م
	سنة الطباعة	

(١٣)	اسم الكتاب:	احكام المسلمين الشافعية
	المصنف:	حاجي ايم ام شاه الحميد لبي
	اللغة:	عرب تمل & تمل
	تاريخ الولادة والوفاة:	
	سنة الطباعة	في التمل الخالص ١٩٣٢م

(١٤)	اسم الكتاب:	موسوعة احكام فقه الشافعي
	المصنف:	آدم محي الدين

اللغة:	تمل
تاریخ الولادة والوفاة:	حیی، ادا م اللہ فیوضاتہ
سنة الطباعة	الجزء الاول ۱۹۹۵ م۔ الجزء الثاني: ۲۰۰۲ م

(۱۵) اسم الكتاب:	فقہ مالی
المصنف:	قادر محی الدین اناویار
اللغة:	تمل (نظماً)
تاریخ الولادة والوفاة:	۱۹۰۵ م ہو شاعر ادیب
سنة الطباعة	

مذکورہ علاقوں کے علاوہ حیدرآباد کے علاقہ ”بارکس، صلالہ نی نی اسی طرح ریاست کرناٹک میں ”شہر بھٹکل و مضافات نی نی اور ”گوانی نی کے علاقہ میں قدیم شافعی آبادی ہیں۔ اور قدیم زمانہ سے وہاں اہل علم و صاحب قلم باذوق حضرات علمائے کرام موجود رہے ہیں۔ ان مقامات پر بھی ”فقہ شافعی نی نی کے نقطہ نظر سے فقہی سرمایہ میں گراں قدر ووقع خدمات علمیہ خالصہ پیش کی گئی ہیں۔ اس ناچیز کوتاہ علم و عمل کے لیے اپنی نااہلی کی وجہ سے ان مقامات پر پہنچ کر تصنیفی و تالیفی خدمات سے واقفیت حاصل کرنا ممکن نہ ہو سکا۔ اور انشاء اللہ امید ہے کہ وہاں کے باذوق حضرات علمائے کرام نے اس خدمت کی انجام دہی سے ہمیں مستغنی کر دیا ہوگا۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔

وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔



الفباي فہرست عربی مخطوطات فقہیہ (عربی)

مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرنٹیشن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ٹونک راجستھان

نمبر شمار	نام مخطوط	نام مصنف مع تاریخ وفات	ادراق	نمبر مخطوط	کیفیت
۱	الاجزا الجزل فی الغزل	جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی (ت ۹۱۱ھ)	۷	۱۳۲۱/۴	خ
۲	احکام ال آ راضی	قاضی محمد بن علی بن حامد بن محمد صابر التھانوی	۴۵	۱۳۵۰/۴	خ
۳	الآخبار الم آ ثورہ	جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی (ت ۹۱۱ھ)	۵	۱۳۲۳/۴	
۴	الاعتبار بتعلیل المختار	محمد الدین عبداللہ بن محمود بن مودود بن محمود الموصلی (ت ۶۸۳ھ)	۴۱۵	۱۲۵۶/۴	ط
۵	الارکان الاربعۃ (رسائل الارکان)	بحر العلوم مولانا عبدالعلی بن ملا نظام الدین (ت ۱۲۳۵ھ)	۲۲۲	۱۴۱۴/۴	ط
۶	الاشیاء والنظائر	شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم المصری (ت ۹۷۰ھ)	۷۱	۱۳۴۴/۴	ط
۷	الاشیاء والنظائر	شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم المصری (ت ۹۷۰ھ)	۲۴	۱۳۴۵/۴	ط
۸	الاشیاء والنظائر	شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم المصری (ت ۹۷۰ھ)	۱۰۶	۱۳۴۶/۴	ط
۹	الاشیاء والنظائر	شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم المصری (ت ۹۷۰ھ)	۱۱۵	۱۳۴۷/۴	ط
۱۰	الاصطلاح فی الاضطہار	نور الدین علی بن محمد بن سلطان الہروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۳	۱۳۸۱/۴	خ
۱۱	ایضاح الإصلاح	احمد بن سلیمان الرومی الشیربائی کمال پاشا (ت ۹۲۸ھ)	۲۴۱	۱۳۳۶/۴	خ
۱۲	البحر المرائق شرح کنز الدقائق جلد اول	زین العابدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم المصری لکھنوی (ت ۹۷۰ھ)	۲۱۶	۱۲۹۲/۴	ط
۱۳	البحر المرائق شرح کنز الدقائق جلد دوم	زین العابدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم المصری لکھنوی (ت ۹۷۰ھ)	۲۰۳	۱۲۹۳/۴	ط
۱۴	البحر المرائق شرح کنز الدقائق جلد سوم	زین العابدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم المصری لکھنوی (ت ۹۷۰ھ)	۲۱۶	۱۲۹۴/۴	ط
۱۵	البحر المرائق شرح کنز الدقائق جلد چہارم	زین العابدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم المصری لکھنوی (ت ۹۷۰ھ)	۴۱۳	۱۲۹۵/۴	ط
۱۶	البحر المرائق شرح کنز الدقائق جلد پنجم	زین العابدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم المصری لکھنوی (ت ۹۷۰ھ)	۳۸۰	۱۲۹۶/۴	ط
۱۷	البحر المرائق شرح کنز الدقائق السیورۃ الاچارۃ	زین العابدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم المصری لکھنوی (ت ۹۷۰ھ)	۳۸۴	۱۲۹۷/۴	ط
۱۸	بدائع الصنائع شرح تحفۃ الفقہاء جلد دوم	علاء الدین ابو منصور محمد بن احمد السمرقندی (ت ۵۴۰ھ)	۴۷۴	۱۲۰۵/۴	ط
۱۹	البریان فی شرح مواہب الرحمن جلد اول	ابراہیم بن موسی طرابلسی حنفی زیل قاہرہ (ت ۹۲۲ھ)	۴۹۲	۱۳۳۹/۴	خ
۲۰	البریان فی شرح مواہب الرحمن جلد دوم	ابراہیم بن موسی طرابلسی حنفی زیل قاہرہ (ت ۹۲۲ھ)	۴۶۳	۱۳۴۰/۴	خ
۲۱	بستان العارفین	ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی (ت ۳۸۳ھ)	۱۲۸	۱۱۹۲/۴	ط
۲۲	بستان العارفین	ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی (ت ۳۸۳ھ)	۱۶۳	۱۱۹۳/۴	ط
۲۳	بستان العارفین	ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی (ت ۳۸۳ھ)	۴۲۴	۱۱۹۴/۴	ط

٢٤	بستان العارفين	ابو الميث نصير بن محمد بن احمد بن ابراهيم السمرقندي (ت ٣٨٣ هـ)	١٢٦	١١٩٥/٢	ط
٢٥	بستان العارفين	ابو الميث نصير بن محمد بن احمد بن ابراهيم السمرقندي (ت ٣٨٣ هـ)	٢٣٨	١١٩٦/٢	ط
٢٦	بلوغ الم آرب في قص الشارب	جلال الدين بن عبد الرحمن بن ابني بكر السيوطي (ت ٩١١ هـ)	٢	١٣٢٢/٢	
٢٧	بيان فعل الخير اذا دخل مكة من حج عن الغير	نور الدين بن علي بن محمد بن سلطان البرودي القاري (ت ١٠١٢ هـ)	٣	١٣٩٠/٢	خ
٢٨	تصنيف الطوية في تصنيف الدين	نور الدين بن علي بن محمد بن سلطان البرودي القاري (ت ١٠١٢ هـ)	٥	١٣٨٣/٢	خ
٢٩	تحفة الاختيار على الدر المختار	شيخ ابراهيم الكاشي الحنفي (ت ١١٩٠ هـ)	٢٢٦	١٣٤١/٢	خ
٣٠	تحقيق الاشارة إلى تيمم البشارة	الشيخ عبد الحق بن سيف الدين الديلمي (ت ١٠٥٣ هـ)	٨٠	١٣٩٩/٢	
٣١	التدوين للترغيبين على وجه التبيين	نور الدين بن علي بن محمد بن سلطان البرودي القاري (ت ١٠١٢ هـ)	٢	١٣٤٩/٢	خ
٣٢	التدوين للترغيبين على وجه التبيين	نور الدين بن علي بن محمد بن سلطان البرودي القاري (ت ١٠١٢ هـ)	٢	١٣٨٠/٢	خ
٣٣	تذكرة الاحباب	رضي الله عن مولوي عبد المجيد خان عرف نوشهريان التوكل (ت ١٣٠٤ هـ)	١٤	١٣٥٢/٢	
٣٤	تذكرة في الاطعمية والولائم	جلال الدين بن عبد الرحمن بن ابني بكر السيوطي (ت ٩١١ هـ)	٥	١٣٢٩/٢	
٣٥	تزيين العبارة لتيسر الاشارة	نور الدين بن علي بن محمد بن سلطان البرودي القاري (ت ١٠١٢ هـ)	٤	١٣٤٥/٢	ط
٣٦	تزيين العبارة لتيسر الاشارة	نور الدين بن علي بن محمد بن سلطان البرودي القاري (ت ١٠١٢ هـ)	١	١٣٤٦/٢	ط
٣٧	تزيين العبارة لتيسر الاشارة	نور الدين بن علي بن محمد بن سلطان البرودي القاري (ت ١٠١٢ هـ)	٨	١٣٤٤/٢	ط
٣٨	تزيين العبارة لتيسر الاشارة	نور الدين بن علي بن محمد بن سلطان البرودي القاري (ت ١٠١٢ هـ)	٢١	١٣٤٨/٢	ط
٣٩	التمهيد لما في الموطأ من المعاني والآسانيد	ابوعمر بن عبد البر يوسف بن عبد الله القزويني (ت ٤٦٣ هـ)	٥٤٢	١٢٠١/٢	ط
٤٠	تنوير الابصار وجامع البحار	محمد بن عبد الله بن شهاب الدين احمد التميمي تاشي الخزي (ت ١٠٠٢ هـ)	٢٠٩	١٣٦٩/٢	ط
٤١	تنوير البصائر على الاشباه والنظائر	شرف الدين بن عبد القادر بن بركات الغزالي الحنفي الشيرازي بن حبيب (ت ١٠٠٥ هـ)	١٠٦	١٣٥٠/٢	خ
٤٢	تنوير البصائر على الاشباه والنظائر	شرف الدين بن عبد القادر بن بركات الغزالي الحنفي الشيرازي بن حبيب (ت ١٠٠٥ هـ)	١١٣	١٣٥١/٢	خ
٤٣	تيسير التلخيص شرح مختصر التلخيص (ربع اول)	ضياء الدين ابو محمد خليل بن اسحاق بن موسى الجندى المصري (ت ٤٦٤ هـ) / ابو النجاشي بن محمد بن ناصر الدين السنهوري (ت ٩٣٥ هـ)	٥٠٤	١٣١٩/١	
٤٤	جامع الامهات مختصر في فروع المالكية (مختصر ابن حبيب)	جمال الدين ابو عمرو عثمان بن عمر بن ابني بكر بن يونس الكرواني بن حبيب (ت ٦٣٩ هـ)	١٩٩	١٣١٨/٢	
٤٥	جامع الرموز (شرح النفاية مختصر الوفاة)	مولانا شمس الدين محمد بن جلال بن سليمان الخراساني القزويني (ت ٩٦٢ هـ)	٣٥٢	١٢٣٩/٢	ط
٤٦	جامع الكبير	ابو عبد الله محمد بن حسن بن فرقد الشيباني الكوفي البغدادي (ت ١٨٩ هـ)	٨٤	١١٨٨/٢	ط
٤٧	جامع الصدر الشهيد على الجامع الصغير للشيباني	حسام الدين عمر بن عبد العزيز بن عمر بن ماره البخاري (ت ٥٣٦ هـ)	٢٤٠	١١٩٠/٢	خ

۳۸	جامع الصدر الشہید علی الجامع الصغیر للشعبانی	حسام الدین عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مارہ البخاری (ت ۵۳۶ھ)	۳۷۰	۱۱۹۱/۳	خ
۳۹	جامع الصغار	الشیخ الامام محمد الدین ابو الفتح محمد بن الحسن (ت ۶۳۲ھ)	۲۶۷	۱۲۵۳/۳	خ
۵۰	جامع المتقدمات والمفکلات شرح مختصر القدوری	جمال الدین یوسف بن عمر بن یوسف الفوی الکادوری المعروف پنیبرہ الشیخ عمر البراز (ت ۸۳۲ھ)	۳۸۶	۱۲۰۰/۳	
۵۱	حد الغناء	مولوی عصمتہ اللہ بن اعظم بن عبد الرسول السہارنپوری (ت ۱۰۸۹ھ)	۲۷	۱۴۰۲/۳	خ
۵۲	جوامع اخلاطی	ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن حسین الاصلاحی الحسینی (ت)	۱۱۷	۱۳۱۱/۳	خ
۵۳	جوامع اخلاطی	ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن حسین الاصلاحی الحسینی (ت)	۷۸	۱۳۱۲/۳	خ
۵۴	الحاشیہ علی شرح الوتایہ (کتاب المیووع سے)	نامعلوم	۱۸	۱۲۳۷/۳	خ
۵۵	الحاشیہ علی شرح الوتایہ	نامعلوم	۳۹	۱۲۳۸/۳	خ
۵۶	الحادی الکبیر فی الفروع الشافعیہ	القاضی ابوالحسن علی بن محمد المادری البصری الشافعی (ت ۵۰۳ھ)	۴۲	۱۴۲۱/۳	ط
۵۷	حسب المفتی	ابو المعالی بن خواجہ مولانا البخاری المعروف پقاضی ابو المعالی (ت ۹۷۷ھ)	۳۷۹	۱۳۵۷/۳	
۵۸	المقتات شرح کنز الدقائق جلد اول	فخر الدین ابو عمر عثمان بن علی بن محمد بن الزلیطی (ت ۷۳۳ھ)	۳۱۲	۱۲۸۳/۳	ط
۵۹	المقتات شرح کنز الدقائق جلد دوم	فخر الدین ابو عمر عثمان بن علی بن محمد بن الزلیطی (ت ۷۳۳ھ)	۳۸۵	۱۲۸۵/۳	ط
۶۰	حلیۃ النجی وغنیۃ المہندی شرح منیۃ المصلی (از شرط رابع من شروط الصلاة تا آخر)	امام محمد بن محمد معروف باین امیر الحاج الحسینی (ت ۸۷۹ھ)	۱۶۸	۱۲۶۹/۳	
۶۱	خزانۃ الروایات	قاضی چکن خفنی ہندی (ت ۹۲۰ھ)	۴۶۴	۱۳۳۷/۳	خ
۶۲	خزانۃ الروایات	قاضی چکن خفنی ہندی (ت ۹۲۰ھ)	۳۰۱	۱۳۳۸/۳	خ
۶۳	خزانۃ الروایات	قاضی چکن خفنی ہندی (ت ۹۲۰ھ)	۱۲۱	۱۴۵۷/۳	خ
۶۴	خزانۃ الفقہ	ابوالیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی (ت ۳۷۳ھ)	۱۱۴	۱۱۹۷/۳	ط
۶۵	خزانۃ المفتیین جلد اول	حسین بن محمد اسمعقانی الحنفی صاحب الشافی (ت ۷۴۰ھ)	۲۸۷	۱۳۰۳/۳	خ
۶۶	خزانۃ المفتیین جلد دوم	حسین بن محمد اسمعقانی الحنفی صاحب الشافی (ت ۷۴۰ھ)	۳۴۳	۱۳۰۴/۳	خ
۶۷	خزانۃ المفتیین جلد اول	حسین بن محمد اسمعقانی الحنفی صاحب الشافی (ت ۷۴۰ھ)	۳۷۶	۱۳۰۵/۳	خ
۶۸	خزانۃ المفتیین جلد مکمل	حسین بن محمد اسمعقانی الحنفی صاحب الشافی (ت ۷۴۰ھ)	۴۹۸	۱۳۰۶/۳	خ
۶۹	خزانۃ الاکام	فضل حق	۱۰۳	۱۴۵۹/۳	
۷۰	خلاصۃ الفتاوی جلد اول	افتخار الدین طاہر بن احمد بن عبد الرشید البخاری (ت ۵۴۲ھ)	۳۳۳	۱۲۰۳/۳	ط
۷۱	خلاصۃ الفتاوی جلد ثانی	افتخار الدین طاہر بن احمد بن عبد الرشید البخاری (ت ۵۴۲ھ)	۳۱۶	۱۴۰۴/۳	ط
۷۲	خلاصۃ الکیدانی	لطف اللہ بن الشفی الفاضل الکیدانی (ت ۹۸۳ھ)	۴	۱۳۵۹/۳	خ
۷۳	خلاصۃ الکیدانی	لطف اللہ بن الشفی الفاضل الکیدانی (ت ۹۸۳ھ)	۸	۱۴۶۲/۳	خ
۷۴	خلاصۃ الکیدانی	لطف اللہ بن الشفی الفاضل الکیدانی (ت ۹۸۳ھ)	۱۷	۱۴۶۳/۳	خ

١٠٦	رسالة در ترويدوا قعققال	نورالدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ١٠١٣هـ)	٢٠	١٣٨٩/٢	خ
١٠٧	رسالة در عدم جواز میلا دالبی علیہ السلام	نامعلوم	٢٥	١٣٣٠/٢	خ
١٠٨	رسالة فقه	علامه ابن تیمیہ احمد بن عبدالحلیم (ت ٦٥٢هـ)	٤	١٢٣٦/٢	
١٠٩	رسالة فقه	علامه ابن تیمیہ احمد بن عبدالحلیم (ت ٦٥٢هـ)	٨	١٢٣٤/٢	
١١٠	رسالة فقه	علامه ابن تیمیہ احمد بن عبدالحلیم (ت ٦٥٢هـ)	٦	١٢٣٨/٢	
١١١	رسالة فقه	علامه ابن تیمیہ احمد بن عبدالحلیم (ت ٦٥٢هـ)	٥	١٢٣٩/٢	
١١٢	رسالة المفتی	نامعلوم	٨	١٣١٥/٢	خ
١١٣	الرساله فی جواب علی المولودود	جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (ت ٩١١هـ)	١٠	١٣٢٤/٢	
١١٤	رسالة فی رد الاعتراضات علی الحنفیه	نورالدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ١٠١٣هـ)	١١	١٣٨٥/٢	
١١٥	رسالة فی عدم قبول صلاۃ شارب الخمر	جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (ت ٩١١هـ)	٢	١٣٣٥/٢	
١١٦	زاد الفقہاء شرح مختصر القندوری	ابوالمعالی بہاء الدین بن ابی یوسف موسی بن شہاب	٣٣٩	١٣٠٦/٢	
١١٧	زاد المعاد بالصبر علی موت الاولاد	جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (ت ٩١١هـ)	١٣	١٣٣٠/٢	
١١٨	زاد المعاد فی ہدی خیر العباد	شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب ابن القیم الجوزیہ (ت ٤٥١ھ)	٣٥٣	١٣٢٥/٢	ط
١١٩	زاد المعاد فی ہدی خیر العباد جلد ثانی	شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب ابن القیم الجوزیہ (ت ٤٥١ھ)	٣٥٢	١٣٢٦/٢	ط
١٢٠	زاد المعاد فی ہدی خیر العباد	شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب ابن القیم الجوزیہ (ت ٤٥١ھ)	٣٠٣	١٣٢٤/٢	ط
١٢١	السبل الجرامتہ فق علی حدائق الازہار	محمد بن علی الشوکانی (ت ١٢٥٥ھ)	٣٥٢	١٣١٤/٢	ط
١٢٢	شرح خلاصۃ الکیدانی	ابو الحسن علی بن محمد المعروف پید شریف الجرجانی (ت ٨١٦ھ)	٣٦	١٣٦٠/٢	ط
١٢٣	شرح خلاصۃ الکیدانی	ابو الحسن علی بن محمد المعروف پید شریف الجرجانی (ت ٨١٦ھ)	٩٢	١٣٦١/٢	ط
١٢٤	شرح خلاصۃ الکیدانی	ابو الحسن علی بن محمد المعروف پید شریف الجرجانی (ت ٨١٦ھ)	٦٦٣	١٣٦٢/٢	ط
١٢٥	شرح خلاصۃ الکیدانی	ابو الحسن علی بن محمد المعروف پید شریف الجرجانی (ت ٨١٦ھ)	٥٦	١٣٦٣/٢	ط
١٢٦	شرح خلاصۃ الکیدانی	ابو الحسن علی بن محمد المعروف پید شریف الجرجانی (ت ٨١٦ھ)	٣٣	١٣٦٣/٢	ط
١٢٧	شرح و بیاض علی شرح الخطایہ المختصر الوقایہ	فخرالدین الیاسر شارح: شیر محمد القزینی الفاروقی	٢	١٣٦٠/٢	
١٢٨	شرح رسالۃ شیخ آدم	آدم بن اسماعیل المنوری (ت ١٠٥٣ھ) (شارح: مولوی عبد الاحد بایزید)	٣	١٣٩٤/٢	خ
١٢٩	شرح الرسالۃ فی الفقه	نامعلوم	٣٢	١٣٥٣/٢	خ
١٣٠	شرح کفر الدقائق جلد اول	معین الدین محمد بن ابراہیم البروی (ت ٩٢٦ھ)	٢٢٨	١٢٩١/٢	خ
١٣١	شرح کفر الدقائق	نامعلوم	١٥٣	١٣٠١/٢	خ
١٣٢	شرح مجمع البحرین و ملتقى السیرین	عبد اللطیف بن عبد العزیز بن امین الدین المعروف بہ ابن فرشتہ الحنفی (ت)	٢٤١	١٢٦٠/٢	خ
١٣٣	شرح مقدمۃ العزیزہ للہدایۃ الازہریہ للشاذلی	ابن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی (ت ١٠٩٩ھ)	٢٦٥	١٢٣٠/٢	ط

۱۳۴	شرح الفتاویہ مختصر الوقایہ	ملا ابوالکلام بن عبداللہ بن محمد (ت ۹۰۷ھ)	۳۹۰	۱۲۴۶/۴	ط
۱۳۵	شرح الفتاویہ مختصر الوقایہ	ملا ابوالکلام بن عبداللہ بن محمد (ت ۹۰۷ھ)	۳۶۱	۱۲۳۷/۴	ط
۱۳۶	شرح الفتاویہ مختصر الوقایہ	مولانا عبدالعلی بن محمد بن حسین البرجنزی (ت ۹۳۶ھ)	۳۹۱	۱۲۴۸/۴	خ
۱۳۷	شرح الوقایہ	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعتہ المحبوبی (ت ۷۴۷ھ)	۲۱۳	۱۲۲۵/۴	ط
۱۳۸	شرح الوقایہ	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعتہ المحبوبی (ت ۷۴۷ھ)	۲۲۶	۱۲۲۶/۴	ط
۱۳۹	شرح الوقایہ	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعتہ المحبوبی (ت ۷۴۷ھ)	۲۸۶	۱۲۲۷/۴	ط
۱۴۰	شرح الوقایہ	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعتہ المحبوبی (ت ۷۴۷ھ)	۲۱۴	۱۲۲۸/۴	ط
۱۴۱	شرح الوقایہ	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعتہ المحبوبی (ت ۷۴۷ھ)	۳۳۲	۱۲۲۹/۴	ط
۱۴۲	شرح الوقایہ	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعتہ المحبوبی (ت ۷۴۷ھ)	۲۴۰	۱۲۳۰/۴	ط
۱۴۳	شرح الوقایہ	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعتہ المحبوبی (ت ۷۴۷ھ)	۲۵۷	۱۲۳۱/۴	ط
۱۴۴	شرح الوقایہ	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعتہ المحبوبی (ت ۷۴۷ھ)	۱۳۵	۱۲۳۲/۴	ط
۱۴۵	شرح الوقایہ	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعتہ المحبوبی (ت ۷۴۷ھ)	۲۲۴	۱۲۳۳/۴	ط
۱۴۶	شرح الوقایہ	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعتہ المحبوبی (ت ۷۴۷ھ)	۲۹۱	۱۲۳۴/۴	ط
۱۴۷	شفاء الساکک فی ارسال مالک	نور الدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۳	۱۳۹۱/۴	
۱۴۸	صفوحۃ الزبد (منظوم)	شہاب الدین احمد بن حسین الشافعی الرطبی القدسی (ت ۸۴۴ھ)	۳۰	۱۳۱۷/۴	
۱۴۹	الصصیحة فی تحقیق البقعة المصیحة	نور الدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۲	۱۳۹۳/۴	
۱۵۰	طوابع الانوار شرح الدر المختار اول تا باب الاملہ	مولانا محمد عابد السندھی (ت ۱۱۳۸ھ)	۴۶۴	۱۳۷۲/۴	خ
۱۵۱	طوابع الانوار شرح الدر المختار اول تا باب الاملہ	مولانا محمد عابد السندھی (ت ۱۱۳۸ھ)	۳۷۹	۱۳۷۳/۴	خ
۱۵۲	الغفاف عن وضع الید فی الطواف	نور الدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۳	۱۳۹۲/۴	
۱۵۳	عمدة الاحکام	نامعلوم	۳۹۰	۱۳۱۶/۴	خ
۱۵۴	عمدة ذوی البصائر علی الاشیاء والنظائر	ابراہیم بن الشیخ حسین بن الشیخ احمد بن البیری الحنفی (ت ۱۰۹۹ھ)	۱۰۲	۱۳۴۹/۴	خ
۱۵۵	عمدة المتتدری فی تحقیق المستصفی	نامعلوم	۲	۱۳۱۱/۴	خ
۱۵۶	العتایہ عاشیہ الہدایہ	امام اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود یابر فی (ت ۷۸۶ھ)	۴۹۳	۱۲۱۵/۴	ط
۱۵۷	العتایہ عاشیہ الہدایہ ربع اول	امام اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود یابر فی (ت ۷۸۶ھ)	۱۵۰	۱۲۱۶/۴	ط
۱۵۸	العتایہ عاشیہ الہدایہ	امام اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود یابر فی (ت ۷۸۶ھ)	۶۴۸	۱۲۱۷/۴	ط
۱۵۹	غایہ التحقیق ونہایہ التدریق	نور الدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۱۵	۱۳۹۳/۴	
۱۶۰	غفریحون البصائر شرح الاشیاء والنظائر	سید احمد بن محمد الحنفی الحموی (ت)	۲۰۷	۱۳۵۲/۴	ط
۱۶۱	غنیة المستملی فی شرح منیة المصلی معروف بکبیری	امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحنفی (ت ۹۵۶ھ)	۳۰۸	۱۲۷۰/۴	ط
۱۶۲	غنیة المستملی فی شرح منیة المصلی (کبیری)	امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحنفی (ت ۹۵۶ھ)	۳۴۸	۱۲۷۱/۴	ط

۱۶۳	غنية المستعلى في شرح منية المصلى (كبيرى)	امام ابراهيم بن محمد بن ابراهيم الحنفى (ت ۹۵۶ هـ)	۳۰۰	۱۲۷۲/۲	ط
۱۶۴	غنية المستعلى في شرح منية المصلى (كبيرى)	امام ابراهيم بن محمد بن ابراهيم الحنفى (ت ۹۵۶ هـ)	۱۳۸	۱۲۷۳/۲	ط
۱۶۵	الفتاوى البرازية (كتاب القضاء كتاب الكفالة)	محمد بن محمد شهاب المعروف بابن البراز الكردى الحنفى (ت ۸۲۷ هـ)	۱۰۵	۱۳۱۵/۲	ط
۱۶۶	فتاوى سراجيه	شمس الدين محمد بن سراج الدين عرجا نوى (ت ۱۰۱۰ هـ)	۳۱۴	۱۳۷۳/۲	ط
۱۶۷	الفتاوى المحمديه	مولانا جواد ركن الدين بن حسام النانگورى	۵۱۶	۱۳۱۳/۲	خ
۱۶۸	الفتاوى النيرة للفتح البرية	خير الدين بن احمد بن احمد الايولى العلى الربلى (ت ۱۰۸۱ هـ)	۳۲۴	۱۳۰۱/۲	ط
۱۶۹	الفتاوى العالمگيريه جلد دوم	الشيخ نظام البريا پورى (ت ۱۰۹۲ هـ)	۳۵۴	۱۳۰۳/۲	ط
۱۷۰	فتاوى قاضى خان (اول تا كتاب الحج)	فخر الدين بن حسن بن منصور بن محمود الازرجندى معروف بقاضى خان (ت ۷۷۳ هـ)	۴۷۳	۱۲۰۶/۲	ط
۱۷۱	فتح القدیر جلد اول (اول تا كتاب الککاح)	علامه محمد بن عبد الواعد بن عبد الحميد المعروف بابن تهم (ت ۸۶۱ هـ)	۷۲۸	۱۲۱۸/۲	ط
۱۷۲	فتح القدیر جلد ثانی	علامه محمد بن عبد الواعد بن عبد الحميد المعروف بابن تهم (ت ۸۶۱ هـ)	۳۰۸	۱۲۱۹/۲	ط
۱۷۳	فتح القدیر (كتاب العتاق تا كتاب البيوع)	علامه محمد بن عبد الواعد بن عبد الحميد المعروف بابن تهم (ت ۸۶۱ هـ)	۲۵۳	۱۲۲۰/۲	ط
۱۷۴	فتح مسالك الرمز شرح مناسك الكنز	مولانا شيخ وجيه الدين عبد الرحمن بن عيسى بن مرشد الحنفى (ت ۱۰۳۷ هـ)	۱۲۹	۱۳۰۰/۲	خ
۱۷۵	فتح المنان في اثبات مذهب العثمان	الشيخ عبد الحق بن سيف الدين الديلبوى (ت ۱۰۵۳ هـ)	۴۷۵	۱۳۹۸/۲	ط
۱۷۶	فتح اواب شرح منجى الطلاب	ابو يحيى زكريا بن محمد الانصارى السبكى المصرى (ت ۹۲۶ هـ)	۳۳۰	۱۳۲۳/۲	ط
۱۷۷	الفرامد في حل المسائل والفتاوى شرح كنز الدقائق المعروف به مراد فانيه جلد اول	مصطفى بن بابي بن سليمان بن يوسف المعروف به بابي زاده (ت ۱۰۷۳ هـ)	۵۳۳	۱۲۹۸/۲	خ
۱۷۸	الفرامد في حل المسائل والفتاوى شرح كنز الدقائق المعروف به مراد فانيه جلد دوم	مصطفى بن بابي بن سليمان بن يوسف المعروف به بابي زاده (ت ۱۰۷۳ هـ)	۵۱۴	۱۲۹۹/۲	خ
۱۷۹	الفصول المهمة في حصول العتمة	نور الدين بن علي بن محمد بن سلطان البروى القارى (ت ۱۰۱۴ هـ)	۱۴	۱۳۸۲/۲	
۱۸۰	فصول العمادى (از اول تا فصل مغلغون)	عبد الرحيم ابوالفتح دين الدين بن ابى بكر عماد الدين بن صاحب الهدايه (ت ۶۷۰ هـ)	۴۱۵	۱۲۵۵/۲	ط
۱۸۱	الفتاوى العارفيه (حل امغلقات الوقايه وايضاح معضلات شرح الوقايه)	سيد مهدي حنفى	۲۱۴	۱۲۳۹/۲	خ
۱۸۲	قامع البدعة	نامعلوم	۶	۱۳۳۲/۲	خ
۱۸۳	قامع البدعة في نصره السنة	محيى الدين محمد بن امير الحسينى (ت)	۱۲	۱۳۶۷/۲	
۱۸۴	قضية المسنية لتقسيم الغنية (المعروف به فتاوى قنیه)	امام ابو البراء نجم الدين بن مختار بن محمود الزاهدى الحنفى (ت ۶۵۸ هـ)	۲۶۰	۱۲۵۷/۲	ط

۱۸۵	القول الاسفر فی جواب المسائل المحصفر	رضی اللہ عنہ مولوی عبد المجید خان عرف نو شے میاں التوکی (ت ۱۳۰۷ھ)	۶۰	۱۳۵۱/۲	
۱۸۶	الکافی فی شرح الوافی (جلد اول)	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النعشی (ت ۷۱۰ھ)	۳۳۰	۱۲۷۶/۲	خ
۱۸۷	کتاب ال آداب	الشیخ محمد بن عبد اللہ (ت)	۵۵	۱۳۱۳/۲	خ
۱۸۸	کتاب الحج	محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی الکو فی البغدادی (ت ۱۸۹ھ)	۳۷۹	۱۱۸۹/۲	
۱۸۹	کتاب الرمی لابن التیم	ابوبکر محمد بن ابی بکر الدمشقی المعروف بہ ابن التیم (ت ۷۵۱ھ)	۱۲۳	۱۳۰۲/۲	
۱۹۰	کتاب الزجر بالجبر	جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (ت ۹۱۱ھ)	—	۱۳۳۳/۲	
۱۹۱	کتاب السؤل والجبواب (فقد القلم مطہ)	مولانا تین جی بن طلیل	۲۱۳	۱۲۳۰/۲	
۱۹۲	کتاب الظفر بقلم الظفر	جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (ت ۹۱۱ھ)	۴	۱۳۳۳/۲	
۱۹۳	کتاب فقد (احکام شرعیہ)	بدر الدین	۴۱۰	۱۲۵۶/۲	
۱۹۴	الکتاب فی الفقہ الشافعیہ جلد ثانی المبیوع تا النکاح	نامعلوم	۱۸۸	۱۴۲۲/۲	خ
۱۹۵	کشف الغمۃ عن جمیع الامتہ	عبدالوہاب بن احمد بن علی الشیرازی (ت ۹۷۳ھ)	۴۸۲	۱۳۵۴/۲	ط
۱۹۶	الکفایہ فی شرح الہدایہ (جلد ثانی)	برہان الشریعہ محمود بن عبید اللہ تاج الشریعہ الحموی (ت ۶۸۰ھ)	۵۰۰	۱۲۱۲/۲	ط
۱۹۷	کف الراع من محررات اللہ والسماع	ابن حجر ہیتمی مکی (ت ۹۷۳ھ)	۵۰	۱۳۵۵/۲	ط
۱۹۸	کمال الدرایہ فی شرح الفقہ	ابوالعباس قتی الدین احمد بن محمد بن محمد بنی المعروف بہ شہنی (ت ۸۷۲ھ)	۶۷۵	۱۲۳۵/۲	خ
۱۹۹	کنز الدقائق (مکمل)	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النعشی (ت ۷۱۰ھ)	۴۱۰	۱۲۷۷/۲	ط
۲۰۰	کنز الدقائق جلد اول	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النعشی (ت ۷۱۰ھ)	۱۶۰	۱۲۷۸/۲	ط
۲۰۱	کنز الدقائق جلد دوم	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النعشی (ت ۷۱۰ھ)	۱۱۶	۱۲۷۹/۲	ط
۲۰۲	کنز الدقائق جلد اول	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النعشی (ت ۷۱۰ھ)	۲۰۶	۱۲۸۰/۲	ط
۲۰۳	کنز الدقائق جلد اول	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النعشی (ت ۷۱۰ھ)	۸۳	۱۲۸۱/۲	ط
۲۰۴	کنز الدقائق جلد اول	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النعشی (ت ۷۱۰ھ)	۲۵۵	۱۲۸۲/۲	ط
۲۰۵	کنز الدقائق جلد اول	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النعشی (ت ۷۱۰ھ)	۱۲۱	۱۲۸۳/۲	ط
۲۰۶	کنز الدقائق	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النعشی (ت ۷۱۰ھ)	۱۹۸	۱۳۶۷/۲	ط
۲۰۷	کنز العباد فی شرح الآداب والمسیبہ وردی	رکن الدین علی بن احمد غوری (ت ۷۵۲ھ)	۲۳۸	۱۳۰۷/۲	ط
۲۰۸	مارواه الاساطین فی عدم ما یجی الی السلطین	جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (ت ۹۱۱ھ)	۲۳	۱۳۲۰/۲	
۲۰۹	مارواه السادۃ فی الاکتاف علی الوسادۃ	جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (ت ۹۱۱ھ)	۵	۱۳۳۲/۲	
۲۱۰	مجمع الاختلافات	نامعلوم	۲۰۴	۱۳۱۳/۲	خ
۲۱۱	مجمع البحرین وملحق النیرین	احمد بن علی بن قلع مظفر الدین المعروف بہ ابن ساعاتی (ت ۶۹۴ھ)	۹۷	۱۲۵۸/۲	ط

٢١٢	مجمع البحرين وملحقه الميرين	أحمد بن علي بن ثعلب مظفر الدين المعروف به ابن ساعاتي (ت ٦٩٣ هـ)	٣٠٣	١٢٥٩/٢	ط
٢١٣	مجموعه الرسائل	نور الدين بن علي بن محمد بن سلطان البروي القاري (ت ١٠١٣ هـ)	٢٠١	١٣٩٥/٢	خ
٢١٤	مجموعه فتاوى مختطفه	نامعلوم	١٢١	١٢٣٣/٢	خ
٢١٥	المحيط البرهاني (باب صلافة المسافر تا كتاب الحج)	برهان الدين بن محمود بن تاج الدين أحمد (ت ٦١٦ هـ)	٢٤٨	١٢٥٠/٢	ط
٢١٦	المحيط البرهاني	برهان الدين بن محمود بن تاج الدين أحمد (ت ٦١٦ هـ)	٥١٢	١٢٥١/٢	ط
٢١٧	المحيط البرهاني (كتاب الدعوى تا كتاب الوصايا)	برهان الدين بن محمود بن تاج الدين أحمد (ت ٦١٦ هـ)	٤٠٥	١٢٥٢/٢	ط
٢١٨	مختار الفتاوى	محمد بن أحمد بن محمد الظاهرى السالكى (ت)	٢١٢	١٣٥٨/٢	
٢١٩	مختصر القدورى	أبو الحسن أحمد بن محمد بن محمود القدورى (ت ٢٢٨ هـ)	٢٣٥	١١٩٨/٢	ط
٢٢٠	مختصر القدورى	أبو الحسن أحمد بن محمد بن محمود القدورى (ت ٢٢٨ هـ)	١٦٣	١١٩٩/٢	ط
٢٢١	مختصر غنيمة المستمل شرح غنيمة المصلى	أبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلى (ت ٩٥٦ هـ)	١٣٥	١٢٤٣/٢	ط
٢٢٢	مختصر غنيمة المستمل شرح غنيمة المصلى	أبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلى (ت ٩٥٦ هـ)	١٠٢	١٢٤٥/٢	ط
٢٢٣	مختصر الوقايع	عبيد الله بن مسعود المعروف به صدر الشريعة الحنبلى (ت ٤٣٧ هـ)	٢٣٩	١٢٥٨/٢	ط
٢٢٤	المرئىة في اشارة السنية	شيخ رحمت الله السندى (ت ٩٩٠ هـ)	٣	١٣٦٥/٢	
٢٢٥	مرشد المتأهل	محمد بن حسن بن قطب الدين الأترشقى	٦٣	١٣١٨/٢	
٢٢٦	المسننة في البسملة	نور الدين بن علي بن محمد بن سلطان البروي القاري (ت ١٠١٣ هـ)	٢	١٣٨٣/٢	
٢٢٧	مسائل التعليم في الفقه الشافعى	أبو عبد الرحمن فضل	٢١	١٢٢٣/٢	
٢٢٨	مستخلص المفتاين في شرح كنز الدقائق	أبراهيم بن محمد القاري الحنفى (ت بعد ٩٠٤ هـ)	٢١٥	١٢٨٦/٢	ط
٢٢٩	مستخلص المفتاين في شرح كنز الدقائق	أبراهيم بن محمد القاري الحنفى (ت بعد ٩٠٤ هـ)	٢٨٨	١٢٨٤/٢	ط
٢٣٠	مستخلص المفتاين في شرح كنز الدقائق	أبراهيم بن محمد القاري الحنفى (ت بعد ٩٠٤ هـ)	٨٩	١٢٨٨/٢	ط
٢٣١	مستخلص المفتاين في شرح كنز الدقائق	أبراهيم بن محمد القاري الحنفى (ت بعد ٩٠٤ هـ)	٢١٨	١٢٨٩/٢	ط
٢٣٢	مستخلص المفتاين في شرح كنز الدقائق	أبراهيم بن محمد القاري الحنفى (ت بعد ٩٠٤ هـ)	٢٣٩	١٢٩٠/٢	ط
٢٣٣	المسود دجلة ساميلى	شاه محمد ساميلى	٨	١٣١٦/٢	
٢٣٤	المصاحف في ذكر التراوىج	جلال الدين بن عبد الرحمن بن ابى بكر السيوطى (ت ٩١١ هـ)	٥	١٣٢٨/٢	
٢٣٥	معاملية المؤمن مع اهل الذمة والكافرين	نامعلوم	—	١٣١٢/٢	خ
٢٣٦	معيان النقاد في تمييز المغشوش عن الجياد	محمد بن إسماعيل بن عبد الغفور البغدادى السندى (ت ١١٣٥ هـ)	٨	١٣٠٨/٢	

۲۳۷	مفتاح الصلاة و نتائج الحياة	امام احمد البصني (ت ۵۰۰ ین صدی ہجری)	۱۲۳	۱۳۶۶/۴	خ
۲۳۸	مفتاح العلوم ومصابح العلوم تبعية العلماء عن تقرب الأمراء	نور الدین بن علی بن محمد بن سلطان البروی القناری (ت ۱۰۱۴ھ)	۲۵	۱۳۸۶/۴	
۲۳۹	ملک فی البحر	بربان الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد ابراہیم الکلبی (ت ۹۵۶ھ)	۱۲۸	۱۳۴۱/۴	ط
۲۴۰	ملک فی البحر	بربان الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد ابراہیم الکلبی (ت ۹۵۶ھ)	۱۸۱	۱۳۴۲/۴	ط
۲۴۱	طباً القضاء عند تعارض المبینات	ابو محمد غنم بن محمد البغدادی (ت ۱۰۳۰ھ)	۵۴	۱۳۹۶/۴	خ
۲۴۲	المختصر فی السيرة	جلال الدین بن عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (ت ۹۱۱ھ)	۲	۱۳۳۱/۴	
۲۴۳	المظلومین فی الفقه	نامعلوم	۴۳	۱۴۱۰/۴	خ
۲۴۴	منظومة النسفی فی الخلاف (مختصر)	حافظ نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد النسفی (ت ۵۳۷ھ)	۹۰	۱۲۰۲/۴	خ
۲۴۵	منیة المصلی وغنیة المبتدی	سید الدین کاشغری (ت ۷۰۵ھ)	۳۸	۱۲۶۱/۴	ط
۲۴۶	منیة المصلی وغنیة المبتدی	سید الدین کاشغری (ت ۷۰۵ھ)	۱۶۵	۱۲۶۲/۴	ط
۲۴۷	منیة المصلی وغنیة المبتدی	سید الدین کاشغری (ت ۷۰۵ھ)	۴۴	۱۲۶۳/۴	ط
۲۴۸	منیة المصلی وغنیة المبتدی	سید الدین کاشغری (ت ۷۰۵ھ)	۳۰	۱۲۶۴/۴	ط
۲۴۹	منیة المصلی وغنیة المبتدی	سید الدین کاشغری (ت ۷۰۵ھ)	۹۳	۱۲۶۵/۴	ط
۲۵۰	منیة المصلی وغنیة المبتدی	سید الدین کاشغری (ت ۷۰۵ھ)	۷۹	۱۲۶۶/۴	ط
۲۵۱	منیة المصلی وغنیة المبتدی	سید الدین کاشغری (ت ۷۰۵ھ)	۴۷	۱۲۶۷/۴	ط
۲۵۲	منیة المصلی وغنیة المبتدی	سید الدین کاشغری (ت ۷۰۵ھ)	۱۶۳	۱۲۶۸/۴	ط
۲۵۳	منیة المصلی وغنیة المبتدی	سید الدین کاشغری (ت ۷۰۵ھ)	۹۹	۱۲۶۹/۴	ط
۲۵۴	منیة المصلی وغنیة المبتدی	سید الدین کاشغری (ت ۷۰۵ھ)	۷۶	۱۲۷۰/۴	ط
۲۵۵	المیر ان الکبری	عبد الواب الشعرانی (ت ۹۷۳ھ)	۳۸۷	۱۳۵۳/۴	ط
۲۵۶	نصاب الاعتساب	قاضی عمر بن محمد بن عوض السانی	۶۵	۱۴۰۰/۴	ط
۲۵۷	نصاب الاعتساب	قاضی عمر بن محمد بن عوض السانی	۱۴۵	۱۴۰۵/۴	ط
۲۵۸	نصب الراية فی تخریج الہدایہ جلد اول	جمال الدین عبد اللہ الزبیلی (ت ۷۲۳ھ)	۴۸۹	۱۴۲۱/۴	ط
۲۵۹	نصب الراية فی تخریج الہدایہ جلد دوم	جمال الدین عبد اللہ الزبیلی (ت ۷۲۳ھ)	۴۸۷	۱۴۲۰/۴	ط
۲۶۰	النفایة مختصر الوقایة	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدرا الشریعة المحبونی (ت ۷۴۷ھ)	۳۴۶	۱۴۴۰/۴	ط
۲۶۱	النفایة مختصر الوقایة	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدرا الشریعة المحبونی (ت ۷۴۷ھ)	۱۷۲	۱۴۴۱/۴	ط
۲۶۲	النفایة مختصر الوقایة	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدرا الشریعة المحبونی (ت ۷۴۷ھ)	۳۹۰	۱۴۴۲/۴	ط
۲۶۳	النفایة مختصر الوقایة	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدرا الشریعة المحبونی (ت ۷۴۷ھ)	۱۵۴	۱۴۴۳/۴	ط
۲۶۴	النفایة مختصر الوقایة	عبید اللہ بن مسعود المعروف بصدرا الشریعة المحبونی (ت ۷۴۷ھ)	۲۰۱	۱۴۴۴/۴	ط
۲۶۵	نقد الدرر	محمد بن قرامز بن علی الحنفی الشیر بملا خسرو (ت ۸۸۵ھ)	۲۰۰	۱۳۶۸/۴	
۲۶۶	نور الايضاح ونجاة الارواح	ابوالاخلاص حسن بن عمار بن احمد الشربلاوی الوفا فی (ت ۱۰۶۹ھ)	۲۸	۱۴۰۰/۴	ط
۲۶۷	النهاية فی شرح الہدایہ (الاجازة تا آخر کتاب)	حصام الدین الحسین بن علی بن الحارث بن علی الفغانی (ت ۷۱۱ھ)	۴۶۷	۱۴۱۳/۴	
۲۶۸	النهاية فی شرح الہدایہ	حصام الدین الحسین بن علی بن الحارث بن علی الفغانی (ت ۷۱۱ھ)	۳۱۲	۱۴۱۴/۴	خ

۲۶۹	نتیج التعلیم	جعفر بن میران بن یعقوب البوکائی (ت ۹۷۵ھ)	۱۲۱	۱۳۵۶/۴	خ
۲۷۰	الهدایہ فی شرح الہدایہ (کامل)	ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل الفرغانی (ت ۵۹۳ھ)	۵۱۰	۱۲۰۷/۴	ط
۲۷۱	الهدایہ فی شرح الہدایہ (ریع ثالث)	ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل الفرغانی (ت ۵۹۳ھ)	۲۰۹	۱۲۰۸/۴	ط
۲۷۲	الهدایہ فی شرح الہدایہ (جلداول)	ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل الفرغانی (ت ۵۹۳ھ)	۲۲۳	۱۲۰۹/۴	ط
۲۷۳	الهدایہ فی شرح الہدایہ (جلدثانی)	ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل الفرغانی (ت ۵۹۳ھ)	۲۶۲	۱۲۱۰/۴	ط
۲۷۴	الهدایہ فی شرح الہدایہ (ریع اول)	ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل الفرغانی (ت ۵۹۳ھ)	۱۷۱	۱۲۱۱/۴	ط
۲۷۵	الوصیۃ	مولانا حبیب اللہ فاضل القندھاری	۱	۱۲۳۳/۴	
۲۷۶	وقایہ الروایۃ فی مسائل الہدایۃ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعیۃ المحبونی (ت ۷۷۷ھ)	۱۵۵	۱۲۲۳/۴	ط
۲۷۷	وقایہ الروایۃ فی مسائل الہدایۃ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعیۃ المحبونی (ت ۷۷۷ھ)	۹۹	۱۲۲۴/۴	ط

الشهابي فهرست مخطوطات فقهية (عربي)
كتب خانة علامه شبلي نعماني ندوة العلماء لکھنؤ

نمبر شمار	نام مخطوطه	نام مصنف مع تاريخ وفات	اوراق	نمبر مخطوط	كيفية
١	احكام الوقف	بلال الراي (ت ٢٢٥ هـ)	٢٠٢	ص ١٨٨:	
٢	استيفاء الاقوال في بيان تحريم الاسبال على الرجال	محمد سامعيل الآمير (ت)	١٢	ص ١٨٨:	
٣	إسراار الجمعية	نام معلوم	١٠٥	ص ١٨٩:	خ
٤	الاصطلاح في الاضطباع	علي بن محمد بن سلطان الهروي القاري (ت ١٠١٣ هـ)	٢	ص ١٨٩:	خ
٥	الاصلاح والابضاح	احمد بن سليمان بن كمال بادشاه (ت ٩٣٠ هـ)	٦٣٢	ص ١٨٩:	خ
٦	الاغتناء بالغناء	علي بن محمد بن سلطان الهروي القاري (ت ١٠١٣ هـ)	٨	ص ١٩٠:	
٧	اقتداء الخفية بالشافعية	علي بن محمد بن سلطان الهروي القاري (ت ١٠١٣ هـ)	٣٣	ص ١٩٠:	
٨	الفقيه في الفقه (منظوم)	نام معلوم	٨٨	ص ١٩٠:	خ
٩	الانوار للعل البرار	جمال الدين يوسف بن ابراهيم الارديلي (ت ٩٩٥ هـ)	٩٣٦	ص ١٩١:	ط
١٠	الانوار المعصية للطريق السوية	نام معلوم	١٦	ص ١٩١:	خ
١١	ايفال السالك إلى ارسال مالك	علي بن محمد بن سلطان الهروي القاري (ت ١٠١٣ هـ)	٣	ص ١٩١:	
١٢	ايقاظ النائمين وافهام القاصرين	محمد بن مير علي البركي الخنفي (ت ٩٨١ هـ)	٣٣	ص ١٩٢:	خ
١٣	بطالكف في حكم سوية الفقه	جلال الدين عبد الرحمن بن ابى بكر السيوطي (ت ١٩١١ هـ)	١٩-٢٤	ص ١٩٣:	
١٤	تحرير الدلائل على مقدار ما يجوز بين الامام والمؤتم من الارتفاع والانخفاض والبعث والحياتل	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ١٢٥٥ هـ)	١٣	ص ١٩٣:	خ
١٥	تحفة الودود في احكام الملوود	شمس الدين ابو عبد الله محمد بن ابى بكر بن ايوب ابن القيم الجوزية (ت ٥٥٥ هـ)	١٤٢	ص ١٩٣:	
١٦	تحقيق التحرير بعدم تاخير القصص الى بلوغ الصغير	عبد الحاق بن علي بن محمد باقى المرز جاجي (ت ١١٨١ هـ)	٢٦	ص ١٩٣:	
١٧	التحقيق في مسئلة التعليم	عبد الرحمن بن محمد العبدروس	١٦	ص ١٩٣:	
١٨	تزيين العبارة لتحسين الاشارة	علي بن محمد بن سلطان الهروي القاري (ت ١٠١٣ هـ)	٦	ص ١٩٥:	ط
١٩	تزيين العبارة لتحسين الاشارة	علي بن محمد بن سلطان الهروي القاري (ت ١٠١٣ هـ)	٤	ص ١٩٥:	ط
٢٠	تعدوا الجمعية في بلد واحد (تسريح الناظر في تعدوا الجمعية)	تقي الدين علي بن عبد الكافي السبكي (ت ٥٥٦ هـ)	١٦	ص ١٩٥:	خ
٢١	تنبيه ذوي الحجامن حكم بيع الرجا	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ١٢٥٥ هـ)	١٢	ص ١٩٦:	خ
٢٢	تنوير العنيتين في اثبات رفع اليد بين	الشهيد سامعيل بن عبد الغني (ت ١٢٩٦ هـ)؟؟؟	٢٠	ص ١٩٦:	
٢٣	تنوير العنيتين في اثبات رفع اليد بين	الشهيد سامعيل بن عبد الغني (ت ١٢٩٦ هـ)؟؟؟	٢-٢٣	ص ١٩٤:	

۲۴	تنوير العتيمين في اثبات رفع اليدين	الشهيد اسماعيل بن عبد الغني (ت ۱۲۹۶ هـ)؟؟؟	۱۱-۲ - ۷۱۰ ۷۱۷	ص ۱۹۷:	
۲۵	تنوير العتيمين في اثبات رفع اليدين	الشهيد اسماعيل بن عبد الغني (ت ۱۲۹۶ هـ)؟؟؟	۶۸-۶۹	ص ۱۹۷:	
۲۶	جامع الرموز (شرح التقايع مختصر الوقايع) اول	شمس الدین محمد بن جلال بن سليمان الخراساني القهستاني (ت ۹۶۲ هـ)	۳۸۸	ص ۱۹۷:	ط
۲۷	جامع الرموز (شرح التقايع مختصر الوقايع) دوم	شمس الدین محمد بن جلال بن سليمان الخراساني القهستاني (ت ۹۶۲ هـ)	۳۶۲	ص ۱۹۸:	ط
۲۸	جواب وسوال عن قولهم: تقبل الله والمصافحة بعد الصلاة	ابراهيم بن حسن الكروكي الكوراني الشافعي زيل المدينة المنورة (ت ۱۱۰۱ هـ)	۱۲	ص ۱۹۸:	
۲۹	جواب وسوال عن قولهم: تقبل الله والمصافحة بعد الصلاة	موسی بن ابراهيم البصري (ت ۱۱۱۹ هـ)	۱۳	ص ۱۹۹:	
۳۰	الجوهر النيرة نصف دوم	ابوبكر بن علي الحدادي الحنفي (ت حدود ۸۰۰ هـ)	۷۴۲	ص ۱۹۹:	ط
۳۱	حاشية على رسالة المسح على الخفين	ابراهيم بن محمد الحلي (ت ۹۵۶ هـ)	۳-۱۲	ص ۱۹۹:	
۳۲	حاشية على شرح التقايع نصف اول	عبد العلي بن محمد حسين البرجندی الحنفي (ت ۹۳۲ هـ)	۳۴۸	ص ۱۹۹:	خ
۳۳	حاشية على شرح التقايع نصف دوم	عبد العلي بن محمد حسين البرجندی الحنفي (ت ۹۳۲ هـ)	۴۱۸	ص ۲۰۰:	خ
۳۴	حاشية على شرح الوقايع	برهان الدين البلوي	۸	ص ۲۰۰:	خ
۳۵	حدائق الازهار	احمد بن يحيى البصري المعروف ببائس القاضي (ت ۱۰۱۶ هـ)	۱۶۲	ص ۲۰۱:	خ
۳۶	حسن التسلية في حكم التشبيك	جلال الدين عبد الرحمن بن ابی بكر السيوطي (ت ۹۱۱ هـ)	۱-۶	ص ۲۰۱:	
۳۷	الخراتمة الجارية (باب نوازدنم)	نا معلوم	۵۰-۵۱	ص ۲۰۱:	خ
۳۸	خراتمة المغتبيين	حسين بن محمد السمعاني الحنفي صاحب الثانی (ت ۷۴۰ هـ)	۷۵۸	ص ۲۰۲:	خ
۳۹	خراتمة المغتبيين	حسين بن محمد السمعاني الحنفي صاحب الثانی (ت ۷۴۰ هـ)	۷۸۲	ص ۲۰۲:	خ
۴۰	خلاصة فقه الكيداني	لطف الله بن النسي الفاضل الكيداني (ت ۹۸۳ هـ)	۲۶	ص ۲۰۳:	خ
۴۱	خلاصة فقه الكيداني	لطف الله بن النسي الفاضل الكيداني (ت ۹۸۳ هـ)	۳۸	ص ۲۰۳:	خ
۴۲	خلاصة فقه الكيداني	لطف الله بن النسي الفاضل الكيداني (ت ۹۸۳ هـ)	۱۲	ص ۲۰۳:	خ
۴۳	خليفة الرحمن نصف اول	نور الدين بن اسماعيل رامپوري	۴۴۰	ص ۲۰۴:	خ
۴۴	خليفة الرحمن نصف آخر	نور الدين بن اسماعيل رامپوري	۴۵۸	ص ۲۰۴:	خ
۴۵	الدراري المضية شرح الدرر البهية	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ۱۲۵۵ هـ)	۲۲۰	ص ۲۰۴:	ط
۴۶	الدراري المضية شرح الدرر البهية	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ۱۲۵۵ هـ)	۴۰۴	ص ۲۰۵:	ط
۴۷	الدرر البهية في المسائل الفقهية	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ۱۲۵۵ هـ)	۳۴	ص ۲۰۵:	
۴۸	درة الفارض	نا معلوم	۲۰	ص ۲۰۶:	خ
۴۹	الدر المختار في شرح تنوير الأبصار	محمد بن علي بن محمد الحلي الحنفي (ت ۱۰۸۸ هـ)	۲۱۸	ص ۲۰۶:	ط
۵۰	دستور القضاء	محمد بن محمد التبريزي	۵۸	ص ۲۰۶:	

٥١	ذخيرة العتقى حاشية على شرح الوتاية جلدا	عبد الله يوسف بن جنيد التوتاني المعروف بـ جيني (ت ٩٠٥ هـ)	٣٣٠	ص ٢٠٤:	ط
٥٢	ذخيرة العتقى حاشية على شرح الوتاية	عبد الله يوسف بن جنيد التوتاني المعروف بـ جيني (ت ٩٠٥ هـ)	٥٥٦	ص ٢٠٤:	ط
٥٣	رحمة الامة في اختلاف الائمة	ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن القرشي الشافعي (ت ٤٨٠ هـ)	٣٣٨	ص ٢٠٨:	ط
٥٤	رسائل الاركان	بحر العلوم مولانا عبد الحلي بن ملا نظام الدين (ت ١٢٣٥ هـ)	٦٤٨	ص ٢٠٨:	ط
٥٥	رسالة في الاشارة بالمسحبة	ابو الكارم ابراهيم بن داود الوصالي	١٦-١٤	ص ٢٠٨:	
٥٦	رسالة في الاشارة بالمسحبة	نامعلوم	٣-٢	ص ٢٠٩:	خ
٥٧	رسالة في الاشارة بالمسحبة	علي بن حسام الدين المستفي البربانجوري (ت ٨٨٥ هـ)	١٠-١٤	ص ٢٠٩:	
٥٨	رسالة في الاشارة بكفاف	نامعلوم	٣٣٥-٣٣٤	ص ٢٠٩:	خ
٥٩	رسالة في احصاف المولد	نامعلوم	١٢	ص ٢١٠:	خ
٦٠	رسالة في بيان ان الاصل في الاشياء كلها الاجابة دون الحظر	علامه ابن تيمية احمد بن عبد الحليم (ت ٦٥٢ هـ)	٣٢	ص ٢١٠:	
٦١	رسالة في تحقيق الهدية	نامعلوم	٢٢	ص ٢١١:	خ
٦٢	رسالة في تحقيق مسألة السماع	محمد ابراهيم الشافعي (ت ٤٣٣ هـ)	١٢	ص ٢١١:	
٦٣	رسالة في تحقيق مسألة السماع	عيسى بن عبد الرزيم الاحمد ابادي البهدي (ت ٩٨٢ هـ)؟؟؟	٦	ص ٢١٢:	
٦٤	رسالة في مسألة ليس الذهب والفضة والنقود يباع	علي بن ابراهيم الامير البهمني	٣٥-٦٦	ص ٢١٢:	
٦٥	رسالة في تحقيق المولد والقيام	عبد الحلي الكراي (ت ١٢٩٦ هـ)	١٣	ص ٢١٢:	
٦٦	رسالة في تقرير البانيان في الدين وما يجوز من ذلك وما لا يجوز	حسن بن احمد الجلال البهمني (ت ١٠٤٩ هـ)	٨	ص ٢١٣:	
٦٧	رسالة في تقرير البانيان في الدين وما يجوز من ذلك وما لا يجوز	حسن بن احمد الجلال البهمني (ت ١٠٤٩ هـ)	١٥٣-١٥٦	ص ٢١٣:	
٦٨	رسالة في الجزية	عبد الصمد كمال	٨	ص ٢١٣:	
٦٩	رسالة في الجهاد	نامعلوم	٨	ص ٢١٣:	
٧٠	رسالة في حرمة الغناء	نور الدين علي بن محمد بن سلطان البروي القاري (ت ١٠١٣ هـ)	٥٢	ص ٢١٣:	
٧١	رسالة في زيارة القبور	علامه ابن تيمية احمد بن عبد الحليم (ت ٦٥٢ هـ)	٣٠	ص ٢١٥:	
٧٢	رسالة في صلاة الجمعة	عبد الله الباشي الحسني السائدي	٣٣	ص ٢١٥:	
٧٣	رسالة في عدم جواز الاجرة للمقرر آن وعدم جواز وقف النقود	محمد بن بير علي البركلي الحنفي (ت ٩٨١ هـ)	٣٣-٣٨	ص ٢١٦:	
٧٤	رسالة في الفرائض	احمد بن يحيى بن محمد بن سعد الدين مسعود بن عمر الشافعي زاني (٩١٦ هـ)	٦	ص ٢١٦:	
٧٥	رسالة في الفرائض	نامعلوم	١-١٣	ص ٢١٦:	خ
٧٦	رسالة في ما يحل ويحرم من الحيوانات	محيي الدين يحيى بن شرف النووي (ت ٦٤٦ هـ)	٦	ص ٢١٤:	

٤٤	رسالة في مسائل العتق	جمال الدين ابو عبد الله محمد بن احمد (ت ٤٣١ هـ)	٣٢	ص ٢١٤:	
٤٨	رسالة في مسألة اتخاذا القبور	نا معلوم	٣٤-٣٦	ص ٢١٨:	خ
٤٩	رسالة في مسألة الاحكار	حسين بن احمد	٣٠-٣٣	ص ٢١٨:	خ
٨٠	رسالة مسألة الطلاق	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ١٢٥٥ هـ)	٢	ص ٢١٨:	
٨١	رسالة في مسح على الخفين	ابراهيم بن محمد الحلي (ت ٩٥٦ هـ)	١-١١	ص ٢١٩:	
٨٢	رسالة في مناسك الحج	علامه ابن تيمية احمد بن عبد الحليم (ت ٦٥٢ هـ)	٦٢	ص ٢١٩:	
٨٣	رسالة في مناسك الحج	علامه ابن تيمية احمد بن عبد الحليم (ت ٦٥٢ هـ)	٢٦	ص ٢١٩:	
٨٣	رفع الرميبة فيما يجوز وما لا يجوز من الغيبة	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ١٢٥٥ هـ)	٤٢-٨٢	ص ٢٢٠:	
٨٥	رفع الرميبة فيما يجوز وما لا يجوز من الغيبة	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ١٢٥٥ هـ)	١٨	ص ٢٢٠:	
٨٦	رفع اللطام عن حكم الدعوى بعد الاقرار	كمال الدين موسى بن احمد انزليدي	٦-١٣	ص ٢٢٠:	
٨٤	رمز الهداية	محمد بهرام شاه بن امام شاه	١٠	ص ٢٢١:	
٨٨	الروضة البهية شرح للمعدة المشتية	زين الدين علي بن علي العالبي (ت ٩٦٦ هـ)	٢٨٦	ص ٢٢١:	خ
٨٩	الرياض الاضر في الفقه الاكبر	عبد الله الحمدي الالدي	٥٦	ص ٢٢١:	خ
٩٠	السرارج المنيرة	منفي تابع لكهنوي	٢٢٢	ص ٢٢٢:	خ
٩١	سعادة اهل الاسلام بالمصاحفة عقب الصلاة	ابو الاخلاص حسن بن عمار بن احمد الشرنبلاي الوفاي (ت ١٠٦٩ هـ)	٢٦	ص ٢٢٢:	خ
٩٢	اسيل الجرار امند فق على حدائق الازهار	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ١٢٥٥ هـ)	٥٦٠	ص ٢٢٣:	ط
٩٣	اسيل الجرار امند فق على حدائق الازهار	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ١٢٥٥ هـ)	٥٦٠	ص ٢٢٣:	ط
٩٤	شرح خلاصة فقه الكيداني	مسعود بن عمر الصفحاني (ت ٩٣٣ هـ)	٩٢	ص ٢٢٣:	
٩٥	شرح خلاصة فقه الكيداني	مسعود بن عمر الصفحاني (ت ٩٣٣ هـ)	٨٠	ص ٢٢٣:	
٩٦	شرح دقائق المنهاج	نا معلوم	٣٠	ص ٢٢٣:	خ
٩٤	شرح الرسالة الالفية في الصلاة اليومية	---	١٥٨	ص ٢٢٥:	خ
٩٨	شرح الصدور في رفع تحريم رفع القبور	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ١٢٥٥ هـ)	٥٩-٤٢	ص ٢٢٥:	ط
٩٩	شرح الصدور في رفع تحريم رفع القبور	ابو علي محمد بن علي بن محمد عبد الله الشوكاني (ت ١٢٥٥ هـ)	٢٠	ص ٢٢٥:	ط
١٠٠	شرح التاموس النافس في علم الفرائض	احمد بن قاطن (ت ١١٩٩ هـ)	٦٣	ص ٢٢٦:	خ
١٠١	شرح مقدمة ابي الليث	ابو القاسم بن ابي بكر الميشتي	٤٨	ص ٢٢٦:	
١٠٢	شرح النفاية مختصر الوقايع	ملا ابو المكارم بن عبد الله بن محمد (ت ٩٠٤ هـ)	٦٥٦	ص ٢٢٦:	ط

۱۰۳	شرح الوجیز	احمد بن مسعود ہرگامی	۲۲	ص ۲۲۷:	خ
۱۰۴	شرح الوقایہ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعیہ المحبوبی (ت ۷۷۷ھ)	۴۷۰	ص ۲۲۷:	ط
۱۰۵	شرح الوقایہ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعیہ المحبوبی (ت ۷۷۷ھ)	۵۹۲	ص ۲۲۸:	ط
۱۰۶	شرح الوقایہ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعیہ المحبوبی (ت ۷۷۷ھ)	۶۰۸	ص ۲۲۸:	ط
۱۰۷	شرح الوقایہ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعیہ المحبوبی (ت ۷۷۷ھ)	۳۹۸	ص ۲۲۸:	ط
۱۰۸	شرح الوقایہ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعیہ المحبوبی (ت ۷۷۷ھ)	۶۱۴	ص ۲۲۸:	ط
۱۰۹	شرح الوقایہ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریعیہ المحبوبی (ت ۷۷۷ھ)	۷۶۰	ص ۲۲۹:	ط
۱۱۰	صلاح الجواز فی صلاح الجنائز	نور الدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۸	ص ۲۲۹:	
۱۱۱	العقاف عن وضع البیدین فی الطواف	نور الدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۴	ص ۲۲۹:	
۱۱۲	عمدة المفتی (الاختیارات من فتاویٰ ابن تیمیہ)	نامعلوم	۳۲۲	ص ۲۳۰:	خ
۱۱۳	العناویہ شرح الہدایہ (نصف اول)	محمد بن محمد محمود اکمل الدین محمد البایزونی (ت ۸۹۶ھ)	۵۷۲	ص ۲۳۰:	ط
۱۱۴	غایۃ المتحقق و نہایۃ التذقیق	نور الدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۲۲-۱	ص ۲۳۱:	
۱۱۵	فائدہ فی جہر البسملة	عبد الرحمن بن سلیمان الابدل	۱	ص ۲۳۱:	خ
۱۱۶	فتح القدوری	نامعلوم	۳۰۴	ص ۲۳۱:	خ
۱۱۷	فتاویٰ ابن تیمیہ	علامہ ابن تیمیہ احمد بن عبد الحلیم (ت ۷۵۲ھ)	۸۰۴	ص ۲۳۲:	ط
۱۱۸	فتاویٰ ابی اللیث السمرقندی	ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی	۸۰	ص ۲۳۲:	خ
۱۱۹	فتاویٰ حسین بن محسن	حسین بن محسن الانصاری البغدادی	۱۲	ص ۲۳۳:	خ
۱۲۰	الفتاویٰ المحمادیہ	مولانا ابوالفتح رکن الدین بن حسام الناکوری	۸۸۴	ص ۲۳۳:	خ
۱۲۱	الفتاویٰ المحمادیہ	مولانا ابوالفتح رکن الدین بن حسام الناکوری	۳۷۰	ص ۲۳۳:	خ
۱۲۲	الفتاویٰ السراجیہ	سراج الدین علی بن عثمان الاوشی	۶۸۸	ص ۲۳۴:	ط
۱۲۳	الفتاویٰ السراجیہ	سراج الدین علی بن عثمان الاوشی	۴۶۲	ص ۲۳۴:	ط
۱۲۴	الفتاویٰ السراجیہ	سراج الدین علی بن عثمان الاوشی	۵۴۴	ص ۲۳۴:	ط
۱۲۵	فتاویٰ صفی	نامعلوم	۶۸	ص ۲۳۵:	خ
۱۲۶	الفتاویٰ العالمگیر پہ جلد اول	اشیخ نظام البرہانپوری (ت ۱۰۹۲ھ) (وجہ امت قہتہاء ہند)	۱۷۴	ص ۲۳۵:	ط
۱۲۷	الفتاویٰ العالمگیر پہ جلد دوم	اشیخ نظام البرہانپوری (ت ۱۰۹۲ھ) (وجہ امت قہتہاء ہند)	۸۶۰	ص ۲۳۵:	ط
۱۲۸	الفتاویٰ العالمگیر پہ جلد چہارم	اشیخ نظام البرہانپوری (ت ۱۰۹۲ھ) (وجہ امت قہتہاء ہند)	۷۲۲	ص ۲۳۶:	ط
۱۲۹	الفتاویٰ العالمگیر پہ جلد چہارم	اشیخ نظام البرہانپوری (ت ۱۰۹۲ھ) (وجہ امت قہتہاء ہند)	۷۹۲	ص ۲۳۶:	ط
۱۳۰	الفتاویٰ العالمگیر پہ جلد دوم	اشیخ نظام البرہانپوری (ت ۱۰۹۲ھ) (وجہ امت قہتہاء ہند)	۳۲	ص ۲۳۶:	ط
۱۳۱	فتاویٰ فی مسائل متفرقہ	محمد حیدر علی	۱-۵	ص ۲۳۷:	ط
۱۳۲	فتاویٰ مجمع البرکات	مفتی ابوالبرکات بن حسام الدین الدہلوی	۶۰۸	ص ۲۳۷:	خ
۱۳۳	فتاویٰ، تہذیب	نامعلوم	۱۰	ص ۲۳۷:	خ
۱۳۴	فتح الاسماع فی شرح السماع	نور الدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۱۶	ص ۲۳۸:	
۱۳۵	فتح القریب فی شرح الفاظ الفقہ ربیب	محمد بن قاسم الغزالی الشافعی المعروف بان الغزالی (ت ۹۱۸ھ)	۳۶۸	ص ۲۳۸:	ط

۱۳۶	فتح القوی شرح منظومه الہدی النبوی ج ۱	حسن بن اسحاق الزیدی (ت ۱۱۶۰ھ)	۳۳۶	ص ۲۳۹:	خ
۱۳۷	فتوی عن تجنیص الماء والمرعی	محمد بن اسماعیل الامیر البسمنی	۴	ص ۲۳۹:	
۱۳۸	فتوی فی مسالۃ التقلید	علامہ ابن تیمیہ احمد بن عبد الحلیم (ت ۶۵۲ھ)	۲۲	ص ۲۴۰:	
۱۳۹	فتوی فی مسالۃ التقلید	نا معلوم	۳۶	ص ۲۴۰:	
۱۴۰	فتوی فی خروج النساء الی المساجد وغیرہا	جمال بن عبد اللہ مفتی مکہ مکرمہ	۱۰	ص ۲۴۰:	
۱۴۱	فتوی فی قضیہ محمد الدیسری	قاضی القضاۃ جمال الدین ابو عبد اللہ المالکی	۴۸	ص ۲۴۱:	
۱۴۲	فتوی فی مسالۃ شرب الدخان وحیلۃ جواز الربا	قاضی القضاۃ جمال الدین ابو عبد اللہ المالکی	۱۵-۲	ص ۲۴۱:	
۱۴۳	فتوی فی مسالۃ الوصیۃ	علی بن ہادی	۵۲-۵۴	ص ۲۴۲:	
۱۴۴	فتوی فی مسالۃ نکاح الشریفۃ مع غیر الکفو	ابراہیم بن عبد اللہ جمعان الزیدی	۲-۲۶	ص ۲۴۲:	
۱۴۵	فرائض الاسلام	محمد ہاشم بن عبد الغفور السندی	۲۱۴	ص ۲۴۳:	خ
۱۴۶	الفرائض السراجیۃ	سراج الدین محمد السجادی	۲۲	ص ۲۴۳:	ط
۱۴۷	الفرائض السراجیۃ	سراج الدین محمد السجادی	۸۴	ص ۲۴۳:	ط
۱۴۸	الفرائض الشریفۃ شرح الفرائض السراجیۃ	سید شریف الجرجانی	۲۱۲	ص ۲۴۴:	ط
۱۴۹	الفرائض الشریفۃ شرح الفرائض السراجیۃ	سید شریف الجرجانی	۱۸۰	ص ۲۴۴:	ط
۱۵۰	الفرائض الشریفۃ شرح الفرائض السراجیۃ	سید شریف الجرجانی	۱۱۶	ص ۲۴۴:	ط
۱۵۱	الفرائض الشریفۃ شرح الفرائض السراجیۃ	سید شریف الجرجانی	۱۳۶	ص ۲۴۵:	ط
۱۵۲	الفرائض الشریفۃ شرح الفرائض السراجیۃ	سید شریف الجرجانی	۸-۱۳۸	ص ۲۴۵:	ط
۱۵۳	الفضول المعصومیۃ	محمد معصوم بن نظام الدین جانی	۱۵۸	ص ۲۴۵:	خ
۱۵۴	الفضول المہمۃ فی حصول المہمۃ	نور الدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۳۲	ص ۲۴۶:	
۱۵۵	الفضول المہمۃ فی حصول المہمۃ	نور الدین علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۹	ص ۲۴۶:	
۱۵۶	کشف الزین عن مسئلۃ رفع الیدین	محمد ہاشم بن عبد الغفور السندی	۲۴	ص ۲۴۶:	
۱۵۷	مجبول	نا معلوم	۴۲	ص ۲۴۷:	خ
۱۵۸	مجبول	نا معلوم	۶۰۲	ص ۲۴۷:	خ

الفہرستی فہرست عربی مخطوطات فقہیہ (عربی)

کتب خانہ حضرت پیر محمد شاہ احمد آباد

نمبر شمار	نام مخطوط	نام مصنف مع تاریخ وفات	اوراق	نمبر مخطوط	کیفیت
۱	الارشاد	شیخ اکمل الدین محمد	۲۴	۱۰۷۲/۳	خ
۲	الافصاح والتبیین فی معرفۃ المکیال والمیزان	فہم الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی الانصاری الشافعی	۷	۱۰۳۸/۳	
۳	اتخاذ الضامن عن ایدہ المسلمین	نام معلوم	۲۰	۱۰۳۱/۳	خ
۴	الاونج فی خبر غوج	نام معلوم	۲۹-۳۲	۱۰۳۳/۳	خ
۵	البدیع الجامع لمحكم المنیع	نام معلوم	۷۵	Z.۸۸/۴	خ
۶	البنایۃ فی شرح الہدایہ	بدر الدین محمود احمد العینی الحنفی (ت ۸۵۵ھ)	۱۴۹	۳۹۱/۱	ط
۷	البنایۃ فی شرح الہدایہ	بدر الدین محمود احمد العینی الحنفی (ت ۸۵۵ھ)	۱۷۰	۳۹۲/۱	ط
۸	بیاض مسائل فقہیہ	نام معلوم	۱۷	۱۰۷۱/۳	خ
۹	بیان افیون	نام معلوم	۳۰-۳۲	۱۰۲۱/۳	خ
۱۰	تادیب الاقوال وترتیبہ الاعمال وتہذیب البنات علی اکمل الاحوال	محمد المہاجر الشہیر بآبن عراق	۳۶	۱۰۷۷/۳	خ
۱۱	تبیان الامور لابی الشک واثرو	نام معلوم	۴	۱۷۸۴/۶	خ
۱۲	تبیین الحقائق لما اکثر فیمن الدقائق	فخر الدین ابو عمرو عثمان بن علی بن محمد بن الزلیطی (ت ۷۳۳ھ)	۴۰۸	۳۸۴/۱	ط
۱۳	تبیین الحقائق لما اکثر فیمن الدقائق	فخر الدین ابو عمرو عثمان بن علی بن محمد بن الزلیطی (ت ۷۳۳ھ)	۴۲۱	۳۸۵/۱	ط
۱۴	تبیین الحقائق لما اکثر فیمن الدقائق	فخر الدین ابو عمرو عثمان بن علی بن محمد بن الزلیطی (ت ۷۳۳ھ)	۱-۶۵۲	۳۹۰/۱	ط
۱۵	تبیین الحقائق	نام معلوم	۹۸	۱۰۶۵/۳	خ
۱۶	تحریر القواعد الرقائق شرح الکفر الدقائق	شہاب الدین احمد بن یونس الحنفی	۱۸۵	۳۸۸/۱	خ
۱۷	تحریر القواعد الرقائق شرح الکفر الدقائق	شہاب الدین احمد بن یونس الحنفی	۲۳۶	۳۸۹/۱	خ
۱۸	تحفۃ الملوک	زین الدین محمد بن ابی بکر بن عبد المحسن الرازی	۳۳	۷۷۲/۲	ط
۱۹	تحفۃ الملوک	زین الدین محمد بن ابی بکر بن عبد المحسن الرازی	۵۰	۲۱۳۴/۷	ط
۲۰	تذکرۃ المبع	نام معلوم	۳۹	۷۷۳/۲	خ
۲۱	تزیین العبارة لتیسین الاشارة	علی بن محمد بن سلطان البروی القاری (ت ۱۰۱۴ھ)	۲۱	۱۸۲۹/۶	ط
۲۲	جامع الشروح شرح شرعہ الاسلام	امام زادہ رکن الاسلام محمد بن ابی بکر الحافظ	۱۱۸	۷۵۳/۲	ط

۲۳	جامع الشروح شرح شریعة الاسلام	امام زاده رکن الاسلام محمد بن ابی بکر الحافظ	— ۱۱۹ ۲۲۹	۷۵۳/۲	ط
۲۴	جامع الشروح شرح شریعة الاسلام	امام زاده رکن الاسلام محمد بن ابی بکر الحافظ	— ۲۳۰ ۳۱۷	۷۵۵/۲	ط
۲۵	جامع الصغار	محمد بن محمد بن الحسین الاستریشی	۸۶	۴۵۳/۱	
۲۶	جامع المتفرقات	نامعلوم	۱۲۷	۷۶۱/۲	
۲۷	جواب الفتاوی	بهاء الاسلام رکن الدین ابوبکر محمد بن ابی المفاخر بن عبد الرشید کرمانی	۲۰۱	۴۶۷/۱	
۲۸	جواب الفتاوی	بهاء الاسلام رکن الدین ابوبکر محمد بن ابی المفاخر بن عبد الرشید کرمانی	۱۷۳	۴۶۸/۱	
۲۹	الکومر والسمیرة	ابوبکر بن علی النجدادی النخعی (ت حدود ۸۰۰ هـ)	۱۷۵	Z. ۶۱/۴	ط
۳۰	حاشیه شرح الوقایہ	حضرت شاه وجیه الدین علوی کجراتی	— ۶ ۳۰۷	۴۲۸/۱	
۳۱	حاشیه تعلی احمد علی شرح الوقایہ	تعلی احمد	۶۵	۴۲۷/۱	
۳۲	حیرة الفقه	نامعلوم	۱۹	۷۷۱/۲	خ
۳۳	حیرة الفقه	ابوالبشر عبد الرحمن بن محمود بن اسماعیل المنفی الادیب	۱۷	B ۹۹۰/۳	خ
۳۴	خزانة الروایات	قاضی چکن خنی هندی (ت ۹۲۰ هـ)	۲۱۲	۴۴۳/۱	خ
۳۵	خزانة الروایات	نامعلوم	۴۸۶	۴۴۴/۱، ۴۴۵	خ
۳۶	خزانة الروایات	نامعلوم	۱۴۶	Z. ۹۶/۴	خ
۳۷	خلاصة الفتاوی جلد اول	افتخار الدین طاهر بن احمد بن عبد الرشید البخاری (ت ۹۴۲ هـ)	۱۳۴	۴۶۶/۱	
۳۸	خلاصة فقه الکیدانی	لطف اللہ بن النسخی الفاضل الکیدانی (ت ۹۸۳ هـ)	۱۶	۱۰۸۱/۳	خ
۳۹	خلاصة فقه الکیدانی	لطف اللہ بن النسخی الفاضل الکیدانی (ت ۹۸۳ هـ)	۷	۱۷۷۹/۶	خ
۴۰	الدررة الفاخرة فی موازین الدنیاء وال آخرة	شهاب الدین بن عباس احمد بن العماد الاقیمی الشافعی	۵۶	۱۰۴۸/۳	
۴۱	الدررة المنیفة علی مذہب الامام الاعظم ابی حنیفة	عمر بن عمر الزهری الدفری المصری (ت ۱۰۷۹ هـ)	۶۵	۱۰۷۴/۳	خ
۴۲	رحمة الامة فی اختلاف الائمة	ابوعبد اللہ محمد بن عبد الرحمن القریشی الشافعی (ت ۷۸۰ هـ)	۱۶۵	۷۶۵/۲	ط
۴۳	رحمة الامة فی اختلاف الائمة	ابوعبد اللہ محمد بن عبد الرحمن القریشی الشافعی (ت ۷۸۰ هـ)	۹۶	۷۶۶/۲	ط
۴۴	رسالة الاضحية	نامعلوم	۲۹	۴۷۶/۱	خ
۴۵	رسالة الجنین	نامعلوم	۲۳	۱۸۱۸/۶	خ
۴۶	رسالة المجدد واستر سال الشعر	قاضی شهاب الدین بن شمس بن عمر الدولة آبادی الزواہلی	۵	۱۷۷۷/۶	
۴۷	رسالة در فقه شافعی	نامعلوم	۲۷	۹۱۸/۳	خ
۴۸	رسالة در باب سماع	قاضی عیسی بن عبد الرحیم احمد آبادی	۲	۱۷۷۷/۶	
۴۹	رسالة در باب سماع	قاضی عیسی بن عبد الرحیم احمد آبادی	۷	۱۷۷۷/۶	
۵۰	رسالة در بیان تکلیف کفار در احکام شرع	نامعلوم	۸	۱۸۲۴/۶	خ
۵۱	رسالة فی البدعة الشیعة والسنة السنية	نامعلوم	۱۱	۱۰۷۶/۳	خ

٥٢	رسالة في بيان جواز انتقال المقلد عن مذهب مقلده	قاضي عيسى بن عبد الرحيم بن عيسى محمد أحمد آيادي	٦	٤٤٨/٢	
٥٣	رسالة في بيان جواز انتقال المقلد عن مذهب مقلده	قاضي عيسى بن عبد الرحيم بن عيسى محمد أحمد آيادي	١٢	١٤٤٤/٦	
٥٤	رسالة في تحريم الدخان	نا معلوم	١١	١٤٤٤/٦	خ
٥٥	رسالة في تحريم الدخان	نا معلوم	١٢	١٤٤٤/٦	خ
٥٦	رسالة في عدم فساد الصلاة برفع اليدين	محمود بن أحمد بن مسعود الغزنوي الحنفى	٣	١٤٤٤/٦	
٥٧	رسالة اعتيقت	عبد اللطيف بن أحمد التاري الفتني	٥	٤٤٩/٢	
٥٨	رسالة اعتيقت	عبد اللطيف بن أحمد التاري الفتني	١٦	١٠٢١/٣	
٥٩	رسالة علمت	نور الدين علي بن محمد بن سلطان البروي التاري (ت ١٠١٣هـ)	١٣	١٠٣٢/٣	
٦٠	رسالة في الحجة	عبد العزيز بن الولي القرشي	١٢١- ١٢٩	٩٣٨/٣	
٦١	رسالة مناسك الحج	نا معلوم	٤	١٨١٨/٦	خ
٦٢	رفع الاشتباه عن مسألة المياه	نا معلوم	٥	١٠٣١/٣	خ
٦٣	رمز الحقائق شرح كنز الدقائق	بدرالد بن محمود بن أحمد البعيني الحنفى (ت ٨٥٥هـ)	١٤٤	٣٨٦/١	ط
٦٤	زاد الفقير	شمس الدين ابو عبد الله محمد بن زين الدين عبد الواحد بن الهمام	٣٠	٥٠٤/١	خ
٦٥	زاد الفقير	شمس الدين ابو عبد الله محمد بن زين الدين عبد الواحد بن الهمام	٢٨	٥٠٨/١	خ
٦٦	زاد الفقير	شمس الدين ابو عبد الله محمد بن زين الدين عبد الواحد بن الهمام	٢٨	٥٠٩/١	خ
٦٧	زبدة الاحكام في مذاهب الاثنية الاربعه	سراج الدين ابو حفص عمر بن اسحاق هندي غزنوي	٥٥	١٠٣٣/٣	خ
٦٨	زبدة القضاء	قاضي سيد نور الدين حسين احمد حسين رضوي الشيرازي	١٢٦	٥٠٦/١	خ
٦٩	سعادة البليان	نا معلوم	١٥١	٣٥١/١	خ
٧٠	شرح ياكير (شرح كنز الدقائق)	مولانا ياكير	١١٢	٣٨٤/١	
٧١	شرح بسيط	نا معلوم	٩٤	٥٠٠/١	
٧٢	شرح جامع الجوامع	نا معلوم	١٥٤	٣٣٦/١	
٧٣	شرح خطبة الطوالح	جلال الدين محمد الداني	١٤	٢٠٤٥/٤	
٧٤	شرح خلاصة فقهاء الكيداني	مسعود بن عمر الخففا زاني (ت ٩٣٤هـ)	٥٣	١٠٣٦/٣	
٧٥	شرح شروط الصلاة (صفوة لمحقق لات)	نا معلوم	٣٠	٤٨٠/٢	خ
٧٦	شرح شروط الصلاة (صفوة لمحقق لات)	نا معلوم	٣٤	١٠٣٦/٣	خ
٧٧	شرح عمدة المصلين	علامه سعد الدين قنقازاني	٤٠	٢١٣٣/٤	
٧٨	شرح فقهاء كبر	ابو المنتهى	٣٠	٥٠٣/١	
٧٩	شرح كتاب امام طحاوي	نا معلوم	٣٨٩	٣٣٣/١	خ
٨٠	شرح كنز الدقائق (ثاني)	القاضي بدر الدين محمود بن أحمد البعيني	١٠٦	٥٨٤/٢	ط
٨١	شرح كنز الدقائق	نا معلوم	٨	٢١٤٤/٤	خ

۸۲	شرح مختصر الوقايہ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بـ صدر الشریعۃ المحبوبی (ت ۷۷۷ھ)	۱۶- ۳۲۳	۴۲۶/۱	ط
۸۳	شرح مختصر الوقايہ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بـ صدر الشریعۃ المحبوبی (ت ۷۷۷ھ)	۳۶۶	۱۰۷۸/۳	ط
۸۴	شرح مختصر الوقايہ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بـ صدر الشریعۃ المحبوبی (ت ۷۷۷ھ)	۵۵	۱۰۷۹/۳	ط
۸۵	شرح مختصر الاصول	نامعلوم	۲۰۱	۷۸۱/۲	خ
۸۶	شرح مقالید الی محمداً بن حزم الاندلسی	مولانا محمد بن سلیمان	۳۷	۵۰۳/۱	
۸۷	شرع الاسلام	امام زادہ رکن الاسلام محمد بن ابی بکر الحافظ	۱۴۰	۷۵۶/۲	ط
۸۸	الصرط المستقیم لمن طلب الدین القیم	نامعلوم	۳	۱۷۸۳/۶	خ
۸۹	الصلاۃ الطاہریۃ	نعمۃ اللہ بن طاہر بن محمود الطاہر النہروالی	۱۸	۱۰۳۰/۳	
۹۰	عقد الانامل	ابراہیم بن محمد العلوی الحنفی	۲	۱۸۲۹/۶	
۹۱	عقد الال آلی	عبد الغنی	۱۰	۱۰۶۰/۳	
۹۲	عین الیقین جزء اول	نامعلوم	۸	۱۰۳۷/۳	خ
۹۳	غایۃ المراد شرح نکات الارشاد	جمال الدین ابوالحسن منصور بن مطہر	۱۹۵	۴۳۷/۱	
۹۴	غرائب الفتاوی	نامعلوم	۱۸۵	۴۶۹/۱	خ
۹۵	غرائب الشرع و درر السموط	حسن بن ابی جعفر	۲۸۴	۴۷۲/۱	
۹۶	غنیۃ المستملی فی شرح منیۃ المصلی (کبیری)	امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحنفی (ت ۹۵۶ھ)	۱۷۲	۴۶۳/۱	ط
۹۷	غنیۃ المستملی فی شرح منیۃ المصلی (کبیری)	امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحنفی (ت ۹۵۶ھ)	۱۰۷	۴۶۵/۱	ط
۹۸	غنیۃ المسافرین	عبدالرسول بن عبدالصمد	۲۶	۹۹۵۸/۳	خ
۹۹	الفتاوی التاریخیۃ المسمیٰ بـ یزاد المسافر (جلد اول)	عالم بن العلاء الحنفی (ت)	۳۱۶	۴۰۷/۱	ط
۱۰۰	الفتاوی التاریخیۃ المسمیٰ بـ یزاد المسافر	عالم بن العلاء الحنفی (ت)	۵۹۹	۴۰۸/۱	ط
۱۰۱	الفتاوی التاریخیۃ المسمیٰ بـ یزاد المسافر	عالم بن العلاء الحنفی (ت)	۴۰۹	۴۰۹/۱	ط
۱۰۲	الفتاوی التاریخیۃ المسمیٰ بـ یزاد المسافر	عالم بن العلاء الحنفی (ت)	۳۶۶	۴۱۳/۱	ط
۱۰۳	الفتاوی الحمادیۃ	مولانا ابوالفتح رکن الدین بن حسام الناکوری	۳۶۳	۴۶۰/۱ ۴۶۱	خ
۱۰۴	الفتاوی السراجیۃ	سراج الدین علی بن عثمان الأوثی	۴۸۷	۴۸۸/۱	خ
۱۰۵	فتاوی قاضی خان	فخر الدین حسن بن منصور بن محمود الاوزجندی معروف بـ قاضی خان	۱۶۳	۷۷۴/۲	ط
۱۰۶	فتاوی قاضی خان	فخر الدین حسن بن منصور بن محمود الاوزجندی معروف بـ قاضی خان	۹۴۴- ۴۶۸	۷۷۵/۲	ط
۱۰۷	فتاوی قاضی خان (کتاب الخطر والایام)	فخر الدین حسن بن منصور بن محمود الاوزجندی معروف بـ قاضی خان	۳۶	۱۰۴۵/۳	ط
۱۰۸	فتاوی قاضی خان (کتاب الاخویۃ)	فخر الدین حسن بن منصور بن محمود الاوزجندی معروف بـ قاضی خان	۲۰۸	۱۰۴۵/۳	ط

۱۰۹	الفتاویٰ العالیہ جلد سوم	شیخ نظام البرہان پوری (ت ۱۰۹۲ھ) (و جماعت فقہاء ہند)	۱۳۴	۷۷۶/۲	ط
۱۱۰	فتح القدیر شرح الہدایہ	علامہ محمد بن عبد الوہاب بن عبد الحمید المعروف بابن ہمام (ت ۸۶۱ھ)	۲۵۵	۳۸۵/۱	ط
۱۱۱	فتح القدیر شرح الہدایہ	علامہ محمد بن عبد الوہاب بن عبد الحمید المعروف بابن ہمام (ت ۸۶۱ھ)	۲۶۷	۳۸۶/۱	ط
۱۱۲	فتح القدیر شرح الہدایہ	علامہ محمد بن عبد الوہاب بن عبد الحمید المعروف بابن ہمام (ت ۸۶۱ھ)	۳۱۲	۳۸۷/۱	ط
۱۱۳	فرائض شرعیہ بخشی از فتاویٰ تہذیب	نامعلوم	۱۸	۵۰۱/۱	خ
۱۱۴	فرائض الصلاة	نامعلوم	۵	۱۸۱۸/۶	خ
۱۱۵	فصول الاحکام فی اصول الاحکام	ابوالفتح جمال الدین بن عماد الدین الحنفی المرغینانی	۴۴۳	۳۵۳/۱ ۳۵۵	ط
۱۱۶	فصول العبادۃ (فصول الاحکام فی اصول الاحکام)	ابوالفتح جمال الدین بن عماد الدین الحنفی المرغینانی	۶۲۱	۳۸۹/۱	ط
۱۱۷	الفقہ الاکبر	ابوصنفی نعمان بن ثابت	۲۹-۳۸	۳۹۸/۱	ط
۱۱۸	الفقہ الاکبر	ابوصنفی نعمان بن ثابت	۶	۹۵۹/۳	ط
۱۱۹	الفقہ الاکبر (جزء منہ)	ابوصنفی نعمان بن ثابت	۱۶	۲۱۳۱/۷	ط
۱۲۰	فقد الشافعی	نامعلوم	۵	۷۷۱/۲	خ
۱۲۱	فوائد غریبہ	عبدالرسول بن عبدالصمد بن عبدالرحیم	۵۰۱	۴۳۷/۱ ۴۳۸ ۴۳۹	خ
۱۲۲	فوائد غریبہ	عبدالرسول بن عبدالصمد بن عبدالرحیم	۷۴۹	۴۴۰/۱ ۴۴۱	خ
۱۲۳	فوائد غریبہ	عبدالرسول بن عبدالصمد بن عبدالرحیم	۵۲	۴۴۲/۱	خ
۱۲۴	القدوری	ابوالحسن احمد بن محمد بن محمود القدوری (ت ۴۲۸ھ)	۲۲۳	۴۵۶/۱	ط
۱۲۵	القدوری	ابوالحسن احمد بن محمد بن محمود القدوری (ت ۴۲۸ھ)	۱۰۵	۷۵۰/۲	ط
۱۲۶	الکافی شرح الوافی (جلد اول)	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النیشی (ت ۷۱۰ھ)	۲۳۵	۳۹۳/۱	خ
۱۲۷	الکافی شرح الوافی	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النیشی (ت ۷۱۰ھ)	۲۷۴	۳۹۴/۱	خ
۱۲۸	الکافی شرح الوافی	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النیشی (ت ۷۱۰ھ)	۲۵۴	۳۹۵/۱	خ
۱۲۹	الکافی شرح الوافی	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النیشی (ت ۷۱۰ھ)	۲۶۰	۳۹۶/۱	خ
۱۳۰	الکافی شرح الوافی	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النیشی (ت ۷۱۰ھ)	۳۱۲	۳۹۷/۱	خ
۱۳۱	الکافی شرح الوافی (ثانی)	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النیشی (ت ۷۱۰ھ)	۲۵۸	۳۹۸/۱	خ
۱۳۲	الکافی شرح الوافی (ثالث)	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النیشی (ت ۷۱۰ھ)	۲۴۱	۳۹۹/۱	خ
۱۳۳	الکافی شرح الوافی	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النیشی (ت ۷۱۰ھ)	۲۵۵	۴۰۰/۱	خ
۱۳۴	الکافی شرح الوافی	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبد اللہ بن احمد النیشی (ت ۷۱۰ھ)	۳۲۲	۴۰۱/۱	خ

١٣٥	الکافی شرح الوافی (ثانی کتاب النکاح)	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبداللہ بن احمد النیشی (ت ٤١٠ھ)	٢٣٥	٢٠٢/١	خ
١٣٦	الکافی شرح الوافی اول	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبداللہ بن احمد النیشی (ت ٤١٠ھ)	٢١٢	٢٠٣/١	خ
١٣٧	الکافی شرح الوافی	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبداللہ بن احمد النیشی (ت ٤١٠ھ)	٣٩٠	٢٠٢/١	خ
١٣٨	الکافی شرح الوافی	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبداللہ بن احمد النیشی (ت ٤١٠ھ)	١٢٣	٢٠٥/١	خ
١٣٩	الکافی شرح الوافی	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبداللہ بن احمد النیشی (ت ٤١٠ھ)	١٣٣- ٣٣١	٤٦٩/٢	خ
١٤٠	کتاب الارباب فی فقہ الائمۃ الاطہار	احمد بن یحییٰ	١٢	١٠١٩/٣	
١٤١	کتاب الحیاۃ شرح شروط الصلاۃ	نا معلوم	١٢٦	٤٤٤/٢	خ
١٤٢	کتاب شروط الصلاۃ	نا معلوم	٨	١٠٢٦/٣	خ
١٤٣	کتاب الفتاویٰ الصغریٰ	نجم الدین ابویعقوب یوسف بن احمد بن ابی بکر الخوارزمی الخاسی	٢٠٨	٢٣٢/١	
١٤٤	کتاب الفقہ	نا معلوم	١٤٦	٢٣٥/١	خ
١٤٥	کتاب الوردیہ (منظوم)	ابن عمر الوردی عمر بن مظفر	٤	١٠١٩/٣	خ
١٤٦	کتاب المفتاح	ابوالفضل بن السعد الغضنفری	١١	١٠١٩/٣	
١٤٧	کفایۃ المبتدین و نزہۃ المستعینین	نا معلوم	١٦	١٠٢٣/٣	خ
١٤٨	کفایۃ المبتدین و نزہۃ المستعینین	نا معلوم	٨	١٠٤٠/٣	خ
١٤٩	کفایۃ المبتدین و نزہۃ المستعینین	نا معلوم	١٣	١٠٤٥/٣	خ
١٥٠	کنز الدقائق	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبداللہ بن احمد النیشی (ت ٤١٠ھ)	٢٣	٣٨٢/١	ط
١٥١	کنز الدقائق	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبداللہ بن احمد النیشی (ت ٤١٠ھ)	٢٣٩	٣٨٣/١	ط
١٥٢	کنز الدقائق	حافظ الدین ابوالبرکات بن عبداللہ بن احمد النیشی (ت ٤١٠ھ)	٣١٦	٥٩٠/٢	ط
١٥٣	لباب المناسک	رحمۃ اللہ السندی	١٢٢	٣٤٤/١	ط
١٥٤	مجمع البحرین و ملحق النیرین	احمد بن علی بن ثعلب مظہر الدین المعروف بہ ابن ساعاتی بعلسکی (ت ٦٩٢ھ)	١٨٢	٤٨٣/٢	ط
١٥٥	مجموعۃ الاسول (المجلد الثالث)	نا معلوم	١٩٠	٢٥٢/١	خ
١٥٦	مجموعۃ الغرائب	نا معلوم	٢٢٢	١٠٣٩/٣	خ
١٥٧	مجبول	نا معلوم	٣٣- ٣٢١	٢٤٠/١	خ
١٥٨	مجبول	نا معلوم	١٩٥	١٠٥٠/٣	
١٥٩	مجبول	نا معلوم	١٢٤	١٠٥٢/٣	خ
١٦٠	مجبول	نا معلوم	٤٢	١٠٥٤/٣	خ
١٦١	مجبول	نا معلوم	٢٤	١٠٥٨/٣	خ
١٦٢	مجبول	نا معلوم	٢٣	١٠٦٢/٣	خ
١٦٣	مجبول	نا معلوم	٢٤٩	١٠٦٣/٣	خ
١٦٤	مجبول	نا معلوم	١٨٢	١٠٦٢/٣	خ
١٦٥	مجبول	نا معلوم	١٦٠	١٠٦٦/٣	خ

۱۶۶	مجبور	نا معلوم	۳۵	۱۰۶۸/۳	خ
۱۶۷	مجبور	نا معلوم	۸	۱۰۶۹/۳	خ
۱۶۸	مجبور	نا معلوم	۱۴	۱۰۸۰/۳	خ
۱۶۹	مجبور	نا معلوم	۶	۱۰۸۳/۳	خ
۱۷۰	مجبور	نا معلوم	۱۶	۱۰۸۳/۳	خ
۱۷۱	مجبور	نا معلوم	۸۳	۱۱۰/۲	خ
۱۷۲	مجبور	نا معلوم	۱۱۱	۱۱۱/۲	خ
۱۷۳	مجبور	نا معلوم	۹	۱۷۷۷/۶	خ
۱۷۴	مجبور	نا معلوم	۱۰۵	۱۷۸۶/۶	خ
۱۷۵	مجبور	نا معلوم	۴	۱۸۱۷/۶	خ
۱۷۶	مجبور	نا معلوم	۳	۱۸۷۳/۶	خ
۱۷۷	مجبور	نا معلوم	۱۰۳	۱۸۷۵/۶	خ
۱۷۸	مجبور	نا معلوم	۱۱	۲۱۳۰/۷	خ
۱۷۹	مختصر فتویٰ صیر فی	نا معلوم	۱۱۱	۱۰۵۹/۳	خ
۱۸۰	المختصر الوقتیہ الروایۃ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریۃ المحبو فی (ت ۷۷۷ھ)	۱۱۳	۴۲۴/۱	ط
۱۸۱	المختصر الوقتیہ الروایۃ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریۃ المحبو فی (ت ۷۷۷ھ)	۸۰	۴۲۵/۱	ط
۱۸۲	المختصر الوقتیہ	عبد اللہ بن مسعود المعروف بصدراشریۃ المحبو فی (ت ۷۷۷ھ)	۸۰	۱۰۵۳/۳	ط
۱۸۳	المسطح من الزاد لفقیر العیاد ابن العیاد	عبد الرحمن بن محمد بن عماد الدین الحنفی	۳۷	۱۰۴۹/۳	ط
۱۸۴	المسکۃ الفاضلۃ فی قراءۃ الفاتحۃ	شیخ ابوبکر نصیر پوری	۲۵	۴۴۸/۱	
۱۸۵	معدل القامۃ الصلاۃ	نا معلوم	۲۲	۱۷۸۹/۶	خ
۱۸۶	مفتاح السعادات	ابوالفضل بن حسنی الحسینی	۲۷	۴۹۰/۱	خ
۱۸۷	مفتاح الصلاۃ	نا معلوم	۷۴	۱۰۹۷/۳	خ
۱۸۸	مفتاح الفلاح	ملاحسین بن اسکندر الحنفی	۹	۱۰۲۱/۳	
۱۸۹	مفتاح الجنان ومصابیح الجنان فی شرح شریعۃ الاسلام	یعقوب بن سیدی علی البیہمی الرومی الحنفی (ت ۹۳۱ھ)	۳۴۷	۷۷۷/۲ ۷۵۸	
۱۹۰	مفتاح الجنان ومصابیح الجنان فی شرح شریعۃ الاسلام	یعقوب بن سیدی علی البیہمی الرومی الحنفی (ت ۹۳۱ھ)	۳۸۵	۷۸۸/۲	
۱۹۱	مناسک الوطی	رحمۃ اللہ السندی	۹۹	۴۷۸/۱	
۱۹۲	منافع محدثی	نور بن شہاب مدرس منگور	۱	۷۹۳/۲	
۱۹۳	منتخب البرازیہ	نا معلوم	۷۰	۱۰۴۵/۳	خ
۱۹۴	ملتقى الابرار	برہان الدین ابوالاسحاق ابراہیم بن محمد ابراہیم الحنفی (ت ۹۵۶ھ)	۳۲۷	۷۸۱/۲	ط
۱۹۵	منیۃ المستطہرین	نا معلوم	۴۴	۴۷۵/۱	خ
۱۹۶	منیۃ المستطہرین	نا معلوم	۳۳	۱۰۴۴/۳	خ
۱۹۷	منیۃ المستطہرین	نا معلوم	۴۹	۱۰۴۵/۳	خ

مقالات میں شامل مطبوعات وخطوطات کی فہرست

فہرست

اعداد: (مفتی) احمد نادر القاسمی

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	مصنف کا نام
الف			
۱	اسلام کا نظام مساجد	۷۷	مفتی ظفیر الدین مفتاحی درہنگوی
۲	اتمام الحجۃ فی الطلاق والعدۃ	۸۰	مولانا ابوالحسن محمد صابر انصاری
۳	ارکان اسلام	۸۲	مولانا احتشام الحسن کاندھلوی
۴	اسلام میں امامت و امارت کا تصور	۸۲	مولانا حبیب الرحمن
۵	ایضاح المناسک	۸۵	مفتی شبیر احمد قاسمی مراد آباد
۶	اسلامی معاشیات	۸۵	مولانا مناظر احسن گیلانی
۷	اسلام کا اقتصادی نظام	۸۵	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
۸	اسلام کا نظام تقویم دولت	۸۵	مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی
۹	آپ حج کیسے کریں	۸۶	مولانا محمد منظور نعمانی
۱۰	ایضاح النوادر	۸۷	مفتی شبیر احمد قاسمی مراد آباد
۱۱	اسلامی عدالت	۸۷	قاضی مجاہد الاسلام قاسمی
۱۲	اسلامی قانون	۸۸	مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی

۱۳	اجابة السائل عن القنوت في النوازل	۸۹	علامہ محمد عبد الہی کفیلوی (گجرات)
۱۴	اسلامی فقہ	۹۰	مولانا مجیب اللہ ندوی
۱۵	آسان فقہ	۹۱	مولانا محمد یوسف اصلاحی
۱۶	الحجاء المستفتین فی تقلید الأئمة المتبوعین	۹۳	مولانا عبد الغفار عراقی
۱۷	الافتاوی فی مسائل الاضاحی	۹۳	”
۱۸	امداد الفتاوی	۱۳۶	مولانا اشرف علی تھانوی
۱۹	اسلام کا نظام اراضی اور فتوح الہند	۲۰۸	مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی پاکستانی
۲۰	اسلامی فتاوی	۲۳۷	مولانا عبد السلام بستوی
۲۱	ارکان اسلام سے متعلق فتاوی	۲۴۰	ترجمہ: مولانا ابوالکرم بن عبد الجلیل، مولانا عتیق الرحمن اثری
۲۲	الاصلاح والايضاح (مخطوطہ)	۲۵۰	احمد بن سلیمان بن کمال پاشا
۲۳	اسلام اور بین الاقوامی تعلقات منظر، پس منظر (عربی سے اردو ترجمہ)	۲۶۰	ڈاکٹر عبد الحمید ابوسلیمان
۲۴	اسلام کے بین الاقوامی اصول و تصورات	۲۶۰	مولانا مجیب اللہ ندوی
۲۵	اسلامی معیشت اور اسلامی بینکاری	۲۶۱	ڈاکٹر محمود احمد غازی
۲۶	اسلام اور غیر سودی بینکاری	۲۶۲	جسٹس مولانا تقی عثمانی
۲۷	انشورنس اسلامی معیشت میں	۲۶۲	ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی

۲۸	اسلام کا نظریہ ملکیت	۲۶۳، ۲۰۳	”
۲۹	احکام و مسائل	۲۷۳	مولانا عروج احمد قادری
۳۰	اسلام کا قانون اجرت	۲۷۴	مولانا مجیب اللہ ندوی
۳۱	اجتہاد و تبدیلی احکام	۲۷۵	”
۳۲	اجتہاد کا تاریخی پس منظر	۲۷۵	مولانا تقی امینی
۳۳	آلات جدیدہ کے شرعی احکام	۲۷۵	مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی
۳۴	اسلام کا زرعی نظام	۲۷۵	مولانا تقی امینی
۳۵	احکام شرعیہ میں حالات زمانہ کی رعایت	۲۷۵	”
۳۶	اسبغ الطہور بالتوضی من لکوم الجور	۲۷۸	مولانا سید جمیل احمد سہسوانی
۳۷	ارشاد خیر الوری لإقامة الجمعة فی القری	۲۸۳	مولانا عبدالسلام بستوی
۳۸	اثبات الاجازة لمتکرار صلاة الجنائز	۲۸۳	مولانا عبدالسلام مبارکپوری
۳۹	اظہار الحق الصریح فی مسئلة التراويح	۲۸۴	مولانا عبدالجلیل سامرودی
۴۰	انوار الزکوۃ	۲۸۵	محمد صادق سیالکوٹی
۴۱	احکام الصیام والعیدین	۲۸۵	مولانا محمد یونس دہلوی
۴۲	أوضح المسالک إلی أحكام المناسک	۲۸۶	مولانا مختار احمد ندوی
۴۳	احکام نکاح	۲۸۸	حافظ عبدالستار

۴۴	اصول فقہ اسلام	۲۹۲	سر عبد الرحیم (نچ ہائی کوٹ مدراس)
۴۵	اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ	۲۹۳	ڈاکٹر مظہر بقاء
۴۶	امداد الاصول	۲۹۵	مولانا مہربان علی بڑوتوی
۴۷	اصول الفقہ	۲۹۶	مولانا محمد عبید اللہ اسعدی
۴۸	ازہر فتاوی	۳۱۳	علامہ ازہری میاں
۴۹	احکام القرآن	۳۲۶	مولانا ظفر احمد تھانوی، مفتی شفیع عثمانی، محمد ادریس کاندھلوی، مفتی جمیل احمد تھانوی
۵۰	اعلاء السنن	۳۲۸	مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی
۵۱	آثار السنن	۳۲۸	علامہ ظہیر احمد شوق نیوی
۵۲	استحباب الدعوات عقبیہ الصلوۃ	۳۳۱	شیخ محمد علی بن شیخ حسین
۵۳	احادیث البدائع	۳۳۴	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (تحت اشرف)
۵۴	اختلافات الفقہیۃ بین الفقہاء الحنفیۃ	۳۳۵	”(تحت اشرف)
۵۵	احکام ومسائل کتاب وسنت کی روشنی میں	۳۸۰	ابوالحسن مبشر احمد ربانی
۵۶	انوار المصابیح بجواب رکعات التراويح	۳۸۶	نذیر احمد رحمانی
۵۷	اثبات رفع الیدین	۳۸۷	ابو خالد نور گھر جاکھی

۵۸	استخاره، احکام ومسائل	۳۸۹	محمد اختر صدیق
۵۹	اعتکاف فضائل ومسائل	۳۹۰	ارشاد الحق اثری
۶۰	ارکان اسلام وایمان (اردو ترجمہ)	۳۹۷	حافظ محمد عبداللہ
۶۱	اسلامی شریعت کا عمومی نظریہ (اردو ترجمہ)	۴۰۲	مولانا عتیق احمد بستوی قاسمی
۶۲	آپ کے مسائل اور ان کا حل		مولانا محمد یوسف لدھیانوی
۶۳	احسن الفتاویٰ	۴۵۳	مفت رشید احمد لدھیانوی
۶۴	الاضواء السواطع فی تقریب جمع الجوامع	۴۷۳	ابو محمد القادری
۶۵	الاربعۃ الممتناسۃ فی بیان الاوقاف والقبلة	۴۷۴	شیخ ابوبکر (شمس العلماء)
۶۶	الفیہ فی علم الفرائض	۴۷۵	شیخ احمد الصغیر
۶۷	احکام النکاح	۴۷۵	شیخ عبدالقادر مسلیار
۶۸	احکام الصلاة	۴۷۵	شیخ حسن مسلیار
۶۹	احکام الحج والعمرة والمواہب الانواریہ	۴۷۹	شیخ احمد
۷۰	احکام المسلمین الشافعیۃ	۴۸۱	احمد محمد الدین (مشہور بہ عالم صاحب)
ب			
۷۱	بہشتی زیور	۸۰	مولوی سید احمد علی فتح پوری مع افادات مولانا اشرف علی تھانوی
۷۲	بہار شریعت	۲۰۳	مولانا حکیم ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی

۷۳	بینک انشورنس اور سرکاری قرضے	۲۱۶، ۲۷۴	مولانا برہان الدین سنبھلی
۷۴	البرہان فی شرح مواہب الرحمن	۲۴۹	ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی حنفی
۷۵	برصغیر میں علم فقہ	۳۸۱	محمد اسحاق بھٹی
۷۶	بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم	۳۹۱	حافظ زبیر علی زئی
۷۷	بے نمازی کا شرعی حکم و نماز باجماعت کی اہمیت (اردو ترجمہ)	۳۹۸	ابو عبد الرحمن شبیر بن نور
پ			
۷۸	پر امن بقائے باہم کا تصور	۲۶۴	ڈاکٹر محمود احمد غازی
۷۹	پلورل سوسائٹی اور اسلام	۲۶۵	”
ت			
۸۰	تمییز الکلام فی بیان الحلال والحرام	۷۱	مولانا محمد صالح ابوالحسن
۸۱	تاریخ قربانی	۷۴	مفتی محمد شفیع عثمانی (پاکستان)
۸۲	تعلیم الزکاۃ	۷۸	مولانا کرامت علی جونپوری
۸۳	تحفۃ العجم	۷۹	مولانا سلطان احمد
۸۴	التطہیر فی نجاسة البیر	۸۱	مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری
۸۵	تحفۃ الاحباء فی احکام تحریم النساء	۸۹	مولوی قطب الدین خاں دہلوی
۸۶	تحقیق قول الطرفین فی الکلام بین الخطبتین	۹۳	مولانا عبد الغفار عراقی

۸۷	تنہیظ الاذہان آی لیس فی صلاۃ الواحدۃ القرآتان	۹۳	”
۸۸	ترغیب المستلکین فی المصافحۃ بالیدین	۹۳	”
۸۹	تحدید نسل اور اسلامی تعلیمات	۲۱۵	مولانا محمد عبید اللہ اسعدی
۹۰	تحفۃ الاختیار علی الدر المختار (مخطوطہ)	۲۴۹	شیخ ابراہیم حلّی حنفی
۹۱	تعلیم الصلاۃ	۲۷۹	نواب صدیق حسن خاں
۹۲	تنویر المصابیح فی اثبات رکعات التراویح	۲۸۴	مولانا عبد الغفور دانا پوری
۹۳	تحقیق الکلام فی وجوب القرآۃ خلف الإمام	۲۸۴	مولانا عبد الرحمن مبارک پوری
۹۴	تعلیم الزکاۃ	۲۸۵	نواب صدیق خاں
۹۵	تدوین اصول فقہ	۲۹۷	قاضی محمد عبد الرحمن ایم اے
۹۶	تاریخ علم فقہ	۲۹۸	مفتی عظیم الاحسان مجددی
۹۷	التحقیق الحسن فی نفی الدعاء الاجتماعی بعد الفرائض والسنن	۳۸۸	حکیم مولوی عماد الدین قریشی
۹۸	تنقیح الکلام فی تائید توضیح الکلام	۳۸۸	ارشاد الحق اثری
۹۹	توضیح الکلام فی وجوب القرآۃ خلف الإمام	۳۸۸	”
۱۰۰	تھیۃ المسجد	۳۹۱	مختار احمد عبد اللطیف

۱۰۱	تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق	۳۹۲	محمد رئیس ندوی
۱۰۲	توحید سے جاہل شخص کے بارے میں شرعی حکم (اردو ترجمہ)	۳۹۶	خلیل الرحمن قدر
۱۰۳	تحفہ نماز مغرب (اردو ترجمہ)	۳۹۸	مولانا ذور الفقار طاہر
۱۰۴	تحفۃ الباری فی فقہ الشافعی	۴۶۰	مولانا محمد ابراہیم خطیب
۱۰۵	تحفۃ الطالب	۴۶۵	مولانا داؤد بن عمر مروڑ کر
۱۰۶	ترویج الجنان فی احکام رمضان	۴۷۳	ابو یحییٰ زین الدین علی بن شیخ احمد المعیری ملیباری
۱۰۷	تحفۃ الصبیان	۴۷۴	شیخ عبدالقادر فاضل
۱۰۸	ترجمۃ تحفۃ المحتاج	۴۷۵	عبداللہ مولوی (چالکٹ)
۱۰۹	ترجمۃ اعانۃ الطالبین	۴۷۵	”
۱۱۰	ترجمۃ فتح المعین	۴۸۰	نوح بن عبدالقادر
۱۱۱	تحفۃ التالین فی ترجمۃ فتح المعین	۴۸۰	احمد محی الدین السلقب بسند عالم صاحب
ٹ			
۱۱۲	ٹوپی و پگڑی یا ننگے سر نماز	۳۹۰	ابو عدنان محمد منیر قمر
ج			
۱۱۳	جواہر الفقہ	۲۰۴	مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی پاکستانی
۱۱۴	جدید مسائل کے شرعی احکام	۲۰۶	مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی پاکستانی

۱۱۵	جدید فقہی مسائل	۲۰۶	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۱۱۶	جدید فقہی تحقیقات	۲۲۲	اعداد اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا
۱۱۷	جامع الشواہد فی دخول غیر المسلم فی المساجد	۲۸۲	مولانا ابوالکلام آزاد
۱۱۸	جمع الباری	۴۷۴	شیخ عبدالباری
ج			
۱۱۹	چند اہم فقہی مسائل بدلتے ہوئے حالات میں	۴۳۴	قاضی مجاہد الاسلام قاسمی
ح			
۱۲۰	حقیقۃ الصلاة	۷۸	سید احمد شہید
۱۲۱	حیاء الفقہ	۸۳	مولانا سید محی الدین بڑودوی
۱۲۲	حق السماع	۸۹	
۱۲۳	حبیب الفتاوی	۱۶۲	مجموعہ فتاوی مولانا مفتی حبیب اللہ نعیمی
۱۲۴	الحیلة الناجزة للحلیة العاجزة	۲۱۰	مولانا اشرف علی تھانوی
۱۲۵	حقوق الزوجین	۲۱۲	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
۱۲۶	حلال و حرام	۲۱۹	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۱۲۷	حدود و تعزیرات	۲۷۰	
۱۲۸	حدود و تعزیرات چند اہم مباحث	۲۷۰	مولانا عمار احمد ناصر خاں

۱۲۹	حقیقۃ الصلاة	۲۸۱	مولانا ابوالکلام آزاد
۱۳۰	حج اور عمرہ کے مسائل	۳۸۹	محمد اقبال کیلانی
۱۳۱	حوادث الفتاوی	۴۳۲	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
۱۳۲	حلال و حرام (اردو ترجمہ)	۴۴۲	مولانا شمس پیرزادہ
۱۳۳	حاشیہ وافیہ	۴۷۳	شیخ ابویحییٰ زین الدین علی بن احمد المعبری الشافعی
۱۳۴	حکم الطہرتین	۴۷۳	ابو السعادة احمد کویا شالیاتی ملیباری
۱۳۵	حاشیہ علی مقدمہ تحفۃ المحتاج	۴۷۴	شیخ احمد کوٹی مسلیار
۱۳۶	حاشیہ علی رسالہ ماردینی	۴۷۴	شیخ چالکٹ کنج احمد حاجی
خ			
۱۳۷	الخیر الکثیر فی النکاح الصغیرۃ والصغیر	۷۸	محمد علی ابوالکلام منوی
۱۳۸	خلاصہ تہذیب الصلاة	۸۰	مولانا انشاء اللہ خان
۱۳۹	خلاصۃ النکاح	۸۲	سید تبارک علی
۱۴۰	خلاصۃ الفرائض	۹۳	مولانا عبدالغفار عراقی
۱۴۱	خواتین کے شرعی مسائل	۲۲۰	ڈاکٹر عبداللہ
۱۴۲	خواتین کے شرعی مسائل	۲۲۱	مولانا منور سلطان ندوی
۱۴۳	خطبات بھاو پور	۲۵۷	ڈاکٹر حمید اللہ
۱۴۴	خطبات بھاو پور	۲۵۸	ڈاکٹر محمود احمد غازی

۱۴۵	خیر الادلہ فی ہدی استقبال القبلة	۴۷۳	شیخ ابو السعادة احمد کویا شالیاتی ملیباری
۱۴۶	خطبة الجمعة	۴۷۴	ای کے ابوبکر (شمس العلماء)
و			
۱۴۷	دعوة الحق (اردو ترجمہ ہدایۃ الہدایہ)	۲۸۰	نواب صدیق حسن خاں
۱۴۸	دروذ شریف کے مسائل	۳۸۸	محمد اقبال کیلانی
۱۴۹	الدر البہیہ (اردو ترجمہ)	۳۹۲	حافظ عمران ایوب لاہوری
ر			
۱۵۰	الرسالۃ السیفیۃ فی اصول الفقہ	۵۵	شیخ صفی الدین ہندی ارموی
۱۵۱	رسالہ راہ نجات	۷۰	مولانا رفیع دہلوی
۱۵۲	رسالہ تجہیز و تکفین	۷۸	مولانا محمد عمران مصطفی آبادی، (راپوری)
۱۵۳	رسالہ زکوٰۃ	۸۲	مولوی حاجی محمد حسین خاں بہادر
۱۵۴	رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز	۹۰	مفتی جمیل احمد ندیری
۱۵۵	رسالہ فقہ ہندی	۹۲	عہد عالم گیری کی تصنیف
۱۵۶	راحتہ المحرز ون فی شرح الطاعون	۹۳	مولانا عبدالغفار عراقی
۱۵۷	رویت ہلال کا مسئلہ	۲۰۹	مولانا برہان الدین سنبھلی
۱۵۸	رسائل و مسائل	۲۷۵	سید ابوالاعلیٰ مودودی
۱۵۹	رسالہ مسواک	۲۷۸	ابوالمعالی محمد علی منوی

۱۶۰	رسالہ مسح جو رب	۲۷۹	قاضی سلمان منصوری
۱۶۱	رسول اکرم کی نماز	۲۸۲	مولانا اسماعیل کوانوالہ
۱۶۲	رفع الیدین	۳۸۷	ابو عدنان محمد منیر قمر
۱۶۳	رمضان المبارک فضائل، فوائد و ثمرات، احکام و مسائل اور کرنے والے کا کام	۳۸۹	حافظ صلاح الدین یوسف
۱۶۴	روزوں کے مسائل	۳۸۹	محمد اقبال کیلانی
۱۶۵	رسول اکرم کا صحیح طریقہ نماز	۳۹۰	رئیس احمد ندوی
۱۶۶	رکعات التراويح مع اضافات و ضمیمہ	۳۹۰	حافظ عبداللہ محدث غازی پوری
۱۶۷	رکوع میں آکر ملنے والے کی رکعت	۳۹۲	ابو محمد بدیع الدین راشدی
۱۶۸	روزے کے ستر مسائل (اردو ترجمہ)	۳۹۷	شمس الحق اشفاق اللہ
۱۶۹	رمضان کے شرعی احکام	۴۳۸	مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی
۱۷۰	رسالہ تحفۃ آحاب تالیف رمب فی بیان صحۃ جمعۃ الجہور علی المذہب	۴۷۴	شیخ شہاب الدین ابو الفیض الباقوی
۱۷۱	رسالہ الدعوی فی القبلۃ	۴۷۴	شیخ چالکت کنج احمد حاجی
ز			
۱۷۲	زبدۃ المناسک	۸۵	مولانا رشید احمد گنگوہی
۱۷۳	زاد الفقیر (مخطوط)	۲۵۱	فقیہ ابن الہمام (متوفی ۸۶۱ھ)

۱۷۴	زبدۃ الاحکام فی اختلاف مذاہب الآئمۃ الاربعۃ الاعلام	۲۵۲	سراج الدین ابو حفص عمر بن اسحاق ہندی غزنوی حنفی
۱۷۵	زکوٰۃ کی کتاب	۳۸۸	حافظ عمران ایوب لاہوری
س			
۱۷۶	سبیل الرشاد فی جواز الخضاب بالسواد	۷۶	مولوی فضل الرحمن
۱۷۷	سود	۲۱۵	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
۱۷۸	سنت محمدی	۲۸۱	مولانا محمد جونا گڑھی
۱۷۹	سہ ماہی صفاء، فقہ اسلامی، اصول، خدمات اور تقاضے	۲۹۶	مولانا محمد رضوان القاسمی و مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۱۸۰	السیاحۃ احکامہا و آدابہا فی ضوء القانون والشریعتہ	۳۲۳	ڈاکٹر شاہ جہاں ندوی
۱۸۱	السعیۃ فی کشف ما فی شرح الوقایہ	۳۳۸	عبدالحی فرنگی محلی
۱۸۲	سوال و جواب کتاب و سنت کی روشنی میں	۴۴۴	مرتب: مفتی اشرف علی قاسمی
ش			
۱۸۳	شرکت و مضاربۃ کے شرعی اصول	۲۶۳	ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی
۱۸۴	شرعی احکام کا انسائیکلو پیڈیا	۳۸۱	ابن بشیر الحسینی

۱۸۵	شریعت کے مقاصد عامہ (اردو ترجمہ)	۴۰۹	قاضی عبدالجلیل قاسمی، ہشام الحق ندوی
۱۸۶	شافعی تعلیم الدین	۴۶۰	مولانا سید عبدالمنعم
۱۸۷	شافعی فقہ	۴۶۶	مولانا ایوب ندوی بھٹکی
۱۸۸	شرح بالفصل	۴۶۹	ملا عبداللہ دوا عینلی
ص			
۱۸۹	صلاۃ لمصطفیٰ	۲۸۰	مولانا عصمت اللہ رحمانی
۱۹۰	صلاۃ النبی ﷺ	۳۸۵	محمد ابراہیم میرسیالکوٹی
۱۹۱	صلاۃ الرسول	۳۸۶	حکیم محمد صادق سیالکوٹی
۱۹۲	صلوۃ الجنائزۃ کا مسنون طریقہ	۳۸۶	ڈاکٹر ابوجابر عبداللہ داما نوئی
۱۹۳	صلاۃ المسلم	۳۸۷	ابوالحسن مبشر احمد ربانی
۱۹۴	صراط مستقیم (ترجمہ عربی سے اردو)	۲۸۷	مصنف ابن تیمیہ، مترجم عبدالرزاق ملیح آبادی
ض			
۱۹۵	ضیاء الکلام فی شرح عمدۃ الاحکام (اردو ترجمہ)	۳۹۴	ابوضیاء محمود احمد غضنفر
ط			

۱۹۶	طوابع الانوار شرح الدر المختار (مخطوط)	۲۳۸	مولانا عابد سندھی
۱۹۷	طلاق کے مسائل	۲۸۵	مولانا محمد اقبال کیلانی
۱۹۸	طراز الخمرۃ من فضائل الحج والعمرة	۲۸۶	نواب صدیق حسن خاں
۱۹۹	طہارت کے مسائل	۳۸۸	محمد اقبال کیلانی
۲۰۰	طہارت نسواں	۴۶۴	مولانا ثار احمد دروگے
ظ			
۲۰۱	الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین	۲۸۸	ابوالحسن سیالکوٹی
ع			
۲۰۲	علم الفقہ	۸۶	مولانا عبد الشکور بن ناظر علی بن فضل علی الحنفی
۲۰۳	عصر حاضر کے فقہی مسائل	۸۷	مولانا بدر الحسن قاسمی
۲۰۴	علم معاشیات اور اسلامی معاشیات	۲۶۴	ڈاکٹر اوصاف احمد
۲۰۵	عہد سلطنت کے فقہاء، صوفیاء اور دانشوروں کی نظر میں ہندو کی حیثیت	۲۶۷	پروفیسر شینٹ محمد اسماعیل اعظمی
۲۰۶	علم مقاصد الشریعہ	۲۶۸	ڈاکٹر نور الدین مختار الخادمی
۲۰۷	عشرہ کاملہ	۲۷۹	نواب صدیق حسن خاں
۲۰۸	عشر کے احکام و مسائل	۲۸۵	مولانا عبد الرؤوف جھنڈاگری

۲۰۹	عید الاضحیٰ اور اس کے مسائل	۲۸۶
۲۱۰	عصر حاضر میں اجتماعی اجتہاد ایک تجزیاتی مطالعہ	۳۹۲
۲۱۱	عمدۃ الصبیان	۴۷۹
ف		
۲۱۲	الفاقی فی أصول الفقہ	۵۵
۲۱۳	فیوض برکت اللہ	۸۶
۲۱۴	فقہ مبین	۹۲
۲۱۵	فتاویٰ رشیدیہ	۱۲۹
۲۱۶	فتاویٰ دار العلوم دیوبند (۱۵ جلدیں)	۱۳۱
۲۱۷	فتاویٰ مظاہر علوم سہارنپور	۱۳۹
۲۱۸	فتاویٰ محمودیہ	۱۴۱
۲۱۹	فتاویٰ رحیمیہ	۱۴۵
۲۲۰	فتاویٰ رضویہ (۱۲ جلدیں)	۱۵۲
۲۲۱	فتاویٰ امجدیہ	۱۵۵

۲۲۲	فتاویٰ صدر الافاضل	۱۵۶	مجموعہ فتاویٰ مولانا نعیم الدین مراد آبادی۔ مرتب مولانا محمد عمران و مولانا محمد عبدالرحیم نشتر
۲۲۳	فتاویٰ ملک العلماء	۱۶۰	مجموعہ فتاویٰ مولانا ظفر الدین قادری
۲۲۴	فتاویٰ اجملیہ	۱۶۱	مجموعہ فتاویٰ مولانا شاہ محمد اجمل مراد آبادی
۲۲۵	فتاویٰ مصطفویہ	۱۶۴	مجموعہ فتاویٰ مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری
۲۲۶	فتاویٰ فیض الرسول	۱۶۵	مجموعہ فتاویٰ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی
۲۲۷	فتاویٰ فقیہ ملت	۱۶۷	”
۲۲۸	فتاویٰ برکاتیہ	۱۶۸	”
۲۲۹	فتاویٰ بحر العلوم	۱۶۹	مجموعہ فتاویٰ مفتی عبدالمنان اعظمی
۲۳۰	فتاویٰ خلیلیہ	۱۷۰	مجموعہ فتاویٰ مولانا محمد خلیل اعظمی
۲۳۱	فتاویٰ عالمگیری	۱۷۳	جماعت علماء (دور عالم گیری)
۲۳۲	فیملی پلاننگ اور اسلام	۲۱۴	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۲۳۳	فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر	۲۱۹	مولانا تقی امینی
۲۳۴	فقہی مقالات	۲۲۲	جسٹس مفتی تقی عثمانی پاکستانی

۲۳۵	فتاویٰ نذیریہ	۲۲۸	سید نذیر حسین محدث دہلوی۔ مرتب مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا عبد الرحمن مبارک پوری، مولانا شرف الدین دہلوی
۲۳۶	فتاویٰ برکاتیہ	۲۲۹	مولانا ابوالبرکات احمد بن اسماعیل
۲۳۷	فتاویٰ ستاریہ	۲۲۹	مولانا عبد الوہاب صدیقی دہلوی
۲۳۸	فتاویٰ ثنائیہ	۲۳۰	ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری
۲۳۹	فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری	۲۳۱	علامہ عبید اللہ مبارکپوری
۲۴۰	فتاویٰ مولانا شرف الدین دہلوی	۲۳۲	مجموعہ فتاویٰ مولانا شرف الدین دہلوی
۲۴۱	فتاویٰ عزیزیہ	۲۳۲	مجموعہ فتاویٰ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
۲۴۲	فتاویٰ غزنویہ	۲۳۳	مجموعہ فتاویٰ مولانا عبد الجبار غزنوی
۲۴۳	فتاویٰ مولانا عبد الجبار عمر پوری	۲۳۴	مجموعہ فتاویٰ مولانا عبد الجبار عمر پوری
۲۴۴	فتاویٰ نواب صدیق حسن خاں بھوپال	۲۳۵	مجموعہ فتاویٰ نواب صدیق حسن خاں
۲۴۵	فتاویٰ مولانا حسن یمنی بھوپال	۲۳۶	مجموعہ فتاویٰ مولانا حسن یمنی
۲۴۶	فتاویٰ مولانا عبد الجبار محدث دہلوی	۲۳۶	مجموعہ فتاویٰ مولانا عبد الجبار دہلوی
۲۴۷	فتاویٰ حسین بن محسن انصاری	۲۳۶	مجموعہ فتاویٰ حسین بن محسن القادری
۲۴۸	فتاویٰ فیض الرحمن فیض	۲۳۷	مجموعہ فتاویٰ فیض الرحمن فیض
۲۴۹	فتاویٰ سلفیہ	۲۳۲	مولانا محمد اسماعیل سلفی

۲۵۰	فتاویٰ مولانا محمد ابراہیم میرسیالکوٹی	۲۳۸	مجموعہ فتاویٰ موصوف
۲۵۱	فتاویٰ محمد اسحاق بھٹی لاہوری	۲۳۸	مجموعہ فتاویٰ موصوف
۲۵۲	فتاویٰ حسین بٹالوی	۲۳۹	مجموعہ فتاویٰ موصوف
۲۵۳	فتاویٰ صادق سیالکوٹی پاکستانی	۲۳۹	مجموعہ فتاویٰ موصوف
۲۵۴	فتاویٰ واجدی	۲۳۹	مجموعہ فتاویٰ حافظ عبدالواحد عمری
۲۵۵	فتاویٰ محمدیہ	۲۴۰	مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالغنی سیفی عمری
۲۵۶	فتاویٰ دار الافتاء سعودی عربیہ (ترجمہ)	۲۴۰	ترجمہ: مولانا عطاء اللہ ساجد
۲۵۷	فتاویٰ برائے خواتین شیخ بن باز	۲۴۱	ترجمہ: شیخ جبار اللہ
۲۵۸	فتاویٰ برائے خواتین شیخ محمد ابراہیم آل شیخ وغیرہ	۲۴۱	ترجمہ: مسیب الرحمن بن عطاء الرحمن
۲۵۹	الفتاویٰ الاحمدیہ	۲۵۰	مولانا ابوالفتح رکن الدین بن حسام الدین ناگوری
۲۶۰	فتاویٰ مجمع البرکات	۲۵۰	مفتی ابوالبرکات بن حسام الدین دہلوی
۲۶۱	الفتاویٰ السراجیہ	۲۵۰	سراج الدین علی بن عثمان الاوشی
۲۶۲	فکر و نظر کی آزادی اور اسلام	۲۶۴	مولانا عنایت اللہ سبحانی
۲۶۳	فقہ الحدیث (ترجمہ عربی سے اردو)	۲۸۱	ترتیب و تخریج: حافظ عمران ایوب لاہوری
۲۶۴	فتاویٰ اصحاب الحدیث	۲۸۸	حافظ عبدالستار
۲۶۵	فقہی و علمی مقالات	۲۸۷	اہل حدیث کانفرنس جھارکھنڈ

۲۶۶	فتاویٰ سلفیہ	۲۸۹	مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ
۲۶۷	فتاویٰ علماء حدیث	۲۸۹	ابوالحسنات علی محمد سعیدی
۲۶۸	فتاویٰ برائے خواتین	۲۸۹	ڈاکٹر لقمان سلفی
۲۶۹	فتاویٰ شیخ بن باز (اردو ترجمہ)	۲۸۹	ترجمہ: ڈاکٹر لقمان سلفی، شیخ نور الاسلام سلفی
۲۷۰	الفقہ الاسلامی	۲۹۰	ڈاکٹر لقمان سلفی
۲۷۱	فقہ اسلامی اور جدید دور کے مسائل	۲۹۷	مولانا مجیب اللہ ندوی
۲۷۲	فتاویٰ یورپ	۳۱۲	مفتی عبدالواحد
۲۷۳	فتاویٰ افضل المدارس	۳۱۴	مفتی شفیق احمد شریفی
۲۷۴	فتاویٰ تاتارخانیہ	۳۲۱	علامہ فرید الدین ابن العلاء انصاری دہلوی
۲۷۵	فتاویٰ غیاثیہ	۳۲۹	شیخ داؤد بن یوسف الخطیب
۲۷۶	فقہ الحلال والحرام (عربی ترجمہ)	۳۳۳	مترجم: مولانا نثار احمد حصیر قاسمی
۲۷۷	فصول الحواشی	۳۳۸	
۲۷۸	فقہ السنہ	۳۷۶	سید سابق
۲۷۹	الفقہ الاسلامی وادلتہ	۳۷۷	ڈاکٹر وہبہ الزحیلی
۲۸۰	فقہ السنہ	۳۸۱	محمد عاصم حداد
۲۸۱	فہم الحدیث	۳۸۲	میاں محمد جمیل
۲۸۲	فتاویٰ محمدیہ منہج سلف صالحین کے مطابق	۳۸۳	مفتی عبید اللہ خاں

۲۸۳	فتاویٰ الدین الخالص	۳۸۴	ابو محمد امین اللہ پشاور
۲۸۴	فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ	۳۸۴	حافظ ثناء اللہ مدنی
۲۸۵	فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الکلام (۲ جلدیں)	۳۸۵	حافظ زبیر علی زئی
۲۸۶	فضائل ومسائل رمضان المبارک مع التحقیق فی رکعات التراویح	۳۸۶	حافظ عبدالغنی
۲۸۷	فقہ صیام	۳۸۷	عبدالہادی عبدالخالق مدنی
۲۸۸	فاتحہ خلف الامام بشمول دو فتاویٰ سکنت و آئین	۳۹۱	ابو محمد بدیع الدین راشدی
۲۸۹	فقہ الحدیث (عربی سے اردو ترجمہ)	۳۹۲	حافظ عمران ایوب لاہوری
۲۹۰	فقہ کتاب و سنت (اردو ترجمہ)	۳۹۳	عمر فاروق سعیدی
۲۹۱	فقہ وحدیث (عربی سے اردو ترجمہ)	۳۹۳	مولانا ذور الفقار علی طاہر
۲۹۲	فقہ اسلامی کی نظریہ سازی (اردو ترجمہ)	۴۰۱	مولانا عتیق احمد بستوی قاسمی
۲۹۳	فقہ مقاصد (اردو ترجمہ)	۴۰۶	الیاس نعمانی ندوی
۲۹۴	فقہ الاقلیات، تعارف، تجزیہ اور حل (اردو ترجمہ)	۴۱۵	مولانا امتیاز عالم قاسمی
۲۹۵	فقہ الاقلیات، تعارف اصول اور تطبیق (اردو ترجمہ)		ہشام الحق ندوی

۲۹۶	فقہ الاقلیات دعوت فکر و نظر	۴۱۷	مرتب پروفیسر محسن عثمانی ندوی
۲۹۷	فتاویٰ عزیزی	۴۴۹	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
۲۹۸	فتاویٰ عثمانی	۴۵۶	مفتی تقی عثمانی پاکستان
۲۹۹	فقہ حسینی	۴۷۰	قاضی غلام حسین مہری
۳۰۰	فتح المعین بشرح قرۃ العین بمہمات الدین	۴۷۱	زرین الدین احمد بن شیخ محمد الغزالی الجوبانی
۳۰۱	الفتاویٰ الازہریہ	۴۷۳	ابو السعاده احمد کویا الشالیاتی
۳۰۲	فیض الباری	۴۷۵	شیخ احمد الصغیر
۳۰۳	فتاویٰ شیخ اسماعیل نیلیکوٹ	۴۷۶	مجموعہ فتاویٰ شیخ موصوف
۳۰۴	فتاویٰ محی السنہ	۴۷۶	عبدالقادر القاسمی پنملی
۳۰۵	فتاویٰ شیخ عبدالنجیب المسلمی باری	۴۷۶	مجموعہ فتاویٰ شیخ موصوف
۳۰۶	فتح الدیان فی خیر الادیان	۴۷۷	العالم العروس سید محمد لٹی
۳۰۷	فتح المتین	۴۷۷	”
۳۰۸	فتح السلام	۴۷۷	”
۳۰۹	فتح الرحمن فی اختلاف الائمۃ الاعیان (الفقہ علی المذاہب الاربعہ)	۴۷۸	حبیب محمد
۳۱۰	فتح المجید	۴۸۰	نوح بن عبدالقادر
۳۱۱	فقہ مالی	۴۸۲	قادر محی الدین اناویار
ق			

۳۱۲	قول العینین لمن لم یشغل تحقیق الطرفین	۹۳	مولانا عبدالغفار عراقی
۳۱۳	قصوى الذرى لمن تمسک بأوثق العری	۹۳	”
۳۱۴	قاموس الفقہ	۲۰۵	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۳۱۵	قرأت خلف الإمام	۲۸۴	مولانا عبدالجلیل سامرودی
۳۱۶	قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین	۲۸۴	مولانا محمد گوندلوی
۳۱۷	قصہ ایام قربانی کا	۲۸۸	مولانا رئیس احمد ندوی
۳۱۸	قضايا فقهية فی الاقلیات المسلمہ (اردو سے عربی ترجمہ)	۳۳۳	
۳۱۹	قضايا فقهية معاصره	۳۳۴	مولانا برہان الدین سنہلی
۳۲۰	القواعد الفقهية	۳۳۶	علی احمد ندوی
۳۲۱	قواعد الفقہ	۳۳۷	محمد امین الاحسان
۳۲۲	قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل	۳۸۰	عبدالمنان نور پوری
۳۲۳	القول سدید فیما یتعلق بتکبیرات العید	۳۹۰	عبدالرحمن مبارکپوری
۳۲۴	قضاء عمری	۳۹۲	ابوانشاء قاری خلیل الرحمن جاوید
۳۲۵	قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل (اردو ترجمہ)	۳۹۶	مولانا فاروق اصغر صارم

۳۲۶	القصيدة الأزهريّة في حكم الطلاق في الكلمات الملببارية	۴۷۳	ابو یحییٰ زین الدین علی بن شیخ احمد المعبری
۳۲۷	قطع الادبام فی میراث ذوی الارحام	۴۷۳	”
ک			
۳۲۸	کفایة المفتی	۱۴۰	مرتب مولانا حفیظ الرحمن واصف دہلوی
۳۲۹	کتاب العشر والزکوة	۲۰۷	مولانا عبدالصمد رحمانی
۳۳۰	کتاب الفسخ والفسق	۲۱۲	”
۳۳۱	کتاب المسائل	۲۲۰	مفتی سلمان منصور پوری
۳۳۲	الکافی فی شرح الوانی (مخطوط)	۲۵۱	فتیہ علامہ ابوالبرکات نسفی
۳۳۳	کتاب الجنائز	۲۸۳	مولانا عبدالرحمن مبارکپوری
۳۳۴	کیا موسیقی حرام نہیں	۲۸۷	مصنف ناصر الدین البانی مترجم محمد جمیل اختر
۳۳۵	کتاب الفقه علی المذاہب الاربعہ	۳۷۶	عبدالرحمن جزیری
۳۳۶	کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے	۳۹۱	حافظ صلاح الدین یوسف
۳۳۷	کفایة الاسلام	۴۷۰	
۳۳۸	کفایة الفرائض فی اختصار الکافی فی الفرائض للإمام الصردی	۴۷۳	شیخ احمد المعبری الشافعی
۳۳۹	الکلام الحاوی فی رد الفتاوی والدعاوی	۴۷۳	”

۳۴۰	کتاب الذبح والاصطیاد	۴۷۵	شیخ عمر القاضی
م			
۳۴۱	مفتاح الجنة	۷۰	مولانا کرامت علی صاحب جونپوری
۳۴۲	منیۃ الساجد فی آداب المساجد	۷۵	حضرت تھانوی کے رسالوں کا مجموعہ
۳۴۳	المہندی للمقتدی	۸۲	مولانا محمد ادریس نگرانی
۳۴۴	معلم الحجاج	۸۶	مفتی سعید احمد سہارنپوری
۳۴۵	مجموعہ قوانین اسلامی	۸۸	جماعت علماء مسلم پرسنل لاء بورڈ
۳۴۶	المصالح العقلیۃ للاحكام النقلیۃ	۸۹	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
۳۴۷	مفیدۃ النساء	۸۹	
۳۴۸	مسک البرۃ فی بیان الحج والعمرة	۹۳	مولانا عبدالغفار عراقی
۳۴۹	مسئلہ رویت ہلال	۲۰۹	مولانا محمد میاں
۳۵۰	مجموعہ قوانین اسلام	۲۱۳	ڈاکٹر تنزیل الرحمن
۳۵۱	معلم الحجاج	۲۲۰	قاری سعید احمد سہارنپوری
۳۵۲	مقالات و فتاویٰ شیخ بن باز	۲۴۱	ترجمہ: محمد خالد سیف
۳۵۳	معدل اقامۃ الصلاة	۲۵۲	محمد بن پیر علی البرکلی (متوفی ۹۸۱ھ)
۳۵۴	محاضرات فقہ	۲۵۸	ڈاکٹر محمود احمد غازی
۳۵۵	مسلم اور غیر مسلم تعلقات	۲۶۶	مولانا جلال الدین عمری
۳۵۶	مسلم و غیر مسلم تعلقات	۲۶۷	اعداد اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا
۳۵۷	مقاصد شریعت تعارف و تطبیق	۲۶۷	اعداد اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا
۳۵۸	مقاصد شریعت	۲۶۷	ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی

۳۵۹	مسلمان اقلیتوں کا مطلوبہ کردار	۲۶۹	سلطان احمد اصلاحی
۳۶۰	مباحث فقہیہ	۲۷۳	قاضی مجاہد الاسلام قاسمی
۳۶۱	میقات الصلوات لیستفیع بہا آہل الفصل والنجاۃ	۲۸۰	مولانا عبداللہ بہاؤ میاں الہ آبادی
۳۶۲	مقالات الہلال	۲۸۲	مولانا ابوالکلام آزاد
۳۶۳	المصلی	۲۸۲	قاضی مچلی شہری
۳۶۴	مبادیات فقہ	۲۹۴	مفتی اسماعیل کچھولوی
۳۶۵	المسائل الاستحسانیہ	۳۳۵	(تحت اشراف) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۳۶۶	معلم الثبوت	۳۳۵	ملاحب اللہ بہاری
۳۶۷	الموجز فی اصول الفقہ	۳۳۷	محمد عبید اللہ سعدی
۳۶۸	موسوعہ فقہیہ (اردو ترجمہ)	۳۴۴، ۳۶۰	اعداد وزارت اوقاف کویت، اردو ترجمہ اسلامک فقہ اکیڈمی
۳۶۹	مختصر طہارت کے مسائل برائے خواتین	۳۸۵	عبدالوکیل ناصر
۳۷۰	مسائل عیدین	۳۸۷	ڈاکٹر فضل الہی
۳۷۱	میں نماز کیوں پڑھوں	۳۸۷	ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی
۳۷۲	مختصر صحیح نماز نبوی	۳۸۹	حافظ زبیر علی زئی
۳۷۳	مردوزن کی نماز میں فرق	۳۹۱	محمد حنیف منجا کوٹی
۳۷۴	محرمات اردو ترجمہ	۳۹۷	ام محمد شکیلہ قر

۳۷۵	مختصر مسائل واحکام طہارت و نماز (اردو ترجمہ)	۳۹۷	ابو عدنان محمد منیر قمر
۳۷۶	مقاصد شریعت عصری تناظر میں (اردو ترجمہ)	۴۰۴	ہشام الحق ندوی
۳۷۷	مقاصد شریعت کی تفہیم (اردو ترجمہ)	۴۰۹	ڈاکٹر فہیم اختر ندوی
۳۷۸	مسئلہ سود	۴۴۶	مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی پاکستانی
۳۷۹	معرفۃ الارکان	۴۶۴	مولانا ثار احمد دروگے
۳۸۰	مینیۃ الطالب و منۃ الممالک	۴۶۵	مفتی نور محمد بن یوسف پٹیل
۳۸۱	مختصر شہابیہ فی المسائل الفقہیہ	۴۷۰	قاضی شہاب الدین مہری
۳۸۲	مجموع المسائل	۴۷۰	رحمت
۳۸۳	المفاتیح الوہبیۃ علی الفرائض الحمدیہ	۴۷۳	ابو یحییٰ زین الدین علی بن شیخ احمد المعبری
۳۸۴	ماذا وظیفۃ الفقہاء	۴۷۴	شیخ ویران کتی ملیباری
۳۸۵	مجموع الفتاوی	۴۷۴	عبد القادر فصفری
۳۸۶	مجمع الفوائد	۴۷۴	”
۳۸۷	المتفرد فی الفقہ	۴۷۴	شیخ عبدالباری والکلی
۳۸۸	مقاصد النکاح	۴۷۴	قاضی محمد
۳۸۹	ملئقط الفرائض	۴۷۴	”
۳۹۰	مقاصد النکاح	۴۷۵	شیخ عمر القاضی
۳۹۱	مناسک المسلمیباری	۴۷۵	فخر الدین کویا کوٹی

۳۹۲	مغانی ملح التبیان فی شرح فتح	۴۷۸	العالم العروس سید محمد الدیان
۳۹۳	مسائل الدین	۴۷۸	شیخ محمد لئی
۳۹۴	مناسک الحج	۴۷۹	”
۳۹۵	موسوعة احکام فقہ الشافعی	۴۸۱	آدم محی الدین
ن			
۳۹۶	نہایۃ الوصول فی درایۃ الأصول	۵۴	صفی الدین ہندی، ارموی
۳۹۷	النیرۃ المضیئة	۹۱	مولانا احمد رضا خاں (بریلوی)
۳۹۸	نظام الفتاوی	۱۴۳	مرتب قاری ظفر الاسلام صدیقی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مفتی سعید الرحمن قاسمی، مفتی احمد نادر القاسمی، مفتی سراج الدین قاسمی
۳۹۹	نہج التعلیم (مخطوط)	۲۴۹	جعفر بن میراں بن یعقوب البولکانی
۴۰۰	نظم الخلافیات	۲۵۲	عمر بن محمد احمد نسفی (متوفی ۵۳۷ھ)
۴۰۱	نئے مسائل اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا (فیصلے اور قرارداد)	۲۷۵	اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا
۴۰۲	نبی کی نماز	۲۸۰	مولانا عبداللہ شائق منوی
۴۰۳	نبی کی نماز	۲۸۱	عبد الجلیل سامرودی
۴۰۴	نور الابصار	۲۸۳	مولانا عبدالرحمن مبارکپوری
۴۰۵	نماز جنازہ	۲۸۳	مولانا محمد صادق سیالکوٹی

۴۰۶	نظام السفارة فی القانون الاسلامی والوضعی	۳۲۴	ڈاکٹر مفتی شاہ جہاں ندوی
۴۰۷	نبیل المرام فی آیات الاحکام	۳۲۷	نواب صدیق حسن خاں
۴۰۸	نوازل فقہیہ معاصرہ (عربی ترجمہ جدید فقہی مسائل)	۳۳۲	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۴۰۹	نور الانوار	۳۳۶	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی
۴۱۰	نماز نبوی صحیح احادیث کی روشنی میں	۳۸۶	ڈاکٹر سید شفیق الرحمن
۴۱۱	نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں	۳۸۶	حافظ ثناء اللہ ضیاء
۴۱۲	نور العینین فی مسئلۃ رفع الیدین عند الركوع وبعده فی الصلاة	۳۸۶	حافظ زبیر علی زئی
۴۱۳	نماز پنجگانہ کی رکعتیں مع نماز وتر وتہجد	۳۸۷	ابوعدنان منیر قر
۴۱۴	نماز مصطفی علیہ الصلاۃ والسلام	۳۸۷	ابو حمزہ عبدالخالق
۴۱۵	نوافل کی جماعت کے ساتھ فرض نماز کا حکم	۳۹۰	نذیر احمد رحمانی
۴۱۶	نماز سے پہلے	۳۹۱	انس بن عبدالحمید القوز
۴۱۷	نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام	۳۹۱	حافظ زبیر علی زئی
۴۱۸	نماز وروزہ کی نیت	۳۹۱	ابوعدنان محمد منیر قر
۴۱۹	نشاط العبد بجمہر ربنا ولک الحمد	۳۹۱	ابو محمد بدیع الدین راشدی
۴۲۰	نفقہ مطلقہ کتاب وسنت کی روشنی میں	۳۹۲	محمد رئیس ندوی

۴۲۱	نماز نفل کتاب وسنت کی روشنی میں (اردو ترجمہ)	۳۹۷	حافظ اسحاق زاہد
۴۲۲	نماز میں خشوع اور عاجزی یعنی سینے پر ہاتھ باندھنا (اردو ترجمہ)	۳۹۷	مولانا ذوالفقار طاہر
۴۲۳	نماز کی مسنون دعائیں	۳۹۸	حافظ عبدالحمید گوندل
۴۲۴	نماز نبوی احادیث صحیحہ کی روشنی میں (اردو ترجمہ)		مولانا محمد صادق خلیل
۴۲۵	نور الاسلام	۴۷۰	غلام احمد روگھے
۴۲۶	النجوم الطوالع فی تراجم اعلام جمع الجوامع	۴۷۴	عبدالغفور الثقفانی الکانوری
۴۲۷	نتیجۃ المنقول والمأثور فی رکعات سید الشہور	۴۷۴	عبدالقادر القاسمی
و			
۴۲۸	وضو محمدی	۲۷۹	مولانا محمد جونگر لڑھی
ہ			
۴۲۹	ہدایۃ المستلاحی فی حکم باب الأضاحی	۹۳	مولانا عبدالغفار عراقی
۴۳۰	ہندوستان اور مسئلہ امارت	۲۱۷	مولانا عبدالصمد رحمانی
۴۳۱	ہدایۃ النجدین إلی حکم المعانقۃ والمصافحۃ بعد العیدین	۲۸۰	شمس الحق عظیم آبادی

انگریزی کتابیں			
سید امیر علی	۴۲۴	Personal law of the Muhammadans	۴۳۲
سید علی رضا	۴۲۵	The Principle of Muhammdan law for students	۴۳۳
پروفیسر محمد نجات اللہ صدیقی	۴۲۶	Recent theories of Profit: A critical examination	۴۳۴
”	۴۲۶	Economic Enterprise in Islam	۴۳۵
”	۴۲۶	Muslim Economic thinking	۴۳۶
”	۴۲۶	Banking without interest	۴۳۷
”	۴۲۶	Insurance in Islamic Economy	۴۳۸
”	۴۲۷	Role of state in Islamic Economy	۴۳۹

”	۴۲۷	Riba, Bank Interest and the Rationale of its Prohibition	۴۴۰
”	۴۲۷	Some Aspects of Islamic Economy	۴۴۱
پروفیسر اوصاف احمد	۴۲۷	Economic conditions of Indian Muslims, Present situation and future potentials	۴۴۲
”	۴۲۷	Islamic Banking and Finance: Fundamentals and Contemporary issues	۴۴۳
مصنف: مولانا اشرف علی تھانوی، مترجم: محمد مصروف خاں ودیگر	۴۲۸	Heavenly ornaments	۴۴۴
مصنف: مولانا اشرف علی تھانوی	۴۲۸	Rights in Islam	۴۴۵
مصنف: مولانا اشرف علی تھانوی	۴۲۸	Nikah in Islam	۴۴۶
مصنف: مفتی کفایت اللہ، مترجم: صبیح الدین احمد انصاری	۴۲۸	Lessons in Islam	۴۴۷
مصنف: مولانا منظور احمد نعمانی	۴۲۸	What is Islam	۴۴۸